[illegible] الہاشمی القرشی الابطحی [illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب کاشف اسرار [illegible] قاطع برہان تلبیس الشیطان

[illegible]

الموسوم بہ

تبصرۃ الایمان

[illegible]

از افادات [illegible] الکتب الدینی [illegible]

[illegible] الحسینی الترمذی [illegible]

بفرمائش

مولوی غلام عباس صاحب [illegible] لاہور

قلم شکستہ رقم کو ہاتھ میں لیا بقدر فہم و استعداد لکھنا شروع کیا بعض مقامات پر
حق الیقین و رسالہ جزیرہ ابیض اخضر و رسالہ زاہر الدرا حصۂ اول و رسالہ خمسہ
اصلاح سے اور دیگر کتب عامہ و خاصہ سے بھی جو دستیاب ہو سکیں نخب
کو سکے واسطے مزید صحت دعوے کے بعض بعض مقامات میں بعض بعض مضمون
کو ایزاد کیا ہے۔ اور اثبات مدعا میں استواری بنا سے اعتقاد کے فی الجملہ
طوالت کو راہ دیا ہے۔ امید ہے کہ مبصران دقیقہ بین بنظر مرحمت عیب پوشی
کو کام میں لائیں اور جو غلطی نظر سے گذرے اصلاح فرمائیں اور جہاں لکھنے یا ترجمے
میں بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اصل مطلب
میں اگر سہواً یا بوجہ عدم لیاقت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہو جس سے اصل مطلب صوری
اصلی کھو گیا ہو۔ اس کی درستی میں تھوڑی سی زحمت و تکلیف بنظر کار ثواب گوارا
فرمائیں۔ اور اس عاصی کو ممنون احسان لاتحصی فرمائیں محض تحصیل ثواب و
نجات عقبٰے کے لئے یہ بار گراں میں نے سر پر اٹھایا ہے۔ اور منشئے

شعر

یلوح الخط فی القرطاس دهرا
وکاتبه رمیم فی التراب

اس تحریر کا خیال آیا ہے۔ شاید باقیات الصالحات ہو۔ اور باعث نجات
ہو۔ اور وقت تحریر اس رسالہ کے مجھے مجمع کمالات صوری و معنوی مروج
وناصر دین محمدی سالک مسالک مذہب حیدری شارع مشارع مذہب
جعفری عین الاعیان رفیع القدر والشان ذوالجد والکرم معدن فضل و کرم
جان نثار آل احمدؐ اعنی عمی المعظم جناب السید محمد صاحب رئیس موضع
سیدن پور ضلع جون پور سے تقریراً و تحریراً و اعانت عطائے کتب

معکالی ملی۔ جزاهم الله خیراً۔ اور یہ رسالہ موسوم بہ تبصرۃ الایمان ہے۔
زاد راہ عقبیٰ برائے صاحبان ایقان ہے۔ نام تاریخی تاریخ آل عبا ہے۔ دستاویز
حصول لبنت الماویٰ ہے۔ رحمت جناب باری عز اسمہ سے امید ہے۔ کہ
مقبول ہو۔ اور بدرجہ شیاع حصول ہو۔ اور جو اجر و ثواب اس کی تحریر و تکمیل
میں مجھے اس وقت سے تا قیام قیامت حاصل ہو۔ وہ سب طرف روح والد
بزرگوار اس خاکسار بیمقدار کے عاید اور اُن کے اجر و ثواب میں شامل ہو۔ آمین
یارب العالمین بحرمۃ النبی وآلہ الطاہرین وها انا اشرع فی المقصود
وبه نستعین +

واضح ہو۔ کہ یہ کتاب مشتمل ہے ایک مقدمہ اور پانچ باب پر۔ اور باب چہارم
میں فصلیں ہیں جس کی تفصیل آئندہ انشاءاللہ مذکور ہوگی۔ اور ملاحظہ سے
اُس کے خاطر اقدس شیعان حیدر کرار مسرور ہوگی +

مقدمہ

طالبان اخبار ائمہ طاہرین ع و سالکان مسالک دین پر واضح ہو۔ کہ بمراد
فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ جناب خلاق مطلق عز اسمہ و جل شانہ نے
اس دنیائے ناپائدار کو عبث خلق نہیں فرمایا ہے۔ اور انسان ضعیف البنیان
کو اس میں رہنے کے لئے بیفائدہ حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ بمفاد و ما خلقت
الجن والانس الا لیعبدون مقصود خاص عبادت معبود کون و مکان
ہے۔ جو باعث نجات آخرت و سبب خلود جنان ہے۔ کیونکہ بمقتضائے
الدنیا مزرعۃ الآخرۃ ظاہر ہے۔ کہ جو دانہ زمین میں بویا جائیگا۔ اُسی کا

پھل ملیگا۔ اسی طرح انسان جیسا عمل بجا لائیگا۔ ویسا ہی اجر و ثواب پائیگا۔
پس یہ دنیا ہے فانی کشت آخرت ہے۔ جائے طاعت و عبادت ہے۔ اور
عبادت خدا ممکن نہیں ہے جب تک کہ خدا کو نہ پہچانے۔ اور اپنے معبود
حقیقی کو نہ جانے۔ بنابراں واجب ہے۔ کہ آفتاب اصول دین سے اقتباس
نور کرے۔ کاشانہ عقل و تمیز کو اس کی ضیاء لازوال سے معمور کرے۔
ایمان ایک ایوان بلند پایہ ہے۔ جو قصر مراتب ملائکہ و انبیاء سے ہمسایہ ہے
پانچ رکن پر اس کی بنا ہے۔ انہی رکنوں سے قائم و برپا ہے۔ اگر کوئی رکن
ٹوٹ کر خراب ہو جائے۔ تو اس ایوان عالیشان کا اعتبار استحکام کھو جائے۔
لہذا پہلے سب امور۔ کے انسان پر ان کی معرفت لازم ہے جس سے بارگاہ
عالی شان دین متین قائم ہے۔ اور ان سب ارکان میں بعد معرفت و اقرار توحید
و عدل و نبوت کے اقرار امامت ائمہ اثنا عشر علیہم سلام اللہ الاکبر واجب
عینی ہے۔ اور بسبب قبول عبادت خدا و نجات عقبٰے یقینی ہے۔ کیونکہ
تمام حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ ان کی اطاعت اطاعت خدا و رسولؐ ہے۔
اور ان کی مخالفت مخالفت خدا و رسولؐ ہے۔ بفرض محال اگر کوئی اول دنیا
سے آخر دنیا تک اس قدر طویل عمر پائے۔ اور ہمیشہ دنوں کو روزہ رکھے
اور راتوں کو شب بیداری کر کے عبادت خدا بجا لائے۔ اور بقدر آنکھ جھپکنے
کے طاعت خدا سے غافل نہ ہو۔ کسی وقت بیکار و عاطل نہ ہو۔ باوجود
اس کے اگر بقدر ذرہ یا کم اس سے بغض اہلبیت اطہارؑ دل میں رکھتا ہو۔
تو وہ منافق و کافر ہے۔ فاسق و فاجر ہے۔ کوئی عبادت اس کی قابل قبول
نہیں۔ کوئی عمل اس کا مقبول نہیں۔ ہزار کوشش کرے۔ اس کے
کچھ کام نہ آئیگا۔ منہ کے بل جہنم میں جائیگا۔ شعر

پھر کیا ادا صلوٰۃ اگر حج سمیت کی
شرط قبولیت ہے ولا اہلبیتؑ کی

اگرچہ بیان حالات امام دوازدہم مقصود و مطلوب ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے حسب خواہش برادران روحانی و اصدقا ایمانی وہی ذکر مرغوب ہے۔ لیکن ہر ایک اصول کو مختصر طور پر تحریر کرتا ہوں۔ اور واسطے آگاہی خاص و عام کے تسطیر کرتا ہوں ٭

باب اوّل

توحید کے بیان میں

اس کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تمام عالم کا پیدا کرنے والا ایک ہے۔ کوئی اُس کا شریک نہیں ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا۔ اُس کا شریک و سہیم و مثل و مانند نہیں۔ محتاج معین و مددگار کا نہیں ہے۔ سب چیز کو اُس نے اپنی قدرت و اختیار اور ارادہ سے پیدا کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ کہ جو اُس نے پیدا کیا ہے۔ اب اُس سے زیادہ پیدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ جس قدر اُس نے پیدا کیا ہے۔ اسی کے پیدا کرنے میں اُس کی مصلحت تھی۔ اگر وہ چاہے۔ تو اُس سے دگنا چوگنا بلکہ ہزار ہا گنا پیدا کر سکتا ہے۔ مجبور نہیں ہے۔ اور کسی غرض و احتیاج ذاتی سے ان کی خلقت نہیں کی ہے۔ بلکہ چونکہ وہ فیاض و جواد و کریم ہے۔ اپنے بندوں کو اس واسطے

مخلوق کیا ہے۔ کہ اُس کی رحمت وسیع اور شفقت فسیح سے مستفیض و بہرہ مند ہوں۔ اور نعمتیں اور لذتیں اور فائدے سے اشیاء حلال و جائز کے متنعم اور متلذذ ہو کر شکر کے پابند ہوں۔ اور وہ سب جگہ حاضر و موجود ہے۔ ہر ایک شے کا فلک الافلاک سے تا تحت الثریٰ ناظر ہے۔ ہر ایک چیز کو جس جگہ ہو۔ وہ پہچانتا ہے۔ ہر ایک کے ۔ مافی الضمیر کو جانتا ہے۔ سب کو دیکھتا ہے۔ اور اُن کی باتیں سُنتا ہے۔ کسی کی آنکھ اُسے دیکھ نہیں سکتی۔ جس شے میں چاہے۔ حروف و اصوات پیدا کر کے کلام کرتا ہے۔ صوفی و ہنود جو اس کے قائل ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ معاذ اللہ ہر شے میں حلول کرتا ہے۔ اور ہر چیز میں وہ موجود ہے۔ اور جو اوتار ہوتا ہے۔ اُسی کی ذات کا جلوہ ہے۔ یہ عقیدہ اُن کا فاسد و داخل کفر ہے۔ ذات اُس کی کسی عرض و جوہر سے مرکب نہیں جسم نہیں رکھتا۔ کسی شے میں حلول یا انتقال نہیں کرتا۔ اُس کے لئے کوئی جہت و مقام نہیں۔ حوادث و عوارض عالم اسباب کی مداخلت کا اُس کی ذات میں نام نہیں۔ عجز و نقص و احتیاج سے مبّرا ہے۔ لم یلد ولم یولد کی صفت میں یکتا ہے۔ افعال ناشائستہ سے کنارہ و لغفور ہے۔ تواب و وہاب و رحیم و غفور ہے۔ صادق و قدیم ہے۔ صانع اور حکیم ہے۔

باب دوم

عمل کے بیان میں

اس کا اقرار کرنا لازم ہے۔ کہ خدا عادل ہے ظالم نہیں مثل اُس کے

انصاف کرنے والا کوئی حاکم نہیں جو کچھ دنیا و آخرت میں کرتا ہے۔ وہ عدل وحق ہے۔ ظلم وجور سے بری مطلق ہے۔ کسی نفس پر کسی وجہ سے ظلم نہیں کرتا ہے۔ بلا صدور جرم وخطا عقوبت کا بار کسی کے سر نہیں دھرتا ہے۔ جو بندہ اُس کی مرضی کے مطابق اعمال خیر بجالائے۔ اُس کے خزانہ رحمت سے گوہر اجر وثواب پائے۔ ہر شخص کو نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ ظالم سے مظلوم کا انتقام لیتا ہے۔ یہ اُس کا عین انصاف ہے۔ اور کمال الطاف ہے۔ کہ اگر کوئی کافر کوئی کار خیر دنیا میں عمل میں لائے۔ تو ضرور خوان شفقت بے پایاں سے اُس کے اسی دنیا میں مائدہ جزا پائے۔ کیونکہ وہ مستحق ثواب آخرت نہیں ہے۔ اور قابل جنت نہیں ہے ۰

باب سوم

نبوت کے ذکر میں

اے متمسکان حبل المتین ولایت امیر المومنین یہ امر بدیہی ہے۔ کہ ہر شہر و قریہ میں اور ہر قوم وقبیلہ میں کسی رئیس یا امیر یا حاکم کا ہونا مناسب ہے۔ اور ایسے شخص ذی اختیار کا موجود رہنا واجب ہے۔ کیونکہ کافہ انام جس وقت آپس میں نزاع ومخالفت کریں۔ اور امور دنیا ودین میں مخاصمت کریں۔ تو وہ اُن کو راہ راست پر لائے۔ مواعظ حسنہ اور نصائح دلپذیر سے سمجھائے۔ اُن میں جو فتنہ وفساد دربارہ معاملات دنیا ودین کے ہو۔ اُسے مٹائے۔

اگر بہ راہ راست وہ نہ مانیں۔ تو سیاست و تہدید بمصلحت وقت آغاز کرے۔
اور وہ امر جو اُن کے لئے اصلح ہو۔ بنرمی و درشتی جس طرح سے ممکن ہو
عمل میں لاکر اصلاح میں اُن کا چارہ ساز ہو۔ اور ایسے شخص کا ہونا لطف خدا
ہے کے سا اور مہ موجود رہنا ایسے کسی شخص کا خلاف مصلحت و حکمت کبریا ہے۔
اب رہی یہ بات۔ کہ اُس ذی اختیار شخص کو کافہ ناس اپنی تجویز سے مقرر کریں
یا منصوب من اللہ ہو۔ اور وہ خاطی اور عاصی ہو۔ یا معصوم و بیگناہ ہو۔ پس
اگر اپنی رائے سے کسی کو پنچایت و شورہ کر کے اچھا سمجھ کے خلائق تجویز کرے۔
اور وہ یہ بار گراں اُٹھا کے قدم سریر ریاست دنیا و دین پر دھرے۔ تو
ممکن ہے۔ کہ اُس شخص سے تھوڑے ہی دن کے بعد مفاسد عظیم ظاہر
ہوں۔ کیونکہ انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے۔ ایسی حالت میں اُس کی
عقل ایسے درجہ کمال کو کب پہنچ سکتی ہے۔ کہ اول سے آخر تک جمیع اقوال
و افعال پر اُس کے انتباہ ہو۔ اور اُس کے جملہ امور مخفیہ پر جو اپنے دل میں مفاسد
و عیوب وغیرہ سے پوشیدہ رکھتا ہے مطلع و آگاہ ہو۔ اس بحث کو ہم
انشاء اللہ بحث تقرر امام میں مفصل طور پر عرض کرینگے۔
پس واضح ہو۔ کہ امر ریاست ایک امر عظیم ہے۔ جس کی راہ میں ہر ایک
قدم پر خوف و بیم ہے۔ لہذا یہ امر عقلاً خدا پر واجب و لازم ہے۔ کیونکہ وہ
جمیع اشیاء کا عالم ہے۔ علاوہ اس کے اُس نے ہر مکلف کو حکم عبادت
اور امر ترک معصیت کا دیا ہے۔ درصورت عبادت مستحق ثواب اور بحالت
عصیان و خطا قابل عقاب و عذاب کیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ
اللہ تعالےٰ عز شانہ عادل ہے۔ ظالم نہیں ہے۔ اور لطف و رحمت و
شفقت تمام بندوں پہ عام ہے۔ توفیق ہدایت و رہنمائی کرنا اُسی کا کام ہے۔

پس جب کہ اُس نے اپنے بندوں پر محض بنظر شفقت بلا کسی غرض کے یہ فرمان صادر کیا ہے۔ کہ اگر تم سب اس دنیائے فانی میں میری عبادت میں مصروف رہو گے۔ اور اس حکم کی بجا آوری میں تکلیف سہو گے۔ تو ہم تم کو دار آخرت میں بہشت اور نعیم بہشت سے مسرور کرینگے۔ اور ہر ایک تمہاری خواہشوں کو منظور کرینگے۔ اگر میرے حکم میں تمرد و بغاوت کرو گے۔ اور اطاعت میں مخالفت کرو گے۔ تو جہنم میں جگہ پاؤ گے۔ آتش عذاب میں جلائے جاؤ گے۔ اور یہ فرمان واجب الاذعان دے کر اُس نے کسی پیشوا کو مقرر نہیں کیا۔ رائے خلائق پر چھوڑ دیا۔ کہ وہ اپنی خواہشوں کے مطابق جس خاطی و گمراہ کو چاہیں مقرر کریں۔ اور ایسی حالت میں خدائے تعالےٰ عزشانہ اپنے بندوں سے مواخذہ ترک عبادت و عمل معصیت پر کرے۔ تو یہ امر قبیح ہے۔ کیونکہ اُس نے کسی رہبر کو نہیں بھیجا۔ کہ وہ راہ راست بتلاتا امر جائز و ناجائز کو سمجھاتا پس مواخذہ اُن سے داخل ظلم ہے۔ اور قبح و ظلم اُس پر روا نہیں۔ اور کسی طرح عقل سلیم کے نزدیک یہ امر بجا نہیں۔ جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بحث معرفت خدا میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ من عرف نفسہ فقد عرف اللہ یعنی جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ تو وہ خدا کو بھی پہچان لیگا۔ ایسے طور پر اگر کوئی منصف عاقل اپنے ہی حال سے معرفت حاصل کرے۔ اور دیکھے۔ کہ جملہ جوارح جسمانی و اعضائے انسانی آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ حواس ظاہری و باطنی پر جب کوئی مشکل آپڑتی ہے یا کوئی نیا امر ایسا واقع ہوتا ہے۔ کہ جس کے ضرر و نفع کی تمیز اُن کو نہیں ہو سکتی ہے۔ تو اُن کو ایسی حالت میں کیا کرنا ہوتا ہے۔ آیا کسی رہبر یا ہادی یا

حاکم کے بغیر آن کا عقدہ لاحل جن میں آن کو اضطراب ہے حل ہو جاتا ہے۔ یا کسی کی اعانت و امداد و رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ واضح ہو۔ کہ ایسے وقت میں دل کی طرف کہ جو سلطان جسم خاکی انسان ہے۔ رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ دیکھیں۔ دل کیا فیصلہ کرتا ہے۔ جب دل نے بعد تمیز ضرر و نفع کے فیصلہ کر دیا۔ تو اسی پر ہر انسان عمل کرتا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ مجوزہ فیصلہ کنندہ کون ہے۔ اور کس لقب سے پکارا جائیگا۔

پس آگاہ ہونا چاہیئے۔ کہ خالق لم یزل اپنی مخلوق ضعیف پر کس درجہ میں رؤف و رحیم ہے۔ اُس نے بکمال مرحمت یہ نہیں چاہا۔ کہ حالت مشکل میں مخلوق اُس کا پریشان ہو۔ اُس کے جسم میں ایک امیر یا بادشاہ مقرر کر دیا۔ کہ اُس کے حکم کے مطابق کاربند ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی امیر یا بادشاہ کو دوسری اصطلاح میں ہادی یا رسول یا امام یا رہبر یا مقتدا کہتے ہیں۔

پس جب اُس نے ایک شے ناچیز جسم خاکی کو بلا حاکم کے نہیں چھوڑا۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ شریعت غرا جس کی پیروی یا مخالفت سبب حصول اجر و ثواب یا عقاب و عذاب ہے بلا تعین کسی امیر یا رسول یا امام کے چھوڑ دی۔ نہیں نہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔

تو اریخ کی طرف رجوع کیجیے۔ تو معلوم ہو۔ کہ ابتدائے حضرت آدمؑ سے تا حضرت عیسیٰؑ جس قدر انبیاؑ و اوصیاؑ اور سلاطین قوم بنی اسرائیل میں گذرے۔ وہ سب حسب تعین جناب باری عز شانہ یکے بعد دیگرے مامور ہو کر اُس کے احکام کی تعمیل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جو شخص مجاوری خیمہ قدس کی جس کو

تابوت سکینہ بھی کہتے ہیں کرتا تھا۔ اور اُس کو کاہن خدا سب کہتے تھے۔ یعنی (امام)۔ وہ بھی منجانب خدا مامور ہوا کرتا تھا۔ لہذا نصب کرنا ایسے شخص کا منجانب خدا ضرورتاً واجب ہے۔ اور یہی شخص منصوب من اللہ تھے۔ یا رسول یا امام تھے۔ تقرران کا چند شرط پر مشروط ہے +

شرط اوّل یہ ہے۔ کہ نبی یا رسول یا امام اول عمر سے آخر عمر تک معصوم ہوں۔ گناہان کبیرہ وصغیرہ عمداً وسہواً اُن سے صادر نہ ہوں۔ اور جو آیات و اخبار ایسی وارد ہیں۔ کہ جن سے شبہ صدور معصیت کا ہوتا ہے۔ وہ ارتکاب مکروہ وترک اولے پر محمول ہیں۔ چونکہ مرتبہ و قدر و شان اُن کی ارفع ہے۔ لہذا امر مکروہ وترک اولے کو بمقابلہ اُن کی منزلت کے معصیت قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ معصیت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث مشہور میں ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اور عامہ جو قایل خطاء انبیا کسی غرض ومطلب خاص سے ہیں۔ وہ محض بہتان و افترا ہے۔ اور اس فعل قبیح کا انبیا کی طرف منسوب کرنا نازیبا ہے +

شرط دوم یہ ہے۔ کہ اُن کے پاس خدا کی جانب سے کوئی ثبوت دعوے حقیت نبوت کا ہو۔ اور وہ ثبوت دعوے معجزہ اور لانا معجزہ کا مطابق دعوے کے ہے۔ کیونکہ جو کوئی ایسا دعوے عظیم کرے۔ تو محض اُس کے کہنے پر باور نہ کرنا چاہیئے۔ جب تک کوئی دلیل اُس کے پاس نہ ہو۔ مقتضائے مصرعہ

دعوے بے دلیل قبول خرد نہیں

ممکن ہے۔ کہ مدعی ریاست صرف اپنے عروج اوج وجاہ وجلال کے واسطے اس امر کو ظاہر کرے۔ اور حقیقت میں ایسا نہ ہو۔ اور یہ بات ثابت ہے۔ کہ

اگر کوئی بادشاہ کسی شخص کو کسی جگہ کا حاکم مقرر کر کے بھیجے۔ تو لازم ہے۔ کہ اُس کے پاس کوئی سند شاہی ہو۔ تاکہ رعایا اُس سند کو دیکھ کر حاکم کی اطاعت میں مصروف ہو۔ پس نبی و رسول و امام کے لئے وہ سند معجزہ ہے۔ معجزہ وہ چیز ہے کہ خارق عادت السناق ہو۔ اور کوئی دوسرا شخص اُس کے کرنے پر عاجز ہو۔ جیسے مُردوں کا زندہ کرنا۔ چاند کو دو ٹکڑے کرنا۔ امور گذشتہ و آئندہ کی خبر دینا۔

شرط سوم یہ ہے۔ کہ نبی و رسول و امام تمام امت سے اعلم و افضل ہوں۔ عقل و فطانت و عفت و شجاعت و کرم و سخاوت و رافت و رحم و مروت و تواضع و نرمی و مدارا و ترک دنیا و رعایت صلحاء و علماء اہل دین اور غیرت میں اکمل ہوں۔

شرط چہارم یہ ہے۔ کہ صفات ذمیمہ مانند بخل و کینہ و حسد و حرص و محبت دنیا و حب مال و جاہ و کج خلقی و جبن و امراض متنفر خلق سے منزہ اور پاک ہوں۔

شرط پنجم یہ ہے۔ کہ اُن کے نسب میں کوئی عیب نہ ہو۔ یعنی نہ وہ اور نہ اُن کے آباؤ اجداد میں کوئی ولد الزنا ہو۔ شریف القوم ہوں۔ پیشہ کبھی اُن کا کمینوں کا نہ ہو۔ کوئی کام منافی مروت اُن سے صادر نہ ہو۔

شرط ششم یہ ہے۔ کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام تمام ملائکہ سے افضل ہوں۔

پس یہ شناخت ان صفتوں کی ہے۔ اس کا مجملاً اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور اُن کے اوصیاء برحق ہیں۔ بعد اُن کے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف پیغمبر خدا ہیں۔ تمامی خلق پر روز قیامت تک خاتم انبیاء و

سید المرسلین و مقتدائے جمیع انبیاء ہیں۔ اُن کے بعد قیامت تک اب کوئی دُوسرا پیغمبر مبعوث نہ ہوگا۔ تمام گناہان و عیوب و نقص سے معصوم و مطہر ہیں۔ حبیب رب اکبر ہیں۔ اُن کا دین سب پیغمبروں کے دینوں کا ناسخ ہے۔ حضرت کے معجزات لاتعد و لاتحصے ہیں۔ سب سے بزرگتر معجزہ قرآن ہے۔ کہ قیامت تک اس کا بقا واجب الاذعان ہے۔ ما ینطق عن الھوٰے ان ھو الا وحی یوحی آپ کے کلام صدق التمام کی توثیق میں وارد ہے۔ نام نامی و اسم گرامی باعث حصول مرام و مقاصد ہے۔ اُن کی اطاعت اطاعت خدا ہے۔ اُن کی معصیت معصیت خدائے کبریا ہے۔ جو کوئی خلاف حکم کے کرے۔ فاسق و فاجر ہے۔ اور جو کوئی آپ کا ارشاد نہ مانے کافر ہے۔ جناب آدم علیہ السلام سے حضرت عیسٰے علیہ السلام جتنے رسول و نبی و وصی گذرے سب آپ کی رسالت کی خبر دیتے رہے۔ اور اقرار و شہادت نبوت دے کر بہرہ وافی ثواب جزیل سے لیتے رہے۔ توریت و زبور و انجیل و صحف انبیاء میں آپ کی نعت کا مذکور ہے۔ قرآن مجید میں حضرت کی صفت اکثر مقام پر مسطور ہے۔ توریت کی چند آیتیں جو بطریق پیشینگوئی کے ہیں اس مقام پر کتاب کنز المعرفت مصنفہ حکیم محمد امجد علی خاں صاحب سے تحریر کرتا ہوں۔ اختصاراً بنظر مزید اعتقاد تسطیر کرتا ہوں:-

توریت کتاب پنجم باب ۱۸۔ آیت ۱۵ و ۱۸ میں ہے۔ آیۂ اول "قائم کریگا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجھ میں سے تیرے بھائیوں میں سے۔ مجھ سا اُس کو مانیو" آیۂ دوم "اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا قائم کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں دونگا۔ اور جو کچھ میں اُن سے کہونگا وہ اُن سے کہدیگا"۔

ظاہر ہے۔ کہ آیت اول قول حضرت موسےٰ علیہ السلام کا ہے۔ قوم بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سا نبی تمہارے بھائیوں میں سے خدا بھیجیگا۔ پس بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل ہیں۔ اور بنی اسمٰعیل میں کوئی نبی سوائے جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا نبی موعود کا بھی بنی اسماعیل سے ہونا ثابت ہے۔ اور بنی اسرائیل سے ہونا قطعاً ممنوع ہے ۔

اور دوسری آیہ میں ہے۔ کہ اپنا کلام اُس کے منہ میں دونگا۔ تمام اہل کتاب کیا یہودی کیا نصرانی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ توریت و انجیل و زبور و صحف انبیاء میں وحی کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ جو احکام نبیوں پر نازل ہوتے تھے۔ وہ اپنی زبان اور محاورہ میں اُن کو جمع کرتے تھے۔ صرف دس احکام خدا جو حضرت موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ وہ کلام خدا سمجھے جاتے ہیں۔ البتہ قرآن شریف از اول تا آخر کلام خدا ہے۔ جس کے الفاظ ہمارے پیغمبر صلعم کے منہ میں رکھے گئے ہیں۔ یعنی حضرتؐ ہی کی زبان مبارک میں کلام خدا نازل ہوا۔ اب یہی یہ بات کہ آیت اوّل میں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ مجھ سا نبی ہوگا۔ اُس کو مانیو۔ تو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسا پیغمبر ہے۔ آیا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر مثل حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہوا ہے یا نہیں۔ پس اُس توراۃ میں جو حضرت عزیر علیہ السلام نے قید بابل کے بعد لکھی ہے۔ اُس کی کتاب پنجم باب ۳۴ آیت ۱۰ میں مرقوم ہے "پھر نہ قائم ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل میں موسےٰ کی مانند جس سے پہچانا اللہ کو رو برو" لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ وہ نبی موعود مثل حضرت موسےٰ علیہ السلام کے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور توراۃ کتاب پنجم باب ۳۳ آیت ۲ میں ہے" خدا سینا سے نکلا۔ اور سعیر سے چمکا۔ اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اس کے دہنے ہاتھ میں شریعت روشن لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" اور کتاب حیقوق باب ۳ آیت ۳ میں ہے۔ " آئیگا اللہ جنوب سے قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمانوں کو جمال سے چھپا دیا۔ اس کی ستایش سے زمین بھر گئی" ان آیتوں میں کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بات بہت اچھی طرح جغرافیہ عرب اور توراۃ کے محاورات کے اور تسلیم و تحقیق علمائے یہود و نصاریٰ سے ثابت ہے۔ کہ کوہ فاران مکہ معظمہ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ کتاب اشعیاء نبی کے باب ۲۱ آیت ۷ میں ہے" ایک جوڑی سواروں کی دیکھی۔ ایک سوار گدھی کا۔ اور ایک سوار اونٹ کا۔ اور خوب متوجہ ہوا" پس ظاہر ہے۔ کہ پیغمبروں میں سوائے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کوئی سوار گدھی کا نہیں ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر یروشلم یعنی بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے۔ اور اونٹ کے سوار سے سوائے حضرت محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی دوسرا مراد نہیں ہے۔ اور حضرت بھی جب داخل مکہ ہوئے تھے۔ تو اونٹ ہی پر سوار تھے۔ علاوہ اس کے اور بہت سی پیشینگوئیاں ہیں۔ کہ اگر سب کا ذکر کیا جائے۔ تو ایک کتاب ضخیم جداگانہ تدوین پائے۔ راقم نے بنظر اختصار اسی قدر لکھا ہے۔ جو صاحبان عقل سلیم کو کافی ہے۔ ہاں مجادلہ و مکابرہ کرنے والوں کو اگر اس سے بھی زیادہ نشان دیا جائے تب بھی وہ راہ راست پر نہ آئینگے۔ پس یہ کیفیت تو اس کتاب کی ہے۔ جس کو وہ کتب آسمانی میں شمار کرتے ہیں۔ اب اس امر کا ثابت کرنا ہے۔ کہ ان کتابوں کے علاوہ اور بھی کسی ملت کی کتاب میں آپ کا ذکر ہوا ہے۔

پس واضح ہو۔ کہ ان کتب آسمانی کے علاوہ ہنود کے شاستر اور ویدمیں بھی حضرت صلعم کا ذکرِ خیر ہے۔ اگرچہ براہمہ اپنے چار ویدوں کو اپنے حسب عقیدہ کتب آسمانی کہتے ہیں۔ اور یہ بھی اُن کا کلام ہے۔ کہ یہ سب وید برمھا کے مکھ یعنی زبان سے نکلے ہیں۔ اور بھاگوت کے بارھویں اسکندہ چھٹے ادھیا میں لکھا ہے۔ کہ بیاس جی نے رگ وید اتھروِن وید ججر وید شیام ویداور پُرانوں سے چُن کر چار حصّے بنائے ہیں۔ ہم نے اپنی کتابوں میں اب تک ان ویدوں کی اور شاستروں کی نسبت کچھ لکھا ہوا نہیں پایا۔ ہاں اگر کتب مطولہ میں جو ہماری نظروں سے نہیں گذری ہیں کوئی امر تحریر ہو تو ہو۔ بسبب کم علمی وعدم لیاقت کے میرا عبور وہاں تک نہیں ہوا ہے۔ اِلّا اس قدر ضرور ہے۔ کہ قبل خلقت آدم علےٰ نبینا وعلیہ التحیۃ والسّلام کے تمام زمین پر حکومت اجنہ تھی۔ اور اگر کوئی شریعت بھی اُن میں رہی ہو۔ تو عجب نہیں۔ کیونکہ پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ خالق کون ومکاں کسی مخلوق کو اپنے پیشوا اور رہبر کے بغیر مطلق العنان و آزادانہ طور پر نہیں چھوڑتا۔ ہاں کتب ہنود سے ثابت ہے۔ کہ برمھا گو کہ آتشی تھا۔ مگر سب جنوں سے افضل اور سب کا سردار تھا۔ سو ہان جن کا بیٹا مہادیوا قوام اجنہ میں صاحب شریعت تھا لیکن کتب اہل سنت وجماعت میں بروایت ابن عباس و ابن جریر و دیگر رواۃ کے تصریح کے ساتھ مرقوم ہے۔ جس کا حوالہ مولوی عبد العزیز صاحب محدث لکھنوی نے اپنی کتاب بشارت احمدی میں دیا ہے۔ کتب محولہ میرے پاس موجود نہیں ہیں۔ کہ اُن کو دیکھ کر اطمینان کریں۔ لیکن یہ کتاب بشارت احمدی ایک بڑے عالم اہل سنت وجماعت جناب مولوی عبد الحی صاحب کی نظر سے گذر چکی ہے۔ اور جناب ممدوح نے

ملاحظہ فرما کر اپنی مہر شروع کتاب میں ثبت کی ہے ۔ لہذا توثیق صحت کے لئے کافی ہے ۔ یہ قلیل الاستعداد بخوف طوالت مختصر طور پر اُسی کتاب بشارت احمدی سے بطریق خلاصہ لکھتا ہے ✤

واضح ہو ۔ کہ تاریخ ہند میں بیاس جو بشست کے نواسے ہیں اور جانشین ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ کہ سوہان بشست نام مہادیو کا ہے ۔ اور طارنوس ایک شخص دوسرا مہادیو کے وقت میں تھا ۔ جو خدا کی بندگی میں مشغول رہتا تھا ۔ اور روضۃ الصفا میں بروایت ابن عباس جنوں کے باپ کا نام سومان بشست اور جان خطاب لکھا ہے ۔ اور کتاب حضرت آدم علیہ السلام میں جان کا نام طارنوس ہے ۔ جب اُس کے اولاد ہوئی ۔ تو خدا نے ایک شریعت اُن کو دی ۔ اور اپنی تابعداری کا حکم دیا ۔ بشسٹ اور بیاس جو جنات اور عنصری دیوتاؤں کا حال لکھتے ہیں ۔ اُنھوں نے زمانہ کے چار دور ٹھیرائے ہیں ✤

پہلا ست جگ یعنی سچا زمانہ ۔ جو سترہ لاکھ چوبیس ہزار برس کا تھا ✤

دوسرا ترپتا ۔ جو بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا تھا ✤

تیسرا دواپر ۔ جو آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار برس کا تھا ✤

چوتھا کلجگ ۔ جو چار لاکھ تیس ہزار برس کا ہے ✤

اب جاننا چاہیئے ۔ کہ بشسٹ کون تھے ۔ کتاب برہم اوترکھنڈ میں جس میں بشسٹ کی زبان سے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام اور ہمارے پیغمبر صلعم کا حال لکھا ہے ۔ یہ مرقوم ہے ۔ کہ بشسٹ جنوں کی قوم میں اور زمین کے رہنے والے فرشتوں میں مُن تھے ۔ اور مُن بزبان ہندو پیغام پہنچانے والے کو کہتے ہیں ۔ اور بشست اگرچہ خود کامل تھے ۔ مگر

اکثر عالم کا فیض مہادیو سے لیتے تھے۔ اور اپنی قوم کو پہنچاتے تھے۔ اور
مہادیو کو ابوالجن یعنی سب جنوں کے باپ کہتے تھے۔ جواہر التفسیر اور تاریخ
طبری میں لکھا ہے۔ کہ جنوں کے راہ بتلانے کے لئے کوئی جن پیغمبر ہو کر خدا
کی طرف سے آتا تھا عجب نہیں۔ کہ یہی بشست متن ہوں اور بیاس بشسٹ
کے اوتار تھے۔ اور انہوں نے وید بناکر چار حصوں میں تقسیم کئے ہیں *
القصہ ست جگ کے زمانے میں جو پہلا دورہ تھا۔ نہایت عیش و آرام
سے عمر بسر ہوتی تھی۔ اور کوئی مصیبت و سختی و رنج و شدت کسی نے نہیں
دیکھی۔ جب دوسرا دور آگیا۔ سروں میں نشہ لذات دنیاوی کا سرور سما گیا۔ خدا
کی عبادت سے غافل ہونے لگے۔ خدا کے احکام بیکار و باطل ہونے
لگے یہاں تک کہ دوسرا دورہ ترپتا کا بھی گذرا۔ تیسرا دورہ دواپر کا شروع
ہوا۔ اُس وقت تو لوگوں نے بیباکانہ علانیہ طور پر خدا کے حکم کے برخلاف
قتل و خونریزی و فسق و فجور و لہو و لعب و امور ناجائز کرنے شروع کئے۔ افعال بد
عمل میں لانے لگے۔ راہ حق سے قدم ہٹانے لگے۔ اُس وقت مہادیو نے
جو سومان جن کا بیٹا سمجھا اور سردار سب جنوں کا تھا۔ اپنی قوم سے کہا کہ
اگر اپنی بہتری چاہتے ہو۔ تو خدا کی راہ نہ چھوڑو۔ اس سے ہرگز منہ نہ موڑو۔
نہیں تو بہت پشیمان ہوگی سرگردانی و حیرانی ہوگی۔ مگر وہ سب راہ راست
پر نہ آئے۔ مہادیو کا کہنا بجا نہ لائے۔ بالآخر مہادیو نے ناراض ہو کر اُن
سے یہ کہا کہ ہوشیار رہو۔ کہ دواپر کے آخر زمانہ میں خدا ایک ایسے شخص کو
پیدا کریگا کہ وہ ساری زمین میں تمہارا نام و نشان نہ رکھیگا۔ اس کے بعد
مہادیو نے کوہ کیلاس پر گوشہ نشینی اختیار کی۔ کتاب درمنثور میں بروایت
ابن جریر و عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ زمین روس میں ایک پہاڑ

موسوم بہ کوہ کیلاس ہے۔ اُسی پہاڑ پر مہادیو مع اپنے زوجہ پاربتی کے قوم کو
چھوڑ کر عزلت گزیں ہوا۔ اور عزازیل یعنی ابلیس اُسی قوم جن سے تھا۔ وہ
اُسی زمین پر رہ گیا۔ کوہ کیلاس کے نیچے دو شخص ایک سوت دوسرا سونگ
جو اپنے دین کے عالم تھے مقام نیمکھارین بود و باش رکھتے تھے۔ اور اُس وقت
بشسٹ مُن زیر کوہ خدا کی عبادت میں مشغول تھے۔ ایام عزلت تو پہنچا ہی
ایک دن پاربتی نے مہادیو کو خوش پاکر پوچھا۔ کہ ہم نے کہا تھا۔ کہ جو
بڑا حکمت والا اور بڑا قدرت والا ہے۔ وہ ایک شخص کو پیدا کریگا۔ جو سارے
دیو و دیبیوں کو فنا کر کے تمام زمین پر اپنا قبضہ کریگا۔ پس یہ بتلاؤ۔ کہ وہ شخص
کیونکر پیدا ہوگا۔ مہادیو نے پاربتی کو ان باتوں کے پوچھنے سے ممانعت کی۔
مگر چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اور اُن کی خاصیت یہ ہے۔ کہ جو
بات منع کردی جاتی ہے۔ بالضرور اُس کے استعلام و افشا پر مصر ہوتی
ہیں۔ اور نافہمی سے اصل حقیقت کو بے سر و پا محض حیلہ سمجھتی ہیں۔ پاربتی
نے بتلانے کے واسطے اصرار کیا۔ اور یہ کہا۔ کہ اگر نہ بتلاؤ گے۔ تو میں اپنی
جان دے دونگی۔ مہادیو کو زوجہ سے زیادہ محبت تھی۔ لاچار ہوکر انہوں
نے کہنا شروع کیا۔ بشسٹ مُن کی زبانی سوت اور سونگ سن کر لکھے جاتے
تھے۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ اُن اشلوکوں کو لکھوں۔ مگر بوجہ اس کے کہ میں
زبان و علم سنسکرت سے محض نابلد ہوں۔ لہذا خوف طوالت دامنگیر ہے۔
اور قلت وقت و کمی فرصت گلوگیر ہے۔ ورنہ میں اس مقام کو بڑی بسط و
شرح کے ساتھ گوشگذار مومنین والاتبار کرتا۔ اور ہر ایک اشلوک و چوپائی
و دوھا وغیرہ سے گفتار کرتا۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے تھوڑا سا بطریق اختصار
تحریر کرتا ہوں۔ اور بسبب لاعلمی زبان و علم سنسکرت کے صرف ترجمے سے

تقریر کرتا ہوں۔ بعض مقام پر تھوڑا سا اشلوک و چند چوپائی واسطے مزید ثبوت حقیت کے بھی لکھے ہیں۔ اور بعض مقام پر ترجمہ لکھ کر کتاب کا نشان دیا ہے +

واضح ہو۔ کہ جب پاربتی کے اصرار سے مہادیو لاچار ہوئے۔ تو یوں سرگرم گفتار ہوتے۔ ترجمہ پیشینگوئی مہادیو۔ اے پاربتی دواپر کے زمانہ میں عجیب و غریب معاملے ظاہر ہونگے۔ وہ قادر برحق جو سب سے نرالا ہے۔ نارد کو حکم دیگا۔ (وہ تن سے یعنی فرشتہ سے جس کا نام شاید بھی کہے۔ کہ زمین پر جا کر ایک مٹھی خاک کی لائے۔ اور اُس خاک کو برہما کے حوالے کرے (واضح ہو۔ کہ برہما ایک فرشتہ ہے۔ جو خدا کے حکم سے خلقت بنانے پر مامور ہے۔ اور نارد بھی ہنود کا ایک۔ دیوتا یعنی فرشتہ ہے۔ جو اُس قوم کے کا ملوں پر اُترتا تھا)۔ القصہ مہادیو نے تمام قصہ پیدایش آدمؑ و سجدہ ملائکہ و نافرمانی ابلیس و نزاع ہابیل و قابیل وغیرہ بتصریح بیان کر کے پاربتی سے کہا۔ کہ پیدایش آدمؑ کے بعد جن کا اول نام ونجا ہوگا۔ جب چھ ہزار برس گذرینگے۔ وہ بڑا قادر زمین مندرنی یعنی مکہ میں جو دریا کے کنارے واقع ہے۔ ایک عجیب طرح کا مخلوق آدمؑ کی اولاد سے پیدا کریگا۔ اور جہاں اُس کو پیدا کریگا۔ وہ زمین لایق بشن کے ہوگی (بشن کے معنی خدا کے ہیں) یعنی وہ جگہ خدا کے لایق ہوگی جس میں اُس کی عبادت کی جائے۔ پاربتی نے پوچھا۔ کہ جس شخص کو اس طرح کی برکت والی زمین میں وہ بڑا قادر پیدا کریگا۔ وہ شخص دیوتا یعنی فرشتہ یا رکھیشر یعنی عبادت کرنے والی کے گھر میں یا کس جگہ پیدا ہوگا۔ مہادیو نے کہا۔ کہ وہ کانت بھوشچہ کے پتیہ سے پیدا ہوگا۔ اُس کی وجہ کا نام ساتاکمار کہیا ہوگا۔ (کانت کے معنی نور و جلال اور

بھونجہ کے معنی مشغول رہنے والا۔ یعنی خدا کے نور و جلال میں وہ مشغول ہوگا۔
اور سانک رکھیا کے معنی اعتبار رکھنے والی بڑی سچی۔ دغا و فریب اُس میں
نہ ہو)۔ پھر مہادیو نے کہا۔ کہ وہ یعنی کانت بھونجہ اللہ کی پہچان دریا کے برابر
رکھتا ہوگا۔ تو اُس سے موتی پیدا ہونگے۔ اور وہ تینوں چرن سیام بید اور
رگ وید و یجر وید پڑھا ہوگا۔ جو تھا بید اتھرمن بید الف لام میم تک پڑھ کے
چھوڑ دیگا۔ آگے نہ پڑھیگا۔ جب سوت اور سونگ نے بشسٹ سے یہاں
تک سُنا۔ تو پوچھا۔ کہ جب وہ اللہ کی پہچان دریا کے برابر رکھتا ہوگا۔ تو کس
لئے خدا کے کلام سے انکار کریگا۔ اور چوتھا بید نہ پڑھیگا۔ بشسٹ نے
جواب دیا۔ کہ جب برمھا نے چار بیدوں کو بنایا۔ اور ست جُگ کے لوگوں
پر ظاہر کیا۔ اُن کو چاروں بید معنی سمیت سکھلا دینا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ست جگ
کے زمانہ میں سام وید اور ترتیا کے زمانہ میں رگھ وید اور دواپر کے زمانہ میں
یجر وید پر عمل کرنا۔ کل جُگ کے زمانہ میں مٹی سے خدا انسان کو پیدا کریگا
وہ لوگ اتھربن وید پر عمل کرینگے۔ اتھربن وید میں چاروں چرن یعنی چار قسم
ہیں۔ تین قسم کو آدمؑ اور اُن کے فرزند درجہ بدرجہ پڑھینگے۔ چوتھی قسم۔
اُس میں سب ویدوں کا مقصد ہے۔ سیوا حکم محمّت کی کوئی نہ پڑھیگا۔
اور اگر کوئی بغیر حکم مہامُت پڑھے۔ تو پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ اُٹھائیگا۔
اس وجہ سے کانت بھونجہ دینداری کے غلبہ سے چوتھی قسم نہیں پڑھینگے۔
کیونکہ دوسرے کے لئے امانت ہے۔ (کانت بھونجہ سے جناب حضرت
عبداللہؑ مراد ہیں۔ اور سانک رکھیا سے حضرت آمنہؑ مراد ہیں۔ جیسے آگے
جو تصریح اس پیشینگوئی میں ہے صاف ظاہر ہوتا ہے)۔ پھر مہادیو نے
کہا۔ اے پاربتی وہ یعنی کانت بھونجہ اپنی قوم میں سردار ہونگے۔ لوگ

اُس کے دروازے پر آئینگے۔ اور اُس کی تابعداری کرینگے۔ اول اُن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ پر جب چوتھا بیٹا پیدا ہوگا۔ وہ پیدا کئے ہوؤں سے نہیں ڈریگا۔ (واضح ہو۔ کہ اس مقام پر حضرت عبداللہ سے تین بیٹے کا ہونا لکھا ہے۔ مگر کتب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی بھائیوں کا ہونا کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ شائد بعد ولادت مر گئے ہوں۔ موجود نہ رہے ہوں۔ البتہ تین بھائی چچیرے تھے۔ جن کا ذکر کلکی پران میں ہے۔ جو انشاء اللہ اس کے بعد مذکور ہوگا) پھر مہادیو نے کہا۔ کہ وہ نہایت بہادری والا اور اللہ کی پہچان والا ہوگا۔ اور اُس کا نام مہامت ہوگا۔ اُن کی وضع نو دیکھ کر اُن کی ساری قوم کے لوگ حیران رہینگے۔ نئی طرح کا احوال دیکھیں گے۔ وہ پوست جو بدن کے آگے ہوگا۔ وہ اُن میں نہ ہوگا۔ یعنی ختنہ کئے ہوئے پیدا ہونگے۔ جب داڑھی اور مونچھ کے بال نکلیں گے۔ تو سوا سر اور ڈاڑھی کے کہیں بال کی زیادتی نہ ہوگی۔ اور پوجا جو اُن کی قوم کے لوگ کرتے ہونگے۔ وہ نہ کرینگے۔ اور اپنی قوم سے کہینگے۔ کہ مجھ کو اُس قادر و مختار لاشریک کی بندگی کا حکم ہے۔ کہ ایسی ہمیں پوجا نہ دو۔ میں سوائے خدا کے کسی طرف رجوع نہیں کرتا۔ تم میری تابعداری کرو۔ اِن باتوں سے اُن کی ساری قوم اُن سے جدا ہو جائیگی۔ (جہاں تک اس پیشینگوئی میں مہادیو نے علامات ونشان بیان کئے۔ وہ سب پتے ونشان جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اور اس کی تصدیق بخوبی کتاب بھونک وتر پران سے ہوتی ہے۔ اُس میں بیاس جی نے لکھا ہے۔ کہ کلجگ میں مہامت پیدا ہونگے۔ اور مہامت کو جن کہینگے۔ اور مسلمان محمد کہینگے۔ اُن کی پہچان یہ ہے۔ کہ سر پر بدلی سایہ کریگی۔

اُن کے جسم میں سایہ نہ ہوگا۔ اُن کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھیگی۔ اور زمین کو وہ لپیٹ جاوینگے یعنی جب راہ چلیں گے۔ تو مسافت کم ہو جائیگی۔ راہ جلد ختم ہوگی۔ عورتوں سے صحبت کرینگے۔ قوت اُن کو بہت ہوگی۔ ملک دنیا کی تلاش نہ ہوگی دین کے رواج میں کوشش کرینگے۔ جو کچھ پیدا کرینگے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے۔ تمام عمر کھانا کم کھاینگے۔ عرب کا بادشاہ اُن کا دشمن ہوگا۔ وہ اللہ کے دوست ہونگے۔ اور وہ قادر داناتیس ادھیا پران (یعنی تیس پارہ قرآن) اُن پر بھیجیگا۔ جو کوئی اُس کتاب کے موافق راہ چلیگا۔ وہ اللہ تک پہنچیگا۔ اُس وقت میں اللہ تک پہنچنے کی دوسری راہ نہ ہوگی + اس بیاس جی کے کلام سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جن کے یہ پتے اور نشان ہیں۔ وہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کیونکہ بدلی حضرتؐ پر سایہ کرتی تھی۔ مکھی بدن پر نہیں بیٹھتی تھی تیس پارہ قرآن حضرتؐ ہی پر نازل ہوا ہے۔ اور دوسری صفتیں جو بیاس جی نے بیان کی ہیں۔ وہ سب حضرتؐ ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے آگے جو کلام مہادیو کا ہے۔ اُس نے اور صاف طور پر واضح کردیا ہے۔ یعنی مہادیو نے کہا۔ اے پاربتی! وہ سب ہماری عبادتوں کو۔ نگلی شرایتوں کو منسوخ و موقوف کرکے اپنی شریعت کی راہ سب کو بتلاینگے ایسی ہی وکوشش کرینگے کہ سارے عالم کو اپنا مطیع کرلیں۔ آہستہ آہستہ ہمارے لوگ اُن کے دین میں آئینگے۔ اُن میں بہت لوگ مذارسیدہ ہونگے۔ جس طرح ہمارے لکھنے میں ساکھ یعنی سنہ لکھتے ہیں۔ اِسی طرح کلجگ کے آخر زمانہ تک اُن کی کتابوں میں مہامت کا سنہ لکھا جائیگا۔ اے پاربتی مہامت کی بی بی سے جو بیٹے پیدا ہونگے۔ اُس بڑے قادر کے حکم سے وہ گندہرب یعنی فرشتہ جس کا نام ولکدو ہے۔ اُن کی جانوں کو نکال کر آسمان پر لے جائیگا۔

نجم یعنی ملک الموت کا ہاتھ اُن کی جانوں تک نہیں پہنچیگا۔ (یہ ذکر قاسم و ابراہیم و طاہر فرزندان جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے)۔ بعد اس کے وہ قادر مہامُت کو ایک بیٹی دیگا۔ جو ہزار بیٹوں سے بہتر ہوگی۔ ہر کمالوں میں بیمثال ہوگی۔ خدا کی عبادت میں نہایت درست ہوگی۔ اُس کی زبان سے جھوٹ نہ نکلیگا۔ سب چھوٹے بڑے گناہ سے وہ محفوظ ہوگی۔ باپ کے وسیلے سے اللہ کی نزدیکی ہوگی۔ اُس بیٹی سے بڑا قادر مہامُت کو دو بیٹے نیکبخت عنایت کریگا۔ دونو حسن و جمال والے اللہ کے پیارے بہت زور والے اللہ کے پہچاننے والے ہمت والے بہادری والے ہونگے۔ سب کمالوں میں بےمثال ہونگے۔ وہ قادر اُن کے بعد اور کوئی بشر اس طرح کے کھلے اور چھپے کمالوں والا پیدا نہیں کریگا۔ اور وہی مہامُت کے جانشین ہونگے۔ اُن سے بہت اولاد ہوگی۔ دن بدن اپنی سچی دلیلوں سے لوگوں کو مہامُت کے دین میں لاوینگے۔ مہامُت کے دین کو روشن کرینگے۔ مہامُت اپنی ساری قوم اور اپنی بیٹی سے زیادہ اُن کو چاہینگے۔ یہ دونو مہامُت کے دین میں کامل ہونگے۔ کوئی کام اپنی خوشی کے واسطے نہیں کرینگے سب قول و فعل اُن کے اُس بڑے قادر کی مرضی کے مطابق ہونگے۔ ہمیشہ اللہ کے کام کے واسطے کوشش کرینگے۔ اے پاربتی مہامُت کے مرنے کے بعد چند سال گذر جانے پر مہامُت کے دونو نواسوں کو بعضے شریر لوگ ناحق ظلم کر کے دنیا کے واسطے مار ڈالینگے۔ ساری زمین اُن کے مار ڈالنے سے بے سر ہو جائیگی۔ اور لوگ ملیچھ یعنی بے دین ہو جاینگے۔ اُن کے دل میں مہامت کی محبت نہ رہیگی۔ اور عاقبت میں کسی طرح نرک سے خلاصی نہیں پاینگے۔ ظاہر میں مہامت کے دین پر رہینگے۔ آہستہ آہستہ

اہل لوگ بھی اُن کی ہمراہی قبول کرینگے۔ مہامُت اور مہامُت کے فرزندوں کے چال وچلن کے برخلاف بہت سے کام ضد سے اختیار کرینگے۔ تھوڑے سے لوگ مہامُت اور مہامُت کے فرزندوں کی راہ پر رہینگے۔ اکثر خلقتوں کے لوگ اُنہیں مار ڈالنے والے لوگ کے موافق بہت کام کرینگے۔ ظاہر میں مہامُت کے دوستدار کہلاوینگے۔ مگر باطن میں مخرب دین وبگڑ دار کافر ہونگے۔ کلجگ کے زمانہ آخر میں وہ ظاہرداری کے لوگ بہت ہونگے۔ سارے جہان میں فساد برپا کرینگے۔ اے پاربتی وہ بڑا قادر ایک کامل مرد کو مہامُت کے دین کی مدد کے واسطے بھیجیگا۔ وہ ساری زمین کو اپنی حکومت میں لائیگا۔ اکثر ظاہرداری والوں کو قتل کریگا۔ بعد اس کے وہ لوگ پشیمان ہو کر سیدھی راہ پر آوینگے۔ اور جو چال وچلن مہامُت اور اُن کے فرزندوں کا ہوگا۔ اُس کا نئے سرے سے رواج ہوگا۔ یورپ سے عجم تک کوئی بندہ مہامُت کے فرزندوں کے برخلاف راہ نہیں چلیگا۔ ہرچند اُس وقت وہ مرد کامل تلاش کریگا۔ تو کوئی دوسرے مذہب والا نظر نہ آئیگا۔ ساری خلقت مہامُت کے دین میں آویگی۔ اور کلجگ کے آخر زمانہ میں اُن کے دین کا پورا رواج ہوگا۔ اور وہ شریعت جس کا اُس قادر بے مثال نے اتھرویدس یعنی چوتھی کتاب میں حکم کیا ہے۔ مہامُت کے تابعدار اُس پر عمل کرینگے۔ اور مہامُت کا دین کمال کو پہنچیگا۔

واضح ہو کہ اس پیشینگوئی میں مہامُت کی بیٹی سے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور بیٹوں سے جناب حسنین علیہم السلام اور مرد کامل سے جناب امام آخرالزماں علیہ السلام مراد ومقصود ہیں۔ اب ہم اس پیشینگوئی کو اسی جگہ بہ سبب طوالت ختم کرتے ہیں اور چوتھی رامائن رام سے جو پوتھی اٹھارہ

پرانوں میں داخل ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال لکھتے ہیں۔

واضح ہو۔ کہ پوتھی راماین رام کے بارھویں اسکند جنھے کانڈ یعنے میں جاس
نے اپنا اور گروجی ارجھنسندجی کا اعتقاد لکھا ہے۔ اور آئندہ کے احوالات
بیان کئے ہیں۔ جن کو گوشائن تلسی داس نے زبان بھاکھا میں ترجمہ کیا ہے۔
اور اُس پوتھی کے حاشیہ پر وہ چوپائی تلسی داس کی چھپی ہوئی ہے سو اُن
میں سے دو چار چوپائی یہاں پر لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا۔ کہ اُن
لوگوں کا اعتقاد و مذہب کیا تھا۔ تو مس رکھ جی نے بھسندجی کو جو درباب معرفت
و وحدانیت خدا سمجھایا ہے۔ اور رامائن کے اخیر بالکنڈ میں گوشائن تلسی داس
نے اُس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔ اگُل انیہ انام اروپا۔ انبھو گم اکھنڈ
الوپا۔ یعنی نہ اُس کا کوئی نسب ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ
اُس کا کچھ نام ہے۔ اور نہ اُس کی کچھ صورت ہے۔ انبھو بمعنی حال پوشیدہ
گم بمعنی عالم یعنی احوال پوشیدہ کا جاننے والا ہے۔ اور تکڑے بھی نہیں
ہو سکتا۔ اور بہت اچھا ہے۔ کاک بھسندجی نے گرڑجی سے جو کہا ہے۔
اُس کی بعض چوپائی یہ ہے۔ چوپائی نہاں نہ پکچھ پات کچھ راکھون۔ وید
پران سنت مت بھاکون۔ پکچھ پات بمعنی طرفداری سنت بمعنی بزرگ مت
بمعنی دین یعنی یہاں میں کسی کی طرفداری نہ کرونگا۔ جو وید نے اور پران نے
کہا ہے۔ اور جو بزرگوں کا دین ہے۔ وہ میں کہونگا۔ چوپائی۔ دیس عرب
بھرگ لتا سہاے۔ شیو تھل بھوم سنو کھگ راے۔ بھرگ بمعنی سُکر جس کو
عربی میں جمعہ کہتے ہیں۔ لتا بمعنی ستارہ۔ سہاے بمعنی خوب۔ اور ستارہ سکر
کا مقام پچھم ہے۔ شیو بمعنی مہادیو۔ تھل بمعنی استھان۔ بھوم بمعنی زمین۔ کھگ
بمعنی کوا۔ راے بمعنی سردار۔ اور گرڑجی جیسے وہ کہتے ہیں۔ اُن کی صورت

مثل کوسے کے تھی۔ معنی یہ ہوئے۔ کہ عرب کے دیس میں شکر کا ستارہ بہت اچھا ہے۔ اور وہ زمین اچھی شان کی ہے۔ اور متبرک ہے۔ شبو کا مقام ہے۔ اے کیگ راے ہماری بات سنو۔ چوپائی۔ سنمبو سمت تاکر ہوے سندرم رام اوپس تتھ سوے۔ سنمبو سمت کے معنی انھونی بات کا ہونا۔ تاکر بمعنی اُسے۔ سندرم بمعنی دوست۔ رام بمعنی اللہ۔ اوپس تتھ بمعنی قائم کیا جائیگا سوے بمعنی وہی۔ پس یہ معنی ہوئے۔ کہ دیس عرب میں انھونی بات اوسے ہوئیگی۔ یعنی معجزہ۔ اور وہی اللہ کا ولی قائم کیا جائیگا۔ چوپائی۔ سمت بکرم کے دوھ انگا۔ مہاں کوک لس جتر پتنگا۔ دوھ بمعنی سمندر۔ اور سمندر سات ہیں۔ مہاں بمعنی نہایت۔ کوک بمعنی اندھیری۔ لس بمعنی رات۔ جتر پتنگا معنی چار سورج کا طلوع کرنا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ سمت بکرماجیت کی ساتویں صدی میں نہایت اندھیری رات میں جیسے چار سورج طلوع کریں۔ اُس طرح آپکا ظہور ہوگا۔ یعنی جب تاریکی کفر و ضلالت بہت پھیلی رہی ہوگی۔ اور از روے حساب ظہور موفور السرور سمت بکرماجیت کی ساتویں صدی میں ہوا ہے۔ چوپائی۔ تب لگ جو سندرم چہے کوے۔ بنا محمدؐ پار نہ ہوے۔ یعنی اُس وقت میں جو خدا کا دوست ہونا چاہے۔ تو بغیر محمدؐ کے وسیلہ کے ممکن نہیں ہے۔ چوپائی۔ سونسا جہ مکت نریا وبن۔ سہرور رس کر وید یکھائیں۔ سونسا جہ یعنی اللہ کی محبت میں۔ مکت نجات پانا۔ نر بمعنی انسان۔ سہرور رس کر بمعنی بار بار اچھی طرح سے۔ یعنی اُس وقت میں اللہ کی محبت میں مٹ جانیوالے اور نجات پانے والے انسان ہونگے۔ بار بار اچھی طرح سے وید ہی کہنا ہے۔ چوپائی۔ تب ہوسے سک لنک اوتارا۔ جہنڈی کلمن شنکل سنسارا۔ بعد اس کے سک لنگی اوتار ہوگا۔ یعنی کوئی مرد کامل کا ظہور ہوگا۔ جس کو اُس وقت

سب لوگ جہد ہی کہینگے۔

تیسرے بن وید میں بہت سی بشارتیں وجود ذیجود جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجود ہیں۔ لیکن ہم سب ناواقفیت علم سنسکرت کے تجربہ سے مجبور ہیں صرف ایک مقام سے چند کلمے لکھے دیتا ہوں۔ اُکے یشٹو سرشٹین پرمن پورنن برہمانن الآم الو رسول محمد رکم برشتی۔ ترجمہ پیدا کرنیوالا زور آور بڑا زور آور برا پورا موجود بڑا اللہ پیدا کرنے والا رسول محمد نیوز آیدکا کون ہے برابرکا۔

ہندوؤں کی کتابوں میں اُن کے بزرگوں نے کلکی اوتار ہونے کی خبر دی ہے۔ کلکی اوتار کے معنی یہ کہتے ہیں۔ کہ کلک بمعنی زنگار یا میل کے ہیں۔ یعنی جسوقت تک کفر زمانہ کے دل پر چھایا ہوگا۔ اُس وقت آپ ظہور لیکر کے اُس کو دور کرینگے۔ اور خود پورن برہم یعنی سب کمالوں میں کامل ہونگے کلکی پران ہندوؤں کی معتبر کتاب ہے۔ اُس میں جو آثار کلکی اوتار کے لکھے ہیں۔ یا کتاب بھاگوت میں جو آثار لکھے ہیں۔ اُن سے صاف ثابت ہے۔ کہ کلکی اوتار جناب پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آثار مندرجہ بھاگوت یہ ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ جب ریبنچی مگدی یعنی پٹنہ کا رہنے والا مارا جائیگا۔ زمانہ بہت خراب ہوگا۔ بت پرستی اور بے ایمانی پھیلیگی۔ عمدہ عبادت غسل ہی ٹھیریگا۔ چاروں وید دانیا نیوں پر چھا نا ہوگا۔ چوری کو لوگ ہنر۔ زنا کو شجاعت اور خوبی سمجھیں گے۔ اور سب عیب ظاہر ہونگے۔ سارے ملک میں آبو قنوج مگد پراگ متھرا کاشی میں ملیچھوں یعنی بے ایمانوں کا دور ہوگا۔ اُس وقت کلکی اوتار پیدا ہونگے۔ اور کلکی پران میں لکھا ہے۔ کہ دوسرے ملک کے ایک بڑے راجہ کے وقت میں جب کہ سورج بنسی کے شاخ ونشان

ہوجائینگے۔ اُس وقت کلکی اوتار تشریف لاوینگے۔ راجہ تہو پرشاد جنا جنکی ملقب بہ ستارۂ ہند اپنی کتاب آئینہ تاریخ نما کے صفحہ آٹھویں میں لکھتے ہیں۔ کہ پرتاب چند سورج بنسی کے وقت میں نوشیروان بادشاہ ایران نے ملک ہند پر چڑھائی کی۔ اور پرتاب چند کو شکست دے کر مال کثیر مع اُس کی دختر کے لے گیا۔ پرتاب چند کے مرنے کے بعد طوائف الملوکی ہوگئی۔ قوم چھتری سے راج نکل گیا۔ برہمن سے لیکر شدہر یعنی رہبر تک کوہی جنگلی علاقہ میں اور الہ آباد۔ کاشی۔ قنوج وغیرہ میں خود مختار راج کرنے لگے۔ یہی پتہ بھاگوت میں بھی لکھا ہے۔ اور انہی نوشیرواں کے وقت میں ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔ کلکی پران میں جو علامتیں اور نشان کلکی اوتار کے لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کلکی اوتار کی قوم گرگ یعنی رشی ہوگی (رشی عبادت کرنے والے کو کہتے ہیں)۔ اور کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو یس ہوگا۔ (وشنو اُن کی بولی میں اللہ کو اور یس بندہ کو کہتے ہیں۔ یعنی بندہ اللہ اور عربی میں عبداللہ کے یہی معنی ہیں۔ اور عبداللہ ہمارے پیغمبر کے باپ کا نام ہے پیشینگوئی مہادیو میں جو باپ کا نام کانت بہونجہ لکھا ہے۔ اور اُس کے معنی اللہ کے نور میں مشغول رہنے والا ہے۔ یہ معنی بھی عبداللہ کے معنی سے نزدیک ہے۔ کیونکہ خاص بندہ اللہ کا وہی ہے۔ جو اُس کی یاد میں مشغول رہے) کلکی اوتار کی ماں کا نام سومتی لکھا ہے۔ جس کے معنی معتمدہ یعنی بھروسا کے ہیں۔ عربی میں آمنہ یعنی رتن اور امان والی سچی۔ دغا و فریب سے بری۔ قابل اعتماد پیشینگوئی مہادیو میں سانک رکیا پان کا نام لکھا ہے۔ اُس کے بھی یہی معنی ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ کلکی اوتار کے تین بھائی ہونگے۔ ایک کوی جن کے معنی عقیل کے ہیں۔ دوسرے سمنتا یعنی بہت علم والا یہی معنی جعفر کے ہیں۔

تیسرے پراگ۔ اس کے معنی علیؑ ہیں۔ ورعقیل وجعفر وعلی تینوں بھائی محمدی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ مقام پیدایش کلکی اوتار کی شنبل نگری لکھا ہے۔ اور شنبل نگری عرب کی بستی کو کہتے ہیں۔ علماے ہنود نے انروے اپنے جغرافیہ کے زمین اور جنگل کے سات حصّے اور سمندر کے سات حصّے کئے ہیں جنگل کے حصّوں میں جو بڑا جنگل ہے۔ اس کو دیب اور چھوٹے جنگل کو ابہہ دیب کہتے ہیں۔ اول جنگل کو جمبو دیب کہتے ہیں۔ یعنی دریاے سندھ سے چین تک جو چھ حصوں کے برابر ہے جب جاتے تھے۔ اُس میں درخت جامن کے بہت پاتے تھے۔ اس راہ سے اُس کو جمبو دیب کہتے تھے۔ اور سمندر کو سمندر شور کہتے تھے۔ دُوسرا جنگل ساکھ دیب جس کو ایران کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ ساکھ دیب یہ ہے۔ کہ جب ایران کو جاتے تھے۔ تو بندر گاہیں اور ٹاپو سرسبز و شاداب ملتے تھے۔ اس لئے اُس کا ساکھ دیب نام رکھا۔ اور سمندر شور جو عرب کا سمندر ہے۔ اُسی سمندر سے ایران کو جاتے تھے۔ اس باعث سے سمندر کو بدستور سمندر شور کہتے رہے۔ تیسرا جنگل یمن اور ملک شام اور ملک عرب ہے۔ اس میں رُوئی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو ہند میں معمولی ہے۔ دُوسرے ایک بڑے درخت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ہند میں جو روئی بڑے درخت سے پیدا ہوتی ہے۔ اُس کو شیمبل اور شامل اور شنبل کہتے ہیں۔ اس باعث سے اُس کا شنبل نگری نام رکھا۔ اور ایران وعرب کے درمیان کا سمندر چھوٹا ہے۔ لیکن اُس میں چلنا دشوار ہے۔ اس باعث سے اُس کو چھاچھ کا سمندر یعنی کھٹا سمندر نام رکھا۔ چوتھا جنگل افریقہ ہے۔ یعنی ملک مصر وغیرہ۔ جہاں کوشش کے بھی ملک ہیں۔ اور کوش حام کا بیٹا تھا۔ اور حام حضرت نوح ؑ کے بیٹے تھے۔ اس لئے اسکو بحذف واو کش دیب کہتے

ہیں۔ چونکہ عرب اور مصر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے آمدورفت جاری ہے۔ اس راہ سے اُس سمندر کا ہندوؤں نے سمندرگیہی نام رکھا تھا۔ پانچواں جنگل یونان ہے۔ جب مصر سے یونان کو جاتے تھے۔ تو سمندر راہ میں آتا ہے۔ اگرچہ اُس کا پانی شیریں نہیں ہے۔ لیکن کثرت آمدورفت سے ہند کے لوگوں نے اُس کو شربت کا سمندر کہا۔ اور اُس راہ میں کرونچ یعنی بگلہ بہت ملتا ہے۔ لہذا جنگل کا نام کرونچ دیپ رکھا۔ چھٹا جنگل روم اٹلی ہے۔ جس میں پہاڑوں کی کثرت ہے۔ اس سبب سے اُس کو کومیدک دیپ کہتے تھے۔ اور دریا جو بہت زور شور کا ہے۔ لہذا اُس کو شراب کا سمندر بولتے تھے۔ ساتواں جنگل ہسپانیہ ہے۔ اٹلی سے وہاں جاتے ہوئے مصر کا سمندر پڑتا ہے۔ اس لئے اُس کو شہد کا سمندر کہا۔ اور اُس ملک میں پانی کی کثرت ہے۔ اور پانی کی کثرت کو پُہکر کہتے ہیں۔ اس باعث سے اُس کا پہکر دیپ نام کیا۔

پس ثابت ہوا۔ کہ شاملل اور شنبل وشبہل وشنکل دیپ خاص ملک عرب اور شام کو کہتے ہیں۔ اگرچہ سراندیپ کو لوگ سنگل دیپ کہتے ہیں۔ مگر وہ غلط ہے۔ کیونکہ یہاں شنبل نگری لکھا ہے۔ اور سراندیپ شنبل نگری نہیں ہے۔ سنسکرت میں شنبل دریا کے کنارے کو بھی کہتے ہیں۔ اور مکہ شریف دریا کے کنارے پر واقع ہے۔

بعضے ہندو جو یہ خیال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کلکی اوتار سنبل علاقہ کشمیر میں پیدا ہونگے۔ یہ قول و خیال اُن کا سراپا غلط ہے۔ کیونکہ اس شہر کا نام سنبل چھوٹے سین سے ہے۔ اور شنبل نگری میں بڑا شین ہے۔ علاوہ اس کے کتاب برہماورت سمرت وسما سکنت جو ۳۰ سمرتیوں میں شامل ہے۔ اور یہ کتاب کسی کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ اکاس بانی یعنی الہامی ان کے نزدیک

ہے ۔ اُس میں لکھا ہے ۔ آفِتی یدہی رَدِی رُودَز تیا ہی لشن تنک مَیری
چھنڈن ۔ زمین کے بیچوں بیچ سورج کی طرح بڑے خاندان میں خدا کی طرف سے
اوتار ہوگا ۔ کُرز لُوکم پنگہ یونانگ سُز مُول مَنِی دُوقی ۔ اور اُس ملک کا پتا ۔ یہ ہے
کہ بیتی دست لانے والی ہوگی ۔ اُس ملک کے لوگ بوسیلہ اُن کے پاک ہونگے ۔
ظاہر ہے ۔ کہ مکہ ناف زمین کہا جاتا ہے ۔ اور سنا جس سے دست آتے
ہیں ۔ اُسی مقام پر پیدا ہوتی ہے ۔ گوڑہی اگر کا چشمہ بھی جس کو چاہ زمزم کہتے
ہیں ۔ اور جس کا ذکر دُوسرے پرانوں میں ہے ۔ مکہ ہی میں ہے ۔ شنبل
مراد آباد نہیں ۔ نہ کوئی گوری اگر کا ترجمہ ہے ۔ اور نہ سنا ہی پیدا ہوتی ہے کلکی
اوتار کا یہ بھی پتہ کلکی پران میں ہے ۔ کہ وہ کھوہ میں تپسیا کرینگے ۔ اور کھوہ میں
[illegible] سے تعلیم پاوینگے ۔ یہ بات بھی صاف طور پر واضح ہے ۔ کہ مکہ معظمہ
[illegible] بکوہ حرا ہے ۔ وہاں حضرت جا کر عبادت خدا کیا کرتے
[illegible] ۔ اور اُسی مقام پر پرش رام سے (پرش بمعنی رُوح اور رام بمعنی اللہ) یعنی
روح القدس جس کو جبرئیل بھی کہتے ہیں ۔ ایام بعثت میں سورۃ اقرا باسم ربک
الایہ کی تعلیم آپ نے پائی ہے ۔ اور ایک نشان یہ بھی لکھا ہے ۔ کہ سنگلدیپ
[illegible] کی بیٹی اپنے تمیل کی معرفت آپ کو قبول کریگی ۔ اس سے بھی بخوبی ثابت
ہے ۔ کہ حضرت خدیجہ جو مکہ میں ملکۃ التجار تھیں ۔ اور بڑے رئیس کی بیٹی تھیں ۔
[illegible] نے معرفت اپنے غلام میسرہ کے حضرت کی خدمت میں نکاح کا پیغام
بھیجا تھا ۔ اور آپ کے نکاح میں آئیں ۔ اور یہی پتہ زبور داؤد میں مرقوم ہے ۔
کہ آپ سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے ۔ کہ ملکہ اوفیر سونے سے آراستہ ہوکر تیرے
دہنے ہاتھ کھڑی ہے ۔ اور زبور میں آپ کا نام ضحوک لکھا ہے ۔ اور یہ نشان
بھی کلکی پران میں درج ہے ۔ کہ کلکی اوتار اپنے وطن سے اُتر کی طرف پہاڑوں

میں ہجرت کرینگے۔ آپ کا دین تلوار سے رواج پائیگا۔ اور وہ تمام پاک لوگوں کی تعریف کرینگے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ آپ نے کفاران عرب کے ظلم وستم سے تنگ آکر مکہ معظمہ کو جو آپ کا خاص وطن تھا چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے۔ اور بزور شمشیر صاعقہ بار ذوالفقار حیدر کرار کے آپ کا دین مشرق سے مغرب تک جاری ہوا۔ فرقان حمید و قرآن مجید میں تمام انبیا سلف کی مدح وثناء اور ان کے حالات مندرج ہیں۔ رکھیل پرکرن اپنی کرنت یعنی کتاب کے بال کاند میں یعنی شروع حصہ میں دوادسی یعنی بارھویں آدھیار کے چھٹے درشٹ کونت میں لکھتا ہے۔ اور یہ کتاب اٹھارہ پرانوں میں سے ہے۔ کلکش اوتار تینا۔ یعنی نجات دینے والا اوتار جو ہے۔ اوت پن نتم مدھی ندھصتم۔ یعنی پیدا ہونگے اندھیری دور کرنے والی زمین کے بیچوں بیچ میں۔ ارن سیکبا رتم یعنی دشمن کے مارنے والے۔ بلونت سورتم یعنی زور والے بڑے بہادر۔ پرتھوی ملکہ یعنی زمین کی ناف۔ سرب ادھنا یعنی تعریف کیا گیا ان کا نام۔ اور سرب کے معنی عربی میں محمد ہیں۔ سن گرام یعنی بذریعہ لڑائی کے دین پھیلائینگے۔ ان کلمات کی تائید میں ہم کتاب زبور کی آیت کو پیش کرتے ہیں جس میں پھر کسی کو گفتگو کی گنجائش باقی نہ رہے۔ کتاب زبور ۴۵ درس ۲ لغایت ۵۔ اور درس ۱۲ لغایت ۱۷ میں مرقوم ہے "تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف دیا گیا ہے۔ اس لئے خدا نے ابد تک تجھے مبارک کیا ہے۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلائیگا۔ تیرے تیز تیر میں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں شمشے

بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔ قوم کے دولت مند تیری خوشامد کرینگے۔ شاہزادی گھر کے اندر جلوہ گر ہے۔ اُس کا لباس سراسر تاش کا ہے۔ وہ منقش کپڑے پہن کے بادشاہ کے پاس لائی جاتی ہے۔ کنواری عورتیں جو اُس کی سہیلیاں ہیں۔ اُس کے پیچھے پیچھے تیرے پاس پہنچائی جاتی ہیں۔ سو بادشاہ کے محل میں داخل ہوتی ہیں۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائممقام ہونگے۔ تو انہیں تمام زمین کا سردار مقرر کریگا۔ میں ساری پشتوں کو تیری یاد دلاؤنگا۔ پس سارے لوگ تیری ستایش ابدالآباد کرتے رہینگے"۔ کلکی پران میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آخر کلپ ہوگا یعنی آخر زمانہ میں پھر کلکی اوتار کی صفتیں صاف ظاہر ہونگی۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ جناب امام آخرالزمان علیہ السلام جو آپ کے ہمنام وہمکنیت ہونگے ظہور فرمائینگے۔ اور تمام زمین پر دین محمدی کا ڈنکا بجیگا۔ ان زبور کی آیتوں اور علامات مندرجہ کلکی پران سے بہت سی باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

اوّل یہ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن بنی آدم تھے +

دوسرے کلکی اوتار سے بخوبی بے قیل وقال آپ ہی مقصود ہیں +

تیسرے آپ مامور بجہاد تھے +

چوتھے ہر لڑائی میں آپ فیروز ومظفر ہیں۔ اور بزور شمشیر آپ نے اپنی شریعت کو جاری کیا +

پانچویں تمام صنادید عرب وعجم ودولتمندان اکناف عالم آپ کے زیر حکم وتابع فرمان ہوگئے تھے۔ مانند خدام اطاعت کرنے پر تیار تھے +

چھٹے جناب خدیجہ ملکۃ التجار جو بسبب کثرت دولت وجاہ واقتدار کے

عرب کی شاہزادی کہلائی جاتی تھیں۔ وہ آپ کے عقد میں تھیں +

ساتویں جب وقت جناب خدیجہ عقد جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئیں۔ اور اپنے گھر سے حضرت صلعم کے گھر تشریف لانے لگیں۔ تو تمام نبات عرب و زنان قبائل بصد طرب مثل کنیزوں کے سواری کے ہمراہ تھیں۔ اور تا دولت سرا ساتھ تھیں +

آٹھویں یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ کے فرزندان والاتبار یکے بعد دیگرے آپ کے قائمقام ہونگے۔ اور تمام زمین کے سردار ہونگے +

نویں آپ کا دین قیامت تک رہیگا۔ اور ابد الآباد تک سب لوگ حضرتؐ کی ستائش کرینگے۔ اور حضرتؐ کو پیغمبر جانینگے +

دسویں امام آخرالزمانؑ آپ ہی کی اولاد سے ہونگے +

گیارھویں جملہ صفات آپ کے امام آخرالزمان علیہ السلام میں پائی جائینگی +

بارھویں آپ کا دین امام آخرالزمان علیہ السلام کے عہد فیض مہد میں روشن اور کامل ہوگا +

کتاب دبستان مذاہب میں یہ عبارت مندرجہ ذیل مرقوم ہے جن کو ہنود الکھی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے :۔

لاالعاہرتی پاپن۔ الاالشا پرم پدم۔ جنم بیکنٹھ برآپ نیوتی۔

ترجمہ: نام محمدم یعنی لاالہ کہنے سے پاپ ہٹتے ہیں۔ اور الا اللہ کہنے سے پدم پدوی ملتی ہے یعنی بہت نصیب ہوتی ہے۔ اگر جنم بیکنٹھی چاہو۔ تو محمد کے نام کا وظیفہ کرو جنم بیکنٹھ ہونے سے مراد بہشتی ہونا ہے۔ کیونکہ ہنود کے مذہب میں دوبارہ جنم ہونا اچھی طرح ثابت ہے ۔

اور جب جنم بیکنٹھی ہؤا۔ تو دوبارہ جنم نہ ہوگا پس مراد یہ ہوئی۔ کہ حضرتؐ کے نام لینے اور اُن کے دین میں آنے سے براہ راست بہشت نصیب ہوتی ہے ۔

خیال کرنے اور سمجھنے کی بات ہے۔ کہ اُس زمانہ میں جب کہ خلقت حضرت آدم علیہ السلام کی نہیں ہوئی تھی۔ اور تمام زمین پر دیو وجن حکومت کرتے تھے۔ اُس وقت میں بھی اُن میں آپکا ذکر تھا۔ اور آپ کی علامتیں وہ سب بیان کرتے تھے۔ اور اب تک اُن کی کتابوں میں مذکور ہے صرف دنیا طلبی کی غرض سے اُن پیشینگوئیوں کو جو حضرتؐ اور فرزندان حضرتؐ کے بارہ میں ہے۔ اور صاف صاف نشان ملتا ہے۔ تاویلات بیجا کرتے ہیں۔ اور راہ راست پر نہیں آتے۔ کیا ہنود۔ کیا یہود۔ کیا نصاریٰ وغیرہ وغیرہ کو ننا فرقہ ایسا ہے۔ کہ جس میں رسالت جناب خاتم انبیاءؐ و امامت و ولایت شاہ اولیاءؑ و اقضیا علیؑ مرتضےٰ اور اُن کی اولاد ائمہ ہُداؑ کا ذکر نہیں ہے۔ اگر کوئی از راہ تعصب و مکابرہ و مجادلہ قبول نہ کرے۔ اور دیدہ و دانستہ دوزخ میں جاگرے۔ تو اُس میں ہمارا کیا نقصان ہے۔ خود وہ سب خائب و خاسر ہونگے۔ کتاب تاریخ الائمہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مصنفہ سید وزیر حسین خاں صاحب بہادر سب جج بریلی میں تشریح و تصریح اسمائے چہاردہ معصوم علیہم الصلوٰۃ والسلام بخوبی مندرج ہے۔ وہ ملاحظہ طلب ہے۔ جس سے تمام حال نہایت اچھی طرح سے واضح ہوسکتا ہے۔ اور ہمارے اماموں کی قدر ظاہر ہوسکتی ہے ۔

باب چہارم

امامت کا بیان

اور اس میں فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

ہم نے قبل اس کے ثابت کیا ہے۔ کہ رسالت و امامت و خلافت کا تقرر عقلاً و ضرورتاً خدا پر واجب ہے۔ اور شرائط تقرر بھی بیان کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی عرض کیا ہے۔ کہ بحث تقرر امام میں بالتصریح عرض کرونگا۔ لہٰذا گذارش ہے۔ کہ یہ دریافت کرنا ضرور ہے۔ کہ امامت و خلافت کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ کیا چیز ہے۔ پس امامت کے معنی لغت میں اس طرح مذکور ہیں۔ (امام بکسر پیشوا و بمعنی رشتہ کہ معماراں بااں بنا راست کنند)۔ ظاہر ہے۔ کہ جب کوئی پیشوا نہ رکھیگا۔ تو ضرور راہ راست اوس کو نہ ملیگی۔ بادیہ ضلالت میں ٹھوکریں کھاتا پھریگا۔ اور اگر اسی طرح کوئی معمار وہ رشتہ جس کو ساہل کہتے ہیں۔ اپنے پاس نہ رکھیگا۔ تو اُس کی صنعت تعمیر میں نقص پیدا ہوگا۔ اُس کی بنائی ہوئی دیوار ٹیڑھی ہو جائیگی۔ اور تمام لیاقت کھوئی جائیگی۔ وہ عمارت بدنما معلوم ہوگی۔ لہٰذا اگر امت میں کوئی پیشوا گذرراہ راست بتلانے والا بھی کا سیدھا

کرنے والا نہ ہوگا۔ تولامحالہ امت ضلالت وگمراہی میں گرفتار ہوگی۔ اور بجائے دین کج ہو کر راہ بد دکھلانے پر تیار ہوگی۔ اسی مناسبت معنی لغوی سے ہمارے ائمہ اثنا عشر پیشوا وحبل المتین ودین مبین کہے جاتے ہیں۔ انہیں سے سب لوگ راہ نجات پاتے ہیں۔ اور خلافت کے معنی لغت میں (بجائے کسے بودن)۔ اور خلیفہ کے معنی (از پس کسے آئندہ و در کارے قائممقام کسے شوندہ یعنی قائم مقام و نایب مناب)۔

واضح رہے۔ کہ کسی کا جانشین ہونا یا قائم مقامی کسی شخص کی کرنا اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ جب تک مورث کسی کو جانشین یا قائممقام اپنا بحکم خدا یا اپنی تجویز سے تقرر نہ کرے ہو نہیں سکتا۔ آئندہ اس کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اب اس کا دریافت کرنا لازمی ہوا۔ کہ آیا تقرر امام وخلیفہ باختیار امت ہو سکتا بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہو سکتا ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے۔ بحث رسالت میں ہم اس کو ثابت کر چکے ہیں۔ کہ انسان کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کی رائے وعقل جمیع معایب معاش ومعاد اول سے آخر تک اطلاع تام نہیں رکھ سکتی ہے۔ لہذا نائب رسول کا جو ہم قدر وہمشان رسول ہے تقرر کرنا باجماع امت دشوار بلکہ محال ہے۔ انبیا ورسول ہر ایک گناہ وخطا سے بری ہوتے ہیں۔ اور اُن کا علم بھی بمقابلہ علم امت بدرجہا بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ ایسے شخص کو انتخاب نہیں کر سکتے۔ تو امت کیونکر انتخاب میں فائز المرام ہوگی۔ جیسا کہ حال جناب موسیٰ علی نبینا وعلیہ وآلہ السلام میں مذکور ہے۔ کہ جناب باری نے حکم دیا۔ کہ اے موسیٰ اپنی قوم سے کچھ لوگوں کو منتخب کر کے کوہ طور پر لاؤ۔ تو جناب موسیٰ نے قوم بنی اسرائیل سے ستر شخص منتخب کئے۔ جو بظاہر زہد وتقویٰ کا ۔ ۔ ۔ ۔ ناشرع

میں بہتر معلوم ہوتے تھے۔ مگر جب اُن کو پیش خدا حاضر کیا۔ تو ارشاد ہوا کہ یہ
سب منافق ہیں۔ اُن کے باطن میں کفر و فسق و فجور بھرا ہوا ہے۔ جب حضرت موسےٰ
انتخاب قوم میں لاعلم و ناکامیاب رہے ہے۔ تو طبقہ ادنےٰ امت کا شمار کس حساب میں
ہے۔

اب ہم خلافت و امامت کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ باختیار خدا ہے۔ یا باختیار
کافہ انام۔ اجماع و پنچایت سے تو تقرر خلیفہ و امام بالکل محال ہے سوا وہ کوئی اختیار
امت کو حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ جناب باری عز اسمہ سورۂ بقر میں ارشاد فرماتا
ہے۔ للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد
فیہا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم
ما لا تعلمون۔ یعنی کہا تیرے رب نے فرشتوں سے۔ کہ میں کرنے والا ہوں زمین
میں ایک خلیفہ۔ تو انہوں نے کہا۔ کیا تو اُس کو کریگا۔ جو زمین پر فساد کرے۔ اور خون
بہائے۔ حالانکہ ہم لوگ تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ کہا خدا نے۔ میں جانتا
ہوں اُس خیر کو جس کو تم نہیں جانتے" پھر ذکر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام
میں ارشاد فرمایا ہے۔ انی جاعلک للناس اماماً۔ یعنی ہم کرنے والے ہیں تجھکو
واسطے خلایق کے امام"۔ اور حال داؤد علیہ السلام میں ارشاد فرماتا ہے۔ یا داؤد
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق۔ یعنی اے داؤد
ہم کرتے ہیں تجھ کو خلیفہ زمین میں۔ پس حکم کر تو درمیان خلائق کے حق کے ساتھ" ان
تینوں آیتوں سے ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ و امام منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ بلکہ آیۃ
اولیٰ سے بطلان اجماع بمقابلہ نص کے ظاہر ہے۔ کیونکہ ملائکہ نے دلیل قوی سمجھکے
اجماع کیا تھا۔ مگر جناب باری نے اُن کو لاعلم بنایا۔ اور خلیفہ کا تقرر اپنے نص و علم
کے مطابق فرمایا۔

اب یہ بات رہی۔ کہ نبی و رسول بھی اپنا خلیفہ مقرر کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس بارہ میں حضرت موسے علیہ السلام کے قصہ میں خود جناب باری ارشاد فرماتا ہے۔ واعدنا موسے ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ وقال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی ولا تتبع سبیل المفسدین۔ یعنی وعدہ کیا ہم نے موسے ع سے تیس رات کا۔ اور تمام کیا اس کو دس سے پس تمام ہوا میقات اُس کے رب کا چالیس رات میں۔ اور کہا موسے ع نے اپنے بھائی ہارون ع سے۔ کہ تو خلیفہ میرا میری قوم میں۔ اور اصلاح کر۔ اور نہ پیروی کر مفسدوں کی راہ کی ؛؛

لیجئے صاف طور پر ظاہر ہوگیا۔ کہ نص پیغمبر بھی نص جناب باری ہے۔ اگرچہ اور بھی آیتیں اس بارہ میں ہیں۔ مگر اسی قدر اثبات مدعا کے لئے کافی ہے۔ کہ خلیفہ و امام کو منصوص من اللہ و الرسول ہونا لازم بلکہ واجب ہے۔ اور خلیفہ و امام کے معنی بھی لغت سے ظاہر ہو چکے۔ اب ہمارے برادران اسلامی ارشاد فرمائیں۔ کہ اُن کے خلفا کس طبقہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ کوئی نص اُن کی خلافت پر نہ منجانب خدا ہے۔ اور نہ منجانب رسول۔ بلکہ وہ یہ عقیدہ و اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عہد میں کسی کو خلیفہ نہیں مقرر کیا۔ اور خود حضرت خلیفہ ثانی وقت وفات اپنے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہتے تھے۔ کہ اگر میں اپنے بعد کے لئے کوئی خلیفہ نہ تقرر کروں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی نے کہا ان لم استخلف فما استخلف رسول اللہ۔ افسوس ہے۔ کہ صرف دنیا طلبی کے لئے آیات و احادیث جو نص قطع خلافت علی ع پر ہیں۔ اور مواقع متعددہ

میں جناب رسول صلعم سے سُن چکے تھے۔ اور خود خم غدیر میں بعد نصب خلافت بخ بخ لک کہکر مبارک باد دیتے ہیں۔ اُس کو اس طرح پر بھولاویں۔ اور کہیں۔ کہ پیغمبر نے خلیفہ مقرر نہیں کیا + یہ تو ظاہر ہے۔ کہ بعد رحلت جناب ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ وحی منقطع ہو چکا تھا۔ اور بقول علمائے عامہ فرشتوں کا آنا بھی بند ہو چکا تھا۔ اور خدا و رسول نے بنص صریح ان کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ تو پھر حیرت ہے۔ کہ خلفائے ثلثہ یا مثل اُن کے بلفظ خلیفہ کیوں پکارے جاتے ہیں۔ قائم مقامی و جانشینی تو ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُس مقام پر جس کو سقیفہ کہتے ہیں۔ اور تعریف اُس کی صاحب غیاث اللغات اس طرح پر لکھتے ہیں۔ (ایوانی بود کہ عرب برائے مشورہ باطل درآنجا جمع میشدند) منافقان دین نے جمع ہو کر مشورہ باطل کر کے حضرت خلیفۂ اول کو منتخب کیا۔ جس بیعت کو حضرت خلیفہ ثانی کہتے ہیں۔ کہ ایسی بیعت ناگہانی۔ اگر اب کوئی ایسا کرے۔ تو واجب القتل ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ بصفحہ ۲۸ شاہ عبدالعزیز صاحب عالم اہل سنت تحریر فرماتے ہیں۔ (الا ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ المؤمنین من شرھا فمن عادای مثلھا فاقتلوہ۔ واہ وا۔ جس بیعت کی بنا پر تمام امور کو خاتمہ تک پہنچاتے ہیں۔ اُسی بیعت کو ناقص اور بیعت کرنیوالوں کو اُس کی طرف واجب القتل فرماتے ہیں۔ اور پھر اپنے وقت انتہائی سے وصیت نامہ لکھوا کر مسند آرائے خلافت ہوئے۔ اور اپنے بعد کے لئے پھر پنچایت کی رائے دی گئی۔ حالانکہ اجماع کے قایل گو علمائے اہلسنت مثل احمد بن حنبل و شافعی کاذب قرار دیتے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ تو اجماع کو محال جانتے ہیں۔ پس ایسے اجماع ناجائز و باطل و محال سے صاف ظاہر ہے۔

کہ یہ سب کوشش اُن کی صرف دنیا طلبی کے لئے تھی۔ دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
اسی وجہ سے اہل سنت کے یہاں یہ عقیدہ ہے۔ کہ تعلق دنیا امورات دنیا کے واسطے
ہے۔ دین سے خلیفہ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے۔ کہ خلیفہ دوم
نے کہا۔ من اراد ان یسال القرآن فلیات ابی بن کعب ومن اراد عن الحلال
والحرام فلیات معاذ بن جبل ومن اراد عن المال فلیاتنی فان اللہ جعلنی
خازنا وفی روایۃ من اراد ان یسال عن الفرایض فلیات زید بن ثابت۔
یعنی جو کوئی قرآن سے پوچھنا چاہے۔ تو ابی بن کعب سے پوچھے۔ اور مسائل حلال و
حرام معاذ بن جبل سے۔ اور مسائل فرائض زید بن ثابت سے پوچھے۔ اور جو کوئی مال
سے پوچھے۔ وہ مجھ سے سوال کرے۔ کیونکہ میں خزانچی ہوں"۔ اور صواعق محرقہ میں لکھا
ہے۔ کہ خلیفہ اول کہا کرتے تھے۔ کہ "مجھ پر ایک شیطان آتا ہے۔ جب دیکھو۔ کہ کجروی
کرتا ہوں۔ تو سیدھا کرو۔ اور پرہیز کرو"۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ "میری بیعت فسخ کرو۔
میں بہتر نہیں ہوں تم سے۔ اور علیؑ تم میں موجود ہیں"۔ اس پر امام غزالی سر العالمین
میں لکھتے ہیں۔ کہ "اگر یہ کلام خلیفہ کا از راہ تمسخر و مزاح تھا۔ تو خلیفہ کو تمسخر و مزاح لازم
نہیں۔ اور اگر واقعی تھا۔ تو خلیفہ کیوں بنے رہے۔ دست بردار کیوں نہ ہو گئے"۔
واہ واہ ایسی خزانچی گری پر دعوے خلافت ہے۔ پس قارون و موسےٰ میں کیا فرق
رہا۔ اور جس کے سر پر شیطان آیا کرے۔ اور دوسرے لوگ اُس کو اُلٹ پلٹ کے
سیدھا کریں۔ وہ کیا مستحق خلافت ہو گا۔ اور حال عالی نسبی تو اسی سے ظاہر ہے۔
کہ ابو سفیان ہمیشہ ابوبکر وغیرہ کو اذل بطن قریش کہا کرتا تھا۔ مودۃ القربےٰ میں
ہے۔ کہ قال رسول اللہ الامام الضعیف ملعون یعنی من یحتاج الی غیرہ
فی امور الدین۔ یعنی فرمایا رسول خداؐ نے۔ کہ وہ امام ضعیف ملعون ہے۔ کہ جو امور دین
میں غیر کا محتاج ہو۔ اور کنز العمال میں ہے۔ کہ لا یقبل اللہ صلوٰۃ امام حکم بغیر ما

انزل اللہ یعنی اُس امام کی نماز مقبول خدا نہیں ہے جس نے بخلاف تنزیل حکم کیا ۔
لیجئے ۔ اب تو قلعی کھل گئی ۔ خزانچی گری کام میں نہ آئی ۔ ملعون بھی کہلائے غیر مقبول
بارگاہ خدا بھی ہوئے ۔ مجھ کو اکثر تعجب ہوتا تھا ۔ کہ یہ کیا بات ہے ۔ کوئی عصمت
وطہارت وعدالت نہیں ہے ۔ ہر جاہل مسئلہ وفاسق وفاجر ومہجور وقمار باز وزانی
وولد الزنا ۔ ذیل مثل جولاہہ ودھنا وقصاب کونجڑاؤ دیکھو وغیرہ امام نماز بن جاتا ہے ۔
اور بشوق وبطیب خاطر سب اہلسنت اُس کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں ۔ جب
عبادات عقاید نسفی وغیرہ دیکھنے میں آئے ۔ صلوا خلف کل بر وفاجر ولاینعزل
الامام بالفسق ای الخروج عن طاعۃ اللہ وبظلم الظلم علی عباد اللہ ۔ تو معلوم ہوا ۔
ان کے اصول ہی جداگانہ ہیں ۔ کیوں نہ ہو ۔ شاباش ۔ کیا مذہب ہے ۔ کہ جاہل
مسائل طہارت وغیرہ اور ظالم وفاجر وفاسق وصوفی کھول کر آگے کھڑا ہو گیا ۔ پس
امام بن گیا ۔ اور یہ اصول صرف اس غرض سے بنایا گیا ہے ۔ کہ امام بحق کی ضرورت
نہ رہے ۔ اور یہی باعث ہوا ۔ کہ دین کا تعلق خلیفہ سے نہیں رکھا گیا ہے ۔
البتہ تدبیر حصول دنیا میں تو شیطان کے اُستاد تھے جس پر ابو حنیفہ نے کہدیا ۔
کہ ایمان ابلیس وابوبکر واحد ۔ ایمان ابلیس وابوبکر ایک ہے ۔ اس
قسم کے مضامین خود اہلسنت کی کتابوں میں کثرت سے ہیں ۔ اور اکثر ہمارے
برادران ایمانی نے لکھے ہیں ۔ وہی کافی ہیں ۔ محض بخوف طوالت اس مضمون کو
اسی جگہ پر ختم کرتا ہوں ۔

اما جو اس کے قائل ہیں ۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے بعد کے لئے کوئی وصی وجانشین مقرر نہیں کیا ۔ اُن کا یہ عقیدہ فاسد ہے ۔
کیونکہ جناب ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مخصوص اُن کے وقت
تک نہیں تھی ۔ بلکہ تمام خلق پر روز قیامت تک آپ کی پیغمبری ہے ۔ اور آپ نے

ایک شریعت تازہ بہ تنسیخ ادیان سابقہ جاری کیا ہے۔ اور ایک کتاب محکم جو تمام فرائض وسنن کے احکام پر حاوی ہے۔ اپنی امت میں جاری کیا ہے۔ اور ہر ایک امور ضروریہ وغیر ضروریہ کے احکام وطریقے ارشاد فرمائے۔ اور فرائض و مواریث وانفصال قضایا معاملات کے راستے بتلائے۔ اور بہت تھوڑے دنوں آپ نے تبلیغ رسالت کی۔ پھر داعی حق کی اجابت کی۔ اس مدت قلیل میں ایک گروہ قلیل نے آپ کے فرمان کو مانا۔ اور بہت سے شہروں میں کچھ کسی نے نہیں جانا۔ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ وہ بھی اکثر باطن میں منافق تھے بظاہر مسلم اور حقیقت میں فاسق تھے۔ پس کیونکر عقل گوارا کر سکتی ہے۔ کہ ایسے امر عظیم ناتمام کو ایسا پیغمبر عالی مرتبت اس طرح پر بیوالی و وارث چھوڑ دے۔ اور اور ایک مرتبہ رشتہ ہدایت امت کو دست اغماض سے توڑ دے۔ اگر کوئی بادشاہ یا رئیس یا عام اشخاص جب مرض الموت میں بیمار ہوتے ہیں۔ اور اس سرائے فانی کے چھوڑنے پر لاچار ہوتے ہیں۔ تو کمال مہربانی واسطے اصلاح اپنی رعایا و کاشتکار و اولاد و ازواج و اموال و متروکات کے کوئی نائب ووصی مقرر کر جاتے ہیں۔ اور جملہ امور انتظامیہ اُن کے بعد جانشینوں کے ہاتھ سے انجام پاتے ہیں۔ کوئی شخص جس کو ذرا سا بھی مادۂ عقل وتمیز ہوگا۔ ہرگز ایسے پیغمبر آخرالزماں رؤف امت آیۂ رحمت پر ایسے امر ناشایستہ کی نسبت نہ دیگا۔ کہ بلاتعین کسی محافظ دین و مفسر آئین کے دنیا سے سفر کرے۔ اور بغیر انتظام امور بندگان خدا کے جانب دار جاوداں گذر کرے۔ اور ایسی کتاب مجمل کہ جو پورے طور پر اکٹھی نہ ہوئی ہو۔ اور ترتیب بھی اُس کی حسب مدعا نہ ہوئی ہو۔ اور جو کچھ اُس میں احکام ومسائل تحریر ہوں۔ وہ بالاجمال ہوں۔ محتاج مفسران ذی کمال ہوا۔ اور یہ امر ممکن ہو۔ کہ بغیر کسی مفسر ذی مرتبہ کے ہر شخص اپنی مراد کے مطابق اس کی

تعبیر کرے۔ اور جو امر مطلوب سے اُس کے خلاف تفسیر کرے۔ اُس کتاب کو یوں حالت تشویش و اضطراب میں چھوڑ جائے۔ اور معانی و نکات و رموز کو اُس کے کسی کو نہ بتلائے۔ اور اُن مسلمانوں کو جو ظاہر میں مسلمان تھے۔ اور باطن میں منافق تھے خارج از ایمان و بندۂ شیطان تھے۔ صاحب اختیار کر جائے جن کی وجہ سے بہت امر ناجائز ظہور میں آئے ہر ایک اپنی اپنی اغراض فاسدہ کے موافق ادعاے امارت کرے۔ اور امور کفر و جہالت کو شایع کرے پس قابل و معتقد ایسے عقیدہ فاسدہ کا عقل کامل کے نزدیک بالکل لا یعقل شمار ہوتا ہے۔ اور صاحبان ہوش و خرد کے حضور اقوال سخیفہ اُن کا بے اعتبار ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس بمقتضاے ختم اللہ علی قلوبھم الایہ صرف دنیاے دنی کی خواہش میں ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتے ہیں۔ اور شاہراہ ہدایت مستقیم چھوڑ کر مثل اعمے تاریکی کفر میں جاتے ہیں۔ اگر پردہ تعصب و عناد سامنے سے اُٹھائیں۔ اور بغیر ہوا و ہوس نفسانی ذرا سا چشم انصاف سے ملاحظہ فرمائیں۔ تو ظاہر ہوگا۔ کہ ابتداے بعثت سے تا زمان وفات کس کس اہتمام سے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبلیغ رسالت کی۔ اور ہر مجمع و مجلس میں اپنے اوصیاے کرام و جانشینان عالی مقام کی اطاعت کی ہدایت کی۔ یہاں تک کہ خم غدیر میں کس دھوم سے ہزارہا انصار و مہاجرے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہکر بیعت لی۔ اور اکثر منافقین نے بخ بخ لک یا امیر المومنین کہکر مبارکباد دی۔ جس پر آیہ اکملت لکم دینکم نازل ہوا۔ آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اس کی دلیل میں ہے۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا مثل آفتاب روشن ہے۔ تمام عالم میں اس آفتاب امامت کا اُجالا ہے۔ منکرین کا مُنہ کالا ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس بحث میں بڑی بڑی کتابیں تحریر ہوئی ہیں۔ اور اکثر کتب مخالف سے تسطیر ہوئی ہیں۔ جس کا ذکر تفصیلا اس مختصر رسالہ میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن بطریق اختصار تھوڑا سا تحریر کرنا ضرور ہے۔ اور بغرض طلب ثواب و اطلاع مومنین و اثبات مدعا لکھنے پر مجبور ہے۔ جو شرائط ہم نے بحث رسالت میں لکھی ہیں۔ اُن میں ہر ایک امام اثنا عشر طاق و چیدہ تھے تمام عالم سے۔ بلکہ انبیائے ماسبق و ملائکہ سے افضل و برگزیدہ تھے۔ اور جب تک وہ صفتیں کسی میں پائی نہ جائیں خلیفۂ رسول اور امام امت ہو نہیں سکتا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جناب عیسےٰ علیہ السلام تک ایسا کوئی نبی نہیں گذرا۔ کہ جس کا وصی بحکم خدا مقرر نہ ہوا ہو پس جب یہ ثابت ہوا۔ کہ کسی پیغمبر کا دنیا سے گذرنا بلا تقرر وصی محال ہے۔ تو دیکھنا چاہئے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیونکر اور کہاں کہاں کس کس مقام پر کس کس طرح سے ارشاد استقرار خلافت کیا ہے۔ مگر قبل اس کے اسی قدر کافی ہے۔ اور یہ اقرار و اعتقاد واقع ہے۔ کہ بعد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفۂ بلافصل جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام امام الثقلین ہیں۔ اُن کے بعد سبطین نبی حسن اور حسین علیہم السلام پیشوائے خافقین ہیں۔ اُن کے بعد علی بن الحسین و محمد بن علی الباقر و جعفر بن محمد الصادق و موسےٰ بن جعفر الکاظم و علی بن موسےٰ الرضا و محمد بن علی التقی و علی بن محمد النقی و حسن بن علی العسکری و حجۃ ابن الحسن المہدی علیہم السلام ائمۂ ہدا ہیں۔ وصی و جانشین محبوب کبریا ہیں۔ جناب قایم آل محمد نظروں سے مستور ہیں بحکم خدا غیبت پر مامور ہیں ؂

یہ بھی واضح ہو۔ کہ لقب شیعہ کا اطلاق اُنہیں اشخاص پر ہے۔ جو قائل امامت ائمۂ اثنا عشر علیہم السلام ہیں۔ زیدیہ و اسماعیلیہ وغیرہ بھی فرقۂ شیعہ میں داخل ہیں۔

لیکن عقاید حقہ سے جاہل ہیں۔ بلاشک وہ گمراہ ہیں۔ اُن کے بطلان مذہب کی حدیثیں گواہ ہیں۔ اس کی تصریح کہ بعد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ امام ہونگے کتب احادیث فریقین میں موجود ہے۔ جو اس کا اقرار نہ کرے۔ وہ مردود ہے جیسا کہ ہم انشاءاللہ آئندہ عرض کرینگے ⁜

واضح ہو۔ کہ حدیث اتحاد نور میں صاف طور پر مرقوم ہے۔ کہ عالی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خلقت انا و علی من نور واحد یعنی "جناب باری نے مجھے اور علیؑ کو نور واحد سے پیدا کیا" اور یہ بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ نور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نور جناب ابوتراب علیہ السلام کو صلب حضرت آدم علیہ السلام میں جناب باری نے جگہ دی۔ اور وہ دونوں نور متحد ہو کر جناب ابوالبشرؑ سے لے کر حضرت عبدالمطلبؑ تک یکے بعد دیگرے اصلاب طاہرہ میں منتقل ہوتے آئے۔ جناب باری نے بکمال انصاف اُس نور متحدہ کو جو صلب حضرت آدمؑ سے حضرت عبدالمطلبؑ تک منتقل ہوتا آتا تھا۔ دو حصہ کر کے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو صلب حضرت عبداللہؓ میں اور حضرت علی علیہ السلام کے نور کو صلب حضرت ابی طالبؑ میں منقسم کر کے جگہ دی۔ دادا کا ترکہ برابر برابر خدا نے تقسیم کیا۔ رسالت جناب حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں آئی۔ اور امامت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد امجاد نے پائی۔

اب مختصرًا سامنا ظرہ احمدیہ سے دوازدہ امام علیہم السلام کی تفصیل لکھتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ صحیح بخاری صحیح مسلم۔ ترمذی۔ سنن ابوداؤد۔ مسند امام احمد۔ مسند امام بزار اور کل حدیث کی کتابوں میں منقول ہے۔ کہ حضرت صلعم نے فرمایا۔ اسلام اس وقت تک عزیز و بلند رہیگا جب تک بارہ خلیفہ ہوں۔ کہ سب

قریش سے ہونگے۔ اور ابن ابی داؤد نے اس حدیث میں یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ ان پر امت کا اجماع ہوگا۔ اور اس کے بعد ہرج ہوگا۔ یعنی فتنہ وقیامت۔ اور احمد و برار کی روایت کہ ان کی تعداد بارہ ہوگی مطابق اثنا عشر نقباء بنی اسرائیل کے۔ اور مسند امام مسدد میں ہے۔ کہ سب خلیفہ عمل کرنے کے ساتھ ہدایت کے۔ اور دین حق جس میں دو آدمی ہونگے اہلبیت محمدؐ سے۔ دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۵۰۔

ان حدیثوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بارھوں خلیفہ ایک رنگ اور ایک رتبہ کے ہونگے۔ جن کی تعریف آخری روایت میں یہ ہے۔ کہ سب عمل کرینگے ہدایت اور دین حق پر۔

یہ حدیث فرقہ اہل سنت میں ایسی صحیح ومتواتر ہے۔ کہ اس سے کسی طرح نہ انکار کر سکتے ہیں۔ نہ اس کے معنے درست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ پہلا سوال تو اس پر یہ ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کیسے مسلمان تھے۔ جنھوں نے رسول اللہ صلعم سے یہ نہ پوچھا کہ وہ بارہ خلیفہ کون ہونگے۔ اُن کے نام کیا ہیں؟ کیونکہ رسول اللہ صلعم نے جب اُن کی تعداد بتائی تھی۔ تو اُن کے نام بھی ضرور بتا دئیے ہونگے۔ شان رسالت بلکہ عقل سے بہت دور تھا۔ کہ حضرت صلعم اُن کے نام نہ بتاتے۔ حالانکہ ہم حدیثوں میں دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت صلعم نے پاخانہ پیشاب مسواک حلال وحرام تک کے مسائل اداب وقواعد بتا دئیے ہیں۔ پھر خلافت جیسے عظیم امر کو کیوں مہمل چھوڑ دیا۔ آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمل چھوڑا۔ یا صحابہ نے۔

دوسرا یہ کہ قریش لفظ عام سے ہر شخص کو مساوی حق پیدا ہوتا ہے۔ لوگو یا حضرتؐ نے اس جملہ سے تمامی قریش کو باخود ہا جنگ وجدال پر

آمادہ کرلیا۔ جیساکہ معویہ صاحب نے کہا ہے۔ کہ امت محمدؐ میں اختلاف ڈالنے والے حضرت عمرؓ ہیں۔ جنہوں نے بذریعہ شوریٰ ہر قبیلہ کو تحصیل خلافت پر آمادہ کیا۔ اگر کسی کو مثل ابوبکر خلیفہ کرجاتے۔ تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔ عقدالفرید +

اب دیکھئے یہی الزام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آتا ہے۔ اگر قبول کرلیا جائے۔ کہ حضرتؐ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اور بارہ اماموں کے نام نہیں بتائے۔ (نعوذ باللہ من ندۃ العقیدہ) +

تیسرے اس حدیث سے وہ حدیثیں باطل ہوجاتی ہیں۔ جو اہل سنت الخلافہ ثلثون سنۃ روایت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر دونو حدیثیں ساتھ قبول کرلی جائیں۔ تو تناقص لازم آتا ہے۔ جو کلام رسول اللہؐ بلکہ کسی عاقل کے شایاں نہیں۔ بہرکیف اس روایت نے مذہب اہل سنت میں ایسا رخنہ ڈال دیا ہے۔ کہ کسی طرح اس کا انسداد نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک اس کی تحقیق نہ کرسکے اور نہ جب تک امرحق کی طرف رجوع کرینگے اس کی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اس کی پہلی تحقیق اہل سنت کی روایات سے یہ ہے۔ کہ علامۂ سیوطی عبداللہ بن عمر سے دربارہ بارہ خلفاء کے روایت کرتے ہیں۔ کہا ابوبکر کا نام تو تم نے پالیا۔ عمرؓ لوہی کی شاخ میں ان کا نام بھی پایا۔ ابنؓ عفان ذوالنورین جو مظلوم قتل ہوئے۔ اور دو حصہ رحمت ان کو ملیگی۔ معاویہؓ اس کا بیٹا۔ یزید جو مالک ہوئے ارض مقدس شام کے۔ سفاح۔ سلام۔ جابر۔ مہدی۔ امین امیر الغضب جو سب ہی کعب بن لوی سے ہونگے۔ اور سب صالح ہونگے۔ جن کا مثل نہ پایا جائیگا +

دیکھئے۔ اس روایت سے جناب امیرؑ و امام حسنؑ کا نام خارج کردیا گیا

سے ہے۔ اور معاویہ و یزید کا نام نہایت عظمت سے لیا گیا۔ اور ان کو خلیفہ برحق فرمایا ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ عبداللہ بن عمر نے باوصف بیعت کرنے متاخرین و انصار کے نہ جناب امیر علیہ السلام کی بیعت کی نہ امام حسن علیہ السلام کی۔ بلکہ برعکس نہایت خوشی و رضا کے ساتھ معاویہ کے بعد لاکھ درہم لے کر یزید کی بیعت کی۔ اس کے بعد عبدالملک کی بیعت حجاج ثقفی کے پیروں پر جا کر کی۔ جس کے بعد اسی حجاج نے ان کو قتل بھی کیا۔ پھر تعجب ہے اہلسنت سے کہ بعض حضرات ان میں ایسے ہیں۔ کہ نہ حضرت ابن عمر کی روایت مانتے ہیں۔ نہ ان کا طرز عمل جو یزید کی خلافت سے انکار کئے جاتے ہیں۔

دوسری تحقیق علامہ سیوطی اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں۔ کہ اس بارہ خلیفہ سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو غرہ خلافت و قوت اسلام و استقامت امور میں ہونگے جنکی خلافت پر اجماع ہوگا۔ چنانچہ یہ باتیں پائی گئیں اُن لوگوں میں جن پر اجماع ہوا۔ یہاں تک کہ امر بنی امیہ میں اضطراب اور فتنہ قایم ہوا ایزمانہ ولید بن یزید یہاں تک کہ وہ سب بنی عباس پہ قایم ہوئے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس کلام کو نقل کرکے فرماتے ہیں۔ بہت عمدہ ہے یہ کلام۔ کیونکہ اس کی تائید بھی ہوتی ہے بہت سی احادیث سے۔ جن میں یہ بیان ہے۔ کہ ان پر اجماع بھی ہوگا۔ دیکھو پہلے اجماع ہوا ابوبکر، عمر، عثمان، علیؑ پر۔ یہاں تک کہ امر حکمین واقع ہوا صفین میں۔ تب سے معاویہ نامزد ہوا۔ بخلافت جس پر پورا اجماع بعد صلح امام حسنؑ کے۔ اس کے بعد معاویہ کے بیٹے یزید پر سب کا اجماع ہوا۔ اور نہ منتظم ہوا امر حسینؑ کا۔ بلکہ وہ قتل ہوئے۔ بعد مدت یزید پر اختلاف ہوا۔

یہاں تک کہ بعد قتل ابن الزبیر عبدالملک پر اور اس کے چاروں بیٹوں ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام پر اجماع ہوا۔ جس کے درمیان میں عمر بن عبدالعزیز آ گیا پس یہ سات خلیفہ خلفائے راشدین کے بعد ہیں۔ بارھواں خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک ہے۔ جو چار برس خلیفہ رہا اور اس کے قتل کے بعد انتشار و فتن پیدا ہوا۔ کہ اہل سنت کے نزدیک یہی خلیفہ برحق ہیں۔ جن میں نہ مروان کا نام ہے۔ نہ عبداللہ بن زبیر کا۔ نہ جناب امام حسن علیہ السلام کا نام موجود ہے۔ نہ خود عمر بن عبدالعزیز کا۔ جو اہل سنت کے نزدیک خلیفہ راشدین سے ہیں۔ اور خلیفہ دوم سے افضل۔ اور شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ وکان الامر کما قال النبی قال اثنا عشر ھنم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاویة وابن یزید وعبد الملك بن مروان واولادہ الاربعة وبینہم عمر بن عبد العزیز ص ۸۴۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ بارہ خلیفہ امام اہل سنت یہی ہیں۔ جس میں یزید بھی ہے۔ اور کتاب ملل و نحل و حاشیہ ابو شکوہ سلمی بر شرح عقاید نسفی و صواعق محرقہ بلکہ خود شرح فقہ اکبر میں موجود ہے کہ علمائے اہل سنت نے یزید کو بھی خلیفہ برحق تسلیم کیا ہے۔

تیسری تحقیق علامہ سیوطی کی یہ ہے کہ اس حدیث میں بارہ خلیفہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جمیع مدت اسلام تا قیامت بارہ خلیفہ ہونگے۔ جو عمل کرینگے بحق۔ اگرچہ اُن کے زمانہ میں اتصال نہ ہو۔ بنا بر اس معنی کے بارہ خلیفہ سے آٹھ خلیفہ ہو چکے۔ خلفائے اربعہ۔ امام حسنؓ۔ معاویہ۔ ابن زبیر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ اور آٹھ خلیفہ ہوئے۔ اور ممکن نہیں۔ کہ ان لوگوں میں ملا دئے جائیں خلیفہ مہدی احمد جو خلفائے بنی عباس سے تھے۔ اسی طرح طاہر خلیفہ بھی اس میں مل سکتے ہیں۔ (جو مصر کے خلفائے بنی عباسیہ میں

داخل ہیں)۔ باقی رہے دو امام منتظر جن میں سے ایک تو امام مہدیؑ ہونگے۔ جو اہل بیت محمدؐ سے ہیں۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۹

اس حساب میں یہ خرابی ہے۔ کہ بہت سے خلیفہ درمیان نکل جاتے ہیں۔ مثل یزید۔ مروان عبدالملک۔ ولید۔ ہشام۔ سلیمان۔ جدید۔ مروان۔ ابراہیم حمار وغیرہ خلفائے مروانیہ اور نیز خلفائے عباسیہ سابق و لاحق مہدی باللہ۔ اور پھر کوئی سلسلہ باقی نہیں رہتا۔ بایں ہمہ ابھی تک دو خلیفہ کا وجود نہیں ہوا۔ ان سب سے بڑھ کر یہ خرابی بھی لازم آتی ہے۔ کہ حدیث مستدلہ سیوطی میں دو ہی خلیفہ کا ذکر ہے۔ جو اہلبیتؑ رسالت سے ہونگے۔ اور اس تحقیق سے علامہ سیوطی کے تین امام ہو جاتے ہیں۔ جناب امیرؑ جناب امام حسنؑ و حضرت مہدیؑ

چوتھی تحقیق یہاں پر جو حاشیہ چڑھایا گیا ہے۔ اس میں کتاب دانیالؑ سے مرقوم ہے۔ کہ یہ بارہ خلیفہ بعد حضرت مہدیؑ ہونگے۔ پانچ آدمی اولاد امام حسنؑ سے۔ پانچ آدمی اولاد امام حسینؑ سے۔ پھر دو آدمی اولاد امام حسینؑ سے۔ بنابریں یہ حدیث پیشینگوئی ہوگی قریب قیامت سے جس کا تحقق ابھی تک نہیں ہوا۔ اس سے اہل بیتؑ کے کل خلفا اس حدیث سے خارج ہوئے۔ اور کسی خلیفہ کی خلافت اس حدیث میں داخل نہیں رہتی

پانچویں تحقیق جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی تحقیقات میں ابن حجر اور سیوطی کی کچھ ترمیم کر کے اپنے لئے ان دوازدہ امام کو منتخب کیا ہے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؑ۔ معاویہ۔ عبدالملک۔ ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید۔ ہشام۔ ولید ابن یزید۔ اس تحقیق

سے بارہ امام کی تعداد تو پوری ہو جاتی ہے۔ مگر تسلسل نہیں رہتا۔ اور جناب امام حسنؑ تو بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ جن کے علیحدہ کئے سے معاویہ کی خلافت سے بھی دست برداری لازم آتی تھی۔ کیونکہ اہل سنت بالاتفاق قائل ہیں۔ کہ معاویہ کی خلافت اُس وقت سے صحیح ہے جب سے کہ امام حسنؑ نے تفویض فرمائی۔ پس جبکہ بنا بر تحقیق شاہ صاحب امام حسن علیہ السلام خلیفہ نہ ہوئے۔ تو معاویہ کی خلافت کیونکر درست ہوئی۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ خرابی لازم آتی ہے۔ کہ حدیث مذکور میں خاندان رسالت سے دو خلیفہ ہونا مذکور ہے۔ اور یہاں ایک ہی خلیفہ ہوئے ہیں۔ یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام +

چھٹی تحقیق شاہ عبد العزیز صاحب اسی حدیث کے متعلق یہ لکھتے ہیں۔ مراد ازاں خلفاء اثنا عشر مقسطین کہ بروح ومقیم دین مبین ومنفذ احکام شریعت غرا دصاحب بسط تام دراطراف دوالی خلافت نبوت باستحقاق والاتفاق لاعلی سبیل التغلب والشقاق ہستند۔ وبروئے آمدن ایں خلفاء بر سبیل اتصال بایکدگر لازم نیست۔ بلکہ از وقت ظہور خلافت راشدہ تا قریب قیام ساعت ایں عدد تمام خواہد شد پس از جملہ ایں خلفاء بعضے مثیل خلفا واربعہ وحضرت امام حسن وعمر بن عبد العزیز بروئے کار آمدہ اند۔ واتمام ایں عدو تا قریب قیامت صورت خواہد بست صفحہ ۱۴۵ ہادی +

دیکھئے یہ تحقیق روایت ابن عمر ہی کے مخالف نہیں ہے۔ بلکہ قاضی عیاض وابن حجر وسیوطی کی بھلے کے بھی مخالف ہے۔ بلکہ خود شاہ ولی اللہ صاحب کی تحقیق کے بھی خلاف ہے۔ اور ایسا خلاف کہ بارہ کو چھ کر دیا۔ اور جن کا خاتمہ دو سو برس کے اندر تھا اُس کو قیامت تک پہنچا دیا۔ کیونکہ

شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ ان بارہ خلفاء کو باستحقاق خلیفہ ہونا چاہئے۔ نہ بروئے تغلب رو۔ ان میں اتصال زمانہ بھی درکار نہیں۔ اور ان ہی تک ان بارہ خلیفوں میں چھ ہوئے خلفائے اربعہ۔ امام حسنؓ و عمر بن عبد العزیز جو صریح خلاف عقیدہ شاہ ولی اللہ صاحب ہے۔ کہ اس حدیث کو احادیث فتن قرار دے کر مہمل ٹھیرا دیا جس کا کوئی مطلب نہیں +

مسلمانو! غور کرو۔ ان علما کی تحقیقات سے تم کو کیا نتیجہ ملا۔ کس عالم کو ان میں سچا جانتے ہو۔ اور کس کو جھوٹا۔ تم اپنے کن بارہ خلیفوں کو منتخب کرتے ہو۔ اور کس ذریعہ سے کرتے ہو۔ کیونکہ قاضی ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری تو صاف صاف بلا عذر یزید کی خلافت کو برحق مانتے ہیں۔ اور اسی طرح ابن عمر صاحب نے حدیث بھی بیان کی اور بخوشی بیعت بھی جا کر کر لی۔ بلکہ جب مدینہ والوں نے یزید سے مخالفت کرنی چاہی۔ تو ابن عمر یہ حدیث بیان کی کہ عذر کرنے والے کے لئے قیامت کے روز ایک علم کھڑا کیا جائیگا۔ غرض اس سے بڑھکر کیا عذر ہوگا۔ کہ ہم لوگ اس (یزید) کی بیعت کریں۔ اور پھر اس کو خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ اس کے بعد کہا۔ اب جو نہ مانیگا۔ تلوار سے فیصلہ کرینگے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابن عمر یزید کو حضرت عثمان سے بھی افضل سمجھتے تھے۔ کیونکہ نہ کبھی آپ نے تلوار نکالی۔ نہ اس کا ارادہ کیا۔ غرض جو لوگ خلافت خلفائے ثلاثہ کو قبول کرتے ہیں۔ وہ اگر معاویہ سے دست بردار بھی ہوں۔ تو خلافت یزید سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ جس میں چاروں کو ذریعہ خلافت پا یا گیا۔ کیونکہ معاویہ کا تسلط خلافت پر بزور شمشیر تھا۔ نہ بذریعہ بیعت و اجماع۔ کہ صحابہ نے پہلے اجماع کیا ہو۔ نہ بذریعہ استخلاف۔ کہ کسی خلیفہ سابق نے اپنا خلیفہ مقرر کیا ہو۔ نہ بذریعہ شوریٰ کہ

چھ آدمیوں کے درمیان ہو۔ بخلاف یزید کہ جس کی خلافت کے لئے شورے بھی ہوا۔ کہ معاویہ نے کوفہ و بصرہ کے لوگوں کو بُلا کر سب سے شورے لیا۔ پھر مکّہ مدینہ جا کر مشورہ لیا۔ تو شورے بھی ہُوا۔ اور اجماع بھی۔ کہ ابن عمر جیسے صحابی نے ان کی بیعت کی۔ اور علاوہ ان کے کل صحابہ نے باستثناء جناب امام حسن علیہ السلام کہ جو بحکم یزید آخر شہید ہوئے۔ اور باستثناء ابن الزبیر جو مکّہ میں پناہ گیر ہوئے۔ اور یزید نے لشکر کشی کی۔ مگر معاویہ نے روبروان حضرات کے سب سے بگاڑ کر کہا۔ کہ یہ لوگ بیعت کر چکے۔ جس سے وہ حضرات انکار نہ کر سکے۔ کیونکہ اہل شام تلوار تولے لئے ہوئے تھے۔ اور استخلاف بھی ہُوا۔ کہ خود معاویہ نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اسی وجہ سے ابوشکور سلمی حاشیہ شرح عقاید نسفی صفحہ ۲۰ امیں لکھتا ہے۔ فاما یزید بن معاویہ قال بعض الناس ما خلافۃ کا تب باستخلاف معاویہ وبیعۃ المسلمین من الصحابۃ وغیرھم فمن طریق الناس ان طاعۃ کانت واجبۃ علی الحسینؑ وجمیع المسلمین۔ یعنی یزید کی خلافت بذریعہ استخلاف تھی۔ کہ معاویہ نے خلیفہ بنایا و نیز بذریعہ بیعت مسلمین صحابہ وغیرہ۔ پس قیاس کی رُو سے یزید کی اطاعت واجب تھی حسینؑ پر اور کل مسلمانوں پر۔ پھر حضرات اہل سنت کیوں اس کی خلافت سے انکار کرتے ہیں۔ اور اُس کو اپنا مقتدائے دین نہیں مانتے ۔

یہ سب خرابی اسی وجہ سے ہے۔ کہ اس حدیث میں تاویل خلاف مقصود رسول اللہؐ کرتے ہیں۔ ورنہ اگر حضرتؐ کے ارشاد فیض بنیاد پر عمل کرتے۔ تو نہ دین میں رخنہ پڑتا۔ نہ دُنیا میں اسلامی سلطنت جاتی۔ نہ بدعت کو رواج ہوتا۔ نہ مسلمانوں کی بےعزتی اور ذلت ہوتی۔ چنانچہ محققین اہل سنت نے تصریح کی ہے ۔

تحقیق حق دوازدہ امام۔ علامہ شیخ بلخی قندوزی شیخ مکتبہ شیخ مراد بخاری واقع شہر قسطنطنیہ اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں۔ جو بحکم سلطان عبدالعزیز خاں لکھی گئی۔ تحقیق کی ہے بعضے محققوں نے۔ کہ یہ حدیثیں بارہ خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ سب طریقوں سے مشہور ہیں۔ پس بشرح زمان و تعریف کون و مکان معلوم ہوا۔ کہ مراد رسول اللہ اس حدیث سے یہی دوازدہ امام ہیں۔ جو حضرتؐ کے اہل بیت و عترت سے ہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے خلفاے اربعہ کا مراد لینا ممکن نہیں۔ بسبب حلت .مو.ے کے کہ چار ہیں۔ اور حدیث مذکور میں بارہ اسی طرح سلاطین بنی امیہ بھی مراد نہیں ہو سکتے۔ جن کی تعداد بارہ سے بڑی ہے۔ اور ظلم و فجور اُن کا مشہور ہے۔ باستثناد عمر بن عبدالعزیز اور نیز وہ لوگ بنی ہاشم نہ تھے۔ اور حضرتؐ نے قید لگائی تھی بنی ہاشم کی۔ جیسا کہ روایت عبدالملک بن جابر میں ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حدیث زیادہ تر صحیح ہے۔ کیونکہ اخصاے بنی ہاشم اس کی دلیل واضح ہے۔ جس کو وہ لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ اور خلفاے بنی عباس بھی مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اُن کی تعداد بھی بارہ سے کہیں زیادہ ہے۔ اور آیہ مودت و حدیث کسا کی ان لوگوں نے رعایت نہ کی۔ تو ضرور ہوا اس حدیث سے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام مراد ہیں۔ جو اعلم زمانہ تھے۔ اور اجل و اورع و اتقا و اعلے از روئے نسب کے اور افضل از روئے حسب کے اور علوم اُن کے مستقل ہیں بذریعہ آباء کرام کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مزین۔ بذریعہ علوم لدنیہ کے ان کو وراثت پہنچی۔ اسی وجہ سے اہل علم و محقق و کشف و توفیق نے اس حدیث سے انہیں حضرات ائمہ

اثنا عشر علیہم السلام کو مراد لیا ہے۔ اور اس کی موید وہ سب حدیثیں ہیں۔ جو اس کتاب میں مذکور ہوئیں۔ مثل حدیث ثقلین وغیرہ کے۔ انتہی +

علامۂ مذکور نے اسی کتاب ینابیع المودۃ کے باب ۷۶ صفحہ ۴۶۹ میں کتاب فرائد السمطین سے ایک بڑی طولانی حدیث نقل کی ہے۔ جس میں ایک یہودی نے حضرتؐ سے گفتگو کی ہے۔ جس کا آخری حصّہ یہ ہے:۔

فاخبرنی عن وصیک من ھو فما من نبی الا ولہ وصی وان نبینا بن عمران اوصی یوشع بن نون فقال ان وصی علی ابن ابی طالب وبعدہ سبطای الحسن والحسین یتلوہ تسعۃ ائمہ من صلب الحسین قال یا محمد فسمہم لی قال اذا مضی الحسین فابنہ علی فاذا مضی علی فابنہ محمد فاذا مضی محمد فابنہ جعفر فاذا مضی جعفر فابنہ موسی فاذا مضی موسی فابنہ علی فاذا مضی علی فابنہ محمد فاذا مضی علی فابنہ الحسن فاذا مضی الحسن فابنہ الحجۃ محمد المہدی فہولاء اثنا عشر قال اخبرنی کیفیۃ موت علی والحسن والحسین۔ قال صلے اللہ علیہ والہ وسلم یقتل علی بضربۃ علی قرنہ والحسن یقتل بالسم والحسین بالذبح قال فاین مکانہم قال فی الجنۃ فی درجتی قال اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ واشہد انہم الاوصیاء بعدک ولقد وجدت فی کتب الانبیاء المتقدمۃ وفیما عہد الینا موسیٰ بن عمران علیہ السلام انہ اذا کان اخر الزمان یخرج نبی فقال لہ احمد ومحمد ھو خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ فیکون اوصیائہ بعدہ ۱۲ اثنا عشر اولہم ابن عمہ وختنہ والثانی والثالث کانا اخوین

من ولده ويقتل امة النبي الاول السيف والثاني بالسم والثالث مع
جماعة من اهل بيته بالسيف وبالعطش في موضع الغربية فيوكولد
العيم مذبح وليصبر على القتل يرفع درجاته ودرجات اهل بيته
وذريته ولاخراج محبيه واتباعه من النار وتسعة الاوصياء
منهم من اولاد الثالث فهؤلاء الاثنا عشر عدد الاسباط قال ع
تعرف الاسباط قال نعم انهم كانوا اثنا عشر اولهم لاوي بن
برخيا وهو الذي غاب من بني اسرائيل غيبة ثم عاد فاظهر الله به
شريعته بعد اندراسها وقاتل قرسطيا الملك حتى قتل الملك
قال ع كان في امتي ما كان في بني اسرائيل حذو النعل بالنعل والقذة
بالقذة وان الثاني عشر من ولدي يغيب حتى لا يرى ويأتي على
امتي زمن لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا
اسمه فحينئذ باذن الله تبارك وتعالى له بالخروج فيظهر الله
الاسلام و ... طوبى لمن احبهم وتبعهم والويل لمن ابغضهم و
خالفهم وطوبى لمن تمسك بهداهم فانشأ نعثل يقول صلى الله
ذو العلى عليك يا خير البشر انت النبي المصطفى والهاشمي المفتخر
بكم هدانا ربنا وفيك نرجو ما امر ومعشر سميتهم ائمة اثنا عشر
حباهم رب العلى ثم اصطفاهم من كدر قد فاز من والاهم
وخاب من عادى الذهر اخرهم يسقي الظماء هو الامام المنتظر
وعترتك الاخيار لي والتابعين ما امر من كان عنهم معرضا
فسوف يصلاه سقر ٭

(ترجمہ) کہا یہودی نے۔ کہ خبر دو تم اے محمدؐ اپنی وصی سے کون ہے

کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا ہے۔ جس کا وصی نہ ہو چنانچہ حضرت موسےؑ کا وصی یوشع بن نون تھا۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ میرا وصی علی بن ابی طالب ہے۔ اور میرے دو نواسے حسنؑ اور حسینؑ جن کے بعد اولاد حسینؑ سے نو امام ہونگے۔ یہودی نے کہا۔ اے محمدؐ ان لوگوں کے نام بتاؤ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حسینؑ وفات کرینگے۔ تو اُن کے فرزند علی زین العابدینؑ امام ہونگے۔ اور اُن کے بعد اُن کے بیٹے محمد باقرؑ۔ اُن کے بعد اُن کے بیٹے جعفر صادقؑ۔ پھر اُن کے بیٹے حضرت موسیٰ کاظمؑ۔ پھر اُن کے بیٹے علی رضاؑ۔ پھر اُن کے بیٹے محمد تقیؑ۔ پھر اُن کے بعد اُن کے بیٹے علی نقیؑ۔ پھر اُن کے بیٹے حسن عسکریؑ۔ پھر اُن کے بعد اُن کے بیٹے حضرت محمد مہدی علیہ السلام جو حجۃ خدا ہیں پس یہ بارہ امام ہیں۔ یہودی نے کہا۔ علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کی کیفیت وفات بتاؤ۔ فرمایا حضرت علیؑ تلوار سے قتل کئے جائینگے۔ اور حضرت حسنؑ زہر سے۔ اور حسینؑ ذبح کئے جائینگے۔ یہودی نے کہا۔ اِن لوگوں کی جگہ کہاں ہوگی۔ فرمایا رسولؐ نے۔ جنت میں جہاں میرا درجہ ہوگا۔ پس ایمان لایا یہودی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ واشھد انھم الاوصیاء بعدک کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور آپ رسول خدا ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ سب اوصیا ہیں آپ کے بعد۔ کہ کتب انبیاء سابقین میں میں نے اس کی خبر پائی ہے۔ اور یہ خبر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بھی دی ہے۔ کہ آخر زمانہ میں ایک پیغمبر ہوگا جس کو احمدؐ و محمدؐ کہینگے۔ وہ خاتم انبیاء ہوگا۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان کے بعد ان کے بارہ وصی ہونگے۔ کہ پہلا ان کا ابن عم وان کا داماد ہوگا۔ اور دوسرے و تیسرے

وصی دو بھائی ہونگے۔ فرزند اُن کے جنہیں امت ہی قتل کریگی۔ ایک کو تلوار سے۔ دوسرے کو زہر سے۔ تیسرے کو مع اُن کے اہلبیت کے قتل کرینگے۔ جو میدان غربت میں تلوار سے سب کشتہ ہونگے۔ وہ مثل گوسفند ذبح کیا جائیگا۔ اور قتل پر صبر کریگا۔ تاکہ اُس کے اور اُس کے اہل بیت کے درجات بلند ہوں۔ اور اپنے دوستوں اور شیعوں کے لئے آتش جہنم سے نجات کا ذریعہ ہو۔ اور نو وصی ان کی اولاد سے ہونگے پس یہ بارہ امام ہونگے ہم عدد۔ اسباط (بنی اسرائیل) کے۔ فرمایا حضرتؐ نے۔ تو پہچانتا ہے اسباط کو کہا اُس نے (وہی یہودی جو اسلام لایا)۔ ہاں میں پہچانتا ہوں۔ وہ بارہ آدمی تھے۔ کہ اول اُن کے لادی بن برخیا ہیں۔ جو غائب ہوئے تھے بنی اسرائیل سے ایک زمانہ تک۔ پھر خدا نے اُن کے ذریعہ سے ظاہر کیا شریعت کو۔ بعد اندراس ہو جانے کے۔ اور قتال کیا اُنہوں نے فرسطیا بادشاہ سے۔ کہ اُسے قتل کیا۔ فرمایا حضرتؐ نے وہی باتیں اس امت میں بھی ہونیوالی ہیں۔ جو سابقہ امتوں میں ہوئیں۔ اور بارھواں فرزند میرا غائب ہوگا۔ کہ دیکھا جائیگا یہاں تک کہ آئے گا میری امت پر ایک زمانہ۔ جس میں اسلام فقط برائے نام رہ جائیگا۔ اُس وقت خدا حکم دیگا اُس کو خروج کا۔ جس کے سبب سے اسلام ظاہر ہوگا۔ اور اس کی تجدید ہوگی۔ پس طوبیٰ ہے اُس کو جو اُن کی متابعت کرے۔ اور محبت کرے۔ اور وائے ہے اُس پر جو اُن سے بغض کرے اور مخالفت۔ اور طوبےٰ ہے اُس کے لئے۔ جو تمسک کرے اُن سے۔ اور اُن کی ہدایت کو قبول کرے۔ اس پر یہودی نے چند اشعار کہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ خدا کا صلوٰۃ وسلام ہو تم پر

اے خیر البشرؐ کہ تم نبی مصطفےٰ وہاشمی مقتدےٰ ہو۔ خدا نے تمہاری بدولت ہدایت کی ہے۔ اور تم سے امید ہے۔ جن بارہ اماموں کا نام لیا۔ وہ ایسے ہیں کہ خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا۔ اور پاک کیا۔ اُن کی محبت سے رستگاری ہوگی۔ اور وہ زیاں کار ہوگا۔ جو ان سے مخالفت کرے۔ امام منتظر ان کے جو بارھویں امامؑ ہیں۔ وہی سب کے بچانے والے ہونگے۔ جو اُن سے روگرداں ہوگا۔ وہی جہنم میں جائیگا۔

دیکھئے یہ تحقیق یہ حدیث بھی متقولہ اہل سنت ہے۔ نہ کہ کسی عالم کی تقریر ہونا اس کی تحقیق۔ پھر حضرات اہل سنت اس کو کیوں قبول نہیں کرتے۔ جو ان کا ایمان درست ہو۔ اور ان بکھیڑوں سے نجات ہو۔ جو دیگر علماء اہل سنت نے پھیلا رکھے ہیں۔

اگر آپ کو آیۂ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پر عمل کرنا ہے۔ جو ضروری ہے۔ تو اس تحقیق کو قبول فرمائیے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے "اطاعت کرو تم خدا کی۔ اور اطاعت کرو رسولؐ کی۔ اور اولی الامر کی" تو پہلے اُن کی شناخت حاصل کیجئے۔ پہچانئے وہ لوگ کون ہیں۔ اس کے بعد اطاعت کیجئے جو واجب ہے۔ اسی نے حکم دیا ہے۔ کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔ کہ جو مر جائے بغیر پہچانے ہوئے اپنے امام زمانہ کے۔ تو اس کی موت موت جاہلیت ہوگی جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔ یہ حدیث شیعہ وسنی کے ہاں بالاتفاق قبول کی گئی ہے۔ اور صحیح مانی گئی ہے۔ پھر فرمائیے۔ اس کے لائق بغیر قبول کرنے اس حدیث کے کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ امام کا موجود ہونا ہر زمانہ میں ایسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے۔ جب اس حدیث

پر اور اس طریقہ پر ایمان لایا جائے۔ ورنہ تحقیقات ماسبق سے تو آپ نے دیکھا کہ ابھی تک بارہ امام بھی معین نہیں ہوئے۔ جن کا وجود ہر زمانہ میں تسلیم کیا جائے۔ اور اس پر ایمان لایا جائے +

غرض ان تحقیقات سے اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی ہدایت میں کسی طرح بھی کوتاہی نہیں فرمائی۔ کل احکام شرعیہ بلکہ ان سب سے زیادہ اس کی توضیح فرمائی۔ معرفت امام زمانہ کو واجب فرمایا۔ پھر ان کی تعداد بتائی۔ کہ بارہ ہیں۔ پھر نام بتائے۔ کہ یہی دوازدہ امام ہیں۔ جن کو بارہ خلیفہ بھی فرمایا۔ بارہ امر۔ بارہ سردار بھی۔ جس کی بشارت خود توارت میں موجود ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے صاف صاف اقرار کیا۔ کہ بارہ امام مراد لینے سے اس حدیث میں تم شیعہ کو خطا کار نہیں کہ سکتے۔ ما مردم شیعہ را بسبب تعین مراد دریں احادیث خاطی نمے گوئیم۔ پھر لکھتے ہیں۔ در کتب شیعہ ایں صفات را برائمہ اطہار منطبق کردہ اند۔ وصلاح ایشاں ہم نظر بریں نزد ما گمراہ نخواہند بود۔ ص ۸ فتاوٰے۔ پس اس تحقیق سے کسی طرح کی خرابی نہیں ہے۔ اور یہی صحیح و درست ہے۔ پھر اہل سنت کیوں قبول نہیں کرتے +

حاصل کلام کتب معتبرہ عامہ میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود ہیں۔ جو گمان موضوعیت سے کوسوں دور ہیں۔ اگر سب یکجا کر کے جمع کی جائیں۔ تو بڑی بڑی کتابیں تحریر میں آئیں۔ چنانچہ تھوڑا سا بالاختصار تحریر کرتا ہوں :-

علامہ جمال الدین محدث اہل سنت اپنی کتاب روضۃ الاحباب کی تیسری

جلد میں لکھتے ہیں کہ جب آیۂ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم نازل ہوئی۔ تو جابر بن عبد اللہ انصاری نے جناب رسول خداؐ سے عرض کیا۔ کہ اے مولا خدا اور رسولؐ کو تو ہم پہچانتے ہیں۔ لیکن صاحب امر کون ہیں۔ جن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت سے مقرون فرمایا ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا۔ ھم خلفائی من بعدی اولھم علیؑ بن ابی طالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علیؑ بن الحسینؑ ثم محمدؑ بن علیؑ المعروف فی التوراتہ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرہ منی السلام ثم الصادق جعفرؑ بن محمدؑ ثم موسیٰؑ بن جعفرؑ ثم علیؑ بن موسیٰؑ ثم محمدؑ بن علیؑ ثم علیؑ بن محمدؑ ثم الحسنؑ بن علیؑ ثم حجۃ اللہؑ فی ارضہ وبقیتہ فی عبادہ محمدؑ بن الحسنؑ بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عز و جل علی یدیہ مشارق الارض و مغاربھا و ذلک الذی یغیب عن شیعتہ و اولیائہ غیبۃ لا یثبت فیھا علی القول بامامۃ الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان۔ یعنی وہ میرے خلفاء و جانشین ہیں بعد میرے۔ اول علیؑ بن ابی طالبؑ۔ پھر حسنؑ اور حسینؑ اور علیؑ بن الحسینؑ۔ اور محمدؑ بن علیؑ جو معروف ہیں توراۃ میں ساتھ باقرؑ کے۔ اور قریب ہے اے جابر۔ تو اُن سے ملاقات کریگا۔ پس میرا سلام اُن سے کہنا۔ پھر جعفرؑ بن محمدؑ الصادق۔ اور موسےٰؑ بن جعفرؑ۔ اور علیؑ بن موسےٰؑ۔ اور محمدؑ بن علیؑ۔ اور علیؑ بن محمدؑ۔ اور حسنؑ بن علیؑ اور محمد بن حسنؑ بن علیؑ کہ وہ حجۃ خدا ہیں زمین میں۔ اور بقیہ خدا ہیں بندوں میں۔ اور خدا اُس کے ہاتھوں سے مشارق و مغارب الارض کو مفتوح کریگا اور وہ اپنے شیعوں اور دوستوں سے غیبت اختیار کریگا۔ اور ایسی غیبت ہوگی۔ کہ اُس غیبت میں کوئی اُس کی امامت کا قائل نہ رہیگا۔ مگر وہ شخص کہ

جس کے دل کا خدا نے امتحان لیا ہو +

علامہ نیشاپوری و امام واقدی و صاحب کتاب اسباب نزول و شارح صحیح بخاری نے اور تفسیر کبیر و تفسیر حسینی و شواہد النبوۃ و مدارج و معارج وغیرہ میں کہ یہ سب عمدہ کتابیں مذہب اہل سنت و جماعت کی ہیں۔ اور معتمد و معتبر شمار کی گئی ہیں۔ آیۂ یا ایہا الرسول کو استقرار خلافت جناب امیرؑ میں نازل ہونا بیان کرتے ہیں +

اور عبقات الانوار میں جناب مولانا و مولے الکونین جناب السید حامد حسین صاحب اعلے اللہ مقامہ نے ۱۶۱ عالموں کی عبارت معہ سند اُن کی کتاب سے لکھی ہے۔ مفصل حال اس کا یہ ہے۔ کہ جب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج سے جس کو حجۃ الوداع بھی کہتے ہیں فارغ ہو کے جانب مدینہ منورہ مراجعت فرمائی۔ اور لشکر ظفر پیکر آپ کا جس میں اُس وقت لاکھ یا سوا لاکھ آدمی تھے۔ اور اس تعداد لشکر کو کتاب تبصرۃ السائل میں جناب مولانا مولوی حکیم سید علی اظہر صاحب مدظلہ العالی نے بصفحہ ۳۲ سطر ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ بمقام خم پہنچا۔ اور یہ مقام غدیر میں یعنی اپشت میں واقع ہے جحفہ سے۔ جو درمیان مکہ و مدینہ کے متعلق ہے۔ وہ اٹھارھویں تاریخ ذالحجہ کی تھی سنہ ۱۰ ہجری تھا۔ اور جے جان ڈٹ ڈون پورٹ صاحب اپنی کتاب تاریخ میں ۱۰ اپریل سنہ ۶۳۱ء لکھتے ہیں۔ اُس مقام پر جبرئیل امین نازل ہوئے۔ اور یہ آیۂ لائے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین۔ صاحب تفسیر لکھتے ہیں۔ کہ یہ آیۂ اس طرح نازل ہوئی تھی۔ بلغ ما انزل الیک من ربک

فی علی۔ اور بعض علمائے اہل سنت اس سے بھی تفنن کرکے لکھتے ہیں کہ بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین نازل ہوئی تھی۔ القصہ بعد نزول آیہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخوف فساد منکرین ومنافقین، کے اظہار وتبلیغ حکم باری میں تامل تھا۔ تو جناب احدیت نے ارشاد کیا۔ کہ اگر تو اظہار نہ کریگا۔ تو تو نے تبلیغ رسالت نہیں کی۔ اور تجھے کس کا خوف ہے۔ ہم تیری حفاظت کرتے رہنگے۔ تب آپ نے شتران لشکر کے کجاووں کو یکجا کرکے منبر بنوایا۔ اور لاکھ سوا لاکھ کے مجمع میں بکمال استقلال وفرح وسرور ایک خطبہ طولانی ارشاد فرماکے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکے بلند فرمایا۔ اور ہر طرف رخ کرکے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اس تعمیل رسولؐ کے بعد آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی۔ علمائے مستندین اہل سنت اس کے قائل ہیں۔ کہ یہ آیہ بھی اسی بارہ میں نازل ہوئی۔ اب اس مقام پر قابل غور ولائق ظاہر یہ امر ہے۔ کہ تمام احکام صلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ وحج وجہاد وفرائض ومیراث وتنبیہ وتاکید وتہدید تو حضرت پر نازل ہو چکے تھے اور ان سب کی تبلیغ حضرتؐ امت پر فرما چکے تھے۔ اب کونسا امر ضروری ایسا تھا۔ کہ جس کے لئے یہ تاکید ہوئی۔ ظاہر ہے۔ کہ مانند آیات منحصر موجودات میں کل دو مہینے بارہ دن باقی رہ گئے تھے۔ اور گوکہ ابتدائے خلافت آنحضرت سے جناب امیر المومنین علیؑ وصی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرر ہو چکے تھے۔ مگر اس عالم اسباب میں بظاہر کوئی اعلان خاص طور پر نہیں دیا گیا تھا۔ اور اگر اس کی تبلیغ نہ ہوتی۔ تو امت میں اس سے کہیں زیادہ اور فساد واقع ہوتا۔ کیونکہ باوجود اعلان وتکرار ارشاد کے تو چشم پوشی ہے

اپنے مطلب کے موافق کارروائی کی گئی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اور رنگ کھلتے۔ اسی وجہ سے یہ اہتمام خاص ہوا اور تاکید تام عمل میں آئی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ امر بہت عظیم ہے۔ اگر وہ حکم نہ پہنچایا جاتا۔ تو گویا کسی حکم کی تبلیغ ہی نہیں ہوتی۔ اور حضرتؐ کی رسالت ہی بیکار ہوتی۔ دیکھئے حافظ حقیقی منکرین و فایضین و کافرین سے حفاظت رسولؐ کرنے کا خود ذمہ وار ہوتا ہے۔ اور اُن منکرین کو کافرین سے تعبیر فرماتا ہے۔ اور وہ حکم تبلیغ امر خلافت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب ہے۔ جس سے علمائے معتبرین اہل سنت اقرار کرتے ہیں۔ اور خطبہ طولانی یوم غدیر میں بعد جناب ولایت مآب اُن کی اولاد معصومین کا بھی ذکر ہے جو قیامت تک یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے رہینگے پس یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ بغیر اقرار جانشینی جناب امیر خیبر گیر اور اُن کی اولاد امجاد کے کل اعمال صوم و صلوٰۃ وغیرہ لغو و باطل ہیں۔ اور منکر اس کا کافر ہے۔ اور اس اٹھارھویں ذالحجہ کے روزہ کی نسبت کتاب مناقب میں ابن مغازلی اور تاریخ بغداد میں خطیب نے بروایت ابوہریرہ لکھا ہے۔ کہ جو کوئی اس روز کو روزہ رکھے۔ اُسے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب ملیگا۔ اللہ اللہ کیا قدر و منزلت حضرت علیؑ علیہ السلام کی ہے سہ

خوشا ما خوشا دین و دنیائے ما

کہ ہم چوں علیؑ ہست مولائے ما

ایضاً ابن مغازلی و سنزادیہ واسد بعلی ہمدانی و احمد بن ابراہیم و شیخ محمد واعظ وغیرہ علمائے اہل سنت و جماعت بروایت سلمانؓ فارسی تحریر کرتے ہیں عن سلمان قال سمعت حبیبی محمد یقول کنت انا و علی نورا بین یدی

الله عزوجل یسبح ذلک النور ویقدسہ قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ عشر الف عام، فلما خلق اللہ ادم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل فی شئ واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ۔ یعنی فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمانؓ سے۔ کہ اے سلمانؓ ہمارا اور علیؑ کا نور خلقت آدمؑ سے ہزار برس پہلے خدا کے سامنے مشغول تسبیح وتقدیس میں تھا۔ جب آدمؑ پیدا ہوئے۔ تو صلب حضرت آدمؑ میں یہ دونوں نور قرار پائے۔ اُس وقت سے ہمیشہ ایک صلب میں رہے۔ اور صلب عبد المطلب تک آئے۔ یہاں سے ہم دونوں نور جُدا ہوئے۔ مجھے نبوت ملی۔ اور علیؑ کو خلافت +

تفسیر ثعلبی وتاریخ کامل وتفسیر بغوی وتاریخ ابو الفداء وغیرہ میں علمائے اہل سنت نے لکھا ہے۔ کہ آیہ انذر عشیرتک الاقربین بھی اسی امر خلافت میں نازل ہوئی ہے +

واضح ہو۔ کہ جب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے۔ تو حکم خدا ہوا۔ کہ اپنے اقربا کی دعوت کرو۔ اور وحدانیت خدا اور اپنی رسالت کا اُن پر اعلان کر کے اسلام کی راہ دکھلاؤ۔ حضرتؐ نے قوم قریش کو جمع کیا جس میں چالیس سردار موجود تھے۔ وقت دعوت حضرتؐ نے اُن لوگوں سے فرمایا۔ کہ تم لوگوں میں سے کون میری وزارت اس طور پر قبول کرتا ہے۔ کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ مگر کسی نے بجز جناب امیر علیہ السلام قبول نہ کیا۔ تب حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ میرا خلیفہ اور وصی بھائی ہے تم لوگوں میں۔ اس کی بات سنو۔ اس کا حکم قبول کرو +

تفسیر کشاف میں ہے۔ کہ جب آیۂ مودۃ یعنی قل لا اسئلکم علیہ

اجراً الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہؤا۔ تو جابرؓ انصاری نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ما اقربکم آپ نے ارشاد کیا۔ ہذا علیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ و اقعی ان کے سوا اور کون تھا۔ یہ حضرات افضل البشر محبوب خدا و رسولؐ اشجع اعدل اور قرابت میں رسولؐ سے اقرب حسب شہادت آیہ تطہیر ہر رجس اور نقصان سے مبرّا و معصوم اور ان کے بعد ان کی اولاد امجاد جو خلفاء رسولؐ تا قائم آلؑ ہیں۔ اسی مرتبہ و شان کے ہیں +

حدیث انت منی بمنزلہ ہارونؑ من موسےؑ بہت مشہور ہے۔ اور بطرق مختلفہ اکثر علماے اہلسنت سے مذکور ہے۔ مگر ہم روضہ ندیہ علامہ محمد بن اسمٰعیل سے تحریر کرتے ہیں۔ عن ابن عباس قال صدقت یا ام سلمۃ ھذا علی ابی طالب لحمہ لحمی و دمہ دمی و ھذا منی بمنزلۃ ھارون من موسے الا انہ لا نبی بعدی یا ام سلمہ اسمع انھی ھذا علی امیر المومنین و سید المسلمین و غیبۃ علمی و یا بی الذی اوتی منہ والوصی علی الاموات من اھلبیتی والخلیفۃ علی الاحیاء من امتی اخی فی الدنیا و الاخرۃ۔ یعنی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ام سلمہ سے فرماتے ہیں۔ کہ اے ام سلمہ علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ گوشت ان کا میرا گوشت ہے۔ خون ان کا میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہیں موسےؑ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ سنو اور سمجھو علیؑ امیر المومنین سردار مسلمین ہیں۔ میرے علموں کے خزانہ ہیں۔ اور ایسے دروازہ ہیں۔ کہ لوگ ان کے ذریعہ سے مجھ تک داخل ہوتے ہیں۔ وصی ہیں میرے اموات امت پر۔ اور خلیفہ میرے ہیں زندگان امت پر۔ میرے بھائی میرے ہیں دنیا و آخرۃ میں۔

اور اسی کتاب میں دوسری روایت یہ ہے ۔ کہ یا سلمان هذا وصی و
وارثی والذی بعثنی بالنبوة انا اخذ یوم القیمة بحجزة جبرئیل
وعلی اخذ بحجزتی و فاطمة اخذ بحجزة علی والحسن اخذ بحجزة
فاطمة والحسین اخذ بحجزة الحسن وشیعتهم اخذون
بحجزهم الخ ۔ یعنی اے سلمانؓ علیؑ میرے وصی و وارث ہیں ۔ قسم
اُس کی جس نے مجھے مبعوث برسالت کیا ۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں
نیفہ جبرئیلؑ ہوگا ۔ اور میرا نیفہ دست علیؑ میں ۔ اور علیؑ کا نیفہ دست فاطمہؑ
میں ۔ اور فاطمہؑ کا نیفہ دست حسنؑ میں ۔ اور حسنؑ کا نیفہ دست حسینؑ میں ۔ اور
اُن کے شیعوں کا ہاتھ اُن کے نیفوں میں ہوگا ۔

نیفہ یعنی دامن

امام احمد بن حنبل و ابو اللیث سمرقندی و ابن مردویہ و ثعلبی و ابو نعیم و
خطیب بغدادی و ابن مغازلی و امام فخر رازی وغیرہ وغیرہ بغداد بائیس عالم
کے واقعہ ایثار خاتم و واقعہ کو شبیر کو اس طرح نقل کرتے ہیں ۔ کہ روی عنہ علیہ السلام
قال لما نزلت هذه الآیة (انما ولیکم الله) قال یا رسول الله انا اهلت
علیا التصدق بخاتمه علی محتاج وهو راکع فنحن نتولاه و روی
عن ابی ذر انه قال صلیت مع رسول الله یوما صلوة الظهر فسال
سائل فی المسجد فلم یعطه احد فرفع السائل فی المسجد یده
الی السماء فقال اللهم اشهد انی سالت فی مسجد الرسول
فما اعطانی احد شیئا وکان علی راکعا فاومی الیه بخنصره
الیمنی وکان فیها خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم
فرای النبی ذلک فقال اللهم ان اخی موسی سألك فقال رب
اشرح لی صدری الی قوله واشرکه فی امری فانزلت قرآنا ناطقا

سنشد عضدك باخيك ونجعل لكما سلطانا اللهم ان
محمد انبئك وصفيك فاشرح لى صدرى ويسرلى امرلى و
اجعل لى وزيرا من اهلى واشدد به ظهرى قال فوالله
ما اتم رسول الله هذا الكلمة حتے نزل جبرئيل فقال يا محمد
اقرا انما وليكم الله - الخ - عبد الله بن سلام صحابی سے مروی ہے
کہ جب آیۂ انما ولیکم اللہ نازل ہوئی - تو میں نے کہا جناب رسول خداؐ سے
کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
ہے - کہ رکوع میں اپنی انگوٹھی علیؑ نے سائل کو عطا کی - پس ہم سب اُن سے
تولا کرتے ہیں - اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہ وہ کہتے
ہیں - کہ میں نے ایک دن نماز ظہر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ ادا کی - ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا - اور کسی نے کچھ نہ
دیا - پس سائل نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھایا - اور کہا - اے
خدا گواہ رہنا - کہ میں نے مسجد رسولؐ میں سوال کیا - مگر کوئی چیز کسی نے
نہیں دی - اُس وقت علیؑ رکوع میں تھے - آپ نے اشارہ کیا انگشت
کوچک دست راست سے طرف سائل کے - اور اُس میں انگوٹھی تھی -
سائل بڑھا - اور انگوٹھی لے کر چل دیا - تب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا درگاہ خدا میں - کہ خداوندا میرے بھائی موسٰے نے تجھ سے
عرض کیا - کہ میرا سینہ کشادہ کر - یہاں تک کہا - کہ میرے امر میں میرا شریک
کر - پس تُو نے قرآن ناطق میں فرمایا - کہ قریب ہے - کہ ہم تیرے بازو کو
مضبوط کریں تیرے بھائی سے - اور تم دونوں کو غلبہ وقوت دیں - اے
خدا محمدؐ تیرا نبی وصفی ہے - پس میرا سینہ کشادہ کر - اور میرے امر کو سہل کر

اور میرے اہل بیت سے مجھے ایک وزیر دے۔ اور اُس سے میری پشت کو قوی کر۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں۔ کہ ابھی دعا حضرتؐ کی تمام نہ ہوئی تھی۔ کہ جبرئیلؑ یہ آیہ لیکر آئے۔ اور کہا۔ پڑھو اے محمدؐ انما ولیکم اللہ۔ اور یہی دعا کوہ ثبیر پر بھی جناب رسالت مآبؐ نے کی تھی۔ مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی میں ہے۔ عن انس قال قال رسول اللہ ان اللہ اصطفانی علی الانبیاء واختار بی وصیا وھو ابن عمی ووصیی وشد بہ عضدی کما شد عضد موسےٰ باخیہ ھارون اخی خلیفتی ووزیری ولوکان بعدی نبیا لکان النبوۃ۔ یعنی انس سے مروی ہے۔ کہ جناب ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جناب باری نے جمیع انبیاءؑ سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور عطا فرمایا اور اختیار کیا میرے واسطے وصی۔ جو میرا ابن عم ہے۔ اور مضبوط کیا میرے بازو کو۔ جیسا مضبوط کیا موسےٰؑ کے بازو کو اُن کے بھائی ہارون سے۔ بھائی میرا خلیفہ اور وزیر میرا ہے۔ اور اگر بعد میرے نبی ہوتا۔ تو البتہ اُس کو نبوت ہوتی۔ مناقب ابن مغازلی میں مرقوم ہے۔ عن حذیفہ بن اسد الغفاری قال قال رسول اللہ لما قدم اصحاب النبی المدینۃ لم یکن بیوت یبیتون فیھا فکانوا یبیتون فی المسجد فقال لھم النبی لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابھا الی المسجد وان النبی بعث الیھم معاذ بن جبل فنادی ابا بکر فقال ان رسول اللہ یامرک ان تخرج من المسجد فقال سمعا وطاعۃ وسد بابہ وخرج من المسجد ثم ارسل الی عمر فقال ان رسول اللہ یامرک ان تسد بابک الذی فی المسجد وتخرج منہ فقال سمعا وطاعۃ

فسد بابه وخرج من مسجد الله ورسوله غیوان رغب الی الله فی خوخة فی المسجد فابلغه معاذ ما قال عمر ثم ارسل الی عثمان وعنده رقیه فقال سمعا وطاعة فسد بابه وخرج من المسجد ولفس ذلك رجال علی علی فوجد وافی انفسهم وتبین فضله علیهم وعلی غیرهم من اصحاب النبی فبلغ ذلك النبی فقام خطیبا فقال ان رجالا یجدون فی انفسهم فی انی اسکنت علیا فی المسجد والله ما اخرجتهم وما اسکنته وان الله عزوجل اوحی الی موسی واخیه ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا وجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلوٰة وامر موسے ان لا یسکن مسجده ولا ینکح فیه ولا یدخله الا هارون وذریته وان علیا منی بمنزلة هارون وهو اخی دون اهلی ولا یحل مسجدی لاحد ینکح فیه النساء الا علی وذریته فمن شاء فههنا واومی بیده الی الشام - یعنی حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے - کہ کہا اُس نے - جب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے - تو آپ کے اصحاب بھی مکہ سے مدینہ آئے - تو اس جگہ اُن کا کوئی گھر نہ تھا جس میں وہ رہتے - مسجد میں رہا کرتے تھے - اور وہیں سوتے تھے - حضرت صلعم نے ممانعت فرمائی - کہ مسجد میں نہ سویا کرو - شاید محتلم ہو جاؤ - تب اُس قوم نے مسجد کے گرد مکان بنایا - مگر سب کے دروازے مسجد ہی میں تھے حضرت نے معاذ بن جبیل انصاری کو مامور کیا - پہلے وہ ابوبکر کے پاس گئے اور باواز بلند کہا - کہ رسول اللہ صلعم کا حکم ہے - کہ مسجد سے نکل جاؤ - وہ سمعاً وطاعتہً کہتے ہوئے مسجد سے نکل گئے - اور اپنا دروازہ بند کیا - پھر

عمر سے کہا۔ وہ بھی مسجد سے نکلے۔ اور دروازہ اپنا بند کیا۔ عمر نے ایک سوراخ رکھنے کی خواہش کی۔ جس کو معاذ بن جبل نے جناب رسول خداؐ سے معروض کیا۔ بعدہ عثمان کو بھی ارشاد ہوا۔ کہ مسجد سے نکل جائیں۔ حالانکہ اُس وقت رقیہ عثمان کے پاس تھیں۔ عثمان بھی مسجد سے باہر نکالے گئے۔ اور اُس نے بھی اپنا دروازہ بند کیا۔ اس امر سے اصحاب کے دلوں میں رنج پیدا ہوا۔ اور حضرت علیؑ سے دلوں میں کینہ پیدا ہوا۔ کس واسطے کہ علیؑ کی افضلیت صحابہ وغیر صحابہ پر ثابت وظاہر ہوئی۔ جناب رسالت مآبؐ نے جب یہ خبر سُنی۔ تو غصہ میں کھڑے ہوئے۔ اور اُس وقت ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ قوم کے دلوں میں اس کا رنج وکینہ ہوا ہے۔ اور غصہ اس لئے ہے۔ کہ مَیں نے علیؑ کو مسجد میں رہنے دیا۔ خدا کی قسم نہ مَیں نے علیؑ کو رہنے دیا۔ نہ مَیں نے لوگوں کو نکالا۔ بلکہ خدا نے۔ اس لئے کہ جناب باری نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حکم دیا۔ کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکان بنائیں۔ اور اُن کو اپنا قبلہ کریں۔ اور نماز قایم کریں۔ اور موسیٰؑ کو یہ حکم دیا۔ کہ اُنکی مسجد میں بجز ہارونؑ اور اُن کی ذریت کے کوئی دوسرا سکونت نہ کرے۔ نہ اپنی عورتوں سے کوئی ہمصحبت ہو۔ اور بدرستیکہ علیؑ کا مرتبہ مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسیٰؑ سے۔ وہی میرے بھائی ہیں۔ نہ اور کوئی میرے اہل سے ہے۔ اور کسی پر حلال وجائز نہیں ہے۔ کہ میری مسجد میں سکونت کرے۔ اور عورتوں سے نکاح کرنے۔ مگر علیؑ اور اُن کی ذریت کے لئے حلال ہے۔ اب جو چاہے یہاں رہے۔ یا وہاں چلا جائے۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا طرف شام کے۔ جو اُس وقت تک کافروں کا ملک تھا۔ اس مقام پر تھوڑی سی عبارت توراتِ مقدس کی بھی

واسطے مماثلت اس حکم کے لکھہ دینا ضروری ہے۔ مگر قبل اس کے یہ لکھتا ہوں۔ کہ علماے اہل سنت ومحبان وپیروان حضرات ثلثہ نے کہیں واسطے اوّل کے اور کہیں واسطے ثانی کے تجویز سوراخ رہنے کی کی ہے۔

لیکن انہیں کی روایتوں سے وہ تجویز باطل وموضوع قرار پائی ہے۔ اور یہ ثابت ہوگیا ہے۔ کہ ان حضرات ثلثہ کا سوراخ تک بند کردیا گیا۔ اگر خوف طوالت نہ ہوتا۔ تو اس کو ہم بہت صراحت کے ساتھہ تحریر کرتے۔

اب توراۃ مقدس کی عبارت دیکھئے۔ کتاب گنتی صفحہ ۳۷۵ "تب خداوند نے موسےٰ کو خطاب کرکے فرمایا۔ کہہ جماعت کو۔ کہ تم قرح اور رواثن اور ابیرام کے خیمہ کے گرداگرد سے دور ہو جاؤ۔ موسےٰ اٹھا۔ اور قرح اور واثن اور ابیرام کے یہاں گیا۔ اور بنی اسرائیل کے بزرگ اس کے پیچھے ہوئے۔ اور اسی جماعت کو خطاب کرکے کہا۔ کہ ان شریروں کے خیمہ سے نکل جاؤ۔ اور ان کی کسی چیز کو ہاتھہ نہ لگائیو۔ تا نہ ہووے۔ کہ تم بھی ان کے سبب سے گناہوں میں ہلاک ہوجاؤ۔ یہود ی قرح اور رواثن اور ابیرام کے خیمہ کے گرداگرد سے اٹھہ گئے۔ اور قرح اور رواثن اور ابیرام اور انکی جوروآں اور ان کی بیٹی اور ان کے چھوٹے لڑکے نکل کے اپنے خیموں کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ تب موسےٰ نے کہا۔ کہ تم اس سے جانیو۔ کہ خداوند نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ سب کام کروں۔ اور مَیں نے اپنی خواہش سے نہیں کیا" اس کے بعد تھوڑا سا خلاصہ روضۃ الصفا سے نقل کیا جاتا ہے۔ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کی عمر ۸۱ برس کی ہوئی۔ تو یہ حکم خدا ہوا۔ کہ حضرت موسےٰ ایک صندوق بنائیں۔ اس میں لوح کو رکھیں جس میں احکام عشرہ منقش ہیں۔ اور صندوق ہر ایک تعبہ۔ ۳ گز لمبا اور ۲ گز

چوڑا مرتب و درست کریں۔ اور اُس کی خدمت میں ہارون کو اور امیہ کو جو اولاد ہارون سے ہوں سپرد کریں۔ حضرت موسےٰؑ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور صندوق کا نام صندوق الشہادۃ اور رقبہ کا نام ہیکل اور خیمہ وغیرہ کا بیت المقدس رکھا حضرت ہارونؑ اور اُن اور خلفاے ہارونی کو اندر اُس کی ہیکل کے گرد جگہ دی سوائے حضرت موسےٰؑ و ہارونؑ کوئی اُس میں نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے بعد سات روز تک قربانی میں مشغول رہے۔ آٹھویں روز غرہ نیسان کو حضرت موسےٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو امامت و خلافت کے منصب کو سپرد کیا۔ اور اس کام کو موافق وصیت کے نسل ہارون سے نسلاً بعد نسل کے لئے مقرر و سپرد کیا۔ قندیل روشن کرنا۔ بخور میں دھونی دینا خلق میں کی تولیت اور منصب کے مطابق پوشاک پہننا سب حضرت ہارون کے سپرد کیا۔ تمام بنی اسرائیل کی گواہی لی۔ اور مخالفت ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ کو اُن لوگوں پر حرام کیا۔ اور جو مخالفت کرے۔ اُس کا خون مباح کیا۔

تاریخ الانبیاء مصنفہ شیخ احمد صاحب مرحوم میں مرقوم ہے۔ کہ جب مرتبہ امامت و کہانت بیت المقدس ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ کو حاصل ہوا۔ اور تمام بنی اسرائیل پر افضلیت ملی۔ تو قرح یعنی قارون کو اور اُس کے ہمراہیان داثن اور ابیرام کو رشک آیا۔ اور رنجیدہ ہو کر شکایت بھی کرنے لگے۔ اُس وقت حضرت موسےٰؑ نے فرمایا۔ کہ میں نے از جانب خود ایسا حکم نہیں فرمایا ہے۔ خدا نے حکم دیا ہے۔ کہ قرح اور داثن اور ابیرام کو خیمہ سے دور کرو۔ اور قرح اگر کسی غیر معمولی موت سے ہلاک ہو۔ تو تم لوگ سمجھنا کہ میں نبی مرسل ہوں۔ چنانچہ قرح کو معہ اُس کے اسباب و اولاد و ازواج و مویشی وغیرہ کے زمین نگل گئی۔ اور داثن اور ابیرام معہ دوسرے

شریکوں کے جو شاید تخمیناً ۲۵۰ رہے ہونگے۔ بعذاب صاعقہ فی النار ہوئے۔ اب ہمارے برادران اسلامی عبارت کتاب ابن مغازلی و عبارت توراتِ مقدس اور خلاصہ روضۃ الصفا کو بغور و تامل ملاحظہ کریں۔ کہ کون مسجد سے نکالا گیا۔ اور کس وجہ سے نکالے گئے۔ اور وہ کیسے تھے۔ مومن تھے یا منافق۔ اور کس کے رہنے کو مسجد میں حکم علے الدوام کے لئے بلا کسی قید کے دیا گیا۔ ازراہ انصاف بلا مداخلت تعصب ارشاد فرمائیں کہ کس کا نفاق اور عدم ایمان ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ علاوہ اس کے بہت سی آیتیں اور حدیثیں خود علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں دیرام ... ہیں مگر ایک یہی روایت کافی ہے۔ العاقل یکفیہ الاشارہ۔ اگر وہ ثلثہ جن کو حضرت نے نکالا تھا۔ مومن و معصوم ہوتے۔ تو حضرت موسٰی ہرگز ان کے حق میں اپنی قوم سے یہ نہ فرماتے۔ کہ "تم بھی اُن کے سبب گناہوں میں ہلاک نہ ہو جاؤ" اور اگر یہ ثلثہ امت محمدیؐ میں منافق نہ ہوتے۔ اور خطا و معاصی سے بری ہوتے۔ تو ہرگز جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو مسجد سے نہ نکالتے۔ اور وقت خواہش ایک سوراخ رکھنے کی تمنا کو بھی پوری نہ کرتے۔ اور اُن کے لئے اشارہ جانے کا طرف شام کے جو اُس وقت بلاد کفر سے تھا نہ فرماتے۔ اس روایت سے عصمت جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور ان کا امام و خلیفہ ہونا بحکم خدا و نص خدا یقینی طور پر ثابت ہے۔ جس میں کچھ جائے گفتگو نہیں۔ ملا علی متقی کنز العمال میں اور اخطب خوارزم نے مناقب میں اور محب طبری نے ریاض النضرہ میں اور ابن صباغ نے فصول مہمہ میں نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال

عمر بن الخطاب کفوا عن ذکر علی بن ابی طالب فانی سمعت رسول
الله یقول فی علی ثلث خصال لان یکون لی واحدة منهن احب الی
مما طلعت علیه الشمس کنت انا وابوبکر وابو عبیدة بن الجراح
ونفر من اصحاب رسول الله والنبی متکی علی بن ابیطالب حتی ضرب
علی منکبیه ثم قال وانت یا علی اول المومنین ایمانا واولهم اسلاما
ثم قال انت منی بمنزلہ هارون من موسے وکذب علی من زعم
انه یحبنی ویبغضك یعنی ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ کہا عمر
بن خطاب نے۔ کہ ذکر علیؑ سے باز رہو۔ یعنی بدی کے ساتھ اُن کو نہ یاد
کرو۔ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق علیؑ میں
تین باتیں کہتے ہوئے۔ اگر اُن میں سے ایک ہی مجھ میں پائی جاتی تو انہیں
دوست رکھتا اُن چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے۔ ابوبکر اور
ابوعبیدہ بن الجراح اور ہم اور دوسرے صحابہ رسولؐ بیٹھے ہوئے تھے
اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ پر تکیہ لگائے بیٹھے یہاں تک
کہ شانہ علیؑ پر ہاتھ مارا۔ اور کہا۔ اے علیؑ تو اول مومن ہے اور پہلا مسلمان
ہے۔ اور پھر فرمایا۔ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسےؑ سے۔ اور
ارشاد کیا۔ کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے۔ کہ وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے
اور تجھ سے بغض رکھتا ہے۔ وہ شخص کاذب و مفتری ہے"۔ لیجئے
اس روایت سے جمیع پیروانِ حضرات ثلثہ و خود حضرات ثلثہ کاذب و
مفتری قرار پائے۔ کیونکہ سب کے سب دشمن علیؑ تھے۔ اور آج تک حضرت
علیؑ اور ائمہ طاہرینؑ اور اُن کی اولاد کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں حضرات
ائمہ اثنا عشر کے خلیفہ برحق ہونے سے روایت جابر بن عبداللہ انصاری

اور روایت جابر بن سمرہ وغیرہ قبل اس کے مذکور ہو چکی ہے۔ واسطے مزید یقین و اعتقاد کے ایک بشارت توریت مقدس کی بھی لکھتا ہوں۔ توریت مقدس صفحہ ۹۴ میں ہے "اور اسماعیلؑ کے حق میں مَیں نے تیری سُنی۔ دیکھ مَیں اسے برکت دُونگا۔ اور بلند کرونگا۔ اور اسے بہت بڑھاؤنگا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ اور مَیں اس سے بڑی قوم بناؤنگا" اس بشارت کو امام فخر رازی تفسیر کبیر میں اور شہاب الدین احمد رجوبہ فاخرہ میں اور مولوی وحید اللہ دہلوی اظہار الحق میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق اور مخصوص کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام میں بجز جناب ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی اس لایق نہ ہوا۔ جو مالک ملک ہو یا عظیم ہو۔ ملا جواد ساباطی سنی حنفی المذہب کہتے ہیں۔ کہ اقول ذھب الیھود والنصاریٰ الی ان المراد ما لملک الاثنا عشر اولاد اسمٰعیل الاثنی عشر وھو باطل لانھم لم یتملکوا ولم عوا الملکیۃ والحق انہ فی شان الائمۃ الاثنا عشر التی تعتقد الشیعہ عصمتھا وسیاتی بیان ذلک فی ذکر المھدی عجل اللہ بظھورہ۔ یعنی یہود اور نصاریٰ اس کی طرف جاتے ہیں۔ کہ بارہ بادشاہ یا بارہ سردار سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند مراد ہیں۔ یہ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہ نہیں ہوئے۔ اور نہ کسی نے اُن میں سے بادشاہ ہونے کا دعوے کیا۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ بشارت ان بارہ اماموں کی شان میں ہے۔ جن کو شیعہ معصوم جانتے ہیں۔ جن کا ذکر حضرت مہدی عجل اللہ ظہورہ کے حال میں آئیگا۔ اور آخر عبارت اس تحریر کی جو ملا جواد نے لکھی

ہے۔ یہ ہے۔ کہ ہم تعصب مذہبی کو چھوڑ کر صرف بغرض حمایت ملت جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بسبب قریب ہونے اس نص تورات کے قول سے شیعوں کے ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں اُنہیں کا اعتقاد اور عقیدہ درست و مطابق معلوم ہوتا ہے۔ یہی ملاجواد تفسیر امامی یوحنا میں (کہ بارہ دروازے ہیں جن پر بارہ بادشاہ ہیں) تحریر کرتے ہیں۔ کہ بارہ ورسے مراد علیؑ مرتضےٰ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ علیؑ۔ محمدؑ۔ جعفرؑ۔ موسےؑ۔ علیؑ۔ محمدؑ۔ علیؑ۔ حسنؑ اور قایم مہدیؑ ہیں۔

مودۃ القربےٰ سید علی ہمدانی میں ہے۔ عن علی قال رسول اللہ

من احب ان یرکب سفینۃ النجاۃ و یتمسک بالعروۃ الوثقیٰ و یعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیا بعدی ولیعاد عدوہ و یاتم بالائمۃ الھداۃ من ولدہ فانھم خلفای من بعدی و اوصیاے و حجج اللہ علی خلقہ بعدی وسادۃ امتی و قادۃ الاتقیاء الی الجنۃ حزبھم حزبی و اعدائھم حزب الشیطان

یعنی حضرت علیؑ سے منقول ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ کہ جو دوست رکھتا ہے۔ کہ کشتی نجات پر سوار ہو۔ اور عروۃ الوثقیٰ سے متمسک ہو۔ اور حبل اللہ متین سے معتصم ہو۔ پس اس کو چاہیئے۔ کہ علیؑ کو بعد میرے دوست رکھے۔ اور اُن کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔ اور گیارہ فرزندوں کو اُن کے امام جانے۔ کہ وہ میرے خلیفہ ہیں۔ اور میرے اوصیاء ہیں۔ اور خلق خدا پر حجت خدا ہیں۔ اور سردار امت ہیں۔ اور پیشوا ہیں اتقیاء کے۔ اُن کو جنت کی طرف لے جائینگے۔ جو اُن کا ساتھی ہے وہ میرا ساتھی ہے۔ اور جو اُن کے دشمنوں کا ساتھی ہے۔ وہ شیطان کا

ساتھی ہے۔ یہاں تک میں نے باختصار کتب معتمدہ اہل سنت سے باستدلال آیات و احادیث ثبوت خلافت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور ائمۂ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا دیا۔ اگر کل احادیث و آیۂ خلافت جو کتب عامہ میں مثل صحاح ستہ و مسند احمد بن حنبل وغیرہ کی ہیں تفصیل کے ساتھ لکھی جائیں۔ تو یہ مختصر رسالہ ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ اور راقم کو اختصار مدنظر ہے۔ جیسا کہ مکرر قبل اس کے التماس کر چکا ہے۔ اگر کوئی بنظر انصاف اسی قدر پر لحاظ کرے۔ تو اس کی ہدایت کے واسطے کافی و وافی ہے۔ اور کتب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میں احادیث تعین دوازدہ امام اور احادیث تصریح اسمائے مقدس ائمۂ اطہار کے رسولؐ سے اور ہر ایک حضرات ائمۂ معصومینؑ سے یکے بعد دیگرے متواتر ہے۔ اور سب مقرون باعجاز ہے۔ اس واسطے کہ نام اور صفت والدین ہر ایک امام کی اُن کے موجود ہونے سے پیشتر غیبت امامؑ دوازدہم تک مشرح و مفصل مرقوم ہے۔ اور احوال ولادت قائمؑ اور غیبت درمیان سنی اور شیعہ بکثرت موجود ہے۔ کہ اُن کا احصا ہونا نہیں سکتا۔ مگر تھوڑا سا اُن میں تسطیر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ امام فخر رازی نے اپنی کتاب مقاصد عالیہ میں لکھا ہے۔ اور مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب الکلام میں نقل کیا ہے۔ بقدر ضرورت لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے :-

المقدمۃ الرابعۃ ان النقصان وان کان شاملا للخلق عاما فیہم الا انہ لا یبعد ان یوجد فیہم شخص کامل بعید من النقصان والدلیل علیہ من وجوہ الاول انا بینا ان الکمال والنقصان واقع فی الخلق علی مراتب

مختلفة ودرجات متفاوتة ثم انا كما تشاهد اشخاصاً في جانب
النقصان وقلة الفهم والادراك الى حيث قربوا من البهائم السباع
فكذالك في الكمال لابد وان توجد اشخاص كاملة فاضلة ولابد فان
يوجد فيما بينهم شخص يكون افضلهم واكملهم وهو يكون في اخر مراتب
الانسانية واول مراتب الملكوتية الثاني ان الاستقراء يدل على ما ذكرناه
وذالك لان الجسم العنصري جنس تحته ثلثة انواع المدن والنبات
والحيوان وصريح العقل يشهد بان اشرف هذه الثلثة الحيوان
واوسطها النبات وادونها المعادن ثم نقول الحيوان جنس تحته
انواع كثيرة واشرفها هو الانسان وايضاً فالانسان تحته اصناف
كثيرة مثل الزنجي والهندي والرومي والغربي والافرنجي والتركي
ولاشك ان اشرف اصناف الانسان واقربهم الى الكمال سكان
الموضع المسمى بايران شهر ثم ان هذا الصنف من الناس مختلفون
ايضاً في الكمال والنقصان ولاشك انه يحصل فيهم شخص واحد
هو افضلهم واكملهم فعلى هذا قد ثبت انه لابد وان يحصل
في كل دور شخص واحد هو افضلهم واكملهم في القوة النظرية
والعلمية ثم ان الصوفية يسمونه بقطب العالم ولقد صدق قولهم
فانه لما كان الخير والاشرف من سكان هذا العالم الاسفل
هو الانسان الذي حصلت له القوة النظرية التي بها يستعد
للانوار القدسية من عالم الملئكة وحصلت له القوة العلمية
التي بها يقدر على تدبر هذا العالم الجسماني على الطريق الاصلح
والسبيل الاكمل ثم ان ذالك الانسان الواحد هو اكمل الاشخاص

الموجودين فی ذالك الدور كان المقصود الاصلی من كل هذ العالم
العنصری وجود ذالك الشخص ولا شك ان المقصود بالذات
هو الكامل واما الناقص فانه يكون مقصودا بالعرض فثبت ان
ذالك الشخص هو القطب لهذ العالم العنصری وما سواه فكانا
يشعر له وجماعة الشيعة الامامية يسمونه بالامام المعصوم
وقد يسمونه بصاحب الزمان ويقولون غائب ولقد صدقوا
فی الوصفين ايضا لانه لما كان خاليا عن النقايص التی هی حسن
فی غيره كان معصوما من تلك النقايص وهو ايضا صاحب الزمان
لانا قلنا ان ذالك الشخص هو المقصود بالذات فی ذالك الزمان
وما سواه فكالاتباع له وهو ايضا غائب عن الخلق لان الخلق
لا يعلمون ان ذلك الشخص وهو افضل هذ الدور اكملهم
واقول ولعله لا يعرف ذالك الشخص ايضا انه افضل اهل الدور
وانه وان كان يعرف حال نفسه الا انه لا يمكنه ان يعرف
حال غيره وهو ايضا لا يعرف نفسه فهو كما جاء فی الاخبار
الالهية انه تعالی قال اوليائی تحت قبائی لا يعرفهم غيری
فثبت بهذا ان كل دور لابد وان يحصل فيه شخص موصوف
بصفات الكمال ثوابية لابد وان يحصل فی هذ الادوار المتلاحقة
دور يحصل فيه شخص واحد يكون هو افضل من كل اولئك الذين
كل واحد منهم صاحب دوره ومزيد عصره وذالك الدور المشتمل
علی مثل ذالك الشخص لا يوجد فی الف سنة او اكثر او اقل الا مرة
واحدة فيكون ذالك الشخص هو الرسول المعظم والنبی المكرم

وواضع الشرایع والهادی ان الحقایق ویکون لنسبته الی سائر اصحاب الادوار کنسبة الشمس الی الکواکب ثم لابد وان یحصل فی اصحاب الادوار انسان هو اقربهم الی صاحب الدور فی صفات الفضل فیکون ذالک لشخص ثالث بالنسبة الی الشمس وهو الامام القائم مقامه والمقر رشریعته واما الباقون فنسبة کل واحد منهم الی صاحب الدور الاعظم کنسبة کوکب السیارة الی الشمس واما عوام الخلق فهو بالنسبة الی اصحاب الادوار مثل حوادث هذا العالم بالنسبة الی الشمس والقمر وسائر الکواکب ولاشک ان عقول الناقص تکمل بانوار عقول اصحاب الادوار فتقوی بقوة فهذا لکلام معقول مرتب علی هذا الاستقراء الذی هذا یقطع والیقین * (ترجمہ) جو لوگ نبوت کے قایل ہیں۔ ان میں دو فرقے ہیں۔ ایک کا یہ مذہب ہے۔ کہ نبوت کی دلیل معجزہ ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص نبوت کا مدعی ہو۔ تو ہم دیکھینگے۔ کہ پاس معجزہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے۔ تو کیا ہے۔ اور جب اس طرح اس کی نبوت ثابت ہو جائیگی۔ تو جس بات کو وہ حق کہیگا۔ ہم حق کہینگے۔ اور جس کو باطل کہیگا۔ اس کو باطل۔ قدیم اور عام مذہب یہی ہے۔ دوسرے فریق کا یہ مذہب ہے۔ کہ پہلے ہم کو یہ خود فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ حق اور باطل کیا ہے۔ اس کے بعد جب ہم کو یہ نظر آئے۔ کہ ایک شخص حق کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ اور اس دعوت کی تاثیر ہے سکہ لوگ باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آتے جاتے ہیں۔ تو ہم سمجھیں گے سکہ وہ سچا پیغمبر

ہے۔ یہ طریقہ قریب العقل اور قلیل الشبہات ہے۔ اس دوسرے طریقہ کو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن پہلے مقدمات ذیل ذہن نشین کرا لینے چاہئیں۔ (۱) انسان کا کمال یہ ہے۔ کہ اس میں قوت نظری اور عقلی دونوں کامل ہوں۔ قوت نظری کے کمال کے یہ معنی کہ حقایق اشیاء کا اس کو صحیح علم ہو۔ یعنی اس کے ذہن میں جس شے کا تصور ہو۔ ٹھیک اصلی صورت میں آئے۔ قوت عملی کے کمال کے یہ معنی ہیں۔ کہ نفس میں ایسا ملکہ پیدا ہو جائے۔ کہ خود بخود اچھے کام سرزد ہوں۔ (۲) دنیا میں تین طرح کے آدمی ہیں۔ اول جن کی قوت نظری اور عملی دونوں ناقص ہیں۔ یہ عوام الناس ہیں۔ دوم خود کامل ہیں۔ لیکن دوسروں کو کامل نہیں کر سکتے۔ یہ اولیاء اور صلحاء ہیں۔ سوم خود کامل ہیں۔ اور دوسروں کو بھی کامل کر سکتے ہیں۔ یہ انبیاء ہیں۔ (۳) قوت نظری اور عملی کے ذریعے بلحاظ نقصان و کمال و شدت ضعف نہایت مختلف ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی کوئی حد قرار نہیں پا سکتی۔ (۴) عموماً تمام لوگوں میں نقصان پایا جاتا ہے۔ لیکن ضرور ہے۔ کہ انہیں میں کوئی ایسا کامل بھی ہو۔ جو نقصان سے بمراحل دور ہو۔ اس کی تصدیق مختلف مثالوں سے ہوتی ہے۔ (۱) یہ ظاہر ہے کہ انسانوں میں کمال اور نقصان کے درجے بہت متفاوت ہیں۔ نقصان کے مدارج بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ بعض انسان عقل اور ادراک میں بالکل جانوروں سے قریب ہو جاتے ہیں۔ جب نقصان کی جانب یہ حال ہے۔ تو ضرور ہے کہ کمال کی جانب بھی یہی حال ہو۔ یہاں تک کہ انسانیت کی سرحد ملکوتیت سے مل جائے۔ (۲)

استقرا بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ اجسام عنصری کی تین قسمیں ہیں۔ معدن۔ نبات۔ حیوان۔ ان میں سب سے افضل حیوان ہے۔ پھر نبات۔ پھر معدن۔ حیوان کے بھی بہت سے انواع ہیں۔ اور ان سب میں اشرف انسان ہے۔ اسی طرح انسان کے بھی بہت اصناف ہیں۔ مثلاً زنگی۔ رومی۔ شامی۔ فرنگی۔ ترک۔ ان سب میں جو لوگ ایشیا کے وسط درجہ میں سکونت رکھتے ہیں۔ وہ سب سے افضل ہیں۔ اس قیاس پر ضرور ہے۔ کہ خود ان لوگوں میں بھی کمال کا درجہ متفاوت ہو کر بڑھتا جائے۔ یہاں تک کہ ایسا شخص نکل آئے جو اپنی صنف میں بھی سب سے افضل ہو۔ ہر دور میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے۔ جو اپنے زمانہ کا افضل الناس ہوتا ہے۔ صوفیہ اسی کو قطب کہتے ہیں۔ اور سچ کہتے ہیں۔ کیونکہ جب اس عالم جسمانی کا بہترین حصہ انسان ہے۔ تو قوت نظریہ کی وجہ سے عالم ملکوت سے استفادہ کرتا ہے۔ اور قوت عملیہ کی وجہ سے دنیا کا عمدہ سے عمدہ انتظام کر سکتا ہے۔ تو عالم کا مقصود اصلی دراصل انسان ہے۔ اور جب یہ شخص (یعنی قطب) اور تمام انسانوں سے بڑھ کر ہے۔ تو گویا اس تمام عالم عنصری کا حاصل یہی شخص ہے۔ اس بنا پر اس شخص کو عالم کا قطب کہنا بالکل صحیح ہے۔ شیعہ اسی کو امام معصوم صاحب الزمان اور غائب عن العیان کہتے ہیں۔ اور یہ کہنا ان کا سچا ہے۔ کیونکہ جب وہ نقائص سے خالی ہیں۔ تو معصوم ہے۔ اور جب اپنے دور کا مقصد اصلی ہے۔ تو صاحب الزماں ہے۔ اور چونکہ عام لوگ اس کے حال سے واقف نہیں۔ اس لئے وہ غائب عن العیان ہے۔ اسی قیاس پر ایک ایسا بھی ہونا چاہئے۔ جو سب سے افضل ہی ہو۔ ایسا شخص سیکڑوں ہزاروں برس میں کہیں جا کر پیدا ہوتا ہے۔

اور وہی پیغمبر برحق اور موجد شریعت ہوتا ہے۔ ایسے اشخاص بھی ہوتے ہیں۔ جو ان فضائل میں پیغمبر سے کم لیکن اور تمام لوگوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ امام اور قایمقام پیغمبر ہوتے ہیں۔ امام کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے۔ جو چاند کو آفتاب سے ہے۔ امام سے جو کم رتبہ ہیں۔ اُن کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے۔ جو عام ستاروں کو آفتاب سے ہے۔ باقی عوام الناس تو وہ گویا حوادث یومیہ ہیں۔ جو اجرام فلکی کی تاثیر سے وجود میں آتے ہیں۔ پیغمبران سب کی اخیر سرحد پہ ہوتا ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ہر نوع کی انتہا دُوسری نوع کی ابتدا سے متصل ہے۔ اس لئے بشریت کی انتہا ملکیت کی ابتدا ہے۔ اس بنا پر پیغمبر میں ملکوتی صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ جسمانیات سے بے پروا ہوتا ہے۔ رُوحانیت اس پر غالب ہوتی ہے۔ اس کی قوت نظریہ کے آئینہ میں معارف الٰہی مترنم ہوتے ہیں۔ اس کی قوت عملیہ عالم اجسام میں طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہیں۔ اور اسی کا نام معجزہ ہے* صفحہ ۱۲۸۱*

عربی عبارت فخر رازی کی ہے۔ اور ترجمہ مولوی شبلی صاحب۔ اس عبارت سے (۱) جہاں نبی اور امام میں اتحاد نوعی معلوم ہوا۔ کہ دونوں ایک نوع اور ایک صفت کے ہوتے ہیں۔ کہ ایک کو آفتاب کہ سکیں۔ تو دُوسرے کو ماہتاب۔ (۲) وہاں یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ایسے شخص کا خلیفہ اور جانشین ہونا اور ہر دور میں رہنا بھی ضروری ہے۔ اور اسی کی طرف احادیث اہلبیتؑ طاہرین میں اشارہ ہے۔ کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی۔ یعنی ہر وقت حجت خدا موجود رہتا ہے۔ (۳) اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ جو عقیدہ شیعوں کا در بارہ جناب صاحب الامرؑ ہے سکہ

وہ زندہ ہیں۔ موجود ہیں صاحب الزمانؑ ہیں معصوم ہیں۔ آنکھوں سے غایب ہیں۔ وہ سب سچ اور حق ہے ۔ یہ فخر رازی اہلسنت کے علی الاطلاق امام ہیں۔ کہ جب لفظ امام بولا جاتا ہے تو وہی سمجھے جاتے ہیں حکمہ فلسفہ کے ایسے استاد ہیں کہ اپنا ہمسر نہیں رکھتے۔ تصوف سے کوئی واسطہ نہیں۔ جو یہ کہا جائے کہ بمذاق تصوف انہوں نے لکھا۔ پھر کون سے علم عقل والا ہو سکتا ہے جو اس عقیدہ سے عدول کرے۔ ہاں جاہل احمق سے بحث نہیں۔ امام فخر رازی فلسفی کی تقریر کے بعد اگرچہ کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں وہابیوں کا بڑا زور شور ہے۔ اور انکی ساری تقریریں نیچری رنگ کی ہوتی ہیں۔ لہذا ہم ان کے کلام سے بھی ضرورت وجود بقاء مہدی ثابت کرتے ہیں۔ مولوی صدیق حسن خاں صاحب حصول المامول میں لکھتے ہیں حصل یجوز خلو العصر عن المجتہدین ام لا فذھب جمع الی انہ لا یجوز خلو الزمان عن مجتہد بحجۃ اللہ یبین للناس ما نزل الیھم ربہ قال الحنابلہ و یدل علی ذلک ما صح عنہ من قولہ لا تزال طایفۃ من امتی علی الحق ظاہرین حتی تقوم الساعۃ وھذا ھو الحق المبین۔ آیا جائز ہے خالی ہونا زمانہ کا مجتہدین سے یا نہیں۔ ایک جماعت کا قول ہے۔ کہ نہیں جائز ہے خالی ہونا زمانہ کا ایک ایسے مجتہد سے جو قایم ہو حجۃ خدا کے ساتھ اور بیان کرتا ہو دینیوں کے لئے ان باتوں کو جو انپر نازل ہوا۔ اور یہی مذہب حنابلہ ہے۔ جسپر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔ جو بسند صحیح متصل ہے رسول اللہؐ سے۔ کہ فرمایا ہمیشہ ہماری امت سے ایک طایفہ ظاہر ہوگا حق پر یہاں تک کہ قایم ہو قیامت۔ اور یہی حق مبین ہے صفحہ ۱۰۵ بہرحال جب اس حدیث سے ایک یا چند مجتہدین کا وجود تا بہ قیامت ثابت ہوا۔ تو حدیث ثقلین سے جو یقینی اور متواتر ہے اور بہ بداہت لئے ثابت ہوا وجود امام عصرؑ کا ہر زمانہ میں۔ کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

یعنی قرآن اور اہلبیت ہماری جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ وارد ہوں ہم حوض کوثر پر۔
اس لئے کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس وقت امام عصر موجود نہیں ہیں۔ تو حدیث ثقلین
بھی دروغ ہوتی ہے۔ اور وہ قاعدہ اصولیہ بھی لغو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ
آیہ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم غلط ہوتی ہے۔ کیونکہ حکم ہے
اطاعت خدا و رسول و اولی الامر کا جب حاکم نہ رہا تو اطاعت کس کی ہوگی یہی وجہ ہے
کہ لفظ منکم کو اولی الامر کے ساتھ ختم کیا کہ ہر وقت میں مخاطب صحیح ہو۔ کہ جو تم
میں سے اولی الامر ہو اسکی اطاعت کرو۔ بخلاف رسول کے کہ اس کے ساتھ
لفظ منکم نہیں ہے۔ کیونکہ رسول خدا کا وجود ہر زمانہ میں ضروری نہیں ہے۔ مگر اس کے
نائب اولی الامر کا وجود ہر عصر میں ضروری ہے ۔ کتاب ینابیع المودۃ میں ہے۔
الباب الثالث فی بیان ان دوام الدنیا بدوام اھلبیتہ و بیان انھم سبب نزول
المطر والنصر و بیان فضائلھم اخرج احمد فی مناقب عن علی کرم اللہ وجھہ قال
قال رسول اللہ النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھب النجوم ذھب اھل السماء و اھلبیتی
امان لاھل الارض فاذا ذھب اھلبیتی ذھب اھل الارض منہ۔ یعنی تیسرا باب اس
بیان میں ہے۔ کہ دنیا اس وقت تک باقی رہیگی جب تک کہ اہل بیت رسولؐ باقی ہیں
بارش باراں و حصول نعمات انہیں سے ہے۔ امام احمد نے کتاب المناقب میں حضرت
علیؑ سے روایت کی ہے کہ ستارے امان ہیں اہل آسمان کیلئے جب ستارے
جاتے رہینگے اہل آسمان بھی جاتے رہینگے۔ اور اہلبیت میرے امان اہل ارض ہیں
جب یہ نہ رہینگے تو اہل زمین بھی نہ رہینگے۔ بس اس سے یہ ثابت معلوم ہوئی کہ ہر زمانہ
میں اہلبیت سے ایک ایسے شخص کا رہنا ضروری ہے۔ جو موجب امان اہل ارض
ہو جس سے وہ حدیث ثقلین بھی صحیح ہوگی۔ اور اطیعوا اللہ بھی۔ رہا یہ شبہ کہ
جب جناب صاحب الامر علیہ السلام مخفی ہیں۔ تو کیا فائدہ۔ اس کا جواب بھی اسی کتاب

ینابیع المودۃ میں بذریعہ حدیث طولانی یہ دیا گیا ہے۔ ثم قال ولم تخل الارض منذ خلق
اللہ آدمؑ من حجۃ اللہ فیہا ظاہرا مشہورا او غائب مستورا ولا تخلو الی ان تقوم الساعۃ
من حجۃ فیہا ولولا ذلک لم یعبد اللہ قال الاعمش قلت لجعفر الصادق کیف
ینتفع الناس بالحجۃ الغائب المستور قال کما ینتفعون بالشمس اذا سترہا
سحاب ص۱۸ + اس حدیث کے راوی اعمش ہیں۔ جو جناب جعفر صادق علیہ السلام سے
کرتے ہیں۔ کہ جب سے آدمؑ پیدا ہوئے زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوئی۔ خواہ
وہ حجت خدا ظاہر و مشہور ہو یا غایب و مستور۔ اور نہ قیامت تک زمین خالی ہوگی
حجت خدا سے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو پھر عبادت خدا موقوف ہو جائے۔ اعمش نے
سوال کیا کہ پھر حجت غایب سے کیا فائدہ۔ تو حضرتؑ نے فرمایا۔ اُس سے لوگوں کا
انتفاع ویسا ہے۔ جیسا کہ آفتاب سے لوگ منتفع ہوتے ہیں جس وقت وہ پوشیدہ
ہوتا ہے ابر میں +

المبحث الخامس والسبعون فی بیان ان جمیع اشراط الساعۃ اخبرھا الشارع
حق لا بد ان تقع کلہا قبل قیام الساعۃ وذلک کخروج المہدی ثم الدجال ثم
ثم نزول عیسی وخروج الدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ورفع القرآن وفتح سد
یاجوج وماجوج حتی لو لم یبق من الدنیا الا مقدار یوم واحد لوقع ذلک
کلہ قال الشیخ تقی الدین بن ابی منصور فی عقیدتہ وکل ھذہ الآیات تقع فی المائۃ
الاخیر من الیوم الذی وعد بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتہ بقولہ ان صلحت
امتی فلہا یوم وان فسدت فلہا نصف یوم یعنی من ایام الرب المشار الیہا بقولہ
وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون قال بعض العارفین واول الالف
محسوب من وفاۃ علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ آخر الخلفاء فان تلک المدۃ
کانت من جملۃ ایام نبوۃ رسول اللہ ورسالتہ فمہد اللہ تعالی بالخلفاء الارض

البلاء عن دعه ان شاء الله ما لا الف قوة سلطان شريعته الى انتهاء الالف ثم تاخذ
فى الاضمحلال الى ان تصير الى بين غيرما كما بدء وذلك الاضمحلال تكون هدية
من مضى ثلاثين سنه من الزمان الحادى عشر فهنالك يترقب خروج المهدى
وهو من اولاد الامام حسن العسكرى ومولده عليه السلام ليلة النصف من شعبان
سنه خمس وخمسين ومائتين وهو باق الى ان يجتمع بعيسى ابن مريم عليه السلام
فيكون فى وقتنا هذا وهو سنه ثمان وخمسين وتسعمائه سبعمائه سنه وست سنين
هكذا اخبرنى الشيخ حسن العراقى المدفون فوق كوم الريش المطل على بركة الرطل
بمصر المحروسة عن الامام المهدى حين اجتمع به ووافقه على ذلك شيخنا سيدى
على الخواص رحمهما الله وعبارة الشيخ محى الدين فى الباب السادس والستين
وثلاثمائة من الفتوحات هكذا واعلموا انه لا بد من خروج المهدى لكن
لا يخرج حتى تمتلى الارض جورا وظلما فيملاءها قسطا وعدلا ولو لم يبق من الدنيا
الا يوم واحد طول الله تعالى ذالك اليوم حتى يلى هذا الخليفه وهو من عترة رسول
الله صلى الله عليه وسلم من ولد فاطمة رضى الله عنها جده الحسين بن على بن
ابيطالب ووالده حسن العسكرى ابن الامام على النقى بالنون بن محمد التقى بالتاء بن
الامام على الرضا بن الامام موسى الكاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد الباقر
بن الامام زين العابدين على بن الامام حسين بن الامام على بن ابيطالب يواطى
اسمه اسم رسول الله يبايعه المسلمون ما بين الركن والمقام يشبه رسول الله فى الخلق
بفتح الخاء وينزل عنه فى الخلق بضمها اذ لا يكون احد مثل رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى اخلاقه والله تعالى يقول انك لعلى خلق عظيم هو اجلى الجبهة واقنى الانف
اسعد الناس به اهل الكوفة يقسم المال بالسويه ويعدل فى الرعية يأتيه الرجل
فيقول يا مهدى اعطنى وبين يديه المال فيحثى له ما يستطيع ان يحمله يخرج على

فترته من الله بن يزع الله به ما لا يزع الله بالقرآن يمسي الرجل جاهلا وجبانا
وبخيلا فيصبح عالما سخيا كريما تمشي النصر بين يديه يعيش خمسا او سبعا او تسعا
يقفوا اثر رسول الله ولا يخطئ له ملك يسدده من حيث لا يراه يحمل الكل و
ويعين الضعيف ويساعد على نوائب الحق يفعل ما يقول ويقول ما يفعل
ويعلم ما يشهد يفهمه الله - (ترجمہ) باب ۶۵ جتنی باتوں کی خبر دی ہے رسول اللہؐ
نے اشراط ساعت سے - وہ سب حق ہیں ضرور ہے کہ قبل قیامت واقع ہوں - وہ
باتیں یہ ہیں - کہ خروج مہدیؑ - خروج دجال - نزول عیسےٰؑ - خروج دابہ - طلوع شمس مغرب سے
رفع قرآن - فتح سد یاجوج وماجوج - یہاں تک کہ اگر خاتمۂ دنیا میں ایک ہی روز رہجائیگا
تو یہ سب باتیں ضرور ہونگی شیخ تقی الدین بن ابی منصور نے بھی عقیدہ میں لکھا ہے -
کہ یہ باتیں آخری صدی کے آخر میں واقع ہونگی - اُس روز سے کہ جس روز سے رسول اللہؐ
نے وعدہ کیا - بعض عارفین نے کہا کہ ابتدا اسکی روز وفات علی بن ابیطالب سے
ہے - پس ابتدا اسکی ۳۰ برس گذرنے کے بعد ہوگی - قرن حادی عشر سے - اُس وقت
امید کیجائیگی خروج مہدیؑ کی - اور وہ اولاد امام حسن عسکریؑ سے ہیں جنکی ولادت ۱۵ شعبان
۲۵۵ سنہ ہجری کو ہوئی - اور وہ باقی ہیں - یہانتک کہ جمع ہوں عیسےٰؑ بن مریمؑ کے ساتھ پس
اُس وقت تک گذشتہ ۵ سنہ ہے اور حضرت مہدیؑ کا سن ۷ سال ہے - اسی طرح خبر دی
مجھے شیخ حسن عراقی نے - جو مدفون ہیں مصر میں - یہ خبر اُنکی وجود حضرت مہدیؑ سے
ہے جن سے اُن کی ملاقات ہوئی - اور موافقت کی اُسکی سید علی خواص نے - عبارت
شیخ محی الدین عربی فتوحات مکی کے باب ۳۶۶ میں آئی ہے - کہ ظہور مہدیؑ ضروری ہے جس
میں کسی طرح کا شک نہیں لیکن یہ ظہور اُس وقت ہوگا جب زمین بھر جائیگی ظلم و جور سے
کہ حضرتؑ بعد ظہور اس کو عدل و انصاف سے مملو کر دینگے - اگر دنیا کی عمر سے ایک
روز بھی باقی رہ جائیگا - تو خداوند عالم اُسی روز کو اتنا بڑھا دیگا کہ اس خلیفہ کو نصب

حاصل ہو۔ یہ اولاد رسول اللہ صلعم سے ہیں۔ بنسل فاطمہ زہرا ؑ سے۔ جنکی جد امام حسین ؑ اور والد ماجد اُن کے امام حسن عسکری ؑ ابن امام علی نقی ؑ ابن امام محمد تقی ؑ ابن امام علی ؑ بن موسیٰ الرضا ؑ ابن امام موسیٰ کاظم ؑ ابن امام جعفر صادق ؑ ابن امام محمد باقر ؑ ابن امام علی ابن الحسین ؑ زین العابدین ؑ ابن امام حسین ؑ ابن جناب علی ؑ بن ابی طالب ؑ ہیں۔ حضرت مہدی ؑ کا نام رسول اللہ صلعم کے ہمنام ہوگا۔ درمیان رکن و مقام انکی بیعت سے اہل اسلام مشرف ہونگے۔ خلقت اور شباہت میں تو بالکل ہمشکل رسول اللہ ہونگے۔ البتہ خلق میں تو کوئی شخص مثل رسول اللہ صلعم نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم پیشانی انکی روشن ہوگی اور بینی بلند ۔ تا آخر اس عبارت سے بوضاحت تمام ظاہر ہے کہ امام شعرانی۔ امام محی الدین عربی شیخ حسن عراقی۔ سید علی خواص جناب صاحب الامر و الزمان ؑ مہدی موعود مانتے ہیں جو فرزند جناب امام حسن عسکری ؑ ہیں۔ اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو متولد ہوئے۔ اور اسوقت تک موجود ہیں۔ اور شیخ حسن عراقی حضرت ؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔

تاریخ خمیس میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ سطر ۱۱ مطبوعہ مصر۔ الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی الرضا یکنی ابا القاسم ولقبہ الامامیہ بالحجۃ والقایم والمہدی والمنتظر وصاحب الزمان وھو عندھم خاتم للاثنی عشر اماما و یزعمون انہ دخل السرداب الذی فی سر من رای وامہ تنظر الیہ ولم یخرج الیہا وذلک فی سنہ خمس وخمسین ومائتین وقیل سنہ ست وستین والاین وھو لایخرج واختفی الی الان فی زعمھم امہ ام ولد اسمہا صیقل و سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذالک ولد فی سر من رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنہ ثمان و خمسین ومائتین وفی جامع الاصول فی اشراط الساعۃ وعلاماتہا عن ابن مسعود ان رسول اللہ [illegible] لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذالک

اليوم حتى يبعث الله فيه رجلا مني او من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي واسم ابيه اسم
ابي علاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا وفي رواية اخرى لا تنقضي الدنيا
حتى يملك العرب من اهل بيتي رجل يواطى اسمه اسمي اخرجه ابوداؤد وقال صاحب
الفتوحات المكية في ذكر المهدي انه يكون معه ثلث مائة وستون رجلا من رجال
الله الكاملين وهذا الخليفة يكون من عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم وكنية
كنيه جده حسن بن علي يبايع بين الركن والمقام يبايعه العارفون بالله من
اهل الحقايق من شهود وكشف بتعريف الهي رجال الهيون يقيمون دعوته وينصرونه
هم الوزراء يحملون اثقال مملكته ويعينون على ما قلده الله تعالى ثم قال فان الله يستوزر له
طائفة خباهم في مكنون غيبه اطلعهم الله كشفا وشهودا على الحقايق وهذا الخليفة
يفهم منطق الحيوان ويسرى عدله في الانس والجان (ترجمہ) خلاصہ یہ ہے کہ
بارھویں امام محمد بن الحسن علی بن محمد بن علی الرضا ہیں۔ کنیت انکی ابوالقاسم ہے۔
اور امامیہ کے ہاں انکا لقب حجۃ۔ قائم۔ مہدی۔ منتظر۔ صاحب الزمان ہے۔ اور ان کے
نزدیک وہ بارھویں امام ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں۔ کہ سر من رائے کے سرداب میں داخل
ہوئے درحالیکہ ماں انکی انتظار کر رہی ہیں۔ مگر پھر وہ برآمد نہ ہوئے۔ یہ واقعہ
۲۶۵ھ ہجری کا ہے۔ اور کہا گیا ہے ۲۶۶ھ ہجری کا۔ اور یہی اصح ہے (لفظ اصح
قابل غور ہے۔ اور آجتک مخفی ہیں۔ بزعم انکے ماں انکی ام ولد ہیں۔ جن کا نام صیقل
ہے یا سوسن۔ اور کہا گیا ہے نرجس۔ اور دوسرے اقوال بھی ہیں۔ ولادت انکی
سر من رائے میں ہوئی ۲۳ رمضان ۲۵۸ھ کو۔ اور جامع الاصول میں ہے۔ بذیل اشراط
ساعت وعلامات قیامت۔ کہ حضرت ؐ نے فرمایا۔ کہ اگر دنیا کا ایک روز باقی رہیگا۔
تو خدا اسمیں ایک ایسا شخص مبعوث کریگا جو میرے بیت سے ہو یا اہلبیت سے۔ نام اسکا
میرا نام ہوگا۔ اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام۔ (اس آخری جملہ کو خود

محدثین اہلسنت نے غلط بتایا ہے (جو بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جس طرح بھری ہوگی ظلم و جور سے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دنیا کبھی تمام نہ ہوگی جبتک میری اہلبیتؑ سے ایک شخص جس کا نام میرا نام ہوگا تمام عرب کا مالک نہ ہو۔ اس کی تخریج ابوداؤد نے کی ہے۔ کما صاحب فتوحات مکیہ نے کہ اُن کے ہمرکاب ۳۰۶ مرد ہونگے رجال کاملین سے۔ یہ خلیفہ عترت رسول اللہؐ سے ہیں نسل فاطمہؑ سے، نام اُنکا ہمنام رسول اللہؐ ہے بیعت اُنکی درمیان رکن و مقام ہوگی۔ کہ عارفین اللہ اُنکی بیعت کرینگے تا بہ امرہ

دوسری تاریخ اخبار الاول مصنفہ عالم فاضل ابی العباس احمد بن یوسف بن احمد دمشقی ہیں مشہور بہ قرمانی مطبوعہ شہر بغداد سنہ ۱۲۸۲ ہجری صفحہ ۱۱۷ میں لکھتے ہیں۔ الفصل الحادی عشر فی ذکر الخلف الصالح الامام ابی القاسم محمد بن حسن العسکری رضی اللہ عنہ وکان عمرہ عند وفاۃ ابیہ خمس سنین اتاہ اللہ فیھا الحکمۃ کما اوتیھا یحیی علیہ السلام صبیا وکان مربوع القامۃ حسن الوجہ والشعر اقنی الانف اجلی الجبھہ وزعم الشیعۃ انہ غاب فی السرداب ببغداد والحرس علیہ سنہ ست وستین و مائتین وانہ صاحب السیف القائم المنتظر قبل قیام الساعۃ ولہ قبل قیامہ غیبتان احدھما اطول من الاخری فاما القصری فمن ولادتہ الی انقطاع السفارۃ بینہ وبین الشیعۃ واما الطولی ھی التی بعد الاولی وفی آخرھا یقوم بالسیف وکان من عادۃ الشیعۃ ببغداد ان فی کل لیلۃ جمعۃ یاتون بفرس مشدودۃ ویقفون علی باب السرداب وینادون باسم المہدی اسمہ واعلی ھذا الحال الی ان آل الامر للسلطان مسلما نجد ان من بنی تستمان واستولی علی مدینۃ بغداد فبطل تلک العادۃ واتفق العلماء علی ان المہدی ھو القائم فی آخر الوقت وقد تعاضدت الاخبار علی ظھورہ وتطابقت الروایات علی اشراق نورہ وستسفر ظلمۃ الایام واللیالی بسفورہ

ویجلی عرینه الظلم الخلام الصبح عن دیجورہ ویسر عدلہ فی افاق فیکون افوء من البدر المنیر فی مسیرتہ واما السنۃ التی یقوم فیھا القایم والیوم الذی یبعث فیہ فقد جائت فیہ اثار عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ قال لا یخرج القایم فی وتر من السنین سنہ احدی او ثلاث او خمس او سبع او تسع ویقوم فی یوم عاشورۃ اوالمظہر یوم السبت العاشر من المحرم قائما بین الرکن والمقام جبرئیل علی یدہ ینادی البیعہ البیعہ فیسیر الیہ انصارہ من اطراف الارض عدلا کما ملئت ظلما وجورا ثم یسیر من مکۃ حتی یاتی الکوفہ فینزل علی نجفھا ثم یفرق الجنود منھا الی جمیع الامصار وعن عبدالکریم النجفی قال قلت لابی عبداللہ لیوم ملک القایم قال سبع سنین فتطول لہ الایام حتی تکون السنۃ من سنینہ بمقدار عشر سنین فیکون سدۃ ملکہ سبعین سنہ من سنینکم ص ۱۱۸ (ترجمہ)

خلاصہ یہ کہ خلف صالح امام ابوالقاسم محمد بن عسکری بوقت وفات اپنے والد کے پانچ برس کے تھے۔ خدا نے اسی سن میں انکو حکمت عطا کی جیسا کہ حضرت یحیٰی کو بچپنی میں علم ملا تھا۔ ایسے وہ حضرت مربوع القامہ حسن الوجہ المشعرا قنی الانف اجلی الجبہہ یہ وہی اوصاف ہیں۔ جو تعریف امام مہدی میں تمام احادیث میں مذکور ہیں۔ شیعہ کے گمان میں یہ غایب ہوئے سرداب میں بمقام بغداد ۲۶۶ھ میں۔ یہی صاحب سیف ہیں۔ اور منتظر جو قبل قیامت ظہور کرینگے۔ انکی دو غیبتیں ہونگی۔ ایک صغریٰ ایک کبریٰ۔ علما کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ مہدیؑ کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا۔ حدیثیں متعاضدین ان کے ظہور پرسنہ ظہور کے بارے میں ہے۔ کہ قائم کا ظہور طاق سنہ میں ہوگا ۱۰۳ھ یا ۱۵۰ھ اور قایم ہونگے آپ روز عاشورہ۔ اور ظہور کرینگے۔ اور دوشنبہ عاشورہ محرم رکن ومقام کے درمیان میں آپکی ایک بیعت ہوگی۔ اور ایک شخص ندا کریگا البیعہ البیعہ۔ بعد ظہور مکہ سے کوفہ آئینگے اور بمقام نجف نزول کرینگے +

تیسری تاریخ تذکرہ سبط احمد جوزی ہے جس میں یہ عبارت موجود ہے۔ ھو

محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ
بن علیؑ بن ابی طالبؑ وکنیت ابوعبد اللہ وابوالقاسمؑ وھو الخلف الحجۃؑ صاحب
الزمانؑ القائمؑ المنتظرؑ الباقیؑ وھو اٰخر الائمہ ۔ جونسی تاریخ معرفۃ الاحباب ہے کہ جس کے
مصنف کا نام امیر جمال الدین محدث ہے اور مشہور کتاب تاریخ ہے جس کی عبارت حسب
ذیل ہے ۔ عن جابر ابن یزید الجعفی مروی است کہ گفت شنیدم از جابر بن عبد اللہ انصاریؓ
کہ میگفت کہ چوں ایزد تعالیٰ نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیہ را کہ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم گفتم یا رسول اللہ شناسیم خدا و رسول او را پس کیستند اصحاب امر کہ
خدا تعالیٰ اطاعت ایشان را فرض ساختہ است بطاعت تو پس گفت رسول اللہ ھم خلفائی
من بعدی اولھم علیؑ بن ابی طالبؑ ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علیؑ بن الحسینؑ ثم محمدؑ ابن علیؑ
المعروف فی التورات بالباقرؑ وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام ثم الصادق جعفرؑ
بن محمدؑ ثم موسیٰؑ بن جعفرؑ ثم علیؑ بن موسیٰؑ ثم محمدؑ بن علیؑ ثم علیؑ بن محمدؑ ثم الحسنؑ بن علیؑ ثم حجۃ
اللہ فی ارضہ وبقیتہ فی عبادہ محمدؑ ابن الحسنؑ بن علیؑ ذلک الذی یغیب عن شیعتہ و
اولیاءہ غیبۃ لا یثبت فیھا علی القول بامامتہ الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان ۔
جابر گوید گفتم یا رسول اللہ آیا در غیبت او شیعہ انتفاع یابند فقال ای جابر والذی بعثنی بالنبوۃ
انھم یستضیئون بنورہ وینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان
علاھا سحاب ۔ ای جابر این از اسرار مکنون الٰہی است پس پنہان دار از نا اہلان مگر از کسیکہ اہل آں
باشد (ترجمہ) پس کہا پیغمبرؐ نے وہ اولی الامر خلفا میرے ہیں بعد میرے ۔ پہلے خلیفہ
ان میں سے علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں ۔ پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ ابن الحسینؑ پھر
محمدؑ ابن علیؑ ہیں جو توراۃ میں مشہور باقرؑ ہیں ۔ قریب ہے کہ تم ان کو پاؤ گے ۔
اے جابر پس جس وقت ان سے ملاقات کرنا میرا سلام کہنا ۔ پھر صادق جعفرؑ
بیٹے محمدؑ کے ہیں ۔ پھر موسیٰ ابن جعفرؑ ہیں ۔ پھر علیؑ بن موسیٰ ہیں پھر

محمدؑ بن علیؑ ہیں۔ پسر علیؑ بن محمدؑ ہیں پسر حسنؑ ابن علیؑ ہیں۔ پسر حجت خدا کی اس زمین
پر اور بقیہ حجت اُس کے بندوں میں محمدؑ ابن حسنؑ ابن علیؑ ہیں۔ یہ وہ محمدؑ ہیں۔
کہ فتح کرینگے اللہ غالب اور بزرگ اُن کے ہاتھوں پر مشارق اور مغارب
زمین کو۔ اور یہ وہ محمدؑ ہیں۔ کہ غایب ہونگے اپنے شیعوں اور دوستوں سے۔
ایسی غیبت سے کہ نہ قایم رہیگا انکی غیبت میں اقرار امامت۔ مگر وہ شخص
کہ جس کے قلب کی آزمایش کی ہے اللہ نے ساتھ ایمان کے۔ جابرؓ
کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ غیبت میں امام کی شیعہ فائدہ پائینگے فرمایا
پیغمبرؐ نے ہاں قسم ہے اُس کی جس نے مجھ کو مبعوث نبوت پر کیا ہے بتحقیق شیعہ
پورا فائدہ حاصل کرینگے نور سے امام غائب کے اور نفع حاصل کرینگے ساتھ ولایت
امام غایب کے۔ جیسے لوگ آفتاب سے نفع پاتے ہیں۔ اگرچہ آفتاب پر بدلی آجاوے
ترجمہ فارسی روضۃ الاحباب میں ہے کلام در بیان امام دوازدہم مؤمن محمد بن
الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بود آں درج ولایت وجوہر معدن ہدایت بقول اکثر اہل روایت
در نصف شعبان سنہ خمس وخمسین ومأتین در سامرہ اتفاق افتاد وقیل فی الثالث والعشرین
من شہر رمضان سنہ ثمان وخمس ومأتین ومادر آں عالی گوہر ام ولد بودہ و
مسماۃ بصیقل یا سوسن وقیل نرجس وقیل حکیمہ وآں امام ذوی الاحترام در کنیت ونام
با حضرت خیر الانام علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والسلام موافقت دارد ومہدی منتظر وخلف
الصالح وصاحب الزمان از القاب و منتظم است در وقت پدر بزرگوار خود بروایت اول کہ
بصحت اقرب است پنجاہ سالہ بود وبقول ثانی دو سالہ وحضرت واہب العطایا آں شکوفہ
گلزار امامت را مانند یحییٰ وزکریا سلام اللہ علیہما در حالت طفولیت حکمت وکرامت فرمودہ در
وقت حیات مرتبہ بلند امامت رسانید وصاحب الزمان یعنی مہدی دوران در زمان معتمد خلیفہ
فی سنہ خمس وستین یا سنہ ست وستین ومأتین علی اختلاف القولین در سرداب

سرمن رائے از نظر فرق برادر غائب شد۔ انتہی ۔ اور کتاب شواہد النبوۃ ملا جامی میں بعد ذکر ولادت لکھتے ہیں۔ وازدیگرے آرند کہ گفتہ است معتضد مرا باد وکس دیگر طلبید وگفت حسنؑ بن علیؑ در سرمن رائے وفات یافت زود بروید وخانہ او را فرو گیرید وہر کہ در خانہ وے بہ بینید سر وے را بمن آرید رفتم وبسرائے وے در آمیم سرائے دیدیم در رعایت خوبی وپاکیزگی گویا حال از عمارت آں فارغ شدہ بودند در آنجا بردہ دیدیم فرو گذاشتہ پردہ را بر داشتیم سردابے دیدیم بآنجا در آمدیم دریاے دیدیم در اقصائی آں حصیرے بر روئے آب انداختہ ومردے بخوب ترین صورت بر بالائے آں حصیر در نماز استادہ باہیچ التفاتے نہ کرد یکے از آں دو نفر بامن بودند سبقت گرفت خواست کہ پیش وے رود در آب غرق شد واضطراب میکرد تا آں زماں کہ من دست وے را گرفتم وخلاص گردانیدم بعد از آں نفر دیگر خواست کہ پیش رود وی را نیز ہماں حال پیش آمد وی را نیز اخلاص کردم من حیراں بماندم پس گفتم اے صاحب خانہ از خدائے تعالےٰ واز تو عذر میخواہم واللہ کہ من ندانستم کہ حال چیست وبکجے مے آئیم واز آنچہ کردم بخدائے تعالےٰ باز گشتم۔ ہر چند گفتم بمن التفات نہ کرد۔ باز گشتم وپیش معتضد رفتم وقصہ را باز گفتیم۔ گفت سر را پوشیدہ دارید والا بفرمایم کہ شمارا گردن زنند۔ انتہی ۔

اور خواجہ محمد پارسائی فصل الخطاب میں بھی حضرتؑ کی ولادت اور روایت حکیمہ خاتون کو اور معتضد کو جو شواہد النبوۃ سے پہلے منقول ہوئی لکھکر اخیر میں حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ والاخبار فی ذالک اکثر من ان تحصی او مناقب المہدیؑ صاحب الزمان الغائب عن الاعیان الموجود فی کل زمان کثیرہ وقد تظاہرت الاخبار علی ظہورہ واشراق نورہ یجدد الشریعۃ المحمدیہ ویجاہد فی اللہ حق جہادہ ویطہر من الادناس اقطار بلاد زمانہ زمان المتقین واصحابہ خلصوا من الریب وسلموا من الغیب واخذوا

یہدیہ و طریقہ واھتدوا من الحق الی الحقیقۃ بہ ختمت الخلافۃ والامامۃ وھو الامام من لدن مات ابوہ الی یوم القیمۃ وعیسے یصلی خلفہ ویصدقہ علی دعواہ ویدعوا الی ملتۃ التی ھو علیھا والنبی صاحب الملۃ ۔ یعنی حدیثیں اس بارے میں اس سے زیادہ ہیں۔ کہ اُن کا احصا کیا جائے ۔ اور مناقب مہدی علیہ السلام جو صاحب زمان ہیں اور غائب ہیں آنکھوں سے اور موجود ہیں ہر زمانہ میں۔ بیحد ہیں اور اتفاق ہے حدیثوں کا آپ کے ظہور اور اشراق نور پر۔ آپ تجدید کریں گے شریعت محمدیہ کے بعد جہاد کرینگے راہ خدا میں حق جہاد اور پاک کریں گے دنیا کو نجاستوں سے۔ آپ کا زمانہ زمانہ متقین ہوگا۔ اور آپ کے اصحاب خالص ہوں گے ریب سے اور سالم ہر عیب سے یہ لوگ طریق ہدایت پر عمل کرینگے حضرت ہی پر ختم ہوئی خلافت و امامت ۔ اور آپ اُس وقت سے امام ہیں جس وقت ان کے والد نے انتقال کیا۔ اور قیامت تک امام رہیں گے حضرت عیسےٰ علیہ السلام آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آپ کی تصدیق کریں گے آپ کے دعوے میں۔ اور دعوت کریں گے لوگوں کو طرف حضرتؑ کی ملت کے جس پر آپ ہیں اور وہی ملت اسلام ہے جس کے صاحب ملت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور جمال الدین محدث نے کتاب روضۃ الاحباب میں لکھا ہے۔ بلکہ اربعین فی مناقب المومنین میں اس کی تصریح بھی کی ہے۔ کہ وہ معتقد ہے حضرت کی امامت کا۔ چنانچہ بعد جمیع حدیث لکھتے ہیں۔ واعلموا ایھا المومنون الکاملون ان اعتقادنا فی شان امیر المومنین

علی علیہ السلام ما یفتضیہ مضمون تلک الاحادیث الذی جمعتہا فی ھذہ الاوراق فاقول رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسول و بامیر المومنین و بالامامین الامامین الحسن المجتبیٰ والحسین الشہید بکربلا و علی بن الحسین زین العابدین السجاد ذی الثفنات و محمد بن علی الباقر و جعفر بن محمد الصادق و موسی بن جعفر الکاظم و علی بن موسی الرضا و محمد ابن علی التقی و علی بن محمد النقی و الحسن بن علی الزکی العسکری و محمد بن الحسن الحجۃ المھدی صاحب الزمان ائمۃ و سادۃ و قادۃ اللھم ھؤلاء ائمتی و سادتی و قادتی فاجعلنی من شیعتہم و الاشد منھم الابرار الاتقیاء الاخیار بہم اتولی و من اعدائہم اتبرء فی الدنیا و الآخرۃ ۔

اس عبارت سے بصراحت تمام ظاہر ہے کہ علامہ جمال الدین محدث جناب سید احمد الامیر علیہ السلام اور کل ائمہ اطہار کی نسبت اپنا وہی عقیدہ ظاہر کرتے ہیں جو عقیدہ فرقہ شیعہ کا ہے۔ اب میں دوسری وادی کی طرف ریپ قدم رکھتا ہوں۔ کیونکہ یہاں تو عقائد محدثین و مورخین وغیرہ کا ذکر تھا جنہوں نے کس صفائی سے ان سب باتوں کا اقرار کیا ہے مذہب میں بالخصوص اُن علماء کا نام لکھتا ہوں جو مذہب کلام کے بڑے امام مانے گئے ہیں۔ اور اُن کی تصانیف مستند اور روشن ہیں موجود ہیں جن میں سب سے پہلے امام المتکلمین ... وغیرہ کا یہاں نام لکھتا ہوں جس کی علامیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے علامہ حلی کی کتاب

نہج الحق وکشف الصدق کا جواب لکھا۔ اور اُس کا نام ابطال الباطل
رکھا۔ اُس میں رقمطراز ہیں۔ ما ذکر من فضائل آل فاطمہ صلوات اللہ
وسلامہ علیہا وعلی ابیہا وعلی سائر آل محمد امر لا ینکر فان الانکار
علی البحر برحمتہ علی البر متسع وعلی الشمس بنورہا وعلی الانوار
بظہورہا وعلی السحاب بجودہ وعلی الملائکۃ بسجودہا انکار لا یرتضیہ
المنکر الا لاستہزاء بہ ومن ہو قادر علی ان ینکر علی جماعۃ ہم
اہل السداد وخزان معدن النبوۃ وحفاظ آداب الفتوۃ صلوات
اللہ وسلامہ علیہم ونعم ما قلت فیہم منظوما سلام علی المصطفی
المجتبی۔ سلام علی سیدی المرتضی۔ سلام علی ستنا فاطمہ۔
من اختارہا اللہ خیر النسا۔ سلام من المسک انفاسہ۔
علی الحسن الالمعی الرضا۔ سلام علی الاورعی الحسین۔
شہید یری جسمہ کربلا۔ سلام علی سید العابدین۔
علی بن الحسین المجتبی۔ سلام علی باقر العلم المہتدی۔
سلام علی الصادق المقتدی۔ سلام علی الکاظم الممتحن۔
رضی السجایا امام التقی۔ سلام علی الثامن المؤتمن۔
علی الرضا سید الاصفیا۔ سلام علی النقی المتقی۔
علی المکرم ہادی الوری۔ سلام علی السید العسکری۔
امام یجہز جیش الصفا۔ سلام علی القائم المنتظر۔
ابی القاسم الغر نور الہدی۔ سیطلع کالشمس فی غاسق۔
ینجیہ من سیفہ المنتقی۔ تری یملأ الارض من عدلہ۔
کما ملئت جور اہل الہوی۔ سلام علیہ وآبائہ۔

والانصار ماتعاقب الاعصار والدہر ما انقلب الیل والنہار و دار الدوار و سار الاسما۔ یعنی جو کچھ ذکر فضائل فاطمہ صلوات اللہ وسلام علیہا و علیٰ ابیہا و علیٰ سائر آل محمدؐ کو۔ پس یہ ایسا امر ہے کہ انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انکار کرے بحر کی رحمت اور بر کی وسعت اور ضیاء آفتاب اور نور کی ضیا اور سحاب کے جود اور ملائکہ سجود سے۔ ایسا انکار ہے جسے منکر قابل استہزا ہوتا ہے۔ اور کون شخص قادر ہے کہ انکار کرے۔ اُن لوگوں پر جو اہل شد آسے ہیں اور خزانہ دار معدن نبوت اور حافظ آداب فتوت صلوات خدا ہو اُن پر اور اُن پر سلام۔ اور کیا خوب معنی نظم کئے اُن کی شان میں۔ سلام ہو مصطفےٰ مجتبےٰ پر۔ سلام ہو سید مرتضےٰ پر۔ سلام ہو سیدالنسا فاطمہؑ پر جنہیں خدا نے تمام عورتوں کی سردار بنایا۔ سلام ہو جس کے انفاس پاکیزہ میں مشک سے۔ امام حسنؑ پر جو ملجی اور رضا ہیں۔ سلام امام حسینؑ پر جو شہید کربلا ہیں۔ سلام ہو امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ امام موسیٰ کاظم امام علیؑ بن موسے الرضا امام محمد تقیؑ امام علی نقیؑ امام حسن عسکریؑ امام قایمؑ منتظر ابی القاسم مہدیؑ پر جو اس طرح طلوع کریں گے جس طرح آفتاب نکلتا ہے۔ ظلمت سے بھر دینگے وہ حضرت زمین کو عدل سے۔ جس طرح اہل ظلم کے ظلم و جور سے بھر دی گئی ہے۔ سلام ہو اُن پر اور اُن کے آبا و اجداد و انصار پر جب تک دورہ کرتا ہے آسمان ✤

✤ اگر کوئی نادان یہاں فضل بن روزبہان ہے کی فضل و کمال کا منکر ہو۔ اور اپنی جہالت سے کہے کہ ہم اُن کو نہیں جانتے۔ تو کیا اُس نے ملا علی قاری کا نام کبھی نہ سنا ہوگا جن کی شرح مشکوٰۃ اور شرح فقہ اکبر اور موضوعات ملا علی قاری تمام عالم میں مشہور ہے۔ اور ایسے زبردست

عالم ہیں۔ کہ اُن کی تحقیقات کے سامنے امام بخاری بلکہ امام فخر رازی کو بھی کوئی نہیں جانتا۔ وہ شرح مشکوٰۃ میں بشرح اثنا عشر خلیفہ لکھتے ہیں۔ قلت وقد حمل السبعة الاثنا عشر به على انهم من اهلبيت النبوة متوالية اعمى من انهم خلافة خفيفة او استحقا فا فاولهم على فالحسن فالحسين بزين العابدين محمد الباقر بجعفر الصادق فموسى الكاظم فعلى الرضا محمد التقى فعلى النقى فحسن العسكرى فمحمد المهدى رضوان الله عليهم اجمعين على ما ذكرهم زبدة الاوليا خواجه محمد پارسا فى كتاب فصل الخطاب و بيعة مولانا نور الدين عبد الرحمن الجامى فى اواخر ستو ابد النبوة وذكر افضائلهم ومناقبهم وكراما تهم ومقاماتهم مجملة وفيه رد على الروافض حيث يظنون باهل السنة انهم يبغضون اهل البيت باعتقادهم الفاسد در الكاسد۔ یعنی کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں اثنا عشر خلیفہ سے شیعوں نے مراد لیا ہے أئمہ اثنا عشر کو جو متوالی ہوئے یکے بعد دیگرے اہلبیت نبوت سے۔ خواہ اُن کو خلافت حاصل ہوئی ہو۔ یا باستحقاق وہ خلیفہ تھے۔ جن میں سے پہلے حضرت علیؓ ہیں۔ پھر امام حسنؓ۔ پھر امام حسینؓ۔ پھر امام زین العابدینؓ۔ پھر محمد باقرؓ۔ پھر امام جعفر صادقؓ۔ پھر موسیٰ کاظمؓ۔ پھر علی بن موسیٰ الرضا۔ پھر محمد تقیؓ۔ پھر علی نقیؓ۔ پھر امام حسن عسکریؓ۔ پھر مہدیؓ رضوان خدا ہوا۔ اور لسب پر مخاثر اس کے۔ کہ ذکر کیا ہے اُن کا زبدۃ الاولیا خواجہ محمد پارسائی۔ اور اُن کی متابعت کی ہے مولانا عبد الرحمان جامی نے۔ اور آخر شواہد النبوۃ میں۔ اور دونوں نے اُن حضرات کے فضائل اور مناقب اور کرامات و مقامات کو بالاجمال لکھا ہے۔ اس میں رد وہی روافض پر جو اہلسنت کے ساتھ گمان کرتے

ہیں۔ کہ وہ لوگ بغض رکھتے ہیں اہل بیت سے۔ حالانکہ گمان اُن کا فاسد اور وہم کاسد ہے +

ان سب تقریرات سے ثابت ہے۔ کہ وجود امام ثانی عشر یقینی ہے۔ فصل آئندہ میں کچھ تھوڑا سا احوال ولادت و غائب ہونے کا لکھا گیا ہے۔ بس اب اس جگہ ختم کرتا ہوں +

فصل دُوم

ولادت موفور السعادت امام عصر و صاحب الامر ع حجۃ اللہ علی کافۃ البشر لقا یہ کے بیان میں

ساقی نامہ المہدی المنتظر علیہ السلام اللہ اکبر کے

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار — خزاں کی گئی فصل آئی بہار
شب ہجر آفت تھی دبائے ہوئے — قیامت تھی درد پہلو سے ہوئے
کبھی سوزش قلب سے تھا نہ چین — تپ غم سے ہر وقت تھا شور و شین
اچھلتا تھا مدت سے نیزوں جگر — نشہ غم کبھی تھا کبھی درد سر
اس آفت نے ہوش و خرد کھو دئے — کبھی دل سنبھالا کبھی رو دئے
سمندر ہوا بڑھ کے دریائے اشک — نہ اترا کبھی بڑھ کے دریائے اشک
ہر اک دم غضب بیقراری رہے — ہر اک رات اختر شماری رہے
گھلا کر تپ غم نے لاغر کیا — تن زار کو تار بستر کیا

کیا ضعف نے ایسی حالت خراب — نہ چل پھر کی باقی رہی تن میں تاب
قیامت کی راتیں گئیں اب گذر — چلی ناز کرتی نسیم سحر
چہکنے لگیں بلبلیں چار سو — شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
نہال تمنا ہوا بار ور — ملا صبر کا بعد مدت ثمر
خمار الم سے تھی نوبت بجاں — صبوحی وہ دے جو ہو راحت رساں
دھواں دھار اٹھتا ہے ابر طرب — محبوں پہ حیدرؑ کے ہے فضل رب
چھلکتے ہیں جام مئے عیش و سرور — نمونہ ہے جنت کا بزم سرور
شمیم جناں سے بہت محو شام — عطا سب کو ہوتے ہیں کوثر کے جام
نہیں دختر رز کی شیدوں کو تاک — طلبگار اس مے کے ہیں جو ہیں پاک
شراب طہورا ہے جس مے کا نام — وہ ہے دشمنان علیؑ پر حرام
یہ میلاد قائمؑ کا ہے تذکرہ — محبوں کی خاطر ہے بس تبصرہ

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب اکمال الدین میں محمد بن بحر شیبانی سے روایت کی ہے کہ وہ ناقل ہے کہ سال دو سو چھیاسی ہجری نبوی علی ہاجرہا الاف التحیۃ والسلام میں ہم وارد ارض مقدس کربلا ہوئے۔ اور غریب کوفہ و شام حامل اندوہ و آلام مقتول جور و جفا ذبیح القفا خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا کی شرف زیارت سے بہرہ اندوز اجر و ثواب بے انتہا ہوئے۔ بعد اس کے روانہ بغداد ہو کر عازم مقابر قریش ہوئے۔ اور ستم ہائے فرقہ ناہنجار کو یاد کر کے مبتلائے غم و طیش ہوئے ہر وقت طبیعت مضطر تھی۔ آتش شوق سینہ میں شعلہ ور تھی۔ وقت شب داخل مشہد مطہر و مرقد منور حضرت موسیٰ بن جعفرؑ ہوئے۔ فرط محبت اور بیقراری سے دامن مژگان آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ نسیم جانفزائے تربت مطہر

برگزیدہ خالق اکبر سے خاطر محزون مفرح و مسرور ہوئے۔ اور شمیم جنت الماوا
سے جو روضۂ مطہر سے آتی تھی۔ دماغ معطر ہو کر کسالت راہ دور ہوئے۔ مرقد
منور سے لپٹ کر آہ جگرسوز و نالۂ غم اندوز سے گریاں ہوئے۔ اور التہاب و سوز قلب
سے نوحہ کناں ہوئے۔ اُس حالت میں اشکہائے دیدہ محزون اس امر کے
مانع تھے۔ کہ اُس مکان مقدس میں جو کچھ ہے۔ اُسے ہم دیکھیں جب آنسوؤں
کا سلسلہ منقطع ہونے لگا۔ اور سکون و آرام قلب نالہ و آہ و بیقراری کو کھونے لگا
آنکھیں کھول کر اُس محل شریف و مرقد منیف میں ہر طرف نظر کی۔ اور ضیائے
روضۂ مقدس سے اقتباس نور کر کے چشم دل منور کی۔ ناگاہ میں نے دیکھا
کہ مرقد مطہر کے نزدیک ایک مرد پیر باحشمت و جاہ نشستہ ہے۔ غایت
پیری و کبر سن سے دروازۂ عیش و نشاط بستہ ہے۔ پشت خمیدہ ہے مثال
مانند کمان سرکشیدہ ہے۔ طول عمر سے پیشانی اور دونوں ہاتھوں پہ جھریاں
ہیں۔ قوت و توانائی اُس سے دمبدم گریزاں ہیں۔ البتہ نور ایمان سے قلب
منور ہے۔ جاں نثار خاندان حیدر صفدر ہے۔ نعرۂ یا علیؑ عصائے پیری
ہے۔ ائمۂ راشدین سے امید دستگیری ہے۔ ایک شخص اُسی کے پہلو
میں استادہ ہے۔ جو اطاعت و فرمانبرداری پر آمادہ ہے۔ وہ مرد پیر
اُس سے یوں سرگرم کلام ہے۔ اور اس طرح پر آمادۂ اظہار مرام ہے۔ کہ
اے پسر برادر تیرے چچا نے دو سید بزرگوار کی برکت سے غوامض علوم و اسرار
اور نوادر روزگار سے اس قدر بار شرافت و بزرگی و افتخار کا دامن پر نہیں
اُٹھایا ہے۔ کہ کوئی دسواں حصہ بھی اُس بار کا متحمل ہو سکے۔ یا ہزار میں سے
ایک کوئی اپنے دل میں جگہ دے سکے۔ عرب کے ذو طائفہ مجد و ادب میں مشہور
ہیں۔ اور نزدیک و دور شرافت و بزرگی میں مذکور ہیں۔ مگر باوجود اس عزت

اور وقار کے اس نعمت عظمےٰ سے محروم ہیں۔ اور اس دولت لازوال کی عدم دستیابی سے مغموم و مہموم ہیں۔ اب تیرے چچا کا پیمانہ عمر لبریز ہو رہا ہے۔ امر ناگزیر ہوش و حواس کھو رہا ہے۔ وقت اس کا نزدیک آیا۔ کہ سرائے فانی سے منہ موڑیں۔ عالم جاودانی کے شوق میں تم سب کو چھوڑیں۔ مگر اس وقت تک دوستان اہل بیت احمد مختار و شیعیان حیدر کرار و موالیان ائمہ ابرار علیہم سلام اللہ الغفار سے اس قابل کوئی نہیں ملا۔ کہ اُن رموز غوامض اسرار سے ایک رمز کی بھی شمیم اُس کے دماغ جان تک پہنچتی پس یہ سُن کر تمیں نے اپنے نفس سے عتاب شروع کیا۔ اور اُس کو مخاطب کر کے یوں کہنے لگا۔ کہ اے نفس تو نے ہمیشہ روزگار کی زحمت اٹھائی۔ اور زمانہ غدار نے بہت مصیبت و مشقت دکھائی۔ تحصیل کمال میں حیوانات زبان بستہ کو تو نے تعب میں ڈالا تجسس و تلاش میں قدم گھر سے نکالا۔ اس مرد پیر کی باتیں تو نے سُنیں۔ ہم امیدوار ہیں۔ کہ امر عظیم و نفع جسیم سے ہم کو مستفید کرے۔ یہ خطاب و عتاب نفس سے کر کے بڑھا۔ اور اس مرد ضعیف و نزعنیف سے کہا کہ اے شیخ وہ دو سید بزرگوار کون ہیں۔ جنھوں نے تجھے اس شرافت نمایاں پر پہنچایا ہے۔ اور ایسی فضیلت کا مرتبہ جو بینہ و برہان سے مستغنی ہے دکھلایا ہے۔ اُس مرد پیر نے آہ سرد بھر کر کہا۔ وہ دو تو وہی ستارۂ درخشندہ ہیں۔ جن کو ابر تاریک ظلم و جور دشمنان ناہنجار نے چھپا دیا۔ اور وہ دو تو وہی آفتاب تابندہ ہیں۔ جن کو گرد و باد ستم و جفائے کفار نے سر من رائے کی خاک میں ملا دیا۔ میں نے اُس سے کہا۔ کہ میں دوستی خاندان ولایت اور اُن دو تو در صدف شرافت و کرامت کو درمیان میں لاتا ہوں۔ اور اُن کے علم کی خواستگاری کرتا ہوں۔ اور جس جگہ جو نشان اُن کا پاتا ہوں۔ اُس کی طلبگاری کرتا ہوں۔ اور اس کا

عہد واثق کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک قوت وطاقت ہے۔ اُن غوامض علوم و اسرار کو پنہاں رکھونگا۔ اور جان عزیز سے زیادہ عزیز اور بحفاظت بے پایاں رکھونگا ہر صاحب امانت جو دانائے رموز ہو۔ مجھ کو رہنمائی کرے۔ اور گوش عروس مدعا کی گوہر آبدار رموز ائمۂ اطہارؑ سے زیبائی کرے۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر تو صادق البیان ہے۔ اور اپنے قول و اقرار میں واثق و استوار بفضل یزدان ہے۔ تو بیان کر۔ کہ آثار ائمۂ اطہارؑ سے کیا تیرے ہمراہ ہے۔ اور ناقلان اخبار عترت ابرار کی کن کن خبروں سے آگاہ ہے۔ یہ سن کر میں نے کتابوں کو کھولا۔ اور میزان خرد میں اُس کے منبع علم کو تولا۔ بادیہ پیمائے علوم ائمۂ اطہارؑ ہوا۔ اور رہ نوردکوچہ اخبار بادیان ابرار ہوا جب حدیث بشر بن سلیمان بردہ فروش تک پہنچا۔ اُس نے کہا۔ تو سچ کہتا ہے۔ اولاد ابوایوب انصاری سے ہم بشر بن سلیمان ہیں۔ اور اُن دونوں ستارے پنہاں شدہ کے ملازموں سے ایک ہم بھی غلام با ایمان ہیں۔ سامرہ میں اُن سے شرف ہمسائگی مجھے حاصل تھا۔ حضوری خدمت کثیر السعادت سے دنیا کا سب رنج زائل تھا۔ گو دست مخالفین سے درد و غم سہتا تھا۔ لیکن جان و دل سے اُن کے تعمیل ارشاد میں مصروف رہتا تھا۔ تب میں نے کہا کہ جب تو میرے اخلاص و ولا سے آگاہ ہوا۔ اور میرے اعتقاد سے تجھے انتباہ ہوا۔ اس قبر شریف کے صاحب کی تجھے قسم دیتا ہوں۔ کہ مجھ کو نقل بعض آثار اور اخبار سے اُن کے ممتاز کر دے۔ اور میرے دامن مدعا کو گوہر مراد سے بھر دے۔ اُس نے کہا۔ کہ میرے آقا و مولا جناب ابوالحسن النقی علیہ السلام نے مجھے علم بردہ فروشی میں فقیہ و دانا کر دیا تھا۔ اور اس کا عہد و پیمان محکم طور پہ لیا تھا۔ یہاں تک کہ بغیر اجازت اُن کے ہم کسی بردہ کی بیع و شرا

نہیں کرتے تھے۔ راہ موارد شبہات سے پرہیز کر کے جادہ احتیاط پر
قدم دھرتے تھے۔ کہ میری معرفت اس فن میں کامل ہوگئی۔ اور عنایت خدا
میرے حال پر شامل ہوگئی۔ حلال و حرام خدا کو پہچاننے لگے۔ ہر ایک سے
زیادہ ہم مسائل اس کے جاننے لگے۔ ایک رات مقام سامرہ میں اپنے گھر
ہم سو رہی تھے۔ اور دن بھر کی محنت و کسل انجام امور خانہ داری کو کھو رہے
تھے۔ تھوڑی رات گذری تھی۔ کہ کسی نے زنجیر در ہلائی۔ اور اپنی آواز بھی سنائی۔
مَیں نے دوڑ کر دروازہ کھولا۔ تو دیکھا۔ کہ کافور خادم جناب ابوالحسن النقی
مجھے بلانے آیا ہے۔ مژدہ راحت رساں لایا ہے۔ پوشاک پہن خدمت
میں حضرت کی حاضر ہوا۔ اور جمال پاک نور خدا کا ناظر ہوا۔ اُس وقت حضور
میں حضرت کے فرزند رشید جناب ابو محمد الحسن العسکریؑ تشریف رکھتے تھے۔
اور پس پردہ جناب حکیمہ خاتون خواہر مکرم آنحضرت کی تھیں۔ جب مَیں بعد سلام
بیٹھا۔ تو فرمایا۔ اے بشر تو اولاد انصار سے ہے۔ اور ہمیشہ ہم اہلبیت
کی ولایت تم لوگوں میں نسلاً بعد نسل ایک دوسرے تک بوراثت پہنچی ہے۔
اور تم لوگ امین و معتمد اس خاندان عالی شان کے رہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ
اب ایسی فضیلت سے تجھے ممتاز کریں۔ اور ایسے شرف سے تجھے سرفراز کریں۔
کہ سب شیعوں سے تیرا مرتبہ کئی درجہ بڑھ جائے۔ اور ہمارے اسرار پنہاں
پر تو اطلاع پائے۔ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ تجھے واسطے خرید کرنے ایک کنیز کے
روانہ کریں۔ اور تیرے حصول شرف کے لئے اُسے بہانہ کریں۔ یہ فرما کر
ایک مکتوب خوش اسلوب بخط رومی بزبان رومی تحریر فرمایا۔ اور اپنی مہر شریف
سے اُس کو زینت دے کے مجھے دیا۔ اور ایک کیسہ زر بھی مجھے عطا کیا۔
جس میں قیمت اُس کنیز کی تھی۔ اور فرمایا۔ کہ اسے لیکر تو بغداد کو جا۔ جب

وہاں پہنچنا۔ تو دریائے دجلہ کے کنارے فلاں روز چاشت کے وقت جانا۔
بمجرد تیرے پہنچنے کے اسیروں کی کشتیاں وہاں پہنچینگی۔ اُن کشتیوں پر بہت
سی لونڈیاں و جواری ہونگی۔ جب کشتیاں کنارہ پر پہنچ کر ٹھیرائی جائینگی۔ جوانان
عراق اور دیگر اشخاص بخواہش خریداری اُن کشتیوں کو گھیر لینگے۔ جب
ایسا واقع ہو۔ تو دُور سے دیکھتے رہنا۔ اُن بردہ فروشوں میں سے ایک
بردہ فروش عمرو بن یزید ہے۔ اُس سے ملاقات کرنا۔ اور تمام دن اپنی
نظر اُس طرف سے نہ ہٹانا۔ یہاں تک کہ وہ سب جواری اپنی جب فروخت
کر چکیگا۔ تو آخر میں ایک جاریہ کو ظاہر کریگا۔ کہ اس اس صفت سے موصوف
ہوگی یعفت و عصمت میں معروف ہوگی۔ وہ جامہ و پیراہن حریر زرد کا اُس
کے بر میں ہوگا۔ اور وہ پارچہ نہایت سنگین ہوگا کہ بدن اُس کا نیچے
سے اُس جامہ کے نمایاں نہ ہوگا۔ اور وہ جاریہ باواز بلند اس امر کی ممانعت
کریگی۔ کہ مالک اُس کا خریداروں کو اُسے نہ دکھلائے۔ کوئی نزدیک اُس کے
نہ آئے۔ اگر کوئی شخص ارادہ اُس کے دیکھنے کا کریگا۔ تو وہ جاریہ انکار و ممانعت
کریگی۔ اور بزبان رُومی فریاد کریگی۔ کہ اے وائے پردہ میرے ناموس و عفت کا
دریدہ ہوا۔ پس ایک خریدار کہیگا۔ کہ ہم تین سو اشرفی پر اس جاریہ کو خرید کرتے
ہیں۔ اس واسطے کہ عفت و عصمت اس جاریہ کی ہم کو زیادہ خواہش اس کی
خریداری کی دلاتی ہے۔ وہ جاریہ جواب میں کہینگے۔ اگر تو مانند حضرت سلیمانؑ
کے ہو جاوے۔ اور حشمت و اجلال و سلطنت جو انہیں نصیب تھا تو پائے۔
اور اُس قدر دولت و ملک بھی تجھے میسّر ہو۔ اور تیرا حال تمام بادشاہان جہان
سے بہتر ہو۔ تب بھی ہم تیری خریداری پر راضی نہ ہونگے عبث اپنا روپیہ
تو ضایع و برباد نہ کر۔ تب عمرو بن یزید مالک جاریہ اُسے کہیگا کہ آخر تیرا چارہ کار

کیا ہے۔ یہ لازم ہے۔ کہ کسی کے ہاتھ تجھے فروخت کریں۔ وہ جواب دیگی۔
کہ اس قدر تعجیل و اضطراب کیوں کرتا ہے۔ ضرور ہے۔ کہ کوئی مشتری پیدا ہو۔
کہ ہم کو اُس کی وفا و امانت و دیانت پر اعتماد ہو۔ اور اُس کی خریداری سے
ہمارا دل شاد ہو۔ اُس وقت تو عمرو بن یزید سے کہنا۔ کہ ایک بزرگ نے مکتوب
بخط رومی اس جاریہ کو دیا ہے۔ اور اُس میں اپنے خاندان کی وفا و دیانت اور
امانت کا حال لکھا ہے۔ اگر تیری اجازت ہو۔ تو ہم یہ خط اس جاریہ کو دیں
کیا عجب ہے۔ کہ صاحب مکتوب سے وہ راضی ہو۔ اگر راضی ہو جائیگی۔ تو ہم
اُس کے وکیل ہیں۔ اس کنیز کو اُس کے واسطے خرید کر لینگے۔ بشیر بن سلیمان کہتا
ہے۔ کہ یہ سب باتیں سُنکر اور خط و زر کو لیکر ہم روانہ بغداد ہوئے۔ جس طرح
ہمارے مولا نے ارشاد فرمایا تھا سب بجا لایا۔ خط اُس جاریہ کو دیا۔ بمجرد
پڑھنے کے وہ جاریہ بہت روئی۔ اور عمرو بن یزید سے کہا۔ کہ صاحب اس
مکتوب کے ہاتھ ہم کو تو فروخت کر۔ اگر تو نے اس کے ہاتھ مجھے نہ بیچا۔ تو ہم ہلاک
ہو جائینگے۔ تب ہم سے اور مالک جاریہ سے قیمت کی گفتگو ہوئی۔ بعد
اصرار و مبالغہ بسیار دو سو بیس ۲۲۰ اشرفی قیمت قرار پائی۔ جب ہم نے وہ کیسہ
جو حضرت ؑ نے دیا تھا کھولا۔ اور شمار کیا۔ تو اُسی قدر قیمت تھی۔ کچھ زیادہ یا کم
نہیں تھی۔ مالک جاریہ کو قیمت دے کر جاریہ کو لے کر اُس حجرہ میں آیا جو بغداد
میں لیا تھا۔ جب وہ کنیز حجرہ میں پہنچی۔ تو ابھی درست ہو کر نہیں بیٹھی تھی۔ کہ
حضرت ؑ کا نامہ جیب سے نکالا۔ اور کھول اُسے چومنے لگی۔ کبھی آنکھوں پر رکھتی
تھی۔ کبھی اپنی صورت و بدن پر ملتی تھی۔ میں نے از روئے تعجب کہا۔ کہ اس
مکتوب کو جس کے صاحب کو تو پہچانتی نہیں نہیں۔ اس قدر کیوں چومتی ہے۔
تو جواب دیا۔ کہ اے عاجز ضعیف پیغمبروں کی اولاد کو جو رتبہ و شان و قدر و منزلت

جناب باری نے عطا فرمایا ہے۔ شاید تجھ کو معرفت نہیں ہے۔ اور جوان کے مدارج و کمال ہیں اُس سے تجھے بصیرت نہیں ہے۔ ذرا اپنے دل و گوش کو ہماری طرف متوجہ کر لے۔ اور ہمارے گوہر کلام صداقت اہتمام سے اپنے دامن عقیدت کو بھر لے سُن اور یاد رکھ۔ کہ اولاد حوارین عیسےٰ علیہ السلام سے ہماری مادر عالیمقدار ہے۔ جس کا سلسلۂ نسب شمعونؑ وصی حضرت عیسےٰؑ تک پہنچتا ہے۔ نام ہمارا ملیکہ ہے۔ یشوعا پسر قیصر بادشاہ رُوم کی ہم دختر نیک اختر ہیں۔ اُس زمانہ میں کہ سن ہمارا تیرہ برس کا تھا۔ قیصر ہمارے جد نے چاہا۔ کہ ہمارا نکاح اپنے پسر برادر کے ساتھ کر دے۔ تین سو کشیشان و راہبان جو نسل حوارین حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے تھے۔ اور سات سو امراء و وزراء و صاحبان مرتبہ و اعیان مملکت اور چار ہزار سرداران و ملوک عشائر سے جمع کئے۔ اور اپنے خزانہ سے ایک تخت مرصع بانواع جوہر نکالا۔ اُس تخت کے لئے چالیس زینے قرار دئے گئے۔ اور بڑے اہتمام و احتشام سے مجلس میں رکھا گیا۔ پسر برادر کو حکم دیا۔ کہ بالائے تخت جا کر اُس کے چاروں گوشوں پر صلیب نصب کرے۔ جو سب انصار کے پاس ہے۔ کشیشان دست بستہ برابر اُس کے استادہ ہوں۔ سفرہائے انجیل کو ہاتھوں پر لیکر اور ہر ایک سفر کو کھول کر فرمانبرداری کے واسطے آمادہ ہوں۔ پس بمجرد اس کے کہ پسر برادر قیصر معہ صلیب کے تخت پر بٹھلایا گیا۔ اور جلوس شاہانہ اُسے دکھلایا گیا جس قدر صلیبیں تخت پر منصوب تھیں سب سرنگون ہو کر زمین سے چسپاں ہو گئیں۔ اس حال کے مشاہدے سے سب کی آنکھیں حیران ہو گئیں تخت کے پائے ٹیڑھے ہو گئے۔ سطح تخت زمین پر گر پڑی۔ پسر برادر قیصر کو یہ روز بد فلک نے دکھلایا۔ بیہوش ہو کر زمین پر آیا۔ کشیشوں کا رنگ فق ہوا۔ بخیال انجام

بقیۂ ...

نہایت قلق ہوا۔ اعضا سب کے خوف سے تھرانے لگے۔ توہمات دور و دراز دل میں آنے لگے۔ اُن سب میں جو بزرگ تھے۔ اُنہوں نے قیصر سے کہا۔ کہ اِس نحوست سے جو ظاہر ہوئی۔ ہم لوگوں کو معاف رکھئے۔ مشیت خدا یہی ہے۔ کہ دین مسیح کا زوال ہو۔ رواج شریعت حبیب ایزد متعال ہو۔ میرے جد نے اس کو فال بد سمجھا۔ اور کہا۔ کہ از سر نو پھر تخت افتادہ اُٹھایا جائے۔ اور بدستور صلیب منصوب کیا جائے۔ اور اس برگشتہ بخت نامبارک کے بھائی کو لاؤ۔ اور اُسے تخت پر بساعت سعید بٹھلاؤ۔ تاکہ یہ دختر اُس کو دی جائے۔ اور رسم شادی ادا کی جائے۔ شاید یہ نحوست اُس کی سعادت سے زائل ہو۔ اور دل کو مسرت حاصل ہو۔ لیکن جب یہ سب سامان کیا گیا۔ وہی ماجرائے اول روبکار ہوا۔ ہر ایک شرمسار ہوا۔ وہ بھائی بھی بیہوش ہوا۔ ہر ایک آدمی متفرق ہوکر روپوش ہوا۔ قیصر مغموم و غمگین داخل محل ہوا۔ بجائے مسرت و شادمانی کے ایوان شاہی میں رنج و ملال کا عمل ہوا۔ پردے چھوڑے گئے۔ آلات سرور توڑے گئے۔ جب رات ہوئی۔ اور ہم نے آرام کیا۔ بستر خواب پر مقام کیا۔ عین حالت رویا میں طالع خفتہ بیدار ہوا۔ نصیب برگشتہ شاہد مدعا سے دوچار ہوا۔ میں نے دیکھا۔ کہ مسیح و شمعونؑ معہ ایک گروہ حواریین کے ہمارے باپ کے قصر میں آئے۔ اور جناب محمد مصطفےٰ و علیؑ مرتضےٰ معہ اپنی اولاد کرام کے تشریف لائے۔ جس جگہ ہمارے جد قیصر روم نے تخت نصب کیا تھا۔ اُسی جگہ ایک منبر نور منصوب ہے۔ جو انواع زینت و اقسام تکلفات شاہانہ سے ہر دل کو مرغوب ہے۔ ہیچو بہ فلک جس کے انکار سے لپٹ رہے ہے۔ فلک الافلاک کو عرش پایہ اُس کا سر دست ہے۔ ضیا سے لازوال ہے

اُس کے چشم آفتاب خیرہ ہے۔ حسرت و رشک سے بدر ناقص النور و تیرہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا استقبال کیا۔ اور بغلگیر ہوئے۔ آپس کی ملاقات سے دو نوا میر مسرور ہوئے۔ جناب حبیب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت رُوح اللہ علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ ہم اس واسطے آئے ہیں۔ کہ آپس میں رابطہ قرابت کی طلبگاری کریں۔ اور ملیکہ دختر شمعونؑ کی جو تمہارا وصی ہے اپنے پسر ابو محمدؑ کے لئے خواستگاری کریں۔ پس مسیحؑ نے شمعونؑ کی طرف دیکھ کر کہا۔ کہ خوشا نصیب اور زہے سعادت تیرا بخت بیدار ہے۔ شرافت عظیم سے ہمکنار ہے۔ اپنے رحم کو رحم آل محمدؑ سے ملائے۔ بڑا ذی شرف وہ شخص ہے۔ جسے خدا یہ مرتبہ دے۔ شمعونؑ نے کہا۔ ہم کو منظور ہے۔ انکار کا کسے مقدور ہے۔ پس حضرت عیسےؑ و شمعونؑ و جناب رسول خدا اُس ممبر نور پر تشریف لے گئے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اپنے فرزند ارجمند ابو محمدؑ کے ساتھ میرا عقد پڑھا۔ مسیحؑ اور حوارئین اور جناب علی علیہ السلام اور اُن کی اولاد کرامؑ گواہ ہوئے۔ نعرۂ تہنیت و شادمانی سے خنداں خورد و بزرگ اللہ ہوئے۔ جب ہم خواب سے بیدار ہوئے۔ فرط قلق سے پابند اضطرار ہوئے۔ وہ جلسۂ شادی آنکھوں سے دُور ہوا۔ اسد درد و الم کا دل پر وفور ہوا۔ تیر عشق سے کلیجہ فگار ہو گیا۔ سرگرم ستم فلک دوار ہو گیا۔ اضطراب ناز بیجا کرنے لگا۔ دل ہر دم آہ سرد بھرنے لگا۔ طبیعت میں وحشت تازہ آئی۔ رُوح ہجوم ملال سے گھبرائی۔ چہرہ کا رنگ زرد و فق ہونے لگا۔ حرارت تپ عشق سے ہر دم جسم لاغر پر قلق ہونے لگا۔ دست بیتابی نے دامان صبر

چاک کیا۔ شدّت بارش اشکہائے دیدۂ تر نے ہوش و حواس کو مثل حرفِ غلط پاک کیا۔ تنہائی میں رہنے کا شوق ہوا۔ ہار گلے کا حلقہ طوق ہوا۔ زنجیر نے سلسلہ جنبانی کی۔ خانہ زنداں نے مہمانی کی۔ ایّام مہاجرت ہر وقت مصیبت تازہ سر پر لاتے تھے۔ محبّت ابو محمدؐ میں ہزاروں صدمے دکھلاتے تھے۔ بسبب خوف قتل احوال خواب کا جد و پدر سے مخفی رکھا۔ اور جو پہاڑ فراق کا ٹوٹا۔ اپنے سر پر لیا۔ آخر رفتہ رفتہ مَیں صاحب فراش ہوئی۔ علاج کے لئے طبیبوں کی تلاش ہوئی۔ کوئی شہر و قریہ مملکت رُوم میں ایسا نہیں تھا۔ کہ جہاں سے طبیب نہ بُلائے گئے ہوں۔ اور سامان صحت و عافیت ہمارے واسطے عمل میں نہ لائے گئے ہوں۔ مگر تقدیر روبراہ نہ ہوئی۔ صورت شفا مثل عنقا گم واللہ ہوئی۔ جب سب عزیز ہماری زندگی سے مایوس ہوئے۔ ایک روز ہمارے جد نے مجھ سے کہا۔ کہ اے دختر۔ مشیت خدا سے کیا زور ہے۔ ظاہر ہے کہ تو لب گور ہے۔ جو کچھ آرزو تیرے دل میں ہو۔ وہ بیان کر۔ کہ ہم اُس کا سامان کر دیں۔ اور تیری انجام خواہش کی تدبیر بپا کر دیں۔ مَیں نے کہا۔ کہ ہر طرف سے دروازہ سرور میرے منہ پر بستہ ہے۔ اور عجب تیر جانفرسا قلب و جگر میں پیوستہ ہے۔ ہاں اگر دروازہ زنداں کشادہ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے اسیروں کا حکم رہائی دیا جائے۔ تو ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ شاید مسیحؑ و مادر مسیحؑ ہم پر چشم عنایت فرمائیں۔ اور درگاہ خدا میں سفارش کر کے اس مرض مہلک سے نجات دلائیں۔ میری خواہش کے مطابق عمل میں لایا گیا۔ اور ایک قافلہ اسیروں کا قید سے چھڑایا گیا۔ مَیں نے طبیعت پر زور دے کر تھوڑا سا اظہار تندرستی کیا۔ اور تھوڑا سا کھانا بھی کھایا۔ یہ دیکھ کر وہ سب عزیز خوشحال ہوئے۔ اور اس سبب سے اسیران مسلمان و ملت عزا زادہ

اکرام سے مالا مال ہوئے۔ جب اس معاملہ کو چودہ راتیں گزریں۔ ایک رات کو پھر میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سیدۃ النساء خاتونِ جناں شفیعۂ روزِ جزا حضرت فاطمۃ الزہرا میرے دیکھنے کو تشریف لائیں۔ اور جناب مریمؑ دختر عمران بھی اُن کے ہمراہ آئیں۔ حوران بہشت سے ہزار حوریں ہمراہ ہیں۔ جن کے چہرے تابندہ تر و تازہ ہیں۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ یہ تیرے شوہر ابو محمدؑ کی ماںؑ ہیں۔ جناب بتول عذرا دختر پیغمبر آخر الزماںؐ ہیں۔ میں نے جناب سیدہؑ کے ہاتھوں کو چوم کر سر اپنا قدم پر رکھ دیا۔ اور با دلِ پر از آہ اس امر کی شکایت کی۔ اور یوں اپنے دردِ دل کی حکایت کی۔ کہ آپ کے فرزند امجد جناب ابو محمدؑ ہم سے ناخوش ہیں۔ ہمارے پاس نہیں آتے ہیں۔ جمال مبارک نہیں دکھلاتے ہیں۔ دل آتش ہجر سے کباب ہے۔ روح مضطر و بیتاب ہے۔ آپ سفارش فرمائیے۔ اس کنیز خاص کو مرنے سے بچائیے۔ فرمایا۔ کہ تو ابھی مشرک ہے۔ اور دین نصاریٰ پر تیرا قیام ہے۔ اسی وجہ سے تیری نظروں سے غائب میرا گل اندام ہے۔ میری خواہر مریمؑ دختر عمران اس پریشان ہے۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہے۔ اگر تو اپنے دین سے پھرے۔ اور محض رضائے خدا و خوشنودی مسیحؑ و مریمؑ پر نظر کرے۔ اور کہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ تو پھر ممکن نہیں۔ کہ ابو محمدؑ سے اور تجھ سے دوری ہو۔ عنقا صفت معدوم شکل مہجوری ہو۔ میں نے کلمہ طیبہ شہادتین اپنی زبان سے ادا کیا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے مجھے اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ اور میری دلداری فرما کے ارشاد کیا۔ کہ اب انتظار کر۔ تیرا شوہر ہمیشہ تیرے دیکھنے کو آئیگا۔ تجھے اپنا چہرہ پرنور دکھائیگا۔ یہ دیکھ کر ہم خواب سے چونک پڑے۔ اور کہا۔

واشوقاہ الی لقیا ابی محمد۔ جب دُوسری شب کو ہم نے بستر خواب پر آرام کیا۔ اور نیند نے آنکھوں میں مقام کیا۔ تو نجم پر نور اقبال نے طلوع کیا۔ اور مہر آسمان حشمت و اجلال نے سطوع کیا۔ دیدۂ منتظر میں ہماری نُور آیا۔ قلب محزون میں سرور آیا۔ ابیات :۔

از درم ناگہ در آمد بیحجاب	لب گزاں در رُخ برافگندہ نقاب
کاکُلِ مشکیں بدوش انداختہ	در نگاہے کارِ عالم ساختہ
از زمیں تا آسماں پُر نُور شُد	صحن خانہ جلوہ گاہِ طُور شُد

یعنی جناب ابو محمدؑ باکمال تمکین و وقار تشریف لائے۔ اور مُسکراتے ہوئے میرے پاس آئے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ اے میرے حبیب و ا ستے مرہم زخم دل کنید۔ ہمارے قلب مجروح کو اپنے سلسلہ محبّت کا پابند کیا۔ مگر صدمہ مہاجرت میں کمال دردمند کیا۔ کیا وجہ تھی۔ کہ اس قدر بیوفائی سے پیش آئے۔ کس قصور پر یہ سب جور و جفا دکھلائے۔ فرمایا۔ اس طرف نہ آنا ہمارا اس سبب سے تھا۔ کہ تُو مشرک تھی۔ اب تُو مسلمان ہوئی ہے۔ ہر شب ہم آئیں گے۔ تیرے دل سے صدمۂ مفارقت مٹائیں گے۔ اُس وقت تک کہ خدا ظاہر کی ملاقات سے مسرور کرے۔ اور یہ پردہ جو حائل ہے اُسے دُور کرے۔ بخدا اُس وقت سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ جب سے زندگی ہماری ہے۔ بشیر بن سلیمان کہتا ہے۔ کہ پھر میں نے استفسار کیا۔ کہ اسیری کا کیا حال ہے۔ یہاں تک آنے کا کیا مآل ہے۔ جواب دیا۔ کہ ایک رات کو عالم رویا میں حضرت ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ قیصر روم ایک لشکر مسلمانوں کے جنگ کے واسطے فلاں روز روانہ کریگا۔ تو مشکل بشکل کنیزوں کی ہو کر چند لونڈیوں کو ہمراہ لیکر فلاں راہ سے لشکر کے

ساتھ ہو جانا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں کے لشکر کا پیش رو ہم کو ملا۔ اور اسیر کر کے اس وضع سے یہاں تک لایا۔ اب تک کوئی نہیں جانتا ہے۔ کہ ہم دختر بادشاہ روم ہیں۔ جس نے ہم کو فروخت کیا ہے۔ مجھ سے کئی مرتبہ متفسر ہوا۔ مگر میں نے اپنے احوال کو اس سے بیان نہیں کیا۔ اور یہی کہا۔ کہ ہمارا نام نرجس ہے۔ اور نرجس کنیزوں کا نام ہوتا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے متعجبانہ کہا۔ کہ تو رومی ہے۔ مگر زبانِ عربی بخوبی جانتی ہے۔ اور اس کے حسن و قبح کو اچھی طرح سے پہچانتی ہے۔ جواب دیا۔ کہ ہمارے جد قیصر روم کو یہ فکر و کوشش تھی۔ کہ ہم ہر علم میں فائق زمانہ ہوں۔ اور ادب و زباندانی میں یگانہ ہوں۔ ایک عورت عربیہ کو مقرر کیا تھا۔ کہ جو ہر روز ہمارے پاس آتی تھی۔ اور یہ زبان مجھے سکھلاتی تھی۔ الغرض اس کے بعد ہم مع کنیز کے وارد سرمن رائے ہوئے۔ اور بحاضر خدمت امام کونین جناب امام ابوالحسن النقی ہو کر بہرہ اندوز شرف ہر دو سرا ہوئے۔ وہ جاریہ بمجرد درود دست و پائے حضرت کو چومنے لگی۔ فرط طرب و سرور سے جھومنے لگی۔ حضرت نے اس سے فرمایا۔ کہ خدا نے تجھے کیونکر عزت و شوکت اسلام کی دکھلائی۔ اور کیونکر دین نصرانیت کو چھوڑ کر راہ معرفت شرافت اہل بیت پیغمبر آخر الزمان پر آئی۔ عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ ہم سے زیادہ عالم ہیں۔ دین و دنیا کے حاکم ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ تیرے ساتھ نوازش بے شمار کریں۔ اور ہمچشموں میں بلند تیری عزت و وقار کریں۔ آیا دس ہزار اشرفی دے کر شرف آزادی سے تجھ کو مختار کریں۔ یا مژدۂ شرافت ابدی دے کر سرفراز کریں۔ جاریہ نے کہا۔ میرے ملنی پاپ آپ پر فدا ہوں۔ ہم شرافت ابدی کے خواستگار و طالب

ہیں۔ تو دنیائے دنی کی دولت و ثروت سے منہ موڑ کر ثواب اخروی کی طرف راغب ہیں۔
فرمایا تجھے بشارت ہو ایسے فرزند کی کہ جو مالک شرق و غرب عالم ہوگا۔ جس وقت
زمین ظلم و جور سے بھر جائیگی۔ عدالت و انصاف سے وہ مملو کریگا۔ استفسار کیا۔
کہ یہ فرزند کس سے بہم پہنچیگا۔ فرمایا۔ اُسی سے کہ جس کے ساتھ رسول خداؐ نے
فلاں شب فلاں ماہ فلاں سال تجھے تزویج کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ مسیح علیہ السلام
اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کے ساتھ تیرا عقد کیا ہے عرض
کیا۔ آپ کے فرزند امجد و ارشد جناب ابو محمدؑ کے ساتھ۔ فرمایا تو اُسے جانتی ہے
اور میرے راحت دل کو پہچانتی ہے۔ اُس دوحہ حدیقہ رسالت کی ہوائے محبت
تیرے دل میں جاگیر ہے۔ اور میرے ثمر باغ حیات کی سلسلہ مصادقت
میں تو اسیر ہے۔ عرض کیا۔ ہاں جس دن سے جناب سیدہ زناں نے مجھے
دولت اسلام سے مشرف فرمایا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں آیا ہے۔
کہ وہ جان جہاں یوسف زماں میرے پاس تشریف نہ لائے ہوں۔ اور مجھے
تنہا چھوڑا ہو۔ اور میری رفاقت و ہمراہی سے منہ موڑا ہو۔ پس حضرتؑ نے
کافور خادم سے فرمایا۔ کہ جا حکیمہ خاتون کو بُلا لا جب وہ سیدہ حاضر ہوئیں۔
آپ نے فرمایا۔ کہ اے بہن! یہ وہی جاریہ ہے جس کا ذکر ہم نے کیا تھا۔ یہ
سُن کر جناب حکیمہ نے اُسے آغوش مبارک میں لیا۔ اور اُس کی پیشانی و رخ
کو چوما۔ جناب ابوالحسنؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول اللہؐ! اسے اپنے گھر لیجاؤ۔
واجبات و مستحبات دین خدا سکھلاؤ۔ یہ بہت فہمیدہ و عقلا ہے۔ زوجۂ ابو محمدؑ و
مادر قائم آل عباؑ ہے۔ کتاب ریاض السعادت میں روایت ہے۔ وہ بیان کرتا
ہے۔ کہ جب آفتاب امامت زیر خاک پنہاں ہوا۔ صدمۂ مفارقت جناب امام
حسن عسکریؑ میں ہر شخص نالاں و گریاں ہوا۔ میں خدمت میں جناب حکیمہ خاتون کی حاضر

ہوا۔ اور شدت گریہ سے اظہار درد دل سے قاصر ہوا۔ جب فی الجملہ تسکین ہوئی۔ عرض کیا۔ کہ آپ کے شیعوں میں اختلاف ہے۔ ہر ایک متحیر و پریشان ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ آج کون حجت خدا ہے۔ اور کون سا ذی مرتبہ نایب جیب کبریا ہے۔ فرمایا بیٹھ جا۔ یہ داستان دراز ہے۔ جب ہم ادب کے ساتھ بیٹھے۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ خداوندکریم اپنے فضل عمیم سے کبھی زمین کو حجت صامت و ناطق سے خالی نہیں چھوڑتا ہے۔ اور کبھی اپنے بندوں کی امید نہیں توڑتا ہے۔ بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے امامت کو دو بھائیوں میں مقرر نہیں کیا ہے۔ اور کسی کو اُن کے بعد یہ درجہ نہیں دیا ہے۔ تاکہ سب پر یہ بات ظاہر ہو۔ کہ حسنین علیہم السلام کا کوئی نظیر و عدیل نہیں ہے۔ بلکہ اولاد حسینؑ کو فرزندان حسنؑ پر ترجیح ہے۔ اور جو کوئی اس کے خلاف اُدعا کرے۔ وہ مورد تفضیح ہے۔ جیسا کہ اولاد موسےٰؑ کو اولاد ہارونؑ پر فضلیت نہیں تھی۔ اور کسی وجہ سے اُن کو اولویت نہیں تھی۔ اگرچہ حیات ہارونؑ میں موسےٰؑ اُن پر حجت خدا تھے۔ اور وہ رعیت تھے۔ بحکم خدا زیر حکومت تھے۔ مگر بعد اُن کے ہارونؑ کی اولاد کو مرتبۂ امامت حاصل ہوا فضل خدا اُن کے حال پر شامل ہوا۔ اسی طرح پر امامت کی فضیلت فرزندان حسینؑ میں سے اُن کے کسی فرزند کو تا روز قیامت ہے۔ اور اُسے ہر ایک مدعی کاذب پر فضیلت ہے۔ چونکہ مشیت خدا لم یزل یہ ہے۔ کہ سعید و متقی و نیک و بد معرض امتحان میں آتے رہیں۔ اور اشخاص نیک مردمان بد سے امتیاز پاتے رہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعد وفات جناب ابو محمدؑ یہ ماجرا روبکار ہے۔ اور ہر ایک نیک و بد کو انتشار ہے۔ راوی نے عرض کیا۔ کہ اے سیدہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی کوئی اولاد ہے جس سے آپ کا قلب طیب اور

طاہر مطمئن و شاد ہوئے متبسم ہو کر ارشاد کیا۔ کہ اگر کوئی فرزند تیرے امام سے نہ
ہوتا۔ تو زمین حجت خدا سے خالی ہو جاتی۔ میں نے تجھ سے نہیں کہا۔ کہ سوائے
حسنین ؑ کے درجہ امامت کا دو بھائیوں میں مقرر نہیں ہوا ہے۔ راوی کہتا ہے۔
کہ میں نے دست بستہ عرض کیا۔ کہ اے سیدہ اگر کوئی فرزند امام زمن جناب
حضرت حسن ؑ سے پیدا ہوا ہو۔ تو ارشاد فرمائیے۔ اور اظہار کیفیت ولادت
باسعادت مولائے زمانہ سے میرے دل محزون کو شاد فرمائیے۔ سبب غیبت
سے بھی مفصل طور پر آگاہ کر کے راہ راست دکھلائیے۔ فرمایا۔ نرجس ؑ نام ایک
جاریہ ہمارے پاس تھی۔ ایک دن پسر برادر یعنی جناب ابو محمد ؑ میرے دیکھنے کو آئے۔
نگاہ تند سے نرجس ؑ کو دیکھ کر مسکرائے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے آقا اگر مرغوب
طبع مبارک ہو۔ تو خدمت اقدس میں یہ جاریہ حاضر کی جائے۔ اور خدا سے
اس کے اجر میں بہشت لی جائے۔ فرمایا اے عمہ میری نگاہ اس خواہش کے
سبب سے نہیں۔ بلکہ مجھے تعجب ہوتا ہے۔ کہ بہت قریب ہے۔ کہ اس جاریہ
کے بطن سے ایک ایسا مولود ظاہر ہوگا۔ جو زمین کو عدالت سے بھر دیگا۔
بعد اس کے کہ جور و ظلم سے بھر گئی ہو۔ پھر میں نے کہا۔ کہ ہم اس کو خدمت
باسعادت میں بھیج دیں۔ فرمایا۔ پدر بزرگوار جناب ابو الحسن ؑ سے اس بارہ
میں استفسار کرو۔ پس میں نے اپنے کپڑے پہنے اور چادر اوڑھی۔ اور
برادر عالیمقدار نائب احمد مختار کے گھر آئے۔ بعد سلام جب ہم بیٹھے۔ ابھی
نوبت گفتگو اور عرض مطلب کی نہیں آئی تھی۔ کہ حضرت ؑ نے خود ابتدا فرمائی۔
اور ارشاد کیا۔ کہ نرجس کو واسطے فرزند میرے ابو محمد ؑ کے بھیجدو۔ میں نے کہا
اسی واسطے حاضر ہوئی ہوں۔ کہ آپ سے اجازت لیکر اس امر خیر کو انجام دوں
فرمایا۔ خوشحال تیرا۔ ہم اہلبیت میں تو زن سعادت مند ہے۔ اور شریک خدا تیرا

مرتبہ بلند ہے۔ خداوند کریم نے مقرر فرمایا ہے۔ کہ تو اس نعمت عظمےٰ و نفع عمیم میں شریک ہو۔ اور اجر و ثواب میں مشہور دور و نزدیک ہو۔ تو صاحب قدر و منزلت بے اندازہ ہے۔ مرتبہ تیرا حد وصف و تقریر سے زیادہ ہے۔ یہ سُنکر ہم اپنے گھر آئے۔ اور نرجسؑ کو آرایش کرکے اپنے گھر میں ابو محمدؑ کے ساتھ رتبہ مضاجعت کا دیا۔ اور نیرین فلک حشمت و اجلال کو لطیب خاطر حکم مواصلت کا دیا۔ چند روز جناب ابو محمدؑ ہمارے مکان میں رہے۔ پھر اپنے والد ماجد کی خدمت میں تشریف لائے۔ مَیں نے نرجسؑ کو بھی روانہ خدمت کیا۔ جب تھوڑا دن اس معاملہ کو گذرا۔ بدلی ظلم و ستم کی چھائی۔ ظلمت ستم اشرار نے قیامت ڈھائی۔ ماہتاب آسمان امامت نظروں سے مستور ہُوا۔ سنگِ الم سے شیشۂ دل چُور ہُوا۔ آنکھوں میں دُنیا تیرہ و تار ہُوئی۔ عجب آفت روبکار ہُوئی۔ یعنی جناب امام علی نقیؑ رونق افزائے خلد بریں ہوئے۔ اور جناب ابو محمد حسن عسکریؑ مسند نشیں ہوئے۔ جس طرح میرا معمول تھا۔ کہ اپنے بھائی کی زیارت کو جاتی تھی۔ اُسی طرح بر موافق معمول امام حسن عسکریؑ کی بھی زیارت کو آتی تھی۔ اور پسر برادر کے جمال مبارک کو دیکھ کر صدمہ مفارقت برادر دل سے مٹاتی تھی۔ ایک دن حسب معمول لشوق حصول شرف قدم بوسی امام اپنے گھر سے روانہ ہُوئی۔ اور داخل دولت سرائے حجت پروردگار یگانہ ہُوئی۔ نرجسؑ نے چاہا کہ مثل سابق میری خدمت بجا لائے۔ اور حسن عقیدت سے اپنے ہم کو شاد و مسرور فرمائے۔ بڑھ کر اُس نے بکمال مسرت مجھ سے کہا۔ کہ اے خاتون مکرم تشریف لائیے۔ قدم مبارک کو آگے بڑھائیے۔ تاکہ ہم پائے اقدس کے موزے آتاریں۔ مَیں نے کہا قسم خدا کی ہرگز مجھے گوارا نہیں ہے۔ اور اس خدمت لینے کا مجھے یارا نہیں ہے۔ تو میری

سیّدہ خاتون ہے ۔ ہم کو لازم ہے ۔ کہ ہم تیری خدمت بجا لائیں ۔ اور تیرے پاؤں کو آنکھوں پر رکھ کے دونوں جہان میں عزّت پائیں ۔ جب پسر برادر نے میری یہ باتیں سُنیں ۔ فرمایا اے عمہ تم کو خدا جزائے خیر دے ۔ پس ہم اُس حجت خدا کی خدمت میں غروب آفتاب تک حاضر رہے ۔ اور جمال عدیم المثال فرزند حبیب ذوالجلال کے ناظر رہے ۔ اس کے بعد ہم نے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا ۔ اور اپنی لونڈی کو صدا دی ۔ کہ میری چادر لائے ۔ جناب ابو محمدؑ نے فرمایا ۔ کہ اے عمہ مکرمہ اس رات کو ہمارے پاس قیام فرمائیے ۔ گھر جانے کا نام زبان پر نہ لائیے آج کی رات شب سعید ہے ۔ آل محمدؐ کے لئے عید ہے ۔ مولود مسعود سے دل مسرور ہو گا ۔ قدرت خدا کا ظہور ہو گا ۔ اس کی قدر و شان پیش خداوند منان لاتعد ولاتحصےٰ ہے ۔ یہ نورِ دیدہ ہمنام رسول خداؐ ہے اپنا عمل قاف سے تا قاف کریگا ۔ ظلم و جور سے زمین صاف کریگا ۔ ملائکہ مقرب اس کے لشکر میں داخل ہونگے عیسٰیؑ فرزند مریمؑ بیعت کر کے اس کے دوستوں میں شامل ہونگے ۔ میں نے از راہ تعجب کہا ۔ اے مولا یہ گوہر مقصود کس کے صدف بطن سے نمودار ہو گا ۔ اور یہ آفتاب عزت و شرف کس مطلع سے آشکار ہو گا ۔ فرمایا ۔ حامل اس ودیعت الٰہی کی نرجسؑ عالی وقار ہے ۔ وہی اس نعمت عظمےٰ سے باردار ہے ۔ میں نے عرض کیا ۔ اے آقا آپ کے فرمانے میں کوئی شبہ نہیں ہے ۔ مگر اس کنیز کی خاطر حیران ہے ۔ کوئی اثر حمل کا نرجسؑ میں نہیں نمایاں ہے ۔ پھر مکرر ارشاد کیا ۔ کہ اسی نرجسؑ سے وہ مولود ذی شرف حاصل ہو گا ۔ میں نے جلدی سے جا کر نہایت غور اور تامل سے شکم و پشت نرجسؑ کا دیکھا ۔ کوئی اثر حمل کا نہ ملا ۔ واپس آ کر سب

حال میں نے بیان کیا۔ فرمایا جب صبح اوّل آشکار ہو۔ اُس وقت اثر حمل و ولادت کا اظہار ہو۔ مثال اس کی مانند مادر موسیٰ ہے۔ اُس کا حمل بھی کسی پر ظاہر نہیں ہوا۔ اور کسی نے تا وقت ولادت یہ نہیں جتایا۔ کہ مادر موسےٰ حاملہ ہے۔ سبب اس کا یہ تھا۔ کہ فرعون کو کاہنوں نے خبر دی تھی۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا مسمی بہ موسےٰ ہوگا۔ جس سے تیری سلطنت کو زوال ہوگا۔ اور اُس کے اقبال لازوال کے سامنے تیرا عروج پامال ہوگا۔ فرعون اس عداوت سے زنان حاملہ قوم بنی اسرائیل کے شکم کو چاک کرتا تھا اور بمجرد اطلاع اثر مادر و جنین بیگناہ کو ہلاک کرتا تھا۔ مگر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مادر موسےٰ کو آفت سے بچایا۔ اور موسےٰ کو پیدا کر کے فروغ فرعون کا مٹایا۔ اُسی طرح یہ فرزند میرا نظیر موسےٰ ہے۔ اس کی ولادت بھی نمونہ قدرت خدا ہے۔ جناب حکیمہ ارشاد فرماتی ہیں۔ کہ اس شب کو میں تمام رات بیدار رہی۔ ظہور اس امر عجیب و غریب کے لئے پابند انتظار رہی۔ نرجس ہمارے پہلو میں بکمال استراحت و آرام سوتی تھی۔ اور مجھے اُس کے سکون و عدم اضطراب پر حیرت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ صبح سعادت با فرادانی نشاط و مسرت ہویدا ہوئی۔ اور نسیم دلاویز سحر عید غیرت افزائے شمیم جاں فزا ہوئی۔ نرجس نہایت فزع و خوف کے ساتھ خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اُس کے بشرہ سے بیچینی آشکار ہوئی۔ میں نے اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔ جناب ابو محمدؑ نے اپنے حجرہ سے صدا دی۔ کہ اے عمہ سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھ کر نرجس پر دم کرو۔ پس ہم نے سورۂ انا انزلناہ پڑھ کر اُس پر دم کرنا شروع کیا اور پوچھا۔ کہ اے نرجس تیرا کیا حال ہے۔ کیوں اس قدر بیچین و پابند اضطراب

کمال ہے۔ جواب دیا۔ کہ جو کچھ میرے مولا نے خبر دی تھی۔ وہ ظاہر ہوا جناب حکیمہ فرماتی ہیں۔ کہ جب ہم سورۂ قدر پڑھتے تھے۔ وہ طفل بھی میری موافقت کرتا تھا۔ اور مجھ پر سلام کر کے سورہ کی قرات کرتا تھا۔ اس امر غریب سے کچھ خوف میرے دل پر طاری ہوا۔ اور عجیب ماجرا مجھ پر جاری ہوا۔ حجت خدا نے پھر اپنے حجرہ سے آواز دی۔ کہ اے عمہ کچھ خوف کا مقام نہیں ہے۔ یہ ڈرنے کا مقام نہیں ہے۔ امر خدا سے کیوں متعجب ہوتی ہو۔ اور اس کی قدرت کاملہ کو دیکھ کر کیوں ہوش کھوتی ہو۔ خدائے تعالےٰ عز شانہ نے لڑکپن ہی میں ہم ائمہؑ کی زبان کو حکمت کے ساتھ گویا کیا ہے۔ اور بزرگی میں ہم کو اپنی حجت قرار دے کر اپنی مخلوق کو ہمارا جویا کیا ہے۔ ابھی حضرتؑ کا کلام ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ ایک پردہ ہماری آنکھوں کے سامنے کھچ گیا۔ اور نرجس میری آنکھوں سے مستور ہو گئی۔ میں مضطربانہ اٹھی۔ اور حجرہ جناب ابو محمدؑ کی طرف دوڑی۔ اور یہ کہتی جاتی تھی۔ کہ معلوم نہیں نرجس کیا ہو گئی۔ کون اس کو اٹھا لے گیا۔ ناگاہ حضرتؑ نے صدا دی۔ کہ اے عمہ اضطراب نہ کرو نرجس موجود ہے۔ نا حق کہتی ہو کہ وہ مفقود ہے۔ جب ہم حجرہ نرجس میں آئے تو دیکھا۔ کہ وہ بکمال وقار اپنی جگہ نشستہ ہے۔ اور ایسا نور اس کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کہ جس کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔

اور حجۃ اللہ المنان خلیفۃ الرحمان مولائے انس وجان صاحب العصر والزمانؑ سجدۂ معبود سے سر اٹھا کر زانوؤں کے بل زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور انگشت سبابہ طرف آسمان کے اٹھائے ہوئے فرماتے ہیں۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المومنین۔ اس کے بعد ایک ایک امام کا نام

اپنے نام تک لیکر فرمایا۔ اللھم انجزلی وعدی واتمم لی امری وثبت وطائی واملاالارض بی عدلا وقسطا۔ پس جناب امام حسن عسکری ؑ نے فرمایا۔ کہ اے عمہ مولود مسعود کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ۔ اور اُس کا جمال بیثال مجھے دکھلاؤ۔ جب اُس حجت خدا کو لیکر ہم حضرتؑ کی خدمت میں پہنچے بمجرد دیکھنے کے اپنے بزرگوار کو سلام کیا۔ آپ نے اُس کو مجھ سے لے لیا۔ اُس وقت مرغان سفید اُس طفل سعید کے سر پر اپنے پروں کو کھولے ہوئے پرواز کرتے تھے۔ حضرتؑ نے ایک مرغ سفید سے کہا۔ کہ اسے لے۔ اور اپنے پاس اس کو رکھ۔ اور بہت اچھی طرح سے اس کی پرستاری و محافظت کر۔ اور ہر چالیس روز کے بعد ایک مرتبہ ہمارے پاس لایا کر۔ پس اُس مرغ نے اُس حجت خدا کو آسمان کی طرف پرواز کیا۔ جس قدر مرغ تھے۔ وہ بھی اُس کے ساتھ چلے گئے۔ جانے کے وقت امام انام نے فرمایا۔ استودعك الذی استودعتہ ام موسی۔ یہ دیکھ کر حضرت نرجسؑ رونے لگیں۔ جناب ابو محمدؑ نے فرمایا۔ کہ یہ اسرار خدا ہے۔ رونا نا روا ہے۔ سوا تیرے دودھ کے غیر کا دودھ اُس پر حرام ہے۔ اضطراب و گریہ و فغاں جاہلوں کا کام ہے۔ بہت جلد تیرے پاس آئیگا۔ اور اپنا جمال تجھے دکھلائیگا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس پہنچے تھے۔ فرددناہ الی امہ کی تقر عینہا ولا یحزن۔ جناب حکیمہ نے ارشاد کیا۔ کہ بتلائیے۔ وہ مرغ کون ہے۔ فرمایا۔ روح القدس ہے۔ کہ ائمہ کرام پر موکل ہوتا ہے۔ اور ان کی تربیت و تعلیم کرتا ہے۔ اور ان کی تائید و راہنمائی و توفیق کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے گھر آئے۔ چالیس روز کے بعد پسر برادر نے مجھے بلایا۔ تو دیکھا

مَیں نے سُنا کہ ایک لڑکا جو سن میں دو برس کا ہو گا۔ ہمارے سامنے اُس مکان میں چلتا پھرتا ہے۔ مَیں نے پوچھا۔ یہ لڑکا دو برس کا ہے۔ حضرتؑ نے متبسم ہو کر فرمایا۔ کہ اولاد انبیاءؑ و اوصیاءؑ جس وقت وہ ائمہ ہوتے ہیں۔ اُن کا نشوونما دوسرے اطفال کے برخلاف ہے۔ جب ان کا ایک مہینہ ختم ہوتا ہے۔ تو وہ دوسرے لڑکوں کے ایک سال کے برابر ہے۔ اور ہم لوگ شکم مادر میں باتیں کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ عبادت خدا کرتے ہیں۔ بچپنے میں حالت شیر خوارگی میں ملائکہ ہمارے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اور ہر صبح و شام ہم پر آشکار ہوتے ہیں پس اسی طرح ہر چالیس روز کے بعد ہم اُس طفل کو دیکھتے تھے قبل وفات پسر بمادر چند روز پیشتر ہم حضرتؑ کی خدمت میں گئے۔ تو آپ کی خدمت میں ہم نے ایک مرد کو دیکھا۔ ہم نے نہیں پہچانا۔ کہ وہ کون ہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ اے مولا یہ کون ہے۔ جس کے روبرو آپ مجھے بلا پردہ و حجاب بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں۔ آیا اس سے ہم اپنا منہ نہ چھپائیں۔ اور پردہ کا خیال کچھ دل میں نہ لائیں۔ فرمایا۔ اے عمہ۔ یہ وہی فرزند نرجسؑ ہے۔ جو میرے بعد میرا جانشین ہوگا۔ بادشاہ روئے زمین ہوگا۔ اب وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ تم سب ہم کو نہ پاؤ گے۔ ہماری مفارقت کا صدمہ اُٹھاؤ گے۔ جب ہم اس دنیا میں نہ ہوں۔ اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کی پیروی کر کے حاصل سعادت کرو۔ اس کے تھوڑے دن کے بعد حضرت امام حسن عسکریؑ نے وفات فرمائی۔ محبوں کے سر پر قیامت آئی۔ چونکہ وہ نورِ خدا آنکھوں سے پنہاں ہے۔ اسی وجہ سے خلقِ خدا میں اختلاف نمایاں ہے۔ خدا کی قسم ہر صبح و شام ہم اُس کو دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہم کو خبر دیتا ہے۔ جو کچھ تم لوگ اس سے چاہتے ہو۔ استفسار کرتے ہو۔ اور مَیں تم لوگوں کو اُس سے بتلاتا ہوں۔

اور خدا کی قسم قبل اس کے کہ ہم کسی استفسار کا ارادہ کریں۔ وہ ہمارے بلا استفسار جواب سے شاد فرماتا ہے۔ یا کوئی امر ہم پر واقع ہوتا ہے تو اُسی ساعت اُس کی خبر قبل سوال کے ہم کو اُس سے ملتی ہے۔ کل کی رات اُس نے مجھ سے یہ بات فرمائی تھی۔ اور میرے آتے اور سوال وجواب کی گفتگو آئی تھی۔ جس طرح پر ارشاد ہوا۔ میں نے تجھ سے بیان کیا۔ محمد بن عبداللہ راوی حدیث بیان کرتا ہے۔ کہ جناب حکیمہ خاتون نے ایسی چند چیزوں کی خبر مجھ کو دی۔ کہ سوائے خدا کے اُن سے کوئی آگاہ نہیں تھا۔ پس میں نے جانا۔ کہ امر حق وعدل جانب خدا سے ہے۔ اور خدا نے جناب صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرامت کیا ہے۔ اور جس سے خلق خدا باخبر نہیں ہے۔ اُس سے حضرتؑ کو مطلع فرمایا ہے۔

اور اسی روایت کو ضروری اختلاف کے ساتھ ایک گروہ ثقات ومشائخ نے جناب حکیمہ خاتون سے اس طرح پر نقل کیا ہے۔ کہ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں۔ کہ ہمارا معمول تھا۔ کہ ہم مکرر خدمت میں جناب ابو محمد الحسنؑ کی جاتی تھی اور بعد حصول شرف زیارت خدا سے یہ دعا کرتی تھی۔ کہ جناب باری تعالےٰ ان کو فرزند نرینہ عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ موافق معمول ایک روز حاضر خدمت ہوئی۔ اور اُسی دعا کو میں نے درگاہ الٰہی میں کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے عمہ وہ مولود کہ جس کے واسطے آپ دعا فرماتی ہیں۔ اور جس کے واسطے آپ مشتاق ہیں۔ اور آرزومند ہیں۔ آج کی رات خدا مجھے عطا فرمائیگا۔ اور وہ چوتھی شب شعبان المعظم کی شب جمعہ تھی۔ دو سو پچپن (۲۵۵) سال ہجری تھا۔ آج کی رات ہمارے پاس رہ کر یہیں روزہ افطار کرو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے آقا۔ یہ مولود کس برج مسعود سے خداوند ودود عطا فرمائیگا

جواب دیا۔ نرجس رضؑ سے۔ مَیں نے کہا۔ کہ آپ کی کنیزوں میں کوئی نرجس سے بہتر نہیں ہے۔ اُس کو مَیں بہت دوست رکھتی ہوں۔ یہ کہکر مَیں اُٹھی۔ اور نرجس کے پاس گئی۔ جیسا ہر مرتبہ نرجس میری تعظیم و تکریم کرتی تھی۔ اُس وز بھی اُس نے ارادہ کیا۔ مگر مَیں نے اُس کے ہاتھوں کو چوما۔ اگرچہ وہ مانع ہوئی۔ اور جس طرح وہ میری تعظیم و تکریم کرتی تھی۔ اُسی طرح پر مَیں نے اُس کی تعظیم و تکریم کی۔ میری یہ بات اُس کو ناپسند تھی۔ اور اس رفتار سے مجھ کو غایت درجہ میں ممانعت کرتی تھی۔ مَیں نے کہا۔ تو مجھ کو ممانعت نہ کر۔ آج کی رات خداوند کریم ایسا فرزند تجھے عنایت فرمائیگا۔ کہ سردار دنیا و آخرت ہوگا۔ باعث شادمانی مومنین و سبب شفاعت ہوگا۔ میری اس بات سے شرمگیں ہوکر نرجس رضؑ نے سر جھکا لیا۔ پھر کچھ نہ کہا۔ جب مَیں نے خوب تامل کیا۔ اور جو کچھ لازمہ تفتیش و تفحص کا تھا عمل میں لائی۔ مگر مَیں نے حمل کا اثر مطلق نہ پایا۔ حضرت ابو محمدؑ کے پاس حاضر ہوکر سب کیفیت بیان کی۔ حضرتؑ نے متبسم ہوکر ارشاد کیا۔ کہ ہم گروہ اوصیاءؑ و انبیاءؑ کا حمل شکم مادر میں نہیں رہتا ہے۔ بلکہ پہلو میں رہتا ہے۔ اور رحم سے ہم لوگ متولد نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ ہماری ولادت ماں کی ران راست سے ہوتی ہے۔ اور سبب اس کا یہ ہے۔ کہ ہم سب نور خدا ہیں۔ خباثت اور کثافت کا ہاتھ ہم تک نہیں پہنچتا ہے۔ پھر مَیں نے عرض کیا کس قدر رات گذر کر بدر امتحان امامت ساطع ہوگا۔ فرمایا۔ اول طلوع فجر نور خدا لامع ہوگا۔ جناب حکیمہ فرماتی ہیں۔ کہ مَیں نے اول وقت نماز مغرب ادا کی۔ اور روزہ افطار کیا۔ اور نرجس رضؑ خاتون کے پاس سوئی۔ اور جناب ابو محمدؑ نے اپنے حجرہ میں کہ سب گھروں کے درمیان میں تھا آرام فرمایا۔ جب وقت

نمازِ شب ہم اُٹھے دیکھا کہ نرجسؑ بے خوف و خطر خواب میں ہے۔ ہرگز کسی طرح سے
کوئی اثر حمل کا نمایاں نہیں ہے۔ ہم نے نمازِ شب اور نمازِ وتر کو ادا کیا جس
وقت ہم نمازِ وتر پڑھتے تھے۔ تو یہ بات میرے دل میں گذری۔ کہ صبح ہوئی۔
اور حضرتؑ کا وعدہ پورا نہ ہُوا۔ بمجرد اس تشویش و وسواس کے حضرتؑ نے
حجرہ سے صدا دی۔ کہ ابھی صبح نہیں ہوئی ہے۔ پس میں نے نماز کو
تمام کیا۔ اور نرجسؑ خاتون کو جگایا۔ اور اس کو اپنے سینے سے
لگایا۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اُس پر دم کیا۔ اور پوچھا۔ کہ کوئی
اثر لڑکا پیدا ہونے کا تجھے معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ اس کے
بعد ہم کو سُستی عارض ہوئی۔ اور ہم اور نرجسؑ پھر سو گئے۔ اُس وقت تک
ہم خواب سے بیدار نہ ہوئے۔ جب تک کہ امام حسنؑ نے آواز نہ دی۔ کہ
اے عمہ ہمارے فرزند ارجمند کو ہمارے پاس لاؤ۔ اور اپنے سید و آقا
صاحب الامرؑ کو مجھے دکھاؤ۔ یہ سنکر ہم نے .... منہ کو کھولا
تو دیکھا ہم نے۔ کہ اُس فرزند نے زمین پر سجدہ کیا ہے۔ اعضائے ہفتگانہ
سجود سے نشان سجدہ کا آشکار ہے۔ اور اُس کے ذراعِ راست پر لکھا[1]
ہے۔ جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ جب ہم
نے اُس کو اُٹھایا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بعد پیدا ہونے کے جو کام کیا جاتا ہے۔
وہ سب ہو چکا ہے۔ اُس کو ایک چادر سفید میں لپیٹ کر حضرتؑ کی خدمت
میں لیگئے۔ آپ نے مجھ سے لیکر اپنے دستِ چپ پر بٹھلایا۔ اور دست

[1] صاحب ریاض الشہادۃ نے ہرچند تو عمہ یوں کیا ہے۔ کہ بر بازوئے راست او نوشتہ است
جاء تا آخر۔ لیکن بحار جلد ۱۳ میں ہے۔ وعلی ذراعہ الایمن مکتوب جاء الحق تا آخر۔ اور
یہی عبارت ہے تبصرۃ الولی علامہ سید ہاشم بحرانی میں۔ اور نیز مدینۃ المعاجز علامہ مذکور میں۔ ۱۲

راست اپنا اُس کی پشت پر رکھا۔ اور زبان مبارک اُس کے منہ میں دی۔
اور لب وگوش اور ہر بند اعضا پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے
فرزند کچھ بات کرو۔ اُس مولود نے کہا۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد
ان محمدا رسول الله وان امیر المومنین ولی الله۔ اور ایک ایک امام کا
نام اپنے نام تک لیا۔ اُس وقت اپنے شیعوں اور دوستوں کی خوشحالی اور
وسعت کاروبار کی اپنے ہاتھ سے ہونے کی دعا کی۔ اور ساکت ہوگئے۔
تب حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ اے عمہ۔ اس طفل کو اس کی ماں کے پاس لیجاؤ۔
اور سلام کرالاؤ۔ ہم لیگئے۔ اُس طفل نے ماں کو سلام کیا۔ پھر ہم واپس لائے۔
اور حضرتؑ کے حوالہ کیا۔ پھر ہمارے اور اُن کے درمیان ایک پردہ کھنچ
گیا۔ اور ہم نے اپنے فرزند حمدی کو نہیں دیکھا۔ حضرتؑ سے میں نے
پوچھا۔ کہ اے آقا میرا فرزند کیا ہوا۔ فرمایا۔ کہ جو تجھ سے اور تم سے زیادہ
سزاوار محافظت تھا۔ اُس کو لیگیا۔ ساتویں روز پھر میرے پاس آکر
اُس کو دیکھ جانا۔ جب ہم ساتویں روز گئے۔ اور سلام کیا۔ حضرتؑ نے
فرمایا۔ کہ اے عمہ میرے فرزند کو لاؤ۔ ہم نے اُس طفل کو جامۂ زرد میں لپٹا
ہوا پایا۔ اُٹھا کر حضرتؑ کی خدمت میں لائے۔ مثل روز اول زبان مبارک
دہن طفل میں دے کر ارشاد کیا۔ کہ کچھ بات کرو۔ پھر آپ نے شہادتین کو
پڑھا۔ اور ہر ایک امام کا نام اپنے نام تک لیا۔ اور جب اپنا نام لیا۔
تو کہا۔ بسم الله الرحمن الرحیم ونرید ان نمن علی الذین
استضعفوا فی الارض ونجعلهم الوارثین ونمکن لهم
فی الارض ونری فرعون وهامان وجنودهما ما کانوا یحذرون۔
اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ جو کتابیں خدا نے پیغمبروں پر نازل کی ہیں۔

اُن کتابوں کو پڑھو پس صحف آدمؑ سے ابتدا کیا۔ اور کتاب ادریسؑ و نوحؑ و ہودؑ
و صالحؑ و صحف ابراہیمؑ و توریت موسےؑ و زبور داؤدؑ و انجیل عیسےؑ و فرقان رسول خداؐ
کی تلاوت فرمائی۔ پھر نوبت بیان قصہ ہائے پیغمبران کی ابتدا سے تا زمان
صاحب الامرؑ کے آئی۔ پھر چالیس روز کے بعد میرا اتفاق جانے کا ہوا۔ تو
دیکھا۔ کہ ایک لڑکا صحن خانہ میں چلتا پھرتا ہے۔ اُس سے زیادہ صبیح
اور وجیہ اور نیک میں نے کسی کو نہیں پایا۔ زبان نہایت فصیح۔ صورت
اور شکل انتہا درجہ کی صبیح و ملیح تھی۔ میں نے پوچھا۔ ابھی چالیس روز اس کی عمر
سے گذرے ہیں۔ اور اس طرح پر راہ چلتا ہے۔ فرمایا۔ اے عمہ ہم اوصیاء
ایک روز میں اس قدر نمو کرتے ہیں۔ جو دوسرے لڑکے ایک ہفتہ میں بڑھتے
ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں اس قدر نشو و نما ہمارا ہے۔ کہ دُوسرے لڑکے
ایک مہینے میں۔ اور ایک مہینے میں ہمارا نمو اس قدر ہے۔ کہ دُوسرے
لڑکے جس قدر سال بھر میں نمو کرتے ہیں۔ ہم نے اُٹھ کر اُس کے سر کو بوسہ
دیا۔ اور بعد اس کے اپنے گھر آئے۔ پھر ہم نے اُس طفل کو نہیں دیکھا
جب استفسار کیا۔ تو فرمایا کہ ہم نے اُسے سپرد کیا ہے۔ کہ جس کو
مادر موسےؑ نے موسے کو سونپا تھا۔ اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ
جب پروردگار نے اس ساعت کے مہدی کو مجھے عطا فرمایا۔ تو دو فرشتوں
کو بھیجا۔ کہ وہ اُس کو سرادقات عرش الٰہی تک لے گئے۔ اور اُس کو خدا
کے سامنے استادہ کیا۔ جناب رب العزت نے خطاب فرمایا۔ کہ مرحبا بک
عبدی اے میرے بندے ہم نے تجھے اپنے دین کی نصرت و یاری
کے لئے منتخب کیا ہے۔ تجھے ہمارا امر ظاہر ہوگا۔ ہمارا راز مخفی تجھ پر
ظاہر ہے۔ ہم اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ تیرے

وسیلے سے ہم اعمال امت کو قبول کرینگے۔ اور تیری وجہ سے اُن پر فضل و الطاف
کرینگے۔ اور تیرے باعث اُن کی شفاعت ہوگی۔ اور تیری عداوت کے سبب
اُن پر عذاب کرینگے۔ اے ہر دو ملک مقرب اسے بہت نرمی اور آہستگی کے
ساتھ اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ اور اُس سے کہو۔ کہ یہ ہمارے
حفظ و حمایت میں ہے۔ ہماری نظر خاص اس پر ہر وقت مبذول رہیگی۔
اور ہم اُس کی محافظت کرینگے۔ یہاں تک کہ حق اُس کے وُجود ذیجود سے
قایم و برقرار ہو۔ اور باطل اس سے بالکل باطل ہو کر دین خالص ہمارا آشکار ہو۔
حکیمہ نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جب وہ مولود پیدا ہو کر زمین پر آیا۔ دو زانو ہو کر
ہر دو انگشت شہادت کو بلند کیا۔ اور عطسہ کر کے فرمایا۔ الحمد للہ رب
العالمین و صلے اللہ علی محمد و آلہ عبداً داخراً غیر مستنکف ولا
مستکبر۔ بعد اس کے کہا۔ کہ ظالموں نے گمان کیا تھا۔ کہ حجت خدا کو باطل و
مضمحل کریں۔ اگر خداوند تعالے کی اجازت ہوتی۔ تو ہر آئینہ یہ شک و شبہ
سب مٹ جاتا ✦

واضح ہو۔ کہ شب ولادت امام عصر علیہ السلام میں اختلاف ہے۔ اور
روایات متضاد فیمابین موالی و اہل خلاف ہے ✦

شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں بروایت جناب حکیمہ خاتون محمد بن ابراہیم
محمد بن علی بن بلال جلیل القدر سے شب پانزدہم رمضان المبارک تحریر کیا ہے۔
اور بعض ثقات و مشایخ نے شب چہارم ماہ شعبان تسطیر کیا ہے۔ کمال الدین
طلحہ نے بست و سیوم رمضان المبارک سنہ ۲۵۹ ہجری بیان کیا ہے۔ اور کتاب
اکمال الدین میں غیاث بن اسد نے نہم شعبان کا نشان دیا ہے۔ ابن خلکان
ناصبی نے اسے نہم شعبان کو اپنی تاریخ میں صحیح قرار دیا ہے لیکن اکثر روایات

امامیہ میں جو مابین علماے شیعہ اثنا عشریہ مشہور ہیں۔ اور بعض دعاؤں میں
جس کا پڑھنا شب ولادت ماثور ہے۔ پانزدہم شعبان منقول ہے۔ اور یہی روایت
معقول ہے۔ شیخ مفید رح نے ارشاد میں اور شیخ طوسی رح نے مصباحین میں اور
سید بن طاؤس رح نے اقبال میں اور دوسری کتابہاے ادعیہ علماے امامیہ
دوروس شہید میں ایسی پانزدہم شعبان کی تعین ہے۔ اور سال ولادت دوسو
پچپن ہجری بھی بالیقین ہے۔ روایت حنظلہ بن ذکریا بھی اس کے موافق
ہے۔ روایات علماے امامیہ کے مطابق ہے۔ حنظلہ بن ذکریا احمد بن بلال
بن داؤد ناصبی المذہب سے اس طرح پر نقل ہے۔ کہ یہ شخص اہلبیت پیغمبر و
عترت جید سے بہت سخت عداوت رکھتا تھا۔ اور اپنی دشمنی کسی وقت
کسی سے نہیں چھپاتا تھا۔ لیکن اُسے میرے ساتھ سلسلہ دوستی وصداقت
تو تھا۔ جب مجھ سے ملاقات ہوتی تھی۔ تو کہتا تھا۔ کہ ایسی خبر ہمارے پاس ہے
کہ جس کو سُن کر تو بہت خوش ہوگا۔ لیکن ابھی ہم نہیں کہینگے۔ ہم بھی تغافل
کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک مقام خلوت میں آپس میں ملاقات
ہوئی۔ اُس وقت ہم نے اصرار کیا۔ کہ وہ کونسی خبر ہے جس کا وعدہ تم ہم
سے ہمیشہ کرتے تھے۔ احمد بن بلال نے بیان کیا کہ ہمارا مکان سامرہ
میں مقابل خانہ جناب ابومحمد عسکری ع کے واقع تھا۔ ہم نے اپنے گھر سے
سفر قزوین کا کیا۔ اور وہاں سے پھر کئی مقام پر گئے۔ بعد اس کے ہم لوٹ
کر اپنے گھر آئے۔ تو اُس وقت میرے عیال واقوام سے کوئی زندہ نہیں
تھا۔ سب کے سب راہی ملک بقا ہو چکے تھے۔ ایک ضعیفہ جو میری دایہ
اور اُس کی لڑکی باقی رہ گئی تھی۔ اور یہ ضعیفہ بہت زمانہ سے ہمارے یہاں
رہتی تھی۔ صادقہ ومستورہ تھی۔ اور بعض کنیز وآزادہ کردہ بھی موجود تھیں۔

تھوڑے دن میں نے توقف کر کے پھر عزم سفر کیا۔ ضعیفہ نے کہا۔ کہ بعد اس
قدر غیبت طولانی اس قدر تعجیل کس واسطے ہے۔ چند روز ہمارے پاس رہو۔
تاکہ اتنے دن جو صدمہ مفارقت دل پر گذرا ہے۔ اُس کی تلافی ہو جائے۔ مَیں نے
بطور تمسخر و استہزا کے کہا۔ کہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ زیارت کے واسطے کربلا
جائیں۔ اور اتفاق سے وہ زمانہ تھا۔ کہ بہت سے اشخاص واسطے زیارت
نیمہ شعبان یا روز عرفہ کے کربلا ئے معلّے جاتے تھے۔ ضعیفہ نے کہا۔ کہ ہم
خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ کہ تیری یہ بات از راہ استخفاف یا استہزا کے نہ ہو۔
اس واسطے کہ ہم تجھ سے ایسی بات کہتے ہیں۔ جو ہم نے اپنی آنکھوں سے
دیکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ تیرے جانے کے دو برس بعد ہم سوئے ہوئے
تھے۔ ایسی غفلت کی نیند نہیں تھی۔ کچھ جاگتے تھے کچھ غنودگی تھی۔ کہ مَیں
نے دیکھا۔ ایک مرد خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوئے آیا۔ اور مجھ سے کہا۔
کہ اے فلانہ تیرے ہمسایہ سے کوئی تجھے بلانے آیا ہے۔ اپنے دل میں
خوف نہ کرنا۔ اُس کے ساتھ جانا۔ اس کلام سے مجھے خوف معلوم ہوا۔
اور لڑکی کو جگا کر پوچھا۔ کہ تو نے کچھ جانا۔ کوئی شخص اس گھر میں آیا ہے۔
اُس نے کہا نہیں۔ مَیں نے بسم اللہ کہا۔ اور آیات قرآنی پڑھیں۔ اور
سو رہی۔ اور دوسری مرتبہ پھر وہی آواز اور وہی واقعہ پیش آیا۔ مَیں نے
پھر لڑکی کو آواز دی۔ اُس نے کہا۔ کہ تو خواب دیکھتی ہے۔ دروازہ بند
ہے۔ کوئی گھر میں نہیں آیا ہے۔ کیوں ڈرتی ہے۔ آرام سے سو رہ۔
پھر مَیں نے تلاوت آیات قرآنی کی۔ اور سوئی۔ پھر وہی ماجرا رو بکار ہوا۔
اور کسی نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ مَیں نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ تو ایک
کنیز مع چادر کے ایستادہ ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ تیرے بعض

ہمسایہ کو ایک امر ضروری میں تیری حاجت ہے۔ اس چادر کو اوڑھ لے۔ اور میرے ساتھ چل پس ہم اُس کنیز کے ساتھ خانہ ابو محمدؑ تک گئے۔ اور بخوبی ہم نے پہچانا۔ کہ یہ اُنہیں کا خانہ فیض کاشانہ ہے۔ گھر کے درمیان ایک پردہ کھچا ہُوا ہے۔ اور ایک مرد بیرون پردہ بیٹھا ہُوا ہے۔ اُس کنیز نے پردہ کا گوشہ اُٹھایا۔ اور مجھے اُس پردہ کے اندر داخل کیا۔ تو دیکھا میں نے۔ کہ ایک عورت کو لڑکا ہونے والا ہے۔ اور ایک عورت اُس کی پشت کی طرف بیٹھی ہے۔ اُس عورت پس نشین نے مجھ سے کہا۔ کہ اے زن میری اعانت کر۔ میں زن حاملہ کے روبرو بیٹھی۔ اور بطور قابلہ تدبیر پیدا ہونے لڑکے کے عمل میں لائی۔ تھوڑا عرصہ گذرا تھا۔ کہ بیٹا میرے ہاتھوں پر پیدا ہُوا۔ میں نے شور کیا۔ کہ لپسر ہے۔ اور اپنے سر کو باہر پردہ سے نکالا۔ کہ اُس مرد کو ولادت فرزند نرینہ سے بشر کروں۔ اور اس نعمت خداداد سے باخبر کروں۔ اُن بیبیوں نے مجھ سے کہا۔ کہ شور کا ہنگام نہیں ہے غل مچانے کا مقام نہیں۔ دوبارہ میں نے اپنا سر داخل پردہ کیا۔ اُس وقت وہ طفل آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ حواس میرا کھو گیا۔ پھر چاہا۔ کہ چلا کر پوچھوں۔ کہ لڑکا کیا ہُوا۔ سب نے مجھے منع کیا۔ اور اُس خادمہ نے جو مجھے لائی تھی میرا ہاتھ پکڑا۔ میں نے چادر سر سے لپیٹی۔ اُس خادمہ نے مجھے گھر تک پہنچا دیا۔ جب وہ خادمہ پھرنے لگی۔ تو ایک تھیلی مجھ کو دی۔ اور کہا۔ کہ جو کچھ دیکھا ہے ظاہر نہ کرنا۔ جب ہم اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا۔ کہ لڑکی سوئی ہوئی ہے اُس کو جگایا اور پوچھا۔ کہ تو نے کچھ سمجھا۔ ہم گھر سے باہر گئے۔ اور پھر کر آئے۔ مجھے خبر نہیں ہوئی۔ پھر اُس صرہ کو کھولا۔ تو دس اشرفیاں اُس میں

تھیں۔ اس وقت تک میں نے کسی سے نہیں کہا تھا۔ اب تو نے جو قصہ کربلا بطریق استہزا مجھ سے کہا۔ تو از راہ تیری محبت کے ضرور ہوا۔ کہ تجھے خبر کردوں۔ کہ ان کا مرتبہ پیش خداوند جہان بہت عظیم ہے۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ راست وحق ہے۔ احمد بن بلال کہتا ہے۔ کہ مجھ کو ضعیفہ کی باتوں سے بہت تعجب ہوا۔ اور اس نے استہزا تصور کر کے پھر اسکی تحقیق ضعیفہ سے کچھ بھی نہیں کی۔ کہ کس وقت کا یہ واقعہ ہے۔ لیکن مجھے یقین کے مانند یہ علم ہے۔ کہ دو سو ترپن ۲۵۳ ہجری میں میں نے سفر کیا تھا۔ اور دو سو اکاسی ۲۸۱ ہجری میں ہم پھرے۔ جو زمانہ وزارت عبد اللہ بن سلیمان تھا۔ اور مروی ہے۔ کہ جب آپ دو برس کے ہوئے۔ آپ کی ماہ رگرامی نے اس سرائے عاریت مدار زحمت سے طرف روضۂ رضوان گلشن جنان کے توجہ فرمائی۔ اور جب سن مبارک پانچ برس کا ہوا۔ بتاریخ ہشتم ربیع الاول روز جمعہ وبقولے روز شنبہ سنہ ۲۶۰ ہجری میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد عباسی نے زہر کھلا کر شہید کیا۔ خود امام عصرؑ نے انجام امور تجہیز وتکفین والد عالیمقدار کا کیا۔ اور پہلو سے جد امجد میں بمقام سر من رائے مدفون فرمایا۔

فصل سوم

ذکر میں اسماء والقاب امام ہدایت مآب ووجہ تسمیہ وسبب ممانعت تذکار نام خاص جناب اور بعض دلائل اثبات امامت حضرت صاحب الامرؑ مستطاب ودفع دخل معاندین خانہ خراب در بارہ طول عمر سلطان قمر رکاب کے۔ یہ امر واضح من الامس ہے۔ اور اظہر من الشمس ہے۔ کہ کل ائمہ معصومینؑ قائم

بحق ہیں۔ ہادی مطلق ہیں۔ لیکن القاب مشہورہ جو حضرت صاحب الامرؑ کے لئے کتابوں میں مذکور ہیں۔ وہ قایم و مؤمل و مہدی و منتظر و منصور ہیں۔ ہر ایک لقب کے لئے وجہ خاص ہے۔ جس کو بعض وجوہ حضرتؑ سے اختصاص ہے:۔

قایم آپ کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ جس وقت نونہال حدیقہ مصطفوی و دوحہ چمن مرتضوی گلگون قبا ے دست کربلا غریب الغربا جناب سید الشہداء روحی لہ الفدا تین دن کے بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔ اور کفار کوفہ و شام مصروف جشن و عید ہوئے۔ ملائکہ فرط الم سے نالاں ہوئے۔ درگاہ خدا میں یوں عرض کناں ہوئے۔ کہ خداوندا کیا تو اپنے بندہ مقبولین درگاہ سے غافل ہے۔ کیا تیری رحمت و شفقت اُن کے حال پر نہیں شامل ہے۔ کہ وہ بندگان خاص اس طرح پر پابند جفا سے شہید ہوتے ہیں۔ اور ذلت و خواری سے شہید ہوتے ہیں۔ جن کے مصائب و الام ہوش و حواس کھوتے ہیں۔ تمام تیرے مخلوق اُن کی بیکسی پر روتے ہیں۔ ندا آئی کہ تم سب بیقرار نہ ہو۔ اس طرح اشکبار نہ ہو۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ ان کے قاتلوں سے ہم ضرور انتقام لینگے۔ اور اس ظلم و ستم کے مکافات اُنہیں دیں گے۔ اگرچہ ایک مدت گذر جائے۔ اس کے بعد اُن کے سامنے سے حجاب اُٹھا دیا گیا۔ اور فرشتوں کو ایک میدان وسیع پر انوار دکھا دیا گیا۔ تو ملائکہ نے انوار ائمہ علیہم السلام کو جو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام سے تھے مشاہدہ کیا۔ اور یہ دیکھا۔ کہ اُن سب کے درمیان میں ایک شخص استادہ ہے۔ طاعت خدا پر آمادہ ہے۔ جناب اقدس الٰہی سے ملائکہ کو خطاب ہوا۔ کہ اسی شخص سے جو کہ نماز پڑھ رہا ہے انتقام خون حسینؑ کا ہم لینگے۔ اور

اہل بیت پیغمبرؐ سے جتنے اشخاص ظلم رسیدہ ہیں سب کی داد دینگے۔ ملائکہ یہ دیکھ کر مسرور و شادماں ہوئے صلواۃ آلؑ میں مشغول و تسبیح خواں ہوئے۔ مژدۂ جاں بخش سے دل اُن کے مسرور ہوئے۔ اور اُن کے قاتلوں پر لعن و نفرین کرنے میں مصروف تا وقت ظہور ہوئے۔ جب حضرتؑ کا ظہور ہوگا۔ ہمراہ رکاب رہ کر جہاد کرینگے۔ نصرت و یاری با دل شاد کرینگے۔ اور جناب امام محمد تقیؑ وجہ تسمیہ قائمؑ میں یہ ارشاد کرتے ہیں۔ کہ جب ذکر نام قائمؑ خلق سے اس طرح منقطع ہو جائے۔ کہ ہر ایک شخص اُن کے وجود حیات کا انکار کرے۔ اُس وقت پر آپ کے نام کا نشان برپا ہوگا۔ اور ذکر برا بیجا ہوگا۔ جناب صادق آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ اس سبب سے آپ کو قائمؑ کہتے ہیں۔ کہ ایک امر عظیم پر جو محض حق ہوگا قیام کر کے اُس کو درمیان خلق خدا رواج دینگے۔ اور باطل کو یک قلم مٹا کے حق کو رتبۂ معراج دینگے۔ کسی امام کے واسطے ایسا واقع نہیں ہوا ہے۔ اور فتنہ و فساد کا ایسا کوئی واقع نہیں ہوا ہے۔ اور بعض حدیث سے ایسا مستفاد ہوتا ہے۔ کہ چونکہ آپ دشمنوں پر ساتھ دلیل و حجت کے قیام فرمائیں گے۔ اس واسطے آپ کا نام قائمؑ ہوا۔

لیکن لقب مؤملؑ واضح ہو۔ کہ لغوی معنی اس کے امیدوار کے ہیں۔ اور آپ کو مؤمل اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ جناب امام حسن عسکریؑ کو آپ کی ولادت باسعادت کی امید تھی۔ اشقیائے امت چاہتے تھے۔ کہ قبل تولد حضرتؑ کے امام حسن عسکریؑ کو شہید کریں۔ اس واسطے کہ وہ قائمؑ جس سے زوال دولت مخالفین ہوگا۔ اور اُس کا وعدہ ہمیشہ سے ہوتا آتا ہے۔ اور جس کے وجود ذی جود سے انتقام اعدائے اہلبیت پیغمبرؐ سے لیا جائیگا۔ پیدا ہونے پائے۔ مگر وہ سب خائب و خاسر رہے۔ اپنے حصول مقصد میں قاصر رہے۔

یہاں تک کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام متولد ہوئے۔ بعد ولادت اُن کی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ دشمنوں نے خدا کی قدرت دیکھی۔ چاہتے تھے۔ کہ ہم کو قتل کر کے نسل پیغمبر خدا منقطع کریں۔ مگر ممکن نہیں ہوا ۔

اور مہدی اس وجہ سے آپ کا نام ہے۔ کہ امور مخفیہ پر مطلع ہو کر اُس کو ظاہر و اجرا فرمائیں گے۔ شہود ظاہری سے قطع نظر کر کے موافق اپنے علم لدنی کے عمل میں لائیں گے۔ جیسا کہ ایک شخص نے حضرت باقرؑ سے عرض کیا۔ کہ مَیں پانچ سو درہم زکوٰۃ اپنے مال کی حاضر لایا ہوں۔ اس کو لیجئے۔ اور جو مستحق ہوں۔ اُن پر تقسیم کیجئے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تو خود اپنے ہمسایہ و ایتام و مساکین و برادران مسلمان کو جن کو مستحق سمجھتا ہو دے۔ اور خداوند کریم سے اس کا اجر لے۔ اور اگر تیری یہ خواہش ہے۔ کہ ہم تقسیم کریں۔ تو اس کا وقت ابھی نہیں ہے۔ بلکہ ہنگام اس کا وہ ہے۔ کہ جب ہمارا قائمؑ ظاہر ہو۔ کس واسطے۔ کہ وہ درمیان مردم بجسد برابر عدالت کے ساتھ نیک و بد کا ملاحظہ کر کے تقسیم کریں گے۔ جو کوئی اُس کی اطاعت کرے۔ تو اُس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جو کوئی اُس کی مخالفت کرے۔ تو اُس نے خدا کی مخالفت کی۔ اور اسی سبب سے اُس کو مہدیؑ کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک امر مخفی و پوشیدہ سے وہ آگاہ ہوگا۔ توریت اور سائر کتب الٰہی مغارہ انطاکیہ سے باہر لائیگا۔ اہل توریت و زبور و انجیل و فرقان کے درمیان میں اُن کی کتابوں کی رُو سے احکام صادر فرمائیگا۔ تمام مال دنیا و گنجہا ئے عالم خواہ ظاہر ہوں خواہ مخفی اُس کے واسطے مجتمع ہو جائیں گے۔ اور خلق خدا سے ارشاد کریگا۔ کہ اس مال لینے کے لئے آؤ۔ اپنا اپنا حصہ لیجاؤ۔ اور یہ وہ مال ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے قطع رحم کرتے تھے۔ خون ناحق بہاتے تھے اور سمجھتے تھے۔ محرمات الٰہی کے مرتکب ہوتے تھے۔ دین کی عزت

ہوتے تھے پس اس قدر اُن کو دیا جائیگا۔ کہ دوسروں کو اُس قدر نہیں دیا
گیا تھا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اشیاے ہر جنس سے کہ جس کو
ہر شخص اپنی حجت جانتا ہے اپنی دلیل و حجت کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔
اور بعد اتمام حجت اُن کو بخشش و انعام فرمائیں گے۔ اور اس وجہ سے بعضی
آپ کو مہدیؑ کہتے ہیں۔ کہ وہ کتب سماویہ و علوم الہیہ مخفیہ جس کے اظہار کا کسی
امام کو اختیار نہیں دیا گیا۔ اُس کے اظہار پر آپ مختار ہونگے۔ اور گنجہاے
پنہانی اور اموال نہانی آپ پر آشکار ہونگے۔

منتظر جو آپ کا لقب گرامی ہے اور نام نامی ہے۔ اس کا باعث یہ
ہے۔ کہ غیبت حضرتؑ کی طولانی ہوگی۔ ظلم و جور۔ و فسق و فساد کی عالم میں طغیانی
ہوگی۔ محبان عترت اظہار روز و شب انتظار میں رہیں گے۔ دست اعداے دین
سے بدعت و ظلم سہیں گے۔ بہت سے اشخاص مشککین انکار وجود دیکھو کرینگے۔
منکرین شریعت بنا تمسخر و استہزا کی راہ پر قدم دھرینگے۔ دروغگویان اُمت
ایک وقت معین اُن کے ظہور کے واسطے قرار دینگے۔ خبر غلط شایع کرکے
وبال نکال آخرت سر پر لینگے۔ عجلت کرنے [illegible] ہونگے۔ تسلیم و صبر کرنیوالے
فرحناک ہونگے۔

اور وجہ ملقب بمنصور ہونے کی یہ ہے۔ کہ جس وقت آپ ظہور فرمائینگے
جناب حضرت عیسےٰ علیہ السلام و ملائکہ امداد و نصرت کو آئینگے۔ اور ہر ذی فرع
انسان زندہ تو در کنار بہت سے مرے ہوئے اشخاص کا مجمع زندہ ہوکر
ہمراہ رکاب ہوگا۔ قوم بنی جان کا بھی لشکر ساتھ بے حد و حساب ہوگا۔ تا وقت
ظہور نام اقدس لینا ممنوع ہے۔ بکثرت اس بارہ میں ایمۂ کرام سے حکم
امتناع مسموع ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس وقت تک

ظہور قایم آل عبا نہ ہو۔ اور دنیاے فانی سے معدوم شکل جور و جفا نہ ہو۔ عدل و انصاف کا عالم میں رواج نہ ہو۔ اور اُس وقت کوئی شخص فقیر و محتاج نہ ہو تب تک حضرتؑ کا نام لینا روا نہیں ہے۔ اور ارتکاب اس فعل کا بجا نہیں ہے۔

صفوان بن مہران نے جناب جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ولد سابع کا خامس یعنی امام دوازدہم مہدیؑ ہے۔ جو میری اولاد سے ہوگا۔ اُن کا جسم شریف نظروں سے پنہاں رہے۔ ہر ایک محب صدمۂ مفارقت دل پر سہے۔ حال غیبت میں اسم مبارک لینا مباح نہیں ہے۔

اور موسےٰؑ بن جعفر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ قایمؑ آل محمدؐ کی ولادت سب پر پوشیدہ رہیگی جب تک کہ ظاہر ہو کر عدالت سے عالم کو تازہ رونق نہ دے۔ کوئی نام اُن کا آشکارا و علانیہ نہ لے۔ عبد العظیم حسینی نے محمد بن علی الجوادؑ سے روایت کی ہے۔ کہ قایمؑ وہ شخص ہے جس کی ولادت پوشیدہ طور پر ہو۔ جسم مبارک نظروں سے مستور رہے۔ مثل آفتاب زیر ابر عالم میں اُس کا نور رہے۔ اُن کا نام لینا حرام ہو۔ کنیت و اسم موافق جناب رسولؐ علیہ السلام ہو۔ علی بن عاصم کوفی سے مروی ہے۔ کہ ایک فرمان ناحیہ مقدسہ سے صادر ہوا۔ جس میں مندرج تھا۔ کہ جو کوئی نام میرا مجلس مردم میں لے۔ وہ ملعون ہے۔ اور دوسری حدیث میں لکھا تھا۔ کہ بن سمانی فی مجمع من الناس فعلیہ لعنۃ اللہ۔ اور محمد بن عثمان عمری نے حمیری سے کہا۔ کہ مبادا تو اُن کے نام کا تفحص کرے۔ لوگوں کو گمان ہے۔ کہ نسل ائمہ کی منقطع ہو گئی ہے۔ اگرچہ ان سب اخبار سے ایسا مستفاد ہوتا ہے۔ کہ بوجہ اس کے کہ وقت ولادت دشمنوں کا دور تھا۔ اور غیبت میں بھی ہر ایک آمادۂ ستم و جور تھا۔ سب اُنکی تلاش

میں سرگرم و مستعد ظلم و کین تھے۔ کمیں میں ہر طرف وہ بہ آئین تھے۔ اور ارادہ رکھتے تھے۔ کہ اگر حضرتؑ مل جائیں۔ تو اظہار بدعت کریں۔ واقعی طور سے خاتمہ النسل امامت کریں۔ لہذا از روئے تقیہ حضرتؑ کا نام لینا حرام ہوا۔ اور تا غیبت صغرٰے یہ حکم عام ہوا۔ لیکن بعض دوسرے اخبار اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس امر کی ہدایت کرتے ہیں۔ کہ وقت ظہور تک یہ حرمت باقی ہے۔ اور یہی قول قابل اتباع ہے۔ فرمایا علامہ مجلسیؒ نے کتاب غیبت بحار میں بعد نقل چند اخبار کے۔ جن میں تا زمان ظہور حرمت نام لینے کی مذکور ہے۔ کہ یہ تحدیدات صریح ہیں۔ نفی قول میں اُس کے جو تخصیص دیتا ہے حرمت کو ساتھ غیبت صغرٰے کے بسبب اشکال کے۔ بعض تعلیلات مستبیط اور استبعادات وہمیہ پر۔ اور فرمایا علامہ محدث مولانا حسین نوری دام ظلہ نے کتاب مستدرک الوسائل و نجم ثاقب میں جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ حضرتؑ کے نام لینے کا جائز نہ ہونا خصائص حضرتؑ سے ہے۔ اور انتہائی حرمت وقت ظہور ہے۔ اور سرّ و حکمت اس کی سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اور سبب حرمت تقیہ نہیں ہے۔ جن میں حضرتؑ کے آبائے کرام بھی شامل ہیں۔ اور وقت تقیہ پر محمول کرنا اخبار منع کو چند وجوہ سے فاسد ہے:۔

اوّل احادیث کثیرہ میں ہے۔ کہ غایت منع ظہور ہے حضرتؑ کا۔ حالت خوف ہو یا نہ ہو +

دوم اگر تقیہ نام میں حضرتؑ کے ہو۔ تو چاہئے۔ کہ کل القاب شایعہ میں حضرتؑ کے ہو۔ خصوصاً مہدیؑ میں۔ جس سے بشارت ہے بہت سی اخبار نبویہ عامہ میں +

سوم فریقین کا اتفاق ہے۔ کہ جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس جناب کی بشارت دی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ آخر زماں میں ظہور کرینگے۔ اور زمین کو عدل وداد سے پُر کرینگے۔ اور جو اختلاف ہے۔ وہ حضرتؑ کے نسب وولادت میں ہے۔ اور ان تمیع اخبار میں حضرتؑ کو بلقب مہدی ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اُن کا نام میرا نام ہے۔ پس کل اشخاص حضرتؑ کے نام سے واقف ہیں۔ اور کوئی ایسا نہیں ہے۔ جس سے یہ نام مستور ہو ✤

چہارم بہت سے اخبار منبع ہیں۔ اور جن میں حضرتؑ کا نام مذکور نہیں ہے۔ تصریح ہے۔ کہ وہ جناب ہمنام نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس سامع جو آدمی ہے۔ اُس نے حضرتؑ کا نام سمجھ لیا پس اگر اُس سے تقیہ ہے۔ تو وہ تو جان چکا۔ اور اگر دوسروں سے ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ نہ ذکر کرنیکی اس مجلس میں۔ بلکہ لازم تھا۔ کہ راوی کی تنبہ فرمادیتے کہ نام آنحضرتؑ کا دوسرے مقام نہ لے ✤

پنجم۔ اگر اصل منشاء خوف اس جہت سے ہے۔ کہ جب جبارین سنینگے۔ کہ زوال ملک و دولت اُن کا حضرتؑ کے ہاتھ سے ہوگا۔ تو درپئے قتل ہونگے۔ تو لازم تھا۔ کہ کوئی لقب سے حضرتؑ کے القاب شائعہ سے ذکر کیا جائے۔ خصوصًا مہدیؑ۔ جس سے بشارت و تخویف اُن کی کی گئی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اسم معہود ممانعت میں مخصوص ہو ✤

ششم خبر آئندہ جابر و دیگر اخبار امثال اُس کے تقیہ پر محمول نہیں ہوسکتے۔ پس حضرتؑ کے نام لینے کا عدم جواز ہر حال میں بلا شک

دشتبہ تا زمان ظہور ہے۔ اور اس کی وجہ ہم لوگوں پر دستور ہے جس طرح
کہ امیرالمومنینؑ کے اختصاص کو جناب امیرؑ سے ہم نہیں جانتے ہو۔ اور
جابر جعفی سے جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطاب نے جناب
اسداللہ الغالب علیؑ بن ابی طالبؑ سے پوچھا۔ کہ مہدیؑ کا کیا نام ہے۔
اور کس بروج کا وہ ماہ تمام ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ میرے حبیب جناب
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے۔ کہ جس
وقت تک خداوند قہار و خالق جبار اس یکتائے روزگار و قاتل کفرہ و
اشرار کو حکم ظہور نہ دے۔ یہ عبد خدا نام اس کا زبان سے نہ لے۔ یہ منجملہ
ان چیزوں کی ہے۔ کہ جسے خدا نے اپنے علوم مکنونہ سے جناب
یعنی خداؐ کے پاس امانت رکھا تھا۔ پھر انہیں حضرتؑ نے اپنے
جد بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا
حضرتؑ نے جناب امیرالمومنین یعسوب الدین وصی ختم المرسلین قاتل المشرکین
علیہ السلام نے اس وقت کہ ممبر کوفہ پر رونق افروز تھے۔ ارشاد فرمایا۔
کہ آخر زمانہ میں ایک مرد میری اولاد سے خروج کریگا۔ اور مرتبۂ عظیم پر
عروج کریگا۔ اس کا چہرہ سفید و سرخ ہوگا۔ شکم بزرگ ران عریض۔
استخواں ہر دو بازو سطبر اور پشت میں دو خال ہونگے۔ ایک خال ہمرنگ
گوشت بدن ہو۔ اور دوسرا خال مشابہ خال محبوب ذو المنن ہو۔ اس کے
دو نام ہونگے۔ ایک نام پوشیدہ لیا جائیگا۔ جو احمدؐ ہے۔ اور دوسرا
علانیہ کہا جائیگا وہ محمدؐ ہے۔ وہ اپنے مقام سے جب حرکت کرے
مشرق سے مغرب تک پر نور ہو۔ شہرہ جمال عدیم المثال دور و دور ہو۔
بندگان خدا کے سروں پر اپنا ہاتھ رکھے۔ تو ان کا دل آہن سے

زیادہ سخت ہو۔ چالیس مرد کا زور اُن کو یک لخت ہو۔ اور جس میت کو
اُس کے ظہور کی خوش خبری پہنچے۔ قبروں میں ایک دوسرے کو خوشخبری
دیں۔ آہ۔ حضرت صادق علیہ السلام نے ابن ابی الہیثم سے کہا۔ کہ جب
تین نام تین اماموں کے محمدؐ و علیؑ و حسنؑ پے در پے گذر جائیں۔ اور چوتھا
شخص جلیل باہر آئے۔ اُس وقت سب غافل ہوں۔ بجا آوری احکام خدا
سے عاطل ہوں۔ حق زندہ در گور ہو۔ رواج ظلم و جور ہو۔ اگر اُس وقت وہ
شخص چہارم ظہور کرے۔ ہر ایک اُس کے واسطے فتور کرے۔ ہر طرف
قتل کا اہتمام ہو۔ اُس کے نیست کرنے میں دشمنوں کو خواب و خور حرام
ہو۔ جب وہ خروج کرے۔ ملائکہ خوشحال ہوں۔ دشمنان دین پابند رنج و
ملال ہوں۔ بازو اور بینی مبارک کشیدہ ہو۔ بزرگی شکم اور سطبری میدہ سے
رانوں کی چیدہ ہو۔ ران راست میں خال ہو۔ دندانہائے پیشین آپس میں
کشادہ اور آب و تاب میں مالامال ہوں۔ زمین کو عدالت سے بھرے۔
جور و ظلم کو نیست و نابود کرے ٭

تفسیر علی بن ابراہیم میں اس آیہ کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ وَقَضَيْنَا
إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ یعنی اُن کو ہم نے خبر دی تمہارے حال سے
اے امت محمدؐ۔ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ۔ خطاب اُمت پیغمبر
آخر الزماںؐ خصوصاً ابوبکر و عمر اور اُن کے تابعین سے ہے۔ کہ دو مرتبہ
تم لوگوں نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا دعوے
بزرگ امر امامت کا کریں۔ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا یعنی روز جمل کہ
عائشہ نے باغوائے طلحہ و زبیر خروج کیا۔ بَعَثْنَا عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ
شَدِيدٍ یعنی امیر المومنینؑ اور اُن کے اصحاب فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ

یعنی تم لوگوں کو تلاش کریں۔ اور قتل کریں۔ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا یعنی البتہ
یہ ہونا ہے۔ اور انجام پہ پہنچیگا۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْھِمْ یعنی
تم کو اے بنی امیہ آل محمدؐ پہ ہم غالب کرینگے۔ وَاَمْدَدْنَاکُمْ بِاَمْوَالٍ
وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنَاکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا یعنی تمہارے تابعین و شریک
دولت دنیا کو حسینؑ بن علیؑ اور اُن کے اصحاب سے ہم زیادہ کریں۔
چنانچہ تم اُن کو قتل بے تقصیر کروگے۔ اُن کے حرم کو ضایع و اسیر
کروگے۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ
فَلَھَا اگر نیک یا بد کروگے سب اپنے واسطے کروگے۔ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ یعنی جب وعدہ خروج آل محمدؐ پہنچے۔ لِیَسُوْءُ وُجُوْھَکُمْ
یعنی صورتیں تمہاری سیاہ ہوں۔ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْہُ
اَوَّلَ مَرَّۃٍ یعنی پیغمبرؐ و امیر المومنینؑ اور اُن کے اصحاب زمانہ رجعت میں
داخل مسجد ہوں۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے۔ وَلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا
تَتْبِیْرًا یعنی وہ تم لوگوں پہ غالب و فائق ہوں۔ اور تم لوگوں کو قتل و ہلاک
کریں۔ بعد اس کے رحم و لطف آل محمدؐ پہ کرکے فرماتا ہے۔ کہ عَسٰی رَبُّکُمْ
اَنْ یَّرْحَمَکُمْ یعنی نزدیک ہے۔ کہ پروردگار تمہارا تمہاری نصرت و یاری
کرے۔ اور تمکو غلبہ عطا کرکے تمہارے دشمنوں کو پابند ذلت و خواری
کرے۔ پھر بنی امیہ کی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ
عُدْنَا یعنی اگر تمہارا سفیانی عود کرے۔ تو ہمارا قائمؑ بھی عود کرے۔ وَلَقَدْ
کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ مراد ذکر سے کتب سماویہ ہے۔
اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ یہ قائمؑ اور اُن کے یاروں
مراد ہے۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ عامّہ اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ کہ مراد اس سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جس وقت قریش نے حضرتؐ کی یاری نہیں کی۔ اور آپ کو مکہ سے خارج کیا۔ اُس وقت یہ آیہ نازل ہوئی۔ حالانکہ مراد اس سے جناب امام حسین علیہ السلام اور اُن کے محبان راسخ الاعتقاد ہیں۔ جو مصائب و بلا میں ثابت قدم رہے۔ اُس وقت احکم الحاکمین نے قایم آل محمدؐ کو اجازت دی۔ کہ بوقت موعود ظہور کریں۔ اور طلب خون مظلوم کربلا کرکے دشمنوں کو مخذول و مقہور کریں۔ اور فرمایا۔ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اس سے قایم آل محمدؐ اور اُس کے موالیان بالیقین مراد ہے۔ کہ شرق و غرب عالم کے بادشاہ ہوں۔ مالک تمام روئے زمین کے بلا اشتباہ ہوں۔ دین حق کا ظہور ہو۔ باطل معدوم و مستور ہو۔ پھر انہیں حضرتؑ سے مروی ہے۔ کہ آیہ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ شان قایم آل عبا میں نازل ہے۔ ذکر خیر اُن کا اس کلام ایزد منان میں شامل ہے۔ اس واسطے کہ وہ مضطر ہے۔ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز ادا کریں گے۔ اور اپنے کشادگی کار کی خدا سے دعا کریں گے۔ جناب باری اجابت فرمائیگا اور اس شدت کو رفع کرکے مسند نشین خلافت فرمائیگا۔ پھر فرمایا۔ کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ سے مراد قایمؑ آل محمدؐ ہے۔ اور یہ کلمہ اُن کے وجود ذیجود پر دال ہے۔ گو مشرکین نے چاہا۔ کہ اس شمع بزم امامت کو بجھائیں۔ بادستِ ستم سے مصباح شبستان ہدایت کو مٹائیں۔ مگر خدا نے اپنے نور کو قایم و روشن رکھا۔ اور ہر طرح

اُن سے دور شر دشمن رکھا۔ جس وقت اُن کا ظہور ہوگا۔ ہر ایک دوست سے رو
ہوگا۔ ہر ایک ملت و مذہب پر غالب ہونگے۔ دل سب کے جانب عباد
معبود حقیقی راغب ہونگے۔ کوئی مخالفت نہ کریگا۔ سوائے خدا کے غیر
کی عبادت نہ کریگا۔ اور اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ
مَّعِیْنٍ کی یوں تفسیر فرماتے ہیں۔ کہ جانا پانی کا قعر زمین میں مقصود غیبت
امام سے ہے۔ اور باہر آنا پانی کا مراد ظہور اُس عالی مقام سے ہے۔
ابن عباس سے تفسیر وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ میں اس طرح
مرقوم ہے۔ کہ یہ اشارہ خروج امام معصومؑ ہے۔ تفسیر عیاشی میں
جابر بعفی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کیا ہے۔ کہ تفسیر اَلْیَوْمَ
یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ کی
یہ ہے۔ کہ جب ظہور موفور السرور قائمؑ آل عباؑ ہوگا۔ بنی امیہ سے
مایوس گروہ کفار پر از جور و جفا ہوگا۔ اور آیہ وافی ہدایہ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ میں ذکر خروج قائمؑ ہے۔ اور
اَذَانٌ سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ حضرتؑ سب کو اپنی طرف
بلائیں گے۔ اور راہ راست دکھائیں گے۔ اور آیۂ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا
عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ ۭ اَلَا یَوْمَ
یَاْتِیْهِمْ لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ
یعنی اگر ہم اپنے عذاب کو ایک مدت تک تاخیر کریں۔ تو وہ لوگ ہر آئینہ
کہینگے۔ کہ کیا چیز مانع ہے اُسے عذاب کرنے سے۔ آگاہ ہو۔ کہ جو
روز آویگا۔ اُن کو نہیں ہے اُن سے پھر لوٹنا۔ اور گھیر لیگا ان کو وہ
جس کا استہزا کرتے تھے۔ جناب حضرت باقر و صادق علیہم السلام

فرماتے ہیں۔ کہ یہ اُس عذاب کا اشارہ ہے۔ جو دست مبارک قایمؑ آل محمدؐ سے دشمنان بیدین کو نصیب ہوگا۔ اور الی امۃ معدودۃ سے مراد اصحاب بدر ہیں۔ یعنی ایک سو تیرہ آدمی اُس وقت ہمراہ قایمؑ کے ہونگے۔ اور حمران سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت باقرؑ سے اس آیہ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ کو پڑھکر ارشاد فرمایا۔ کہ مراد عباد سے قایمؑ اور اُن کے دوستان عالیشان ہیں۔ اسی طرح تفسیر وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ الایہ کی تفسیر میں۔ امالی میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم شب معراج حجاب نور تک پہنچے۔ تو خدا نے ارشاد کیا۔ کہ اے محمدؐ تو ہمارا بندہ خاضع ہے۔ تو اضع اختیار کرکے ہماری عبادت میں ساجد وراکع ہے۔ اور ہم پر توکل واعتماد و وثوق بیدا ؟ علے درجہ کا ہے۔ اور اقرار ہماری وحدانیت وصدانیت کا تجھے پایہ انتہا کا ہے۔ اپنے بندوں میں سے تجھے اپنا بندہ خاص منتخب کرکے اپنا رسول کیا۔ اور تیری محبوبیت کو قبول کیا۔ اور تیرے بعد علی ابن ابی طالبؑ کو تیرے بعد اپنے بندوں پر خلیفہ لیا۔ اور زمام اختیار کل خلایق اُس کے قبضۂ قدرت میں دیا۔ ہمارا دین اُس سے برپا ہوگا۔ اُس سے ہمارے دوست و دشمن میں فرق پیدا ہوگا۔ اور ہمارے حدود و علوم کا امانت دار ہے۔ ہمارے احکام کا جاری کرنیوالا وہ جرار ہے۔ بذریعہ اُن اماموں کے جو تیری اولاد سے ہونگے۔ ہم اپنے بندوں پر جہ بانی کرینگے۔ ہر امر مشکل میں اُن کی آسانی کرینگے۔

ان اماموں میں سے جو قائم ہوگا۔ اُس کی ذات بابرکات سے زمین ہماری تسبیح و تقدیس و تحمید و تہلیل سے معمور ہوگی۔ نور عدل و انصاف سے اُس کی تاریکی ظلم وجور دور ہوگی۔ زمین کو اُس کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں سے پاک کریں گے۔ یک قلم معاندین کو ہلاک کریں گے۔ اور اپنے دوستوں کو زمین میں اختیار دیں گے۔ ظالموں سے ظلم وستم کا انتقام لیں گے۔ کافروں کا کلمہ پست ہمارا کلمہ بلند ہوگا۔ اُس کا مطیع عزیز و ارجمند ہوگا۔ اُس سے شہروں اور بندوں کو اپنے حیات تازہ دیں گے۔ دولت و ثروت و نعمت بے اندازہ دیں گے۔ خزانے جو پوشیدہ ہیں اُس پر آشکار ہونگے۔ ظاہر اُس پر ہمارے اسرار ہونگے۔ ملائکہ اُس کی تائید کرتے ہونگے۔ عیسےٰ تقلید کرتے ہونگے۔ اور امالی میں عبد الرحمان بن ابی لیلا سے مروی ہے۔ اور وہ اپنے باپ سے ناقل و راوی ہے۔ کہ اُس نے کہا جب روز جنگ خیبر علم نصرت شیم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشجع وجرار جناب حیدر کرار کو عطا فرمایا۔ اور فتح خیبر کا معاملہ اُن کے دست حق پرست سے ظہور میں آیا۔ اور جب مقام غدیر خم میں بحکم آیہ بلغ ما انزل الیک اُن حضرت کو خلیفہ و جانشین اپنا مقرر کیا۔ اور امت کو تو یدجا نفزا بے من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے مبشر کیا۔ بعد بیان فضائل و مراتب حیدر کرار جناب احمد مختار اشکبار ہوئے۔ بخیال کسی امر ناگزیر کے بیقرار ہوئے۔ جب سبب اصحاب نے گریہ استفسار کیا۔ تو فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد علیؑ کو ستاتینگے۔ اُس کا حق چھین کر اذیت دینگے۔ اُس سے بیوفائی کرتینگے۔ مکرر اُس سے لڑائی کرتینگے۔

س کی اولاد کو مقتول و اسیر کرینگے۔ اُس کے ناموس کو در بدر تشہیر کرینگے۔ آگ سے گھر جلائینگے۔ اُس کی اولاد پر مطلق رحم نہ کھائینگے لیکن ایسی خبر کے ساتھ جبرئیلؑ نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جب وقت ہمارے قایمؑ کا قیام ہوگا۔ محو برطرف ظالمان بد انجام کا نام ہوگا سب ظلم وستم نابود ہو جائینگے۔ اُس وقت اُس کے اولاد کرام اقتدار پائینگے۔ تمام امت کا اُن کے حجت خدا ہونے پر اجماع ہوگا۔ دشمنوں کے مراتب جاہ کا انتزاع ہوگا۔ دوست و مداح اُن کے بیشمار ہونگے۔ منکرین ذلیل وخوار ہونگے۔ یہ اُس وقت ہوگا۔ کہ جب شہروں کا رنگ بدل جائے۔ وقار و عزت وحیا ہاتھوں سے نکل جائے ضعف سے بندگان خدا کو ہراس ہو۔ کشادگی کار سے یاس ہو۔ جب یہ حالت ہو۔ رحم خدائے غفور ہوگا۔ ہمارے قایمؑ کا ظہور ہوگا۔ ہمارا ہمنام وہ عالیمقام ہوگا۔ اور اُس کا باپ ہمارے پسر کا ہمنام ہوگا۔ میری دختر فاطمہؑ کی اولاد سے ہوگا۔ اُس کی تلوار سے خدا حق کو ظاہر و عیاں کریگا عدل کو عالم میں ظلم وستم کو معدوم کرکے بھریگا۔ باطل کو مٹائیگا دین خدا رواج پائیگا۔ تمام لوگ کوئی برغبت کوئی بخوف اُس کی متابعت کریں گے۔ آپس میں ترک مخالفت کریں گے۔ یہ فرماکر آپ گریہ و زاری سے ساکت ہوئے۔ پھر فرمایا۔ کہ خوشا حال تم لوگوں کا کہ تم کو وسعت حاصل ہو۔ اور خدا کا وعدہ خلاف نہ ہو۔ اور حکم اُس کا جاری ہو۔ فتوحات الہی نزدیک ہے۔ اور وہ حکیم و دانا ہے۔ اے خدا یہ سب ہمارے اہلبیت میں فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اللھم اکلاھم واحفظھم انت علی کل شیء قدیر اخی ان اہلبیتؑ سے

ہمارے رجس کو دور کر۔ اور پاکیزہ کر اُن کو ہر خباثت سے۔ اور اُن کی محافظت کر۔ اور اُن کی رعایت کر۔ اور اُن کی یاری اور اعانت کر۔ اور عزیز رکھ اور ذلت اُن کو نہ دے۔ اور خلیفہ جانشین میرا تو ان میں رہ بدرستیکہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ کتاب اکمال الدین میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے۔ اور آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے قسم ہے اُس پروردگار کی جس نے مجھے مبعوث برسالت کیا۔ اور واسطے بشارت امت کے بھیجا۔ اور از روئے اُس عہد کے جو مجھ سے فرمایا ہے یہ عہد ہے۔ کہ میری اولاد میں سے ہمارے قایمؑ کو غائب و نہاں کریگا اور ایسی غیبت طویل سے نہاں کریگا۔ کہ اکثر لوگ کہینگے۔ کہ خدا کو آل محمدؐ کی احتیاج نہیں ہے۔ اور ایک گروہ اُس کی ولادت میں شک کریں گے۔ جو کوئی اُس کے عہد خلافت کو پائے۔ ایمان دین پر اُس کے لائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ شیطان کے بہکانے سے شک کرے۔ اور دین و ملت سے گذر جائے۔ کیونکہ اسی شیطان نے تمہارے پدر و مادر کو بہشت سے نکالا۔ بدرستیکہ شیطان دوست کفار ہے۔ اور مہدی ولی خدائے غفار ہے۔ امالی میں خیر بن نوف سے روایت ہے۔ کہ اُس نے ابو سعید خدری سے کہا۔ کہ جو سال ہم پر گذرتا ہے۔ وہ سال گذشتہ سے بدتر ہوتا ہے۔ اور جو امیر ہم پر ہوتا ہے۔ امیر سابق سے زیادہ ظلم وستم کرتا ہے۔ ابو سعید نے کہا۔ کہ یہی ہم نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔ اور اس کے علاوہ فرماتے تھے۔ کہ ایسی خرابی کے ساتھ

روز بروز ظلم وستم کی زیادتی ہوگی۔ اور اس قدر ظلم وجور سے دنیا بھر جائیگی۔ کہ کوئی مسلمان خدا کا نام نہ لے سکیگا۔ اس کے بعد خداوند تعالےٰ ایک ایسے شخص کو ہمارے اہلبیت وعترت سے مبعوث کریگا۔ جو زمین کو عدالت سے مملو کریگا۔ اور ظلم وجور کو وہ زمانہ سے معدوم چارسو کریگا۔ زمین اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو باہر نکالیگی۔ یعنی خزانے جو زمین میں چھپائے گئے ہیں۔ وہ ظاہر ہونگے۔ اور مال ودولت کی ایسی زیادتی ہوگی۔ کہ کسی کو ضرورت شمار کی نہ رہیگی۔ اپنے مشت ودامن میں بلاشمار لیکر جمع کریں گے۔ اور اسی کتاب میں ابن عباس سے اس طرح پر روایت ہے۔ کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شب معراج جب ہم رتبہ قاب قوسین او ادنیٰ سے ممتاز ہوئے۔ اور رتبہ محرمیت بارگاہ خدا سے سرفراز ہوئے۔ جناب باری عزاسمہ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے محمدؐ تم جانتے ہو۔ کہ ملائکہ کس وجہ سے آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا۔ کہ تونے بنی آدم سے اپنے بعد کے لئے کیوں برادر اور وصی مقرر نہیں کیا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ جس چیز کی تو مجھے تعلیم نہ کرے۔ ہم کو اس کا علم کیونکر ہوسکتا ہے۔ امیدوار ہوں۔ کہ نظر رحمت مجھ پر فرماکے میرے واسطے وزیر تجویز کردے۔ ارشاد ہوا۔ کہ اس کام کے واسطے ہم نے علیؑ کو انتخاب کیا ہے۔ اور اس کو تیری وراثت ووصایت وعامیت کا افتخار دیا ہے۔ قیامت کے دن علم حمد کا مالک ہوگا۔ راہ نیک کا سالک ہوگا۔ حوض کوثر پر اس کا اختیار ہے۔ ساقی شیعیان ومحبان ابرار ہے۔

جو شخص تیری امت سے بشرطیکہ وہ شیعہ و محب اہلبیتؑ اظہار کا ہو گا۔
پیاسا ہو۔ وہ سیراب کریگا۔ میں اپنے قدر و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔
کہ تیرے اور تیرے اہلبیتؑ کے دشمنوں کو ایک قطرہ حوض کوثر سے
میسر نہ ہوگا۔ تمام امت بہشت میں جگہ پائیگی۔ مگر وہ شخص کہ طلبگار
جنت نہیں جس کو تیری آلؑ کی محبت نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کوئی
ایسا بھی ہو گا۔ جو فردوس کا خواستگار نہ ہو۔ فرمایا۔ ہاں۔ جو دشمن علیؑ
اور اہل بیت اطہار ہو گا۔ اے محمدؐ! میں نے اول تجھ کو پسند کیا۔ بعد اس
کے تیرے بھائی علیؑ کو مرتبہ وصایت سے ارجمند کیا۔ اور اُس کی
نسبت تیرے ساتھ مثل نسبت موسےٰؑ و ہارونؑ کے ہے۔
تو خاتم پیغمبران ہے۔ اور وہ تیرے فرزندوں کا پدر ہے۔ اُس کا
حق تمام آدمیوں پر حالت حیات میں بعد تیرے مانند میرے حق کے
ہے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یہ سُن کر سجدۂ شکر کیا۔
اُس وقت منادی نے ندا دی۔ کہ اے محمدؐ سر اُٹھاؤ۔ اور ہم سے کچھ
طلب کرو۔ کیونکہ جو کچھ مانگو گے ہم عطا کریں گے۔ میں نے عرض
کیا۔ کہ اے معبود! میں چاہتا ہوں۔ کہ تمامی انسان کو ان کی دوستی پر
متفق کردے۔ کہ بالکل میری امت یک دل و یک زبان ہمارے
سامنے حاضر ہوں۔ جواب ملا۔ کہ اے محمدؐ! اپنے بندوں میں قبل
اس کے کہ اُن کو پیدا کریں جو کچھ ہونے والا ہے اُس کا حکم ہم دے
چکے ہیں۔ اور مشیت میری حتمی و لازمی ہے۔ اور اُن میں جاری
ہے۔ اس واسطے کہ جس کو ہماری مشیت نے چاہا۔ وہ ہلاک ہوا۔
اور جس کو چاہا۔ ہدایت کر کے پاک کیا۔ علیؑ کو ہم نے تیرا صاحب علم

اور وزیر اور خلیفہ تیری امت و اہلبیتؑ پر مقرر کیا ہے۔ جو کوئی اُس کا دشمن ہوگا۔ میرا اور تیرا دشمن ہوگا۔ اور وہ بہشت سے محروم رہیگا۔ اور جو کوئی اُس کو دوست رکھیگا۔ وہ خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب ہے۔ یہ فضیلت و کرامت ہم نے علیؑ کو دی ہے۔ اُس سے گیارہ شخص ہادی و مہدی پیدا ہونگے۔ کہ وہ سب تیری ذریت ہیں۔ اور تیری دختر فاطمہؑ سے یہ گیارہ شخص بہم پہنچیں گے۔ اور اُن کے آخر میں وہ شخص ہے۔ کہ جس کے پیچھے عیسےٰؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔ زمین کو عدالت سے مملو کریگا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔ اُس کے باعث ہلاکت سے نجات ملیگی۔ گمراہی سے ہدایت کی راہ راست کو بتلائیگا۔ کور و شل و مبروص و صاحب عوارض و اسقام اُس کے ہاتھ سے شفا پائیں گے۔ مَیں نے عرض کیا۔ اے خدا یہ سب امر کس وقت ہونگے۔ ارشاد ہوا۔ کہ جب علم زمانہ سے اُٹھ جائے جہل و نادانی فروغ پائے۔ قرأت کتاب خدا کا مشغلہ بے انتہا ہو۔ مگر عمل اُس پر کسی کا نہ ہو۔ قتل و خونریزی کی کثرت ہو۔ دور علماے ضلالت و خباثت ہو۔ علماے ہدایت کم ہوں۔ شعرا کا زمانہ ہو۔ قبرستان کو مساجد بنائیں۔ قرآن و مساجد کی زینت و طلاکاری کریں۔ جور و فساد شایع ہو۔ امر بد اور ناشایستہ ظاہر ہو۔ امر بمنکر اور نہی بالمعروف کا رواج ہو۔ مردوں کو مردوں کے ساتھ اور عورتوں کو عورتوں کے ساتھ کفایت شعاری ہو۔ حکام و امرا کافر ہوں۔ توابع و موالی اُن کے ظالم و فاجر ہوں۔ وزراے سلاطین فاسق ہوں۔ تین جگہ ماجراے خسف واقع ہو۔ ایک مشرق میں۔ اور ایک مغرب میں۔ اور ایک جزیرہ

عرب میں یعنی زمین دھنس جائے۔ اور بصرہ ہاتھ سے ایک مرد کے
جو تیری ذریت سے ہوگا خراب ہو۔ زنگیاں اُس کی متابعت کریں گے۔
ہر امر میں موافقت کریں گے۔ اور اولاد حسینؑ بن علیؑ سے کوئی ظہور
کرے۔ دجال مشرق سیستان سے خروج کرے۔ سفیانی ظاہر ہو۔
میں نے کہا۔ کہ بعد میرے کیسے کیسے فتنہ و فساد امت میں واقع ہونگے
ندا آئی۔ کہ مثل فتنہ و فساد قوم بنی اسرائیل کے تیری امت میں سبھی سب
فتنہ و فساد ظاہر ہونگے۔ جب ہم معراج سے پھر کر آئے۔ اُن سب
باتوں کو علیؑ سے کہا۔ اور اپنے خدا کی رسالت ادا کی۔ شکر خدا
ہے۔ کہ جو کچھ پیغمبران گذشتہ سے ہوا۔ اور جو کچھ اُن کو پیش آیا۔
وہ میرے بعد قیامت تک میری امت میں ہوگا۔

واضح ہو۔ کہ مفسّرین کے درمیان یہ مشہور ہے۔ کہ آیہ شریفہ
مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ اشارہ ہے طرف
آیۂ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً کے۔ اور شاید اشارہ ہو طرف
قصہ صاحب الزنج کے۔ کہ جس سال حضرت صاحب الامر پیدا ہوئے۔
اُس نے بصرہ میں خروج کیا۔ اور زنگیوں سے وعدہ کیا۔ کہ جو اُس
کے پاس آئیگا۔ آزاد ہوگا۔ اور اُس کو جائزہ معقول دیگا۔ اس وجہ
سے جمعیت کثیر مہیا ہوگئی۔ اور اُس کے کاروبار میں رونق ہوئی۔ اور
ملقب بصاحب الزنج ہوا۔ یہ دعوے کرتا تھا۔ کہ وہ علی بن محمد بن
احمد بن عیسٰے بن زید بن علی بن الحسین ہے۔ لیکن ابی الحدید لکھتا
ہے۔ کہ اکثر اہل نسب اُس کے نسب کی بُرائی بیان کرتے ہیں۔ اکثر
نساب کا یہ قول ہے۔ کہ وہ علی بن محمد بن عبد الرحیم طایفہ عبد القیس

سے ہے ۔ اُس کی ماں طائفہ بنی اسد بن خزیمہ سے ہے ۔ اور ابن اثیر
کامل اور مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے ۔ کہ ان حدیثوں
سے اُس کا نسب صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ اور اخوند مجلسیؒ نے جو تحریر
کیا ہے ۔ اُس سے یہ مستفاد ہوتا ہے ۔ کہ یہ سب علامتیں وقت
ولادت سے تا ایام ظہور بتدریج حادث ہونگے ۔ تاکہ مقارن ظہور
سب ہو چکے ہوں ۔ یہ لازم نہیں ہے ۔ کہ سب وقت ظہور واقع
ہوں ۔ بلکہ اکثر شرطیں اور علامتیں قیامت کی کہ عامہ و خاصہ سے
نقل کی ہیں قبل ظہور برسوں پیشتر حادث ہوئیں ۔ اور جو یہ احتمال
ہوتا ہے ۔ کہ یہ سب علامتیں وقت ولادت کے واقع ہوں ۔ تو
یہ مسوق کلام سے بہت بعید ہے ۔ کیونکہ خروج دجال و سفیانی
بھی اس کے ساتھ موعود ہے ۔ کتاب کمال الدین میں ابن عباس
سے مروی ہے ۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ میرے خلفاء
اور اوصیاء بارہ ہیں ۔ اوّل علیؑ اور آخر میرا فرزند مہدیؑ ہے ۔
کہ عدالت سے زمین کو رونق تازہ دیگا ۔ ظلم و جور سے زمانہ کو نجات
دے کر پناہ میں لیگا ۔ قسم ہے اُس پروردگار کی جس نے مجھے
مبعوث برسالت کیا ۔ کہ اگر عمر دنیا سے بڑھ جائے ۔ مگر ایک دن
تو خدا اُس دن کو ایسا وسیع کریگا ۔ کہ وہ خروج کرے ۔ اور عیسےٰؑ
آسمان چہارم سے نیچے آئیں ۔ اور اُس کے پیچھے نماز بجالائیں ۔
زمین نور پروردگار سے منور ہو ۔ مشرق و مغرب میں اُس کی سلطنت
ہو ۔ اور جابر انصاری سے منقول ہے ۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ۔ کہ مہدیؑ
میری اولاد سے ہے ۔ نام اور کنیت اُس کی مثل میرے نام و کنیت

کے ہے۔ اور ہر شخص سے وہ مجھ سے زیادہ شبیہ ہوگا خُلق و خلقت میں غیبت اُس کی طویل ہوگی۔ کہ اکثر اشخاص گمراہ ہو جائینگے۔ بعد اس کے مثل تیر شہاب کے ظاہر ہوگا۔ اور عالم کو عدالت سے بھر یگا۔ جیسا کہ جور و ستم سے بھر گئی ہو۔ اور ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے۔ کہ اُس نے حضرت محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا۔ وہ شخص بہت اچھا ہے۔ کہ جس کو قایم اہلبیت کا زمانہ نصیب ہو۔ اور قبل ظہور غائبانہ اُن کا اعتقاد رکھتا ہو۔ اُن کے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن ہو۔ ایسا شخص میرے رفیقوں سے ہوگا۔ اور میری اہل بیت کی دوستی کرنے والوں میں اُس کا شمار ہوگا۔ اور پیش خدا میری امت میں کریم تر ہوگا۔ یہ دونو حدیث متعدد سندوں سے مرقوم ہیں۔ اور اسی کتاب اکمال الدین میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ میری امت کے امام ہیں۔ اور میرے جانشین ہیں۔ اُن کی اولاد میں ایک فرزند قایم و منتظر ہے۔ کہ جو عالم میں انصاف کریگا۔ حق خدائے برتر کی میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ جو کوئی اُس کے زمان غیبت میں محبت اور اعتقاد امامت پر اُس کے ثابت اور باقی رہیگا۔ وہ گوگرد سرخ سے زیادہ نایاب ہے۔ جابرؓ نے عرض کیا۔ کہ ایسا کس واسطے ہوگا۔ فرمایا۔ کہ غیبت کو اُس کی اس قدر طول ہو۔ کہ اُس کی حیات اور وجود کا کوئی یقین نہ لائے۔ پھر جابرؓ نے عرض کیا۔ کہ اس قدر طولانی غیبت کیوں ہوگی۔ ارشاد کیا کہ قسم خدا کی واسطے امتحان خلق کے ایسی غیبت ہوگی۔ تاکہ مومنوں کا ایمان خالص و پاک ہو۔ اور کافر مضمحل و ہلاک ہو۔ اے جابرؓ یہ ایک سر ہے اسرار الٰہی

ہے۔ اور ایک امر ہے قضایا ئے حتمیہ ربانی سے۔ کہ اُس کا علم بندگان خدا کو نہیں ہے۔ مبادا اگر تو اس میں شک کریگا۔ تو کافر ہو جائیگا بعضے ان اسرار سے۔ صادق آل محمدؐ نے حدیث سدیر صیرفی میں کہ اُس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ آئیگا خاص خاص اپنے شیعوں سے بیان فرمایا ہے تھوڑا سا اسرار بالغہ الٰہی کو جناب رسالت مآبؐ نے بسبب عدم صلاح وقت و حال بطریق اجمال اس حدیث میں اشعار فرمایا ہے۔ پس جس کے دل میں نور ولایت اہلبیت ہوگا۔ وہ نے الجملہ مطلع ہو جائیگا۔ وَمَنْ لَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُوْرٍ۔ ایضاً حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا ہے۔ کہ قایمؑ میری اولاد سے ہوگا۔ نام و کنیت و شمایل و سنت و طریقہ میں ہماری مانند ہے۔ خلق خدا کو کتاب الٰہی سے راہ راست پر لائیگا۔ میری شریعت و سنت پر سب کو ہدایت کریگا۔ جو کوئی اُس کی اطاعت کرے۔ گویا میری اطاعت کی۔ اور جس نے اُس کی معصیت کی۔ اُس نے میری معصیت کی۔ انکار و تکذیب اُس کی میری رسالت کی تکذیب ہے۔ اور تصدیق اُس کی میری نبوت کی تصدیق ہے۔ بخدا ہم جناب باری جل شانہ سے شکوہ کریں گے۔ جس نے اُس کی تکذیب کی۔ یا میری باتوں کا اُس کے حق میں انکار کیا۔ اور میری امت کو اُس کے طریقہ سے گمراہ کیا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ ایضاً دوسری حدیث میں فرمایا۔ کہ جو شخص ایام غیبت میں انکار قایمؑ کا کرے۔ وہ طریقہ کفر و جاہلیت پر مریگا۔ اور رسالہ غیبت میں شیخ طوسیؒ سے ابوسعید خدری سے اور اُس نے جناب رسالت مآب صلعم سے

روایت کی ہے۔ کہ حضرتؐ نے بالائے ممبر ارشاد فرمایا۔ کہ مہدیؑ میری عترت و اہلبیتؑ سے ہے۔ آخر زمانہ میں خروج کریگا۔ اُس کی برکت سے آسمان سے پانی برسیگا۔ زمین سے دانہ اُگیگا۔ زمین عدالت سے مملو ہوگی۔ بعد اس کے کہ ظلم وجور سے بھر گئی ہو۔ اور ابوہریرہ اور ابن مسعود سے دو سند کے ساتھ روایت ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ کہ نہ رہے دنیا سے مگر ایک دن۔ تو جناب باری وہ دن اتنا بڑا کریگا۔ کہ میرے اہلبیتؑ میں ایک مرد کو مبعوث کرے۔ لقب و نام میں میرا ہمنام ہے۔ مہدیؑ اُس کا لقب ہے۔ بعد ظلم وجور کے زمین میں عدالت کریگا۔ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص نے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے ایک حدیث طولانی کے آخر میں فرمایا۔ کہ جس وقت گمراہی وفسق وفجور عالمگیر ہو۔ ہر ایک زندان غوایت وضلالت میں اسیر ہو۔ ایک مرد اولاد علیؑ سے ملقب بمہدیؑ کا ظہور ہو۔ دروغ وکذب وافترا وفسق وفساد دور ہو۔ ایام سختی ودشواری معدوم ہو کر زمانہ فرحت وسرور کامرانی کا آئے۔ ہمارے شیعوں اور دوستوں کو اُس کے سبب سے خدا ذلت بندگی سے بچائے۔ ہر ایک عزت وآبرو پائے۔ سب کا خوف وہراس جائے۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ اول اُمت مَیں ہوں۔ اور وسط اُمت مہدیؑ۔ اور آخر امت عیسےٰؑ ہے۔ اس درمیان میں بہت ہرج ومرج وفتنہ وفساد ہو۔ اور ام سلمہ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا رسول خداؐ نے مہدیؑ میری عترت اور اولاد فاطمہؑ سے ہے۔ اور ابوسعید خدری نے ایک طولانی حدیث کے آخر میں جناب رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا۔ کہ اے

میری پارۂ جگر ہم اہلبیت کو خدا نے سات چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ کہ وہ دوسرے پیغمبروں کو نہیں ملی ہیں۔ تیرا باپ بہترین پیغمبران ہے تیرا شوہر میرا وصی بہترین اوصیاء وشاہ مرداں ہے۔ ہمارا شہید تیرے شوہر کا چچا بہترین شہیداں ہے۔ تیرے پسر عم جعفر کو خدا نے دو پنکھ دئے ہیں جس سے وہ بہشت میں طیراں ہے۔ تیرے دونو فرزند حسنؑ اور حسینؑ اس امت کے سبطین ہیں۔ میری عترت سے مہدیؑ اس امت کے ہادی کونین ہیں۔ وہ عیسےٰ بن مریمؑ کا مقتدا ہے بہت ذی مرتبہ پیش خدا ہے۔ بعد اس کے شانہ حسینؑ پر ہاتھ مار کر تین مرتبہ فرمایا۔ کہ اس کی اولاد سے ہوگا۔

اور منجملہ ان چالیس حدیثوں کے جو حافظ ابو نعیم احمدی سے خروج مہدی صاحب الزمانؑ میں بروایت علی بن بلال کشف الغمہ میں مرقوم ہیں۔ یہ حدیث ہے۔ کہ علی بن بلال نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا۔ کہ میں خدمت رسولؐ خدا میں وقت رحلت کے حاضر ہوا۔ تو دیکھا میں نے۔ کہ جناب سیدہ سرہانے بیٹھی ہوئی آہستہ آہستہ رو رہی ہیں۔ منہ اشکوں سے دھو رہی ہیں۔ جب صدائے گریہ بتحمل عذرا بلند ہوئی حضرتؐ نے سر اٹھایا۔ اور فرمایا حبیبتی فاطمہؑ کیوں تو اشکبار ہے۔ اور کس ملال وخیال میں بیقرار ہے۔ عرض کیا مجھے خوف اس کا ہے۔ کہ بعد آپ کے ہم ضایع ہوں۔ دلوں میں جو کینے پوشیدہ ہیں شایع ہوں۔ فرمایا اے میری حبیبہ تجھ کو نہیں معلوم ہے۔ کہ خدا نے زمین پر نظر فرما کے تیرے باپ کو منتخب کر کے مبعوث برسالت کیا۔ بعد اس کے دوسری مرتبہ توجہ کر کے تیرے

شوہر کو مستحق خلافت کیا۔ اور مجھے حکم دیا۔ کہ تیرا عقد اُس سے کروں۔ اور ہم اہلبیتؑ سات خصلتوں سے مختار کیا ہے۔ سب آدمیوں میں سرفراز کیا ہے۔ کہ کسی کو ہم سے پیشتر یہ فضیلت عطا نہیں ہوئی ہے۔ اور کسی پر یہ رحمت و مکرمت سے انتہا نہیں ہوئی ہے۔ تیرا باپ خاتم پیغمبران عزیز و محبوب خدا ہے۔ تیرا شوہر ولی خدا بہترین اوصیا ہے۔ اور بہترین شہدا اور زیادہ دوست پیش خدا حمزہ بن عبد المطلب تیرے پدر و شوہر کا چچا ہے۔ اور تیرے باپ اور شوہر کا پسر عم دو پروں سے بہشت میں پرواز کناں جا بجا ہے۔ اور سبطین اس امت کے دونو فرزند تیرے حسنینؑ ہیں۔ کہ وہ سردار جوانان بہشت اور امام الثقلین ہیں۔ اُس پروردگار حق کی قسم جس نے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہے۔ کہ اُن کا باپ اُن سے بہتر ہے۔ اے فاطمہؑ خدا کی قسم اس اُمت کا مہدیؑ میری اولاد سے ہے جس وقت دنیا میں ہرج و مرج و فتنہ و فساد زیادہ ہو۔ ہر ایک فسق و فجور پر آمادہ ہو۔ سیل فساد سے بنیاد ہر ایک دل کی خراب ہو۔ اُمت میں پیچ و تاب ہو۔ ظلم و جور علانیہ و فاش ہو۔ غیروں کے مال و زر کی تلاش ہو۔ راہیں مسدود ہوں۔ امن و امان کے وسیلے مفقود ہوں۔ ایک دوسرے کو غارت و تاراج کرے۔ نان شبینہ کا محتاج کرے۔ بزرگوں کو صغیروں پر رحم و الطاف کا خیال نہ ہو۔ اور صغیروں کو بزرگوں کی عزت و حرمت پر توجہ شامل حال نہ ہو۔ اُس وقت خدا ایک ایسے شخص کو مبعوث کریگا۔ کہ گمراہی کے قلعوں کو خراب و برباد کرے۔ دلوں کو جو مثل پتھر کے سخت ہو گئے ہیں نرم کر کے شاد کرے۔ آخر زمانہ میں پھر دین مُردہ کو زندہ کر کے رواج دے۔ جیسا کہ میں نے کیا تھا۔ اور زمین کو جو ظلم سے بھر گئی ہو صاف کر کے

بیحد عدالت و انصاف کرے۔ اے فاطمہؑ غم و غصہ دل سے دور کرو۔
رونا موقوف کر کے دل کو مسرور کرو۔ مجھ سے زیادہ تجھ پر خدا مہربان ہے۔
اس واسطے کہ خدا نے تیرا نکاح اُس کے ساتھ آسمان پر کیا ہے۔ جو
حسب و نسب میں بزرگترین مردم اور رحیم ترین خلق خدا اور عادل ترین و
دانا ترین مردم ہے۔ ہر قضیہ و مشکل میں ہم نے خدا سے خواہش کی
ہے کہ پہلے اہلبیتؑ میں سے جو ہم سے ملاقات کرے۔ وہ تو
ہے پس امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ بعد پیغمبرؐ کے فاطمہ زہراؑ بقید
حیات نہ رہیں۔ مگر پچہتر روز۔

کشف الغمہ میں لکھا ہے۔ کہ محمد بن یوسف بن محمد شافعی نے کتاب
الطالب فی مناقب علیؑ بن ابی طالبؑ کے اول میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس
کتاب میں وہ حدیثیں تحریر و جمع کی گئی ہیں۔ کہ جو بطریق اہل سنت مستور
ہیں۔ اُن میں سے ایک خبر بھی کتب شیعہ سے نہیں ہے۔ اور یہ
اہتمام اس واسطے کیا ہے۔ کہ اثبات مدعا و الزام خصم میں کسی طرح کا
شک و شبہ نہ رہے۔ اور صاحب کشف الغمہ نے یہ بھی تحریر کیا ہے۔ کہ
احوال جناب صاحب العصر والزمان خلیفۃ الرحمان میں اُس نے پچیس باب
اس تفصیل سے مرتب کئے ہیں:-

باب اول میں احوال خروج بسند معتبر اہلسنت کے ذر بن عبداللہ سے
نقل کیا ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ دنیا تمام نہ ہوگی۔ جب تک کہ ہمارے
اہلبیتؑ میں سے کوئی مرد مالک تمام عالم کا نہ ہو۔ اور وہ ہمارا ہمنام ہوگا۔
اور ابو داؤد [illegible] نے اپنے سنن میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور نشان
راویوں کا اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ حافظ ابراہیم بن محمد بن ازہر نے دمشق

میں ہے۔ اور حافظ محمد بن عبد الواحد نے مسجد جامع جبل قاسیوں میں نفر بن عبد الجامع قاضی ہرات سے۔ ہرات میں محمد بن عبد اللہ بن محمود طائی سے اور اُس نے عیسےٰ بن شعیب سنجری سے۔ اور اُس نے ابو الحسن علی بن بشر سنجری سے۔ اور اُس نے حافظ ابو الحسن محمد بن الحسین الآبری سے مجھ کو اس حدیث کی خبر دی ہے۔ اور شافعی نے اپنی کتاب میں اس زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے۔ کہ اگر باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک روز تو خداوند اعلا اُس دن کو ایسا طویل کریگا۔ کہ ایک مرد کو ہمارے اہلبیت سے کہ وہ ہمنام میرا ہوگا مبعوث کریگا۔ اور وہ زمین کو جو ظلم سے بھری ہوگی صاف کر کے عدالت سے بھریگا۔ اور اس حدیث کو ترمذی و ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور دوسری حدیثیں بھی لکھی ہیں +

باب دوم اس بیان میں ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلعم نے تصریح کے ساتھ ارشاد کیا ہے۔ کہ مہدیؑ اولاد فاطمہؑ سے ہوگا۔ اور تین حدیثیں اسی باب میں نقل کی ہیں۔ جو مطابق بعضے مضمون اخبار سابقہ کے ہے +

باب سوم اس امر میں ہے۔ کہ مہدیؑ سادات اہل بہشت سے ہے +

باب چہارم میں لکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اُس کی بیعت کا حکم دیا ہے جس وقت وہ ظہور کرے +

باب پنجم میں ہے۔ کہ اُس کی یاری اہل زمین مشرق کریں گے۔ اور یہ حدیث بھی عبد اللہ بن حارث زبیدی سے نقل کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ مشرق سے ایک گروہ ظاہر ہو جس سے مہدیؑ کی سلطنت

میں استحکام ہو۔ اور علقمہ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ
کہتا ہے۔ کہ ہم خدمت حبیبؐ کبریا میں تھے۔ کہ ایک گروہ جوانان
بنی ہاشم کا آیا۔ جب پیغمبر خداؐ نے اُن کو دیکھا۔ رنگ متغیر ہو گیا۔ آنکھوں
سے آنسو جاری ہوئے۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ چہرہ مبارک میں ہمیشہ
ہم ایسا اثر دیکھتے ہیں۔ جس سے ہماری خاطر غمگین ہوتی ہے۔ فرمایا
ہم اُس خاندان سے ہیں۔ کہ خدا نے ہمارے واسطے آخرت کو دنیا پر
ترجیح دی ہے۔ میرے اہل بیتؑ پر میرے بعد بہت بلائیں نازل
ہونگی۔ کبھی میرے اہلبیتؑ و عترت و آل اسرا میں شامل ہونگی۔
پابند ظلم و جور رہیں گے۔ دل پر غربت کا درد والم سہیں گے۔ کبھی
دربدر تشہیر ہوں گے۔ صاحب عزت و شرف ہوکر محتاج و حقیر
ہوں گے۔ کہ معاندین اُن کو گھروں سے باہر نکالیں گے۔ اُن کے
قتل پر تیغ و خنجر نیزہ و تیر ہاتھوں میں سنبھالیں گے۔ یہاں تک کہ
ایک گروہ اہل مشرق کا علمہائے سیاہ لیکر آئیگا۔ اور نیکی کی طرف
سب کو بلائیگا۔ مگر کوئی اُن کی اجابت نہ کریگا۔ اُن کی باتوں کی سماعت
نہ کریگا۔ وہ لڑائی کرنے پر ناچار ہوں گے۔ مغلوب اشرار و کفار
ہوں گے۔ اُس وقت اس بات پر اُن کے دشمن راضی ہوں گے۔
کہ اُن کی مطلب برآری کریں۔ جو وہ کہتے ہیں اُسے جاری کریں۔
مگر وہ لوگ قبول نہ کریں گے۔ آخر امر ریاست و سلطنت کو ہاتھ میں
اُس شخص کے دیں گے۔ جو ہمارے اہلبیتؑ سے ہوگا۔ اور وہ
زمین کو عدالت سے بھر دیگا۔ ظلم و جور کو نیست و نابود کریگا۔ جو شخص
تم لوگوں میں سے اُس زمانہ کو پائے۔ لازم ہے۔ کہ اُس کی خدمت

میں جائے۔ اُس کی ہمراہی کرے۔ اگرچہ برف پر زانو کے بل چلنا پڑے۔
اور ابن اعثم کوفی نے کتاب فتوح میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ وَیْحًا لِلطَّالِقَانِ وَیْح کلمہ ترحم ہے۔
یعنی خدا رحمت کرے اہل طالقان پر۔ اس واسطے کہ زمین طالقان میں
خدا کا خزانہ ہے۔ مگر نہ طلا ہے اور نہ نقرہ ہے۔ اُس میں ایسے
چند مردان باخدا ہیں۔ کہ اپنے معبود کو اُن لوگوں نے بخوبی پہچانا ہے۔
آخر زمانہ میں وہ مہدیؑ کی یاری کریں گے۔

باب ششم میں بیان مدت سلطنت و حکمرانی ہے جس سے
دلوں کو شادمانی ہے۔ اور اُس میں ام سلمہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے
کہ حبیبؐ کبریا نے فرمایا۔ کہ جب خلق میں ہمارے خلفاء سے کوئی مر
جائے۔ امت کے درمیان اختلاف ظاہر ہو۔ اور کوئی مدینہ سے
بھاگ کر مکہ میں جائے۔ جمع کثیر اہل مکہ سے اُس کو مجبور کر کے درمیان
رکن و مقام کے اُس کی بیعت کریں۔ لشکر سفیانی شام سے اُس سے
لڑنے کو آئے۔ مقام بیدا میں کہ درمیان مکہ و مدینہ کے ہے زمین اہل شام
کو نگل جائے۔ جب یہ ماجرا واقع ہو۔ سکان شام و عراق آکر اس کی
بیعت کریں۔ اس کے بعد ایک شخص ایسا پیدا ہو۔ کہ ماموں اُس کے
قبیلۂ کلب سے ہوں۔ وہ بھی ایک لشکر مہیا کرے۔ اور مقاتلہ
پر آمادہ ہو۔ آخر وہ بھی ناامید ہو کر شکست فاش کھائے۔ پس
اموال کو تقسیم کرے۔ اور رفتار رسولؐ خدا و سنت حبیبؐ خدا پر اپنا عمل
کرے۔ دین اسلام مبسوط اور واضح اور آسان ہو۔ سات برس یا
نو برس بادشاہی کرکے پھر وفات پائے۔ سب مسلمان اُس پر

نماز جنازہ ادا کریں +

باب ہفتم میں اس امر کا ذکر ہے۔ کہ عیسےٰ بن مریمؑ اُس کا اقتداء کریں گے۔ اور اس باب میں چند حدیثیں لکھہ کر چند اعتراض کئے ہیں۔ اور اُن کے جواب دئیے ہیں۔ اس باب میں تھوڑی سی طوالت کی ہے۔ اور عجیب و غریب حکایت کی ہے +

باب ہشتم میں اُن نشانوں کا بیان ہے۔ جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی صفات و شکل و شمایل ارشاد فرمائے ہیں +

باب نہم اس بحث میں ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صریحاً فرمایا ہے۔ کہ مہدیؑ اولاد حسین علیہ السلام سے ہے۔ اور اس حدیث ابو سعید خدری کو جو سابقاً لکھی گئی ہے۔ یہاں نقل کیا ہے +

باب دہم میں بیان کرم مہدیؑ ہے +

باب یازدہم میں اُن لوگوں کا رد ہے۔ جن لوگوں نے توہم کیا ہے۔ کہ مہدی علیہ السلام وہی مسیحؑ ہیں۔ اور اس باب میں حدیثیں نقل کی ہیں +

باب دوازدہم اُن احادیث کی تاویل میں ہے۔ کہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اوّل اُمت ہیں۔ اور مہدیؑ وسط اُمت ہے۔ اور عیسےٰؑ آخر اُمت ہیں۔ اور اس کے معنی کو بیان کیا ہے +

باب سیزدہم میں بیان کنیت و شباہت مہدی علیہ السلام ساتھہ حبیب خدا کے ہے +

بابِ چہاردہم میں اُس قریہ کا ذکر ہے۔ کہ جہاں سے حضرتؑ کا ظہور ہوگا +

بابِ پانزدہم میں وہ حدیثیں ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ حضرت صاحب العصر والزماں علیہ السلام پر ابر سایہ کریگا۔ اور اس باب میں عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے۔ کہ فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ جب مہدیؑ خروج کریگا۔ ایک ابر بالائے سر رہیگا۔ اور اُس ابر سے منادی ندا کریگا۔ کہ یہ ہے مہدیؑ خلیفہ خدا +

بابِ شانزدہم اس بیان میں ہے۔ کہ ملک اُس کے بالائے سر رہیگا۔ اور وہ ندا کریگا۔ کہ یہ ہے قایم مہدیؑ۔ اُس کی متابعت کرو۔ اور ائمہ حدیث نے تمام حدیث کو نقل کیا ہے +

بابِ ہفدہم میں وصف و شمایل و جسم مہدیؑ کا ذکر ہے۔ اور اس باب میں حذیفہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداصلعم نے فرمایا۔ کہ مہدیؑ ایک مرد میری اولاد سے ہے۔ اُس کا رنگ مثل رنگ عرب کے ہے۔ اُس کا بدن مانند بدن اسرائیلیوں کے بلند و بزرگ۔ چہرہ راست پر خال ہاشمی مثل ستارہ درخشندہ کے ہوگا۔ زمین کو عدالت سے بھریگا۔ بعد اس کے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔ اور تمام آسمان و زمین کے رہنے والے اور مرغان ہوا اُس کی خلافت پر راضی ہوں گے +

بابِ ہشتدہم میں آنحضرتؑ کے لباس کا بیان ہے۔ اور کیفیت فتح بلاد کا اعلان ہے +

بابِ نوزدہم میں بیان کیفیت ندا نہاے جناب ہے +

باب بستم میں فتح قسطنطنیہ کا ذکر ہے +

باب بست و یکم اس بیان میں ہے۔ کہ اُن کا خروج بہت سے جباروں کی سلطنت کے بعد ہو گا۔ اور اس باب میں جابرؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ کہ فرمایا پیغمبر خداؐ نے۔ کہ بعد میرے خلفاء ہوں گے۔ اُن کے بعد امرا ہوں گے۔ پھر اُن کے بعد بادشاہان جبار و سفاک ہوں گے۔ بعد اس کے مہدیؑ میرے اہلبیتؑ سے خروج کریگا۔ اور زمین کو عدالت سے بھریگا +

باب بست و دوم میں اس امر کا بیان ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے کہ مہدیؑ امام صالح ہے +

باب بست و سوم اس ذکر میں ہے۔ کہ زمانہ مہدیؑ میں تمام اُمت آسودہ و متنعم رہیگی۔ فقر و محتاجی کا نام نہ ہو گا +

باب بست و چہارم میں اس امر کا بیان ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ مہدیؑ خلیفۂ خدا ہے۔ اور اس باب میں ثوبان سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ کہ تین شخص مارے جائیں۔ کہ وہ سب پسر خلیفہ کے ہوں۔ بعد اس کے علمہائے سیاہ پیدا ہوں۔ اور اُن سب کو قتل کریں۔ اس طرح پر کہ کبھی اتفاق نہ ہوا ہو۔ بعد اس کے خلیفہ خدا میری اُمت سے خروج کرے۔ کہ مہدیؑ اس اُمت مرحومہ کا ہے جب اُس کے ظہور کی خبر ہو۔ اُس کے پاس جاؤ بیعت کرو۔ وہ خلیفۂ خدا و مہدیؑ اُمت ہے +

باب بست و پنجم میں اس امر کی دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ کہ مہدیؑ اُمت محمدیؐ موجود ہے۔ جس روز سے غایب ہوا ہے۔

اس وقت تک زندہ ہے۔ اور کوئی ممانعت عقلاً و عادتاً اُس کے زندہ رہنے و طول عمر میں نہیں ہے۔ عیسےٰؑ و خضرؑ و الیاسؑ دوستان خدا سے اور دجال و ابلیس دشمنان خدا سے باجماع امت باقی و موجود ہیں۔ اور قرآن و احادیث بھی ان لوگوں کے باقی رہنے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان کا انکار کوئی نہیں کرتا۔ اور جو لوگ وجود مہدی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ دو وراہ سے ہے۔ ایک طول زمان۔ دوسرے یہ کہ ہزار ہزار برس تک سرداب میں بسر کیا۔ اور کسی نے اُن کے واسطے آب و نان مہیّا نہیں کیا۔ اور یہ عادتاً محالات سے ہے ؛

بعد اس کے محمد بن یوسف شافعی نے اس بحث میں بہت طول اثبات مدعا میں دیا ہے۔ اور اولا لبقاء عیسےٰؑ کو اس آیہ سے ثابت کیا ہے۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ۔ یعنی نہیں ہے اہل کتاب سے کوئی۔ مگر ایمان لاویگا اُس سے قبل موت کے۔ اور ابتک کوئی اُس کے ساتھ ایمان نہیں لایا ہے پس لازم ہے۔ کہ آخر زمانہ میں ہو۔ اور حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔ اُن سب حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے۔ کہ قصہ دجال وغیرہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ عیسےٰ نازل ہو منارہ بیضاء شرقی دمشق پر۔ اور دونوں ہاتھوں سے پر دو فرشتوں کے پکڑے ہوئے ہوں۔ لیکن خضرؑ و الیاسؑ کا زندہ رہنا پس مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ ابو سعید خدری سے کہا اُس نے۔ کہ باتیں کیں پیغمبر خدا نے مجھ سے حدیث طولانی کے ساتھ۔ اور جو کچھ فرمایا۔ اُن سب میں یہ تھا۔ کہ دجال خروج کرے۔ اور

نزدیک مدینہ کے پہنچے۔ تو ایک مرد کہ بہترین خلق خدا ہو۔ اُس کے پاس
آئے۔ اور اُس سے کہے۔ کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کی۔ کہ تو دجّال ہے
پیغمبر خدا نے مکرر تیرا حال مجھ سے کہا ہے۔ دجّال اپنے توابع سے
کہے۔ کہ اگر اس کو ہم قتل کریں۔ اور پھر زندہ کریں۔ تو آیا کوئی شک ہمارے
بارہ میں ہم لوگوں کو باقی رہیگا یا نہیں۔ اُس وقت وہ سب کہینگے۔
کہ پھر کوئی شک نہیں رہیگا۔ پس وہ اُس شخص کو مار کر جلائیگا۔ وہ شخص
زندہ ہوکر کہیگا۔ کہ جیسا پہلے ہم تجھ کو دجّال جانتے ہیں۔ ویسا ہی
اب پہچانتے ہیں۔ کوئی تفاوت ہمارے اعتقاد میں نہیں ہوا ہے۔
دوسری مرتبہ جب دجّال اُس مرد کو قتل کرنا چاہے۔ ممکن نہ ہوگا۔
اور وہ مرد مقتول و زندہ شدہ خضرؑ ہیں۔ لیکن دجّال پس حدیث
تمیم داری وغیرہ اور نقل اُس حیوان کی جو اُن لوگوں سے ہمکلام ہوا۔
اس باب میں نقل کرکے لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ کس واسطے
کہ ہم نے صحیح میں نقل کی ہے اور لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث صریح
ہے بقاء دجّال پر۔ لیکن ابلیس ملعون پس کتاب خدا اس پر شاہد
ہے۔ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ
إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یعنی کہا اے میرے پروردگار پس ڈھیل دے
میرے تائیں اس دن تک کہ اٹھائے جاویں۔ پس تحقیق تو ڈھیل دیے گیوں
سے ہے اس وقت معلوم تک۔

لیکن بقاء مہدیؑ پس وہ بھی کتاب وسنت میں مذکور
ہے۔ سعید بن جبیر نے تفسیر لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُونَ میں کہا ہے۔ کہ وہ مہدیؑ عترت فاطمہؑ سے ہے۔

اور مقاتل بن سلیمان اور علاوہ اُس کے دُوسرے شخصوں نے
تفسیر وانہ لعلم الساعۃ میں کہا ہے۔ کہ مراد اُس سے مہدی موعود
ہے۔ جو آخر زمانہ میں ہوں گے۔ اور اُن کے خروج کے بعد قیامت
برپا ہوگی۔ اور اُس کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ بعد اس کے جواب طویل
طول زمانہ کا دیا ہے۔ اور سید بن طاؤس نے کتاب طرایف میں
بہت سی حدیثیں جمع بین الصحاح اور فردوس و مناقب المغازلی و
مصابیح پسر محمد بن مسعود سے نقل کی ہیں۔ اور بعد اُس کے لکھا ہے
کہ علماء شیعہ سے ایک عالم نے ایک کتاب تصنیف کی۔ اور اُس کا
نام کشف المخفی فی مناقب المہدیؑ رکھا۔ اُس میں ایک سو دس (۱۱۰) حدیثیں
بطریق اہل سنت نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری سے تین (۳) حدیثیں۔ اور
صحیح مسلم سے گیارہ (۱۱) حدیثیں۔ اور جمع بین الصحیحین حمیدی سے دو (۲)
حدیثیں۔ اور جمع بین الصحاح عبدری سے گیارہ (۱۱) حدیثیں۔ اور فضائل
الصمدیہ عکبری محدث مسند احمد بن حنبل سے سات (۷) حدیثیں۔ اور تفسیر
ثعلبی سے پانچ (۵) حدیثیں۔ اور غریب الحدیث بن قتیبہ دنیوری سے
چھ (۶) حدیثیں۔ اور کتاب الفردوس ابن شیرویہ دیلمی سے [illegible] حدیثیں۔
اور کتاب مسند سیدہ لنساء عالمین فاطمۃ الزہرا تالیف حافظ ابو الحسن
علی الدارقطنی سے چھ (۶) حدیثیں۔ اور مسند امیر المومنین علی حافظ مذکور
سے تین (۳) حدیثیں۔ اور مبتداء کسائی سے دو (۲) حدیثیں مشتمل ہیں
نیز ذکر مہدیؑ و ذکر خروج سفیانی و دجال پر۔ اور مصابیح حسین بن
مسعود فراء سے پانچ (۵) حدیثیں۔ اور ملاحم ابی الحسن احمد بن جعفر منادی
سے چونتیس (۳۴) حدیثیں۔ اور کتاب حافظ حضرمی معروف بابن مطبق

سے تین حدیثیں۔ اور کتاب رعایۃ ابوالفتح فرغانی سے تین حدیثیں
اور خبر سطیح روایت حمیدی سے نیز اور استیعاب نمری سے دو حدیثیں
پھر کہا سید نے۔ کہ میں واقف ہُوا جزو ثانی کتاب سنن روایۃ محمد
بن یزید ماجہ پر جس میں باب خروج مہدیؑ میں اُس کتاب سے
سات حدیثیں مع سند نقل کی ہیں خروج مہدیؑ میں۔ اور اس میں کہ
وہ اولاد فاطمہؑ سے ہیں۔ اور بھر دینگے زمین کو عدل سے جس طرح
بھری ہے ظلم و جور سے۔ پھر اشارہ کیا سید نے اُس کا جسے
جمع کیا حافظ ابونعیم نے چالیس حدیثوں سے وصف مہدیؑ میں۔
پس سب حدیثیں جو طریق اہل سنت سے وجود مہدیؑ اور اُن کے
باقی رہنے میں نظر سید جلیل ابن طاؤس سے گذری ہیں۔ ایک سو
ستاون حدیثیں ہوتی ہیں۔ تفصیل تعداد احادیث کشف المخفی سے
ایک سو آٹھ شمار میں آتی ہیں۔ شبہ ہوتا ہے۔ کہ مبتداء کسائی کی
حدیث کو چار شمار کیا ہے۔ پس اس رو سے ایک سو دس حدیثیں
کشف المخفی کی اور سات حدیثیں کتاب سنن کی اور چالیس جمع
کردہ ابونعیم کی۔ تو سب ملاکر ۱۵۷ ہوئیں۔ ریاض الشہادت
میں ۱۵۶ جو لکھا ہے۔ شمار میں سہو ہُوا ہے۔ بعد اس کے
سید مذکور نے لکھا ہے۔ کہ لیکن طریق شیعہ سے اس قدر حدیثیں
اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ کہ بڑی بڑی کتابوں میں اُس کا ذکر
ہو سکتا ہے۔ اور بتواترا کابر سلف سے جو ہم تک پہنچا۔ وہ یہ
ہے۔ کہ مہدیؑ موعود کی ولادت مستور تھی۔ وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ
ہر شخص پر ظاہر تھا۔ کہ جب سلطنت و ظہور کا اُن کی زمانہ ہوگا کیسکی

دولت وسلطنت باقی نہ رہیگی پس حضرتؑ کے باب میں خوف ہوُا۔ جیساکہ ابراہیمؑ وموسےٰؑ کے لئے ہوُا تھا۔ اور اُن کی ولادت مخفی رکھی گئی تھی۔ اور یہ مطلب شیعوں پر واضح وظاہر ہے اُس اختصاص کی نظر سے۔کہ جو اُن کے پدران بزرگوار کے ساتھ رکھتے ہیں۔کیونکہ جو شخص کسی طایفہ سے کوئی خصوصیّت بہم پہنچاتا ہے۔تو وہ شخص غیر سے زیادہ اُس کے احوال سے مطلع ہوتا ہے۔جیساکہ یاران شافعی حال یاران حنفی سے زیادہ اعرف ہیں۔ اور سب مذاہب کا یہی حال ہے۔ بدرستی کہ ولادت امام عصرؑ سے جناب حکیمہ خاتون اور چند کنیزیں اور وہ قابلہ جو مخفی طور پر بُلائی گئی تھیں آگاہ ہوئیں۔ اور اصحاب امام حسن عسکریؑ اور چند خواص شیعہ ہی مطلع ہوئے تھے۔ اور معجزات وکرامات اور احکام اور مسائل اُن سے استفسار کئے گئے تھے۔ اور سب کو جواب شافی ملا تھا۔ اور ایام غیبت صغرےٰ میں اُن کی طرف سے وکلا اور اسابط تھے۔کہ جو بنام ونسب معروف ہیں۔ جو اُن کے معجزات وکرامات سے خبر دیتے تھے۔ شیعوں کے مسائل مشکلہ کا جواب ملتا تھا۔ جیسے عثمان بن سعید عمری کہ جو مقام قطغان میں مدفون ہیں۔ اور وہ بغداد کے پچھم کی طرف واقع ہے۔ اور اُن کے پسر محمد بن عثمان اور ابو القاسم حسین بن روح نوبختی وعلی بن محمد سمری ہیں۔ علماء عامّہ بھی ان علماء کو وکلاء مہدیؑ جانتے ہیں۔ اور جبضمی کہ علماء اہل سنت سے ہے کہتا ہے۔کہ ان چار وکیلوں نے اور علاوہ اُن کے ایک گروہ کثیر نے جناب صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے۔ اور دلیلیں اور علامتیں

اُن کے ہاتھ سے اُن کے لئے ثابت ہوئی ہیں۔ اس طرح پر کہ یقیناً اُن
کو معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ صاحب العصر علیہ السلام ہیں۔ جلد سیزدہم
بحار میں کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنا عشر سے منقول ہے۔
محمد بن حنفیہ سے۔ اور اُس نے امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے
نقل کیا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی
علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ یا علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے
ہوں۔ تو برادر اور وزیر ہمارا ہے۔ جب ہم دنیا سے رحلت
کریں گے۔ تمہاری طرف سے جو کینے دلوں میں چھپے ہوئے
ہیں ظاہر ہوں گے۔ بعد میرے بہت فتنہ و فساد ہوگا۔ کہ جو
سخت و شدید ہے۔ اُس فتنہ میں آپس کا ملاپ اور دوستی
ظاہری و باطنی باقی نہ رہے۔ اور وہ اُس وقت ہے۔ کہ شخص
پنجم کو اولاد ہفتم سے جو تیری اولاد سے ہوگا شیعہ گم کرینگے۔
اور اس کو نہ دیکھینگے۔ اور بسبب نہ دیکھنے کے اہل آسمان و زمین
غمگین رہینگے۔ اور اسی سبب سے اکثر مومن و مومنہ حیران و اندوہگین
رہینگے۔ بعد اس کے سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر
فرمایا۔ اُس پر میرے پدر و مادر فدا ہوں۔ وہ میرا ہمنام اور میرا
اور موسے بن عمران کا شبیہ وہ عالی مقام ہے۔ شعاع قدس
سے پوشاک نور اُس کے بدن پر ہوگی۔ گویا میں دیکھتا ہوں۔
کہ شیعی سب مایوس ہو گئے ہیں۔ اُس وقت ان کے کانوں میں
دور سے صدا آتی ہے۔ مثل اس کے کہ نزدیک سے کوئی آواز
دے۔ اور وہ صدا اہل عالم کے لئے رحمت ہے۔ اور منافقوں کے

لئے عذاب و رحمت ہے۔ اصحاب نے عرض کیا۔ وہ کیا صدا ہوگی۔ فرمایا۔ ماہ رجب میں تین صدا آئینگی۔ اوّل الا لعنة الله علی القوم الظالمین۔ دوم ازفة الازفة۔ سوم الا ان الله قد بعث فلان بن فلان۔ یعنی آگاہ ہو۔ کہ فلاں پسر فلاں کو خدا نے بھیجا۔ اور اس کے نسب کا ذکر علیؑ تک کریں گے۔ جب ظہور ہوگا۔ ظالموں کی ہلاکت ہوگی۔ دوستوں کو راحت ہوگی۔ شیعوں کے سینوں کو آرام حاصل ہوگا۔ غم و غصہ دلوں سے زایل ہوگا۔ جناب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عرض کیا۔ کہ بعد میرے کتنے امام ہیں۔ فرمایا۔ بعد حسنینؑ کے نو خلفاے عالیمقام ہیں۔ نواں شخص قایمؑ ہے ✦ اکمال الدین میں حضرت امیرؑ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرتؐ نے۔ ہمارے قایمؑ کی غیبت طولانی ہوگی۔ گویا ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس طرح چراگاہ میں گوسفندیں واسطے طلب روزی کے دوڑتی پھرتی ہیں۔ اسی طرح شیعے ہمارے قایمؑ کے متلاشی ہیں۔ اور نہیں پاتے ہیں۔ جو شخص اپنے دین پر ثابت رہیگا۔ طول غیبت امام سے قسی القلب نہ ہوگا۔ قیامت کے دن ہمارے درجہ میں شریک ہوگا۔ اور ہمارے ہمراہ رہیگا۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ ہمارا قایمؑ جب خروج کریگا۔ تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی۔ اسی سبب سے ولادت اس کی مخفی ہوگی۔ اور جسم شریف آنکھوں سے مستور ہوگا۔ غیبت نعمانی میں حضرت صادقؑ سے اور آں حضرتؐ نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے۔ کہ آپ فرات میں عہد امیر المومنین علی ابن ابیطالب

میں طغیانی ہوئی۔ تو آپ مع حسنین علیہم السلام کے سوار ہوئے۔
اور طایفہ ثقیف کی طرف گذر فرمایا۔ اُن لوگوں سے کہا۔ کہ حضرتؑ
بوجہ زیادتی آب کے تشریف لاتے ہیں۔ کہ پانی کو پھیریں۔ حضرتؑ
نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم اور یہ دونوں فرزند میرے مقتول ہونگے
مورد ستم وجور فرقہ جہول ہونگے۔ اور آخر زمانہ میں خداوندجہاں
میری اولاد سے ایک مرد کو مبعوث کریگا۔ کہ وہ ہمارے خون کی
طلبگاری کریگا۔ مدد اُس کی جناب باری کریگا۔ آدمیوں کی نظر
سے غائب رہیگا۔ تاکہ جس قدر گمراہ ہیں۔ وہ جدا ہو جائیں۔
یہاں تک کہ جہلاء نادان کہیں گے۔ کہ آل محمدؐ کے ساتھ خدا کو
کچھ عنایت نہیں ہے + ایضاً روایت کی ہے عیسٰی بن عبداللہ
علوی نے اپنے پدران بزرگوار سے اور اُنہوں نے حضرت
امیرالمومنین علیہ السلام سے۔ کہ فرمایا۔ صاحب الامرؑ میری اولاد
سے وہ شخص ہے۔ کہ جس کے حق میں کہا جائیگا۔ کہ مَاتَ وَ
هَلَكَ لَا بَلْ فِیْ اَیِّ وَادٍ سَلَكَ یعنی معلوم نہیں ہے۔ کہ مرا یا ہلاک
ہوا۔ یا کس جنگل میں گم ہوا۔ اور کہاں گیا + عکرمہ نے روایت کی ہے
کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہمارے یہ شیعے
نہ منفک ہونگے۔ تا اینکہ ہونگے بمنزلہ بھیڑ کے۔ جیسا کہ کوئی قصاب
جب بہت سے گوسفند رکھتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ کسی کو
اُن میں سے ذبح کرے۔ اور یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کس پر ہاتھ
ڈالے۔ اسی طرح ہمارے شیعے چونکہ بکثرت اور متفرق ہیں۔ گمراہ
کرنے والے نہیں جانتے۔ کہ کس کو گمراہ کریں۔ اور وہ شیعے

ایامِ غیبت میں کوئی شرافت و تکیہ گاہ نہیں رکھتے ہیں۔ کہ اُس پر اپنے
امور میں تکیہ و بھروسا کریں۔ ابنِ طاؤس نے طرایف میں جمع
بین الصحاح الستہ سے بروایت ابی اسحاق سبیعی روایت کی ہے۔
کہ جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد کیا اُس حالت میں کہ جانب
حسینؑ دیکھ رہے تھے۔ کہ یہ پسر میرا سیّد و بزرگ ہے۔ جیسا کہ اُس
کے جد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا نام رکھا ہے۔
اس کے صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ کہ جو تمہارے پیغمبرؐ کا ہمنام
ہوگا۔ خُلق و خلق میں اُس کے مشابہ ہوگا۔ زمین کو عدالت سے مملو
کریگا۔ اور کتاب اکمال صدوق و غیبت شیخ طوسی و غیبت النعمانی
اور کتاب اختصاص میں اسانید متعددہ سے۔ اصبغ بن نباتہ سے
یہ روایت مذکور ہے۔ کہ اصبغ بن نباتہ نے کہا۔ کہ ایک دن خدمت
حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا۔ کہ حضرتؑ
متفکر ہیں۔ اور زمین پر خط کھینچ رہے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا
امیر المومنین علیہ السلام۔ آپ کو ہم فکرمند دیکھتے ہیں۔ آیا از راہ رغبت
دنیا ہے۔ فرمایا۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ خدا کی قسم مجھے ہرگز رغبت
دنیا کی نہیں ہے۔ اور نہ پیشتر اس کے ہم راغب طالب تھے۔
نہ زمین میں۔ نہ مطلق دنیا میں۔ نہ ایک دن۔ نہ ایک ساعت۔ لیکن
ہم فکر کرتے ہیں اُس مولود کی۔ جو ہماری پشت سے ہم پہنچیگا گیارھواں
فرزند میرا۔ اور مہدیؑ اس امت کا ہے۔ زمین کو عدالت سے سرسبز و
شاداب کریگا۔ ظلم و ستم کو معدوم و نایاب کریگا۔ ایسی حیرت و غیبت
اُس کے واسطے ہوگی زبردست ... [illegible] ہوجائیں۔ اور اکثر ہدایت

پائیں۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ کیا یہ ہونا ہے؟
فرمایا۔ ہاں تو کیا جانتا ہے اس امر کو۔ اے اصبغ وہ سب اچھے
اشخاص اس امت کے ہیں۔ کہ عترت کے اچھے اشخاص کے ساتھ
رہیں گے۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ اس کے بعد کیا ہوگا یا امیرالمومنینؑ۔
فرمایا۔ جو کچھ منظور خدا ہو۔ کیونکہ وہ مرید ہے۔ اور اُس کے ارادے
کو ابتداء و انتہا ہوتی ہے۔ اور منجملہ نصوص دالہ وجود حضرت
مہدیؑ پر اور قیام قائمؑ پر خطبہ مشہورہ نہج البلاغت ہے۔ کہ
بہت بڑا خطبہ ہے۔ منجملہ فقرات خطبہ کے یہ فقرہ ہے۔
يُفَرِّجَنَّ اللّٰهُ بِرَجُلٍ مِنَّا اَهْلِ الْبَيْتِ یعنی ہر آئینہ خدائے تعالےٰ
کشایش کرامت کریگا بسبب ایک مرد کے۔ جو ہم اہلبیتؑ سے
ہوگا۔ باپ میرا اُس پسر بہترین کنیزاں پر فدا ہو۔ ہمارے دشمنوں کو
اُس سے سوائے شمشیر کے اور کچھ نہ ملیگا۔ کہ جس تلوار کو وہ اپنے
دوش سے زینت دیگا۔ اور اتنا قتل عام کرے اور شمشیر کو
اُن کے خون سے بھرے۔ کہ قریش کہیں گے۔ کہ اگر یہ اولاد فاطمہؑ
سے ہوتا۔ تو اس کے دل میں رحم ہوتا۔ اور ہمارے اوپر ترحم کرتا۔
یزد قہار اُس کو بنی امیہ پر مسلط کریگا۔ ایسا تسلط کہ اُن کے استخوان
کو مثل خاک کے کر ڈالیگا۔ مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا
تَقْتِيْلًا۔ بعد نقل اس خطبہ کے ابن ابی الحدید نے کہ معارف علماء
اہل سنت سے ہے۔ اور شارح نہج البلاغہ نے لکھا ہے۔ کہ
اگر کوئی کہے۔ کہ یہ شخص موعود کون ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ وہی
امام دوازدہم رافضیوں کا ہے۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ پسر

ایک کنیز نرجسؑ نام کا ہے۔ ہمارے اصحاب اہل سنت و جماعت ایسا گمان کرتے ہیں۔ کہ ابھی وہ موجود نہیں ہے۔ لیکن بنسل فاطمہؑ و امیرالمومنینؑ سے بعد اس کے متولد ہوگا۔ اور ماں اُس کی ام ولد ہوگی۔ اور اگر کوئی کہے کہ بنی امیہ سے اُس وقت کون موجود ہوگا۔ کہ اُن کو اس طرح پر قتل کریگا۔ اور انتقام لیگا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ شیعے قایل رجعت ہیں۔ اور اُن کا گمان یہ ہے۔ کہ اُنہیں بنی امیہ کا ایک گروہ جن سے اہلبیت کو ایذا و اذیت پہنچی ہے۔ وہ بار بار زندہ کئے جائیں گے۔ بعد ظہور قایم مہدی علیہ السلام کے۔ اور اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ بعضے کور و نابینا کئے جائیں گے۔ بعضے سولی پر چڑھائے جائیں گے۔ متقدمین اور متاخرین مردہ و زندہ دشمنان آل محمدؐ سے انتقام لیا جائیگا۔ لیکن اصحاب اہل سنت کا یہ گمان ہے۔ کہ آخر زمانہ میں ایک شخص اولاد فاطمہؑ سے جناب باری پیدا و موجود کریگا۔ وہ انتقام لیگا۔ اور زمین کو عدالت سے بھر یگا۔ جیسا کہ ظلم و ستم سے مملو ہوگئی ہو۔ اور تمام بدکرداروں کو بہت سخت نکال و عذاب سے معذب کریگا۔ اُس کی ماں ام ولد ہوگی۔ ہمنام رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوگا۔ اور نسل بنی امیہ سے ایک بادشاہ سفیانی نام ظاہر ہوگا جس کا وعدہ اخبار و آثار میں ہے۔ اور وہ اولاد سفیان بن حرب سے ہوگا۔ وہ امام فاطمیؑ اُس بادشاہ کو معہ اُس کے اتباع بنی امیہ و غیر بنی امیہ سے قتل کریگا۔ بعد اس کے تمام عالم پر اُس کا تسلط ہوگا۔ عالم میں انصاف کریگا۔ مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ قیامت کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ دابۃ الارض ظاہر ہوگا۔ اور تکلیف شاق

تمام ہوجائینگی ۔ اور وہ حدیثیں کہ جو حضرت سید الاوصیاءؑ سے بیان ظہور حضرت صاحب الامرؑ اور علامات ظہور و رجعت میں وارد ہوتی ہیں۔ اس درجہ زیادہ ہیں ۔ کہ یہ مختصر رسالہ اُس کی گنجایش نہیں رکھتا ۔ وہ دیوان کہ منسوب بہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے ۔ اُس میں یہ چند شعر تحریر ہیں :۔

بُنَيَّ اِذَا مَا جَاشَتِ التُّرْكُ فَانْتَظِرْ	وِلَايَةَ مَهْدِيٍّ يَقُوْمُ فَيَعْدِلُ
وَذَلَّ مُلُوْكُ الْاَرْضِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	وَبُوْيِعَ مِنْهُمْ مَنْ يَلَذُّ وَيَهْزِلُ
صَبِيٌّ مِنَ الصِّبْيَانِ لَا رَأْيَ عِنْدَهٗ	وَلَا عِنْدَهٗ جِدٌّ وَلَا هُوَ يَعْقِلُ
فَثَمَّ يَقُوْمُ الْقَائِمُ الْحَقُّ مِنْكُمْ	وَبِالْحَقِّ يَاْتِيْكُمْ وَبِالْحَقِّ يَعْمَلُ
سَمِيُّ نَبِيِّ اللّٰهِ نَفْسِيْ فِدَاؤُهٗ	فَلَا تَخْذُلُوْهُ يَا بُنَيَّ وَعَجِّلُوْا

یعنی اے ہمارے فرزند و جس وقت جماعت اتراک صاحب حکم ہوں۔ انتظار ولایت یعنی حکومت مہدیؑ کا کرنا۔ تمام بادشاہان روے زمین ذلیل ہونگے۔ اُن سے بیعت لے جانے کے واسطے اُن شخصوں کے کہ عناد و تمسخر کرتے تھے ایک طفل کے لئے کہ نہ فکر و تدبیر رکھتا ہے اور نہ ادراک اشیاء کی اُسے عقل ہے اُس وقت قائم بحق خروج کریگا۔ اور تمہارے لئے حق ظاہر کریگا۔ حق پر اُس کا عمل ہوگا۔ وہ ہمنام پیغمبر خداؐ ہے ۔ جان میری اُس پر فدا ہو۔ اُس وقت کو اے فرزندو ہاتھ سے نہ دو۔ اُس کی نصرت میں تعجیل کرو ۔

کتاب اکمال الدین میں ابو سعید عقیصا سے روایت ہے۔ کہ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے مصالحت کی۔ تو بعض نے حضرتؑ کو ملامت کی حضرتؑ نے فرمایا۔ افسوس تم لوگ نہیں جانتے ۔ کہ میں نے

کیا کیا ہے قسم خدا کی جو کچھ میں نے کیا ہے۔ وہ شیعوں کیلئے
اُن چیزوں سے بہتر ہے۔ کہ جن پر آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے۔
آیا تم لوگ نہیں جانتے۔ کہ میں امام مفترض الطاعۃ ہوں۔ اور
نبض پیغمبر سردار جوانان بہشت ہوں۔ سب نے کہا راست ہے۔
ایسا ہی بے کم و کاست ہے۔ فرمایا۔ تم نہیں جانتے ہو۔ کہ جب
خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کیا۔ اور غلام کو مارا۔ اور دیوار کو گرایا۔ تو حضرت
موسےٰؑ کیوں غصہ میں آئے۔ وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ وہ اُن فعلوں کی
مصلحت و حکمت کو نہیں جانتے تھے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک وہ
عین صواب تھا۔ مگر تم نہیں جانتے۔ کہ ہم اماموں میں سے ہر ایک
کی گردن میں بیعت طاغی زمان کی ہوتی ہے۔ مگر قائم کہ روح اللہؑ
اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ کیونکہ خدا اُس کی ذات کو مخفی رکھیگا۔
اور سب کی نظروں سے غائب رہیگا۔ تاکہ جب باہر آئے۔ تو اُس کی
گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو۔ اور وہ فرزندان حسینؑ سے نویں اولاد
ہے۔ پسر سیدہ کنیزان ہے۔ خدائے تعالےٰ عمر اُس کی غیبت میں
دراز کرے۔ جب ظاہر ہو۔ تو بشکل اُس جوان کے ہو۔ جو چالیس
سال سے کم ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ ہر ایک شخص آگاہ ہو۔ کہ
خدا ہر شے پر قادر ہے ✦ ایضاً علی بن الحسینؑ سے مروی ہے کہ
آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میرے پدر نے مجھ سے ارشاد کیا ہے۔
کہ میرے نویں فرزند میں سنت یوسفؑ و موسےٰؑ بن عمران ہے۔
وہ قائم اہلبیتؑ ہے۔ ایک رات میں خدا اُس کے جملہ امور کی صلاح
فرمائیگا ✦ ایضاً عبدالرحمن بن سلیط نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہم اہل بیتؑ میں سے بارہ مہدیؑ
بہم پہنچیں گے۔ کہ اوّل اُن کا امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ اور
آخر اُن کا ہماری اولاد سے نواں فرزند ہے۔ وہ امام قائم بحق ہے۔
خدائے تعالیٰ اُس کے وجود سے زمین مُردہ کو زندہ کریگا۔ اور وہ
سب دینوں کو منسوخ کر کے دین حق ظاہر کریگا۔ ہر چند مشرکین و
کفار کو کراہت ہو۔ اور اُس کے واسطے ایسی غیبت ہوگی۔ کہ بہت
سے لوگ مرتد ہو جائینگے۔ اور تھوڑے سے حق پر رہ جائینگے۔
اور جو لوگ تھوڑے سے ہونگے۔ اُن کو دست کفار سے اذیتیں
پہنچینگی۔ اور اُن سے دشمنان دین کہینگے مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ بدرستیکہ جو اُس کی غیبت میں دشمنوں کی اذیت
و تکذیب پر صبر کرے مثل اُس شخص کے ہوگا۔ کہ جس نے پیش حبیب خدا
تلوار سے جہاد کیا ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے کتاب غیبت میں عبداللہ
بن شریک سے ایک حدیث طولانی نقل کی ہے منجملہ اُن سب کے
یہ ہے۔ کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا گذر ایک مجلس میں ہوا۔ کہ
ایک گروہ بنی امیہ کا مسجد رسولؐ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اُن سے
فرمایا۔ کہ دنیا تمام نہ ہوگی اُس وقت تک۔ کہ خدا ایک شخص کو ہماری
نسل سے پیدا کرے۔ کہ وہ تم لوگوں میں سے ہزار آدمی اور ہزار
ہزار آدمی اور ہزار ہزار ہزار آدمی کو قتل کرے۔ میں نے عرض کیا۔
کہ میں آپ پر فدا ہوں۔ اس جماعت کی اولاد اس قدر ہوگی۔ فرمایا۔
وائے تجھ پر اُس زمانہ میں ایک شخص کے صلب سے ہزار نفر بہم
پہنچیں گے۔ اور غلام اور آزاد کردہ کا شمار اُن لوگوں کا نہیں لوگوں

میں ہے * اور علی بن الحسینؑ نے ابوخالد کابلی سے فرمایا۔ کہ تم پر مثل حصہ ہائے شب تاریک فتنے وارد ہوں گے۔ اُس فتنے سے کوئی نجات نہ پائیگا۔ مگر وہ شخص کہ خدا نے عالم ذر میں میثاق اس کی محبت کا لیا ہے۔ وہ سب شبستان ہدایت کے چراغ ہیں۔ علم خدا کے دیدہ بینا و روشن با خاطر فراغ ہیں۔ خدا اُن کو ہر فتنہ تاریک سے نجات دیگا۔ گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ امام و صاحب تمہارا نجف کی زمین بلند پر پشت کوفہ میں تین سو تیرہ اصحاب کے ساتھ استادہ ہے۔ جبرئیلؑ جانب دست راست اور میکائیلؑ طرف دست چپ اور اسرافیلؑ سامنے نصرت و یاری پر آمادہ ہیں۔ علم رسولؐ خدا کھلا ہوا اُس کے ہمراہ ہے۔ شور سطوت و جاہ ماہی سے تا ماہ ہے۔ اُس علم سے کسی طایفہ کے سمت اشارہ نہیں کرتا ہے۔ مگر یہ کہ خدا اُس طایفہ کو ہلاک کرے۔ اور سعید بن جبیر سے فرمایا۔ کہ ہمارے قایمؑ کی ولادت اس طرح آدمیوں پر مخفی رہیگی۔ کہ وہ سب کہیں گے۔ کہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ باہر آنے کا کیا ذکر ہے۔ اُس کی گردن میں کسی کی بعیت نہ ہوگی۔ اور حضرت باقرؑ نے ابوالجارود سے فرمایا۔ کہ جب وقت ایک دورہ گردش فلکی کا گذر جائے۔ اور خلق خدا کہے۔ کہ قایم مر گیا یا ہلاک ہو گیا۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ کس میدان میں گم ہو گیا۔ اور جو شخص اُس کا طالب ہو۔ وہ مایوس ہو جائے۔ اور کہے۔ کہ اب کہاں ہو گا۔ استخواں تک اُس کا بوسیدہ ہو گیا ہو گا۔ اُس وقت امید ظہور کی رکھو۔ اور جب سنو۔ کہ اُس نے ظہور کیا۔ اُس کے پاس جاؤ۔ اگرچہ زانوؤں سے برف پر راہ چلو۔ اور غیبت نعمانی میں منقول ہے۔ کہ امام ہادیؑ نے حضرت باقرؑ سے

تفسیر لا اقسم بالخنس کی پوچھی۔ فرمایا۔ وہ امام ہے۔ کہ پوشیدہ ہو۔ یہاں تک۔ کہ علم اُس کی ولادت و احوال کا منقطع ہو جائے۔ دو سو ساٹھ ہجری میں۔ بعد اس کے ظاہر ہو جیسے شہاب ثاقب شب تاریک میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اُس زمانہ کو تو پائے تیری آنکھیں روشن ہوں۔ اور ابو ایوب مخزومی کے واسطے خلفاء راشدین کے نام کو شمار کیا۔ جب نام امام دوازدہم تک پہنچے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ ایسا امام ہے۔ کہ رُوح اللہ اُس کے پیچھے نماز پڑھینگے۔ تجھ کو لازم ہے۔ کہ عمل اُس کی سنت اور کتاب خدا پر کرے۔ اور شیخ مفید نے کتاب غیبت میں روایت کی ہے۔ کہ ابو حمزہ ثمالی سے کہا۔ کہ منجملہ قضا یائے حتمیہ الٰہی کے قیام قائم بھی ہے۔ جو کوئی شک کرے اُس میں۔ جیسے مَیں کہتا ہوں۔ وہ خدا سے ملاقات کریگا۔ درحالیکہ وہ کافر ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ ماں باپ میرے اُس پر فدا ہوں۔ وہ میرا ہم کنیت و میرا ہمنام ہے۔ میری اولاد سے ساتواں فرزند ہے۔ زمین کو عدالت سے مملو کریگا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے مملو ہے۔ جو کوئی اُس کا زمانہ پائے۔ اور اُس کی متابعت کرے۔ اُن چیزوں میں کہ جس کی متابعت واسطے محمدؐ و علیؑ کے کی ہے۔ بہشت اُس پر واجب ہوگا۔ اور جو کوئی اُس کے حکم کو نہ مانے۔ اُس پر بہشت حرام ہے۔ جہنم میں جائیگا۔ وبئس مثوی الظالمین۔ جس کو خدا نے ہدایت کی ہے۔ اور جن پر خدا نے تکمیل دین میں اُس کے احسان کیا ہے۔ اُن کے واسطے کوئی دلیل واضح تر و لوائح تر آیہ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ سے

نہیں ہے۔ کیونکہ جو مہینے مشہور ہیں۔ اُن کا پہچاننا کوئی ضروری نہیں
ہے۔ یہود و نصاریٰ اور تمام دُوسرے مذاہب کے اشخاص ان کو
جانتے ہیں۔ اور اپنے اصول و مسلک کے موافق ہر مہینوں کو پہچانتے
ہیں۔ بلکہ مقصود جناب باری شمار اعداد شہور سے اور ہے۔ یہ امر
قابل غور ہے۔ کیونکہ جس چیز کا علم ہر شخص کو ہے۔ اُس کے بتلانے
میں کوئی نفع پیش نظر نہیں۔ تحصیل حاصل سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔
ہاں مراد اس شمار اعداد شہور سے ائمہ اثنیٰ عشر ہیں۔ جو خلیفہ و جانشین
حضرت خیر البشر صلعم ہیں۔ اُن سے دین خدا کو قیام ہے۔ مخالفت
اُن کی حرام ہے۔ منجملہ ان بارہ مہینوں کے چار شہر بزرگ و محترم پیش
پیش خدا مکرم و معظم ہیں۔ جنگ و جدال اُن میں ممنوع ہے۔ جیسے یہ مہینے
جہاد ممنوع ہے۔ ایسا ہی چند ائمہ اثنا عشر کے [illegible] امیر المومنین
علیؑ بن ابی طالبؑ ذی احترام ہیں۔ صاحب حرمت و احتشام ہیں۔
خدا نے اپنے نام سے اسم مبارک علیؑ کو نکالا ہے۔ جن کا رتبہ نہ
رتبہ و شان دو بالا ہے۔ اور اولاد کرام سے اُن کے علی بن الحسینؑ
و علیؑ بن موسےؑ و علیؑ بن محمدؑ بسبب حرمت نام علیؑ کے ذی حرمت
ہیں۔ ذو المجد و المنقبت ہیں۔ ان کی معرفت ضروریات دین سے
ہے۔ جس نے ان کو نہ پہچانا۔ گمراہ ہوا۔ دین و دنیا میں تباہ ہوا۔
سدیر سے جناب جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کہ قائم میں سنت
یوسفؑ ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ گویا آپ کا مقصود اس [illegible] سے
یہ ہے۔ کہ قائمؑ کے واسطے جو حیرت و غیبت خلق خدا میں ہوگی۔ ذکر
اشعار کریں۔ اور سب کو اس حال سے خبردار کریں۔ کیونکہ یوسف ...

واسطے بھی یہی امر حاصل تھا۔ فرمایا۔ اس امت کے لوگ امثال خنازیر یعنی خوک ہیں۔ کس واسطے اس مطلب جزئی کو نہیں سمجھتے ہیں۔ برادران یوسفؑ اسباط اور اولاد انبیاءؑ سے تھے۔ یوسفؑ کے ساتھ اُنہوں نے تجارت کی۔ اور اُن کو بیچا۔ باوجودیکہ وہ سب بھائی تھے۔ اور برسوں آپس میں مخاطبہ کرتے تھے۔ مگر یوسفؑ کو نہیں پہچانا۔ یہاں تک کہ یوسفؑ نے خود کہا۔ کہ ہم یوسف ہیں۔ پس جس وقت کسی وقتوں میں سے خدا اپنی حجۃ کو پوشیدہ کر دے۔ تو کس واسطے یہ امت ملعونہ انکار قدرت الٰہی کا کرتی ہے۔ یوسفؑ بادشاہ مصر تھے۔ اُن کے اور اُن کے والد کے درمیان میں صرف اٹھارہ روز کی راہ تھی۔ مگر یعقوبؑ سے یہ امر چھپا رہا۔ اور اس کا علم نہ ہوا۔ اگر خدا چاہتا۔ تو کیا امر اُس کا ظاہر نہیں ہو سکتا تھا۔ خدا کی قسم جو وقت مقرر تھا۔ کہ امر یوسفؑ ظاہر ہو یعقوبؑ تک بشارت پہنچی۔ اور نو دن میں وہ داخل مصر ہوئے۔ یہ امت کس واسطے انکار کرتی ہے۔ کہ خدا بھی اپنی حجت کو مثل یوسفؑ کے پوشیدہ رکھے۔ اُن کے بازاروں میں وہ راہ چلے۔ اور اُن کے فرشوں پر وہ پاؤں رکھے۔ درحالیکہ وہ لوگ نہ پہچان سکیں۔ جو روز خدا نے اُس کے ظہور کا مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ خداوند علیم نے یوسفؑ کو اجازت دی۔ کہ وہ اپنے بھائیوں سے پوچھے۔ کہ ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون۔ اور اُن سب نے کہا۔ ائنک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی۔ اور صفوان بن مہران سے جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی تمام ائمہ کا اقرار کرے۔ اور قایم مہدیؑ کا انکار کرے۔ تو اُس کی وہ کیفیت ہے۔ کہ

سب پیغمبروں کے نبی ہونے کا مقر ہو۔ اور نبوت محمدؐ کا منکر ہو۔ اصحاب
نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ۔ مہدیؑ تیری اولاد سے کون ہیں۔ فرمایا۔
پنجم از اولاد ہفتم۔ کہ بدن اُن کا تمہاری نظروں سے غائب ہوگا۔
نام اُس کا تمہارے لئے حلال نہ ہو۔ ایضاً ابی الہیثم سے فرمایا۔ کہ
جب تین نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ پے در پے ائمہؑ سے گذریں۔ تو چوتھا
قایم مہدیؑ ہوگا۔ اور مفضل بن عمر سے فرمایا۔ کہ میرے بعد امام میرا
فرزند موسےؑ ہے۔ اور خلف موعود و منتظر م ح م د پسر حسنؑ
پسر علیؑ پسر محمدؐ پسر علیؑ پسر موسےؑ ہے۔ ایضاً مفضل سے فرمایا۔ کہ
خدا تعالے نے جو چودہ نور قبل خلق مخلوقات کے چودہ ہزار
برس پیشتر خلق فرمایا۔ وہ سب ارواح ہم لوگوں کے ہیں۔ اُس نے
پوچھا۔ وہ چودہ نور کون ہیں۔ فرمایا۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور
نو شخص اولاد حسینؑ سے کہ آخر اُن کا قایمؑ ہے۔ بعد غیبت کے قیام بامر
کریگا۔ دجال کو ماریگا۔ زمین کو ظلم و جور سے صاف کریگا۔ محمد بن زیاد
ازدی نے حضرت کاظمؑ سے تفسیر آیہ واسبغ علیکم نعمۃ ظاھرۃ
وباطنہ کی پوچھا۔ فرمایا۔ نعمت ظاہرہ امام حاضر اور نعمت باطنہ امام
غائب ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ شاید آپ لوگوں میں کوئی غائب بھی
ہوگا۔ فرمایا۔ ہاں آنکھوں سے [illegible] غائب ہوگا لیکن مومنوں
کے دلوں سے ذکر و محبت اُس کی غائب نہیں ہوگی۔ وہ امام دوازدہم
ہے۔ سپہر دشواری کو خدا اُس کے [illegible] اور اُس
کے واسطے ہر امر صعب کو سہل فرمادیگا۔ گنجینے زمین اُس پر ظاہر
ہوں گے۔ ہر دوری اُس کے سبب سے نزدیک ہوگی۔ ہر جبار عنید

اور ہر شیطان مرید اُس کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا۔ ظلم و جور سے زمانہ
صاف و پاک ہوگا۔ ولادت اُس کی آدمیوں پر مخفی ہو۔ اُس وقت تک کہ
ظہور نہ کرے۔ نام اُس کا لینا جائز و حلال نہیں ہے۔ تا اینکہ ظاہر ہو۔
زمین میں اس قدر عدالت کرے۔ جس قدر ظلم و ستم ہوا ہو۔ یونس بن
عبد الرحمان کہتا ہے۔ کہ ہم حاضر خدمت امام موسیٰ کاظمؑ ہوئے۔ اور
عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ قائم بحق ہیں۔ فرمایا۔ میں قائم بحق ہوں
لیکن وہ قائم کہ جو زمین کو دشمنان خدا سے پاک کریگا۔ اور اس کو عدالت
سے بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم سے مملو ہوئی ہو۔ میری اولاد سے اولاد پنجم
ہے۔ اُس کے واسطے ایسی غیبت طویل ہوگی۔ کہ ایک گروہ گمراہ
ہو جائیگا۔ اور طریق حق پر ایک گروہ باقی رہیگا۔ خوشا حال اُن شیعوں
کا کہ ہماری محبت میں ثابت قدم رہیں۔ اور غیبت قائم میں ہماری
دوستی و موالات میں مستحکم رہیں۔ ہمارے دشمنوں سے اُن کو عداوت
ہے۔ اور ہمارے دوستوں سے محبت ہے۔ وہ لوگ ہماری امامت
پر راضی اور با اعتقاد ہیں۔ ہم اُن کے شیعہ ہونے سے شاد ہیں۔
قسم خدا کی قیامت کے دن ہمارے ہمراہ ہوں گے۔ ہمارے
درجوں میں وہ شریک ہوں گے۔ اور عیون و علل میں علی بن حسن
بن فضال نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اور اُس نے حضرت
امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ گویا
میں دیکھتا ہوں اپنے شیعوں کو اُس وقت کہ تیسرا میری اولاد سے
فرزند سوم وفات پا گئے۔ کہ وہ ہر طرف اپنے محافظ کو تلاش کرتے ہیں
اور ایسا کسی کو نہیں دیکھتے کہ اُس کا [illegible] سے [illegible]

کہا۔ یہ کس واسطے ہوگا۔ فرمایا بسبب اس کے کہ امام ان کا ان کی نظروں
سے غایب ہوگا۔ اور ہاتھ ان کا ان کے دامن تک نہ پہنچیگا۔ پھر اس
نے کہا۔ کہ یہ کیوں ہوگا۔ فرمایا۔ اس واسطے۔ کہ جب وہ خروج بشمشیر
کرے کسی کی بیعت اس کی گردن میں نہ ہو۔ اور حسن بن محبوب سے
فرمایا۔ کہ فتنہ بہت سخت و شدید ہوگا۔ بسبب اس کے ساقط ہوجانے
کے ہر محبت اور خصوصیت آپس کی اور وہ اس وقت ہوگا۔ کہ تیسرے
فرزند کو میری اولاد سے شیعے نہ پائیں۔ اہل آسمان و زمین گریاں ہوں۔
آتش الم سے ہر مرد و زن غمگین کے سینہ بریاں ہوں۔ بعد اس کے
فرمایا۔ بابی و امی سمی جدی و شبیہی و شبیہ موسی بن عمران و علیہ
جیوب النور تتوقد بشعاع سنا الشمس۔ میرے پدر و مادر اس پر فدا
ہوں۔ وہ میرے جد رسول خدا کا ہمنام ہے۔ میرا اور موسیٰ بن عمران
کا شبیہ ہے۔ گریبانہائے نور کے اس کے اوپر افروختہ ہیں شعاع انوار
قدس سے یعنی انوار تجلیات فضل و ہدایت خدا کے بمنزلہ خلعت و لباس
عالم قدس کے اس کو پہنائے ہوئے ہیں۔ اور اس کے قلب میں وہ
انوار ثابت ہوئے ہیں۔ پس وہ خلعت و لباس پر افروختہ ہوکر
چمکتی شعاعیں ہیں۔ و مشتعل عالم قدس کی آب و تاب سے کہ گریبانوں
سے نکلتی ہیں۔ بعد اس کے فرمایا۔ بہت سی عورتیں و [illegible] ہوئیں۔
اور بہت سے مومن حیران و غمگین و نالاں ہوئے۔ اس وقت میں کہ
[illegible] خوشگوار [illegible] وہ نہیں
پاتے ہیں۔ ان واسطوں کو [illegible] ہم دیکھتے ہیں۔
[illegible] صدا سنتے [illegible]

نہیں۔ وہ صدا یہ ہے۔ کہ قائم آل محمدؑ نے ظہور کیا۔ اور یہ صدا مومنوں کے واسطے رحمت ایزد وہاب ہوگی۔ اور کافروں کی خاطر باعث عذاب ہوگی۔
دوسری حدیث میں انہیں حضرتؑ سے بمقام ذکر قصہ دعبل خزاعی اس طرح مذکور ہے۔ اور دو قصہ کتابوں میں اس طرح مسطور ہے۔ کہ جب جناب علی رضا علیہ التحیۃ والثنا کو مامون الرشید نے اپنا ولیعہد کیا بہت سے شعرا قصاید مدح لیکر حاضر ہوئے منجملہ اُن کے دعبل خزاعی بھی تھا۔ اور قصیدۂ ثانیہ جو بہت مشہور قصیدہ ہے۔ اُس نے پڑھا جب اس جگہ پہنچا کہ ؎

وَقَبْرٌ بِبَغْدَادٍ لِنَفْسٍ زَكِيَّةٍ
تَضَمَّنَهَا الرَّحْمٰنُ بِالْغُرُفَاتِ

آپ بہت روئے۔ اور بعد اس کے فرمایا۔ پڑھو۔ اُس نے عرض کیا۔ اب کیا پڑھوں۔ آپ کا سایہ ہم شیعوں کے سر پر ہمیشہ رہے۔ فرمایا۔ ان دو بیت کو اس میں ملا دے ؎

وَقَبْرٌ بِطُوسٍ يَا لَهَا مِنْ مُصِيبَةٍ
أَلَحَّتْ عَلَى الْأَحْشَاءِ بِالزَّفَرَاتِ
إِلَى الْحَشْرِ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ قَائِمًا
يُفَرِّجُ عَنَّا الْهَمَّ وَالْكُرُبَاتِ

دعبل نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ یہ کونسی قبر ہے۔ جو طوس میں ہوگی۔ فرمایا۔ مجھ غریب و مظلوم کی قبر ہے۔ تھوڑا زمانہ نہیں گذریگا۔ کہ طوس محل آمد و رفت شیعان و زائران ہوگا۔ بدرستیکہ جو میری زیارت کرے۔ ہمارے ساتھ قیامت میں ہمارے درجوں میں رہیگا۔ اور

اُس کے سب گناہ بخشے جائیں گے۔ جب دعبل خزاعی ان شعروں تک پہنچا۔ تو کہا ؎

خروج امام لا محالة خارج
بقوم علی اسم الله بالبرکات
یمیز فینا کل حق و باطل
ویجزی علی النعماء والنقمات

حضرتؑ شدت سے گریاں ہوئے۔ اور سر مبارک بلند کر کے فرمایا۔ اے خزاعی۔ ان شعروں کو روح القدس نے تیری زبان پر جاری کیا۔ اُس امامؑ کو جانتا ہے۔ اور اُس کے خروج کا وقت پہچانتا ہے۔ عرض کیا۔ آپ ہی حضرات سے میں نے سنا ہے۔ کہ کوئی اہلبیتؑ میں سے خروج کریگا۔ کہ جو زمین کو فساد سے خالی کریگا۔ اور عدالت سے بھریگا۔ فرمایا۔ میرے بعد امام محمدؑ میرا فرزند ہے۔ اور بعد اُس کے علیؑ پسر محمدؑ ہے۔ اور بعد اُس کے حسنؑ پسر علیؑ۔ اور بعد اُس کے حجة قایم منتظر ہے۔ اگر نہ رہے دنیا میں مگر ایک روز تو خدا اُس دن کو اتنا دراز کرے۔ تا وہ ظہور کرے۔ لیکن یہ کہ کب ظہور کریگا۔ یہ بغیر خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اور اسی امر کو میرے جد رسول خداؐ سے استفسار کیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ مثل اُس کے مثال روز قیامت ہے۔ اور عبد العظیم حسنی جلیل القدر نے حضرت جوادؑ سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم چاہتے تھے اُن سے پوچھیں۔ کہ وہ قایم مہدیؑ ہیں یا نہیں۔ آپ نے سبقت کر کے فرمایا کہ اے ابو القاسم قایم ہمارا مہدیؑ ہے۔ انتظار اُس کی غیبت کا کھینچنا چاہیے۔

ور وقت ظہور اُس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ہماری اولاد سے وہ تیسری
ولاد ہے۔ قسم اُس خدا کی جس نے محمدؐ کو مبعوث برسالت کیا ہے۔
اور ہم لوگوں کو مخصوص با امامت کیا ہے۔ کہ اگر دنیا سے نہ رہے مگر
بقدر ایک دن کے۔ تو حق تعالےٰ اُس دن کو دراز کرے۔ تا قائمؑ باہر
آئے۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے رونق دے۔ جیسا کہ ظلم وجور
سے بیرونق و خراب ہوگئی ہے۔ ایک رات میں اُس کے جملہ امور
کی اصلاح ہوجائے۔ جیسا کہ امر کلیم اللہ کا اُس ساعت میں شب کے
تمام کیا۔ کہ پہاڑ پر اس واسطے گئے۔ کہ آگ اپنے عیال کے لئے لائیں۔
وہاں سے پھرے۔ تو پیغمبر اولوالعزم تھے۔ خدا تعالےٰ
سے ہمکلام ہوئے۔

خدا کے دین تمام موسےٰؑ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

پھر فرمایا۔ کہ شیعوں کا عمل یہ ہے۔ جس سے وہ مستحق اجر و ثواب
ہیں۔ کہ بانتظار فرح و ظہور موفور النشر در پابند پیچ و تاب رہیں۔
ایضاً حضرت عبدالعظیم مذکور سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے آپ
کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہم امیدوار ہیں۔ کہ قائمؑ آل محمدؐ آپ ہوں۔
اور جس کا وعدہ آپ کے بزرگوار دیتے آئے ہیں۔ کہ زمین کو عدالت
سے بھر یگا۔ وہ آپ ہی ہوں۔ فرمایا اے ابوالقاسم ہم اماموں میں
سے ہر ایک قائم بامر امامت ہے۔ اور خلق خدا کے واسطے
آمادہ بہ ہدایت ہے۔ لیکن وہ قائمؑ کہ جو زمین کو عدالت سے مملو
کریگا۔ اور اہل کفر و فساد سے پاک کریگا۔ ہم نہیں ہیں۔ بلکہ وہ شخص

ہے۔ کہ ولادت اُس کی مخفی ہو۔ اور بدن اُس کا دوست و دشمن کی نظروں سے پنہاں ہو۔ شدت تقیہ سے اُس کا نام لینا حرام ہو۔ رسول اللہ کا ہمنام ہو۔ اور کنیت بھی اُس کی وہی ہو۔ زمین اُس کے واسطے پیچیدہ ہو۔ یعنی راہ دور و دراز چشم زدن میں طے کرے۔ اور ہر سختی و دشواری اُس کے لئے آسان ہو۔ اصحاب اُس کے بعد واہل بدر ایک سو تیرہ نفر زمین متفرق سے یکے بعد دیگرے جمع ہوں۔ جیساکہ خدا نے فرمایا ہے۔ اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا ان اللہ علی کل شی قدیر پس جب کہ اہل زمین سے اس قدر لوگ جمع ہو جائیں۔ امر اپنا ظاہر کرے۔ اور جب لشکر کا کامل ہو جائے۔ یعنی دس ہزار مردان کاری زیر علم جمع ہو جائیں۔ خروج کرے۔ اور ہمیشہ دشمنان خدا و اہلبیت رسولؐ کو قتل کرے۔ یہاں تک کہ خدا اُس سے راضی ہو۔ عبد العظیم نے عرض کیا۔ کہ یہ کیسے معلوم ہوگا۔ کہ خدا کس وقت اُس سے راضی ہوگا۔ فرمایا۔ جس وقت اُس کے دل میں رحم آئیگا۔ قتل و خونریزی موقوف کریگا۔

کتاب خصال میں ابو دلف کرخی سے مروی ہے۔ کہ جب متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو زراقی حاجب کے پاس مقید کیا۔ میں زراقی کے پاس گیا۔ جب حاجب نے مجھے دیکھا۔ اپنے پاس بُلایا۔ اور پوچھا کیا کام ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی کام نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ بیٹھ۔ پس ہم بیٹھے۔ مگر خورش سے۔ کہ میں نے غلطی کی۔ اس وقت آنا منا سب نہیں تھا۔ جب سب آدمی جو حاجب کے پاس تھے چلے گئے۔ پھر اُس نے پوچھا۔ تو کس کام کو آیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کوئی کام نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ تو اس واسطے آیا ہے۔ کہ اپنے مولا و

صاحب کا حال معلوم کرے۔ میں نے کہا۔ میرا مولا کون ہے میرا مولا امیرالمومنین ہے۔ جواب دیا۔ ساکت ہو۔ مولا تیرا برحق ہے۔ اور وہ سب کا مولا ہے۔ مجھ سے خوف نہ کر۔ میں بھی تیرا ہم مذہب ہوں۔ میں نے کہا۔ الحمدللہ۔ اُس نے کہا۔ خواہش قدمبوسی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ تب اُس نے کہا۔ تھوڑا سا تامل کر۔ کہ صاحب برید چلا جائے۔ تو موقع ہاتھ آئے۔ ہم حاجب کے پاس بیٹھے رہے۔ کہ صاحب برید چلا گیا۔ تب زراقی نے اپنے حاجب کو بلایا۔ اور کہا صقر کا ہاتھ پکڑ۔ اور اُس حجرہ میں سے جہاں علوی مقید ہے۔ اُسے وہاں پہنچا کر میرے پاس چلا آ۔ الغرض ہم کو وہاں پہنچا کر پھر گیا۔ اور ہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ ایک حصیر پر حضرت رونق افروز ہیں۔ اور سامنے ایک قبر کھودی ہوئی ہے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب سلام دے کر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جب ہم بیٹھ چکے۔ فرمایا۔ اے صقر کون چیز باعث ہوئی۔ کہ تو یہاں آیا ہے۔ عرض کیا۔ آپ کے واسطے دل مشوش تھا۔ استفسار احوال کے لئے حاضر ہوا۔ بعد اس کے قبر کو دیکھ کر میں رونے لگا۔ فرمایا۔ کیوں گریاں ہے۔ کوئی تشویش کا مقام نہیں ہے کیسی اذیت و مکروہ کے واقع ہونے کا ہنگام نہیں ہے۔ میں نے الحمدللہ کہکر عرض کیا۔ اے مولا آپ کے پدران بزرگوار سے ایک حدیث میں نے سُنی ہے۔ مگر اس کے معنی میں نہیں سمجھتا۔ آن حضرت نے فرمایا ہے کہ دنوں کے ساتھ دشمنی نہ کرو۔ کہ یہ بھی تمہارے ساتھ دشمنی کرینگے۔ فرمایا۔ یہ کنایہ ہم لوگوں سے ہے۔ اور ایک ایک دن ہم ائمہؑ سے

متعلق ہے۔ جیسا کہ حرکت آسمان و زمین کے متعلق بہ ایام ہے۔ اور
اسی سے تم لوگوں کی گردش اور قیام ہے۔ اسی طرح گردش اور دوام
اُن ایام کا ہم سے مربوط ہے۔ کوئی زمانہ ہم سے خالی نہیں رہتا۔
اور بغیر ہمارے وجود کے آسمان و زمین متحرک نہیں ہوتے۔ پس
شنبہ سے مراد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور یکشنبہ
امیر المومنینؑ حجۃ خدا ہیں۔ اثنین یعنی دوشنبہ حسنینؑ ہیں۔ سہ شنبہ علیؑ
ابن الحسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفرؑ بن محمدؑ امام الخافقین ہیں۔ چہارشنبہ موسےٰؑ
بن جعفرؑ و علیؑ بن موسےٰؑ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ ہیں۔ اور پنجشنبہ
حسن العسکریؑ ابو محمدؑ ہیں۔ اور جمعہ قایم مہدیؑ ہیں۔ کہ وہ میرا اور میرے
فرزند کا فرزند ہے۔ کہ وہ حق کا رجوع اُس کی طرف ہوگا۔ اور وہ
زمین کو عدالت سے مملو کرے گا۔ بعد اس کے کہ ظلم و جور سے
بھر گئی ہو۔ پس یہ ہیں معنی حدیث کے۔ کہ دشمنی پیغمبرؑ و اہلبیت پیغمبرؑ کی
نہ کرو۔ ورنہ آخرت میں وہ تمہارے دشمن ہوں گے۔ ایضاً صقر سے
مروی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ مَیں نے حضرت جوادؑ سے سنا۔ کہ فرماتے
تھے جانشین میرا حسن ہے۔ اور بعد اُس کے قایمؑ ہے۔ کہ وہ زمین کو
بعد ظلم و جور کے عدالت سے بھریگا۔ اور ابو ہاشم جعفریؓ نے ابوالحسنؑ
سے روایت کی ہے۔ کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ بعد میرے حسنؑ میرا
فرزند امام ہے۔ پس کیونکر اور کیسا برتاؤ کروگے اُس کے خلف و
جانشین کے ساتھ۔ کہ خلف بعد خلف ہے۔ مَیں نے کہا۔ آپ
کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ اُس کو آنکھوں سے نہ دیکھو گے۔
اور نہ حلال ہوگا تمہارے لئے نام لینا اُس کا۔ مَیں نے کہا۔ جب ہم

اُس یاد کر لیں گے۔ تو کیا کہیں گے۔ فرمایا۔ کہو۔ الحجۃ من آل محمدؐ۔
ابوالادیان سے مروی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ مَیں خادم جناب امام حسن عسکریؑ کا تھا۔ حضرتؑ کی ملازمت میں رہتا تھا۔ خطوط و فرمان حضرتؑ کے شہروں میں شیعوں کے پاس لے جاتا تھا۔ جس زمانہ میں حضرتؑ علیل تھے۔ حاضر خدمت ہوا۔ بہت سے خطوط حضرتؑ نے دئے۔ اور لکھے مدائن کو بھیجا۔ اور فرمایا۔ کہ بعد پندرہ دن کے جب تو پھریگا۔ روز پانزدہم داخل سامرہ ہوگا۔ تو میرے گھر سے آواز گریہ و بکا کی سُنیگا۔ اور تو دیکھیگا۔ کہ مجھ کو غسل دے رہے ہیں۔ ابوالادیان نے کہا اے مولا آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا۔ فرمایا۔ جو تجھ سے خطوں کا جواب طلب کرے۔ مَیں نے عرض کیا۔ واضح طور پر ارشاد کیجئے۔ فرمایا۔ جو میرے جنازہ پر نماز پڑھے۔ پھر مَیں نے عرض کیا اس سے بھی زیادہ واضح ارشاد ہو۔ جس سے میرا دل شاد ہو۔ فرمایا۔ جو خبر دے اُس چیز کی۔ جو ہمیان میں ہے۔ وہ بعد میرے میرا جانشین ہے۔ ابوالادیان کہتا ہے۔ کہ مَیں نے چاہا۔ کہ پوچھوں۔ کون ہمیان۔ مگر حضرتؑ کی ہیبت مجھے مانع ہوئی۔ خطوں کو ہم لیکر روانہ مداین ہوئے۔ اور جن جن شخصوں کے نام وہ مکتوب تھے دیا۔ اور جواب لے کر پھرے۔ پندرھویں دن داخل سامرہ ہوئے۔ اُسی طریق سے کہ ہمارے مولا نے فرمایا تھا۔ حضرتؑ کے گھر سے آواز شیون و زاری بلند تھی۔ ہر شخص کی طبیعت دردمند تھی۔ اور جعفر آپ کا بھائی درِ خانہ پر استادہ تھا۔ جانشینی باطل پر آمادہ تھا۔ شیعے اُس کو گھیرے ہوئے ہیں عزا پرسے کر کے تہنیت خلافت کی دیتے

ہیں۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اگر یہی امام ہے۔ تو امرِ امامت بھی مغشوش ہوا۔ اس واسطے کہ مجھے علم تھا۔ کہ وہ شراب پیتا ہے۔ ساز و طنبور بجاتا ہے۔ پس میں پاس گیا۔ اور تہنیت دیکر ماتم پرسی کی۔ اُس نے کچھ مجھ سے نہ پوچھا۔ ناگاہ عقید غلام باہر آیا۔ اور کہا۔ یا سیدی۔ آپ کے بھائی کو کفنا چکے۔ آئیے۔ اُن پر نماز پڑھیئے۔ پس جعفر مع اُن شیعوں کے جو اُس کے گرد تھے مکان میں داخل ہوا۔ مَیں نے دیکھا۔ حضرتؑ کفنائے ہوئے ہیں۔ جعفر آگے کھڑا ہوا۔ کہ نماز پڑھے۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا۔ کہ ایک لڑکا صبیح باہر آیا۔ گیسو رکھتا تھا۔ اُس کے دانتوں میں شگاف تھا۔ یعنی ابھی درست طور پر ملا نہیں تھا۔ ردائے جعفر کو کھینچ کر کہا۔ اے چچا پیچھے جاؤ۔ کہ مَیں اپنے باپ پر نماز کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ پس جعفر پیچھے ہٹا۔ اور اُس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اور وہ لڑکا آگے کھڑا ہوا۔ اور نماز پڑھی۔ جب پہلوئے قبر امام علی نقیؑ میں اُن کو دفن کر چکے۔ تو اُس طفل نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے بصری۔ خطوں کا جواب جو تو لایا ہے مجھ کو دے۔ مَیں نے دیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ کہ دو علامتیں تو ظاہر ہوئیں۔ ایک رہ گئی ہے۔ کہ مقدمہ ہمیان ہے۔ بعد اُس کے مَیں جعفر کے پاس آیا۔ تو دیکھا۔ کہ حاجز وشا اُس سے پوچھتا تھا۔ کہ اے سید یہ لڑکا کون تھا۔ اور مقصود اُس کا اتمام حجت تھا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ خدا کی قسم مَیں نے ہرگز اُس کو نہیں دیکھا ہے۔ اور مَیں نے نہیں پہچانا۔ کہ وہ کون ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک قافلہ قم کا وارد ہوا۔ اور اہلِ قم سے

ایک گروہ حضرتؑ کے دروازہ پر آیا۔ اور احوال امام حسنؑ کا دریافت کیا۔ جب اُنھوں نے سُنا۔ کہ آپ نے انتقال فرمایا۔ پُوچھا اُن کا جانشین کون ہے۔ لوگوں نے کہا جعفر بن علی۔ پس وہ آئے۔ اور جعفر پر سلام کیا۔ تعزیت و تہنیت دے کر کہا۔ خطوط اور ہمیان زر و مال ہمارے ہمراہ ہیں۔ آپ کہئے۔ کہ ہر شخص کا مال کس قدر ہے۔ اور خطوں میں کیا لکھا ہے۔ جعفر متحیر ہوا۔ اور اُٹھا اپنے کپڑوں کو جھاڑتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ سب چاہتے ہیں۔ کہ ہم علم غیب رکھتے ہوں۔ ناگاہ ایک خادم باہر آیا۔ اُس نے کہا۔ کہ مکاتیب جو تمہارے ہمراہ ہیں۔ وہ فلاں فلاں کا مکتوب ہے۔ اور ہمیان زر بھی تمہارے ہمراہ ہے۔ کہ اُس میں ہزار اشرفی ہے۔ اور دس اشرفی اُس میں عیب دار ہے۔ یعنی اشرفی مس کی ہے۔ اور سونے کا ملمع اُس پر کیا ہوا ہے۔ پس اُن لوگوں نے اُن خطوں اور مالوں کو خادم کو دے دیا۔ اور بالاتفاق کہا۔ کہ وہی شخص امام ہے۔ جس نے تجھ کو بھیجا ہے۔ پس جعفر متغیر ہوا۔ اور معتمد کے پاس گیا۔ اور خلیفہ سے اس حال کو نقل کیا۔ اور امر صاحب الامرؑ کو افشا کیا۔ معتمد نے ایک گروہ کو اپنے خواصوں سے بھیجا۔ اُن لوگوں نے صیقل جاریہ کو گرفتار کیا۔ اور اُس طفل کا مطالبہ کیا۔ اُس نے انکار کر کے اپنا حاملہ ہونا اس واسطے بیان کیا۔ کہ تلاش و تفحص سے وہ سب دست بردار ہوں۔ پس صیقل کو ابن ابی الشوارب قاضی کے سپرد کیا۔ اور وہ بہت دقت کر کے احوال امام کا تفحص کرتا تھا۔ یہاں تک کہ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان مرگ ناگہانی سے مرا۔ اور صاحب الزنج نے خروج کیا۔

جاریہ کی طرف سے وہ سب غافل ہوئے۔ وہ اُن کے ہاتھ سے مفرور ہو گئے۔ علی بن مہزیار نے جناب ہادیؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور التماس وسعت وکشادگی کار کے کی۔ اُس کے جواب میں بخط خاص از قلم فرمایا۔ کہ جب صاحب امرؑ تمہارا غائب ہو۔ اور ظالموں کے گھر سے پوشیدہ ہو۔ اُس وقت فرج کی امید رکھو۔ اور اُس کے ظہور کی انتظار کرو۔ اور اسحاق بن ایوب سے فرمایا۔ کہ صاحب الامرؑ وہ شخص ہے۔ کہ بہت سے اشخاص اُس کے بارہ میں کہیں گے۔ کہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور موسےٰ بن جعفر بغدادی نے امام حسن عسکریؑ سے سُنا۔ کہ فرماتے تھے۔ گویا میں دیکھتا ہوں تم لوگوں کو کہ بعد میرے تم لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور میرے جانشین کے بارہ میں شبہ وتشکیک بیگذاف کیا ہے۔ آگاہ ہو۔ اور بخوبی اسے ذہن نشین کرو۔ کہ جو کوئی اقرار ائمہؑ کا کرے بعد پیغمبر کے۔ اور میرے فرزند کی امامت کا انکار کرے مثل اُس کے ہوگا۔ کہ تمام پیغمبران سلف ونبی آخر الزماںؐ کی رسالت سے منکر ہے۔ اس واسطے کہ فرماں برداری واطاعت ہمارے آخر کی مثل فرماں برداری شخص اوّل کی ہے۔ اور منکر ہمارے آخر کا ہمارے اوّل کا منکر ہے۔ بدرستیکہ یہ میرا فرزند ایسا غائب ہوگا۔ کہ سب لوگ انکار کریں گے۔ اور دین سے برگشتہ ہو جائینگے۔ مگر وہ کہ جس کو خدا بچائے۔

محمد بن عثمان عمری نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم خدمت امام حسن عسکریؑ میں حاضر تھے کسی نے سوال کیا۔ کہ آپ کے پدر بزرگوار سے یہ دو حدیثیں ہم نے سُنی ہیں۔ ایک

یہ کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی ہے روز قیامت تک۔
اور دوسری حدیث یہ ہے۔ کہ جو شخص مرے۔ اور اپنے امام زمانہ
کو نہ پہچانتا ہو۔ وہ حالت کفر و جاہلیت میں مرا ہے۔ فرمایا یہ دونو
حدیثیں صحیح ہیں۔ اُس نے استفسار کیا۔ کہ بعد آپ کے امام کون ہے
فرمایا۔ میرا فرزند میرے بعد امام و حجت ہے۔ جو شخص مرے۔ اور
اُس کو نہ پہچانے۔ جاہلیت کی موت مرا ہو۔ لیکن اُس کے واسطے
ایسی غیبت ہوگی۔ کہ جاہلوں کو حیرت ہوگی۔ اُس کی امامت کے باطل
کرنے والے ہلاک ہوں۔ بہت سے لوگ اُس کے ظہور و خروج
کے لئے افترا و بہتان کے ساتھ تعین وقت کریں۔ بعد اس غیبت
کے باہر آئے۔ گویا ہم دیکھتے ہیں علمہائے سفید بالائے سر اُس
کے بمقام کوفہ و نجف نصب ہیں۔

واضح ہو۔ کہ احادیث و نصوص در بارہ قائم آل محمدؐ اس قدر کثیر
وارد ہوئی ہیں۔ کہ سید بن طاؤس فرماتے ہیں۔ کہ اگر کل وہ تحریر ہوں
تو بڑی بڑی کتابیں لتسطیر ہوں۔ مگر اس پر بھی تمام نہ ہوں۔ چونکہ یہ
مسئلہ عمدہ مسائل امامت سے تھا۔ اور مخالفین اس امر میں استہزاو
سخریہ کرتے ہیں۔ اور اُس جماعت سے شیعوں اور مومنوں پر
مطاعن صادر ہوتے ہیں۔ جس سے شیعوں کے دل میں درد
پیدا ہوتا ہے۔ لہذا تھوڑی سی طوالت اس باب میں کی گئی ہے۔
اور احادیث و نصوص جو پیغمبرؐ و ائمہؑ سے مروی ہیں۔ مختصر طور پر
نقل کی گئیں۔ تاکہ بروقت معارضہ خصم مدلل جواب شافی دیا جائے۔
اور آن پہ الزام موت جاہلیت کا رکھا جائے۔

فصل چہارم

بیان اخبار کہنہ وغیرہ و بعضے اخبار و ارد اثبات حقیت قائم آل محمدؑ و دفع استبعادات معاندین طول عمر میں حضرتؑ کے۔ لیکن اخبار کہنہ۔ پس مشارق الانوار میں شیخ رجب برسی میں کعب بن الحرث سے نقل کیا ہے۔ کہ ایک بادشاہ موسوم بواجدن تھا۔ اُس کو ایک مشکل پیش آئی۔ جس میں ضرورت حاضری سطیح کاہن کی ہوئی۔ پس بادشاہ نے ارادہ کیا۔ کہ سطیح کا تجربہ کرے۔ اُس کے آنے کے وقت ایک اشرفی پاؤں کے نیچے رکھی۔ جب وہ آیا۔ تو پوچھا۔ کہ کیا چیز میں نے تجھ سے زیر خاک پوشیدہ کی ہے۔ تو اس نے کہا۔ حَلَفْتُ بِالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالْحَجَرِ الْاَصَمِّ وَاللَّيْلِ اِذَا اَظْلَمَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَبَسَّمَ وَبِكُلِّ فَصِيْحٍ وَاَبْكَمَ لَقَدْ خَبَّاْتَ لِيْ دِيْنَارًا بَيْنَ النَّعْلِ وَالْقَدَمِ (قسم کھاتا ہوں خانہ کعبہ اور سنگ اسود و شب تاریک و صبح روشن کی اور کل فصیح و گنگ کی سر آینہ تو نے چھپایا ہے ایک دینار درمیان نعلین و قدم کے)۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ تجھے کہاں سے معلوم ہوا تو جواب دیا۔ کہ ایک جن میرا مطیع ہے۔ جو کچھ میں چاہتا ہوں۔ اُس سے استفسار کرتا ہوں۔ وہ مجھے بتلا دیتا ہے۔ تب بادشاہ نے کہا کہ مجھے آگاہ کر۔ جو اس کے بعد واقع ہوگا سطیح نے کہا۔ اِذَا غَارَتِ الْاَخْيَارُ وَقَادَتِ الْاَشْرَارُ وَكُذِّبَ بِالْاَقْدَارِ وَحُمِلَ الْمَالُ بِالْاَوْقَارِ وَخَشَعَتِ الْاَبْصَارُ لِحَامِلِ الْاَوْزَارِ وَقُطِعَتِ الْاَرْحَامُ وَظَهَرَتِ الطَّغَامُ الْمُسْتَحِلِّي الْحَرَامَ فِيْ حُرْمَةِ الْاِسْلَامِ

وَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَخُفِرَتِ الذِّمَّةُ وَقَلَّتِ الْحُرْمَةُ وَذٰلِكَ عِنْدَ
طُلُوعِ الْكَوْكَبِ الَّذِي يَفْزَعُ الْعَرَبُ وَلَهُ شَبِيهُ الذَّنَبِ فَهُنَاكَ
تَنْقَطِعُ الْاَمْطَارُ وَتَجِفُّ الْاَنْهَارُ وَتَخْتَلِفُ الْاَعْصَارُ وَتَغْلُوا
الْاَسْعَارُ فِي جَمِيعِ الْاَقْطَارِ ثُمَّ تُقْبِلُ الْبَرْبَرُ بِالرَّايَاتِ الصُّفْرِ
عَلَى الْبَرَاذِينِ الشُّهْبِ حَتّٰى يَنْزِلُوا مِصْرَ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ صَخْرٍ
فَيَتَبَدَّلُ الرَّايَاتُ السُّودُ بِالْحُمْرِ فَيُبِيحُ الْمُحَرَّمَ وَيَتْرُكُ النِّسَاءَ بِالثُّدِيِّ
مُعَلَّقَاتٌ وَهُوَ صَاحِبُ نَهْبِ الْكُوفَةِ فَرُبَّ بَيْضَاءِ السَّاقِ
مَكْشُوفَةٌ عَلَى الطَّرِيقِ مَرْدُوفَةٌ بِهَا الْخَيْلُ مَحْفُوفَةٌ قُتِلَ زَوْجُهَا
وَكَثُرَ عَجْزُهَا وَاسْتُحِلَّ فَرْجُهَا فَعِنْدَهَا يَظْهَرُ ابْنُ النَّبِيِّ الْمَهْدِيُّ
وَذٰلِكَ اِذَا قُتِلَ الْمَظْلُومُ بِيَثْرِبَ وَابْنُ عَمِّهِ فِي الْحَرَمِ وَظَهَرَ
الْخَفِيُّ وَوَافَقَ الْوَشْمِيُّ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُقْبِلُ الْمَشُومُ بِجَمْعِهِ الظَّلُومِ
فَتَظَاهَرَ الرُّومُ بِقَتْلِ الْقُرُومِ فَعِنْدَهَا يَنْكَسِفُ كُسُوفٌ اِذَا جَاءَ
الزُّحُوفُ وَصُفَّ الصُّفُوفُ ثُمَّ يَخْرُجُ مَلِكٌ مِنْ صَنْعَاءِ الْيَمَنِ
اَبْيَضُ كَالْقُطْنِ اسْمُهُ حُسَيْنٌ اَوْ حَسَنٌ فَيَذْهَبُ بِخُرُوجِهِ
غَمْرُ الْفِتَنِ فَهُنَاكَ يَظْهَرُ مُبَارَكًا زَكِيًّا هَادِيًا مَهْدِيًّا وَسَيِّدًا
عَلَوِيًّا فَيُفَرَّجُ النَّاسُ اِذَا اَتَاهُمْ مِنَ اللّٰهِ الَّذِي هَدَاهُمْ
فَيَكْشِفُ بِنُورِهِ الظَّلْمَاءَ وَيُظْهِرُ بِهِ الْحَقَّ بَعْدَ الْخَفَاءِ وَيُفَرِّقُ
الْاَمْوَالَ فِي النَّاسِ بِالسَّوَاءِ وَيُغْمِدُ السَّيْفَ فَلَا يَسْفِكُ الدِّمَاءَ
وَيَعِيشُ النَّاسُ فِي الْبِشْرِ وَالْهَنَاءِ وَيَغْسِلُ بِمَاءِ عَدْلِهِ عَيْنَ الدَّهْرِ
مِنَ الْقَذٰى وَيَرُدُّ الْحَقَّ عَلٰى اَهْلِ الْقُرٰى وَيَكْثُرُ فِي النَّاسِ
الضِّيَافَةُ وَالْقِرٰى وَيَرْتَفِعُ بِعَدْلِهِ الْغَوَايَةُ وَالْعَمَاءُ كَاَنَّهُ كَانَ

غبار فانحلی فیملاء الارض قسطا و عدلا والامام حیا وھو علم للساعۃ بلا امتراء (ترجمہ) جس وقت اچھے لوگ خاک میں چھپ جائیں۔ اشخاص بد حکومت و سروری پائیں۔ افترا و بہتان قضاء و قدر الٰہی میں جاری ہو۔ نصیب اسلام ذلت و خواری ہو۔ مالوں کو ہتھیلیوں میں بھر کر شتر پر بار کریں۔ فرمانبرداری گنہگاران تب کار کریں۔ قطع رحم شایع ہو۔ ہاتھ سے لئیموں کے بمقابلہ حرام عزت علال کی شایع ہو۔ اختلاف انسانوں میں پیدا رہو۔ فتنہ و فساد آشکار ہو۔ عہد و پیمان شکستہ ہو جائیں۔ باتیں خلاف اقرار کے عمل میں آئیں۔ پردہ حرمت و صاحب حرمت کا پھٹ جائے۔ رشتہ شرم و حیا کٹ جائے۔ اور یہ اُس وقت ہو۔ کہ ستارہ ذو ذنب کہ عرب میں معروف ہے۔ اور اُس سے تمام عرب ڈرتے ہوں۔ آسمان پر طالع ہو۔ علامت قحط شایع ہو۔ بارش کا انقطاع ہو۔ نہریں خشک ہو جائیں۔ قیمتیں جنسوں کی شہر میں گرانی پر آئیں۔ پس صاحب علمہائے زرد باہر آنے ... اور تسخیر ملک دل میں لائے۔ لشکر اُس کا سبز گھوڑوں پر سوار ہو۔ جنگ و مقابلہ پر نثار ہو۔ اس طرح مصر میں داخل ہو۔ قبضہ و اقتدار حاصل ہو۔ اور ایک مرد اولاد صخر یعنی بنی اُمیہ سے سفیانی نام آشکار ہو۔ علمہائے سیاہ کو مبدل بہ علمہائے سُرخ کر کے جنگ پر نثار ہو۔ محرمات الٰہی کو مباح کرے۔ بمقابلہ ظلم و جور ترک خیر و فلاح کرے۔ عورتوں کی چھاتیوں کو باندھ کر اُن کو لٹکائے۔ کوفہ اُس کے ہاتھ سے خرابی پائے۔ ... زنان سیمیں ساق سر ننگے بازوئے کشادہ بر سر راہ ہوں۔ جفائے اعدا پریشان و تباہ ہوں۔ خوف قتل سے سب کے چہرے زرد ہوں۔ اہالیان

لشکر مقہور جو گرد ہوں۔ اُن کے شوہروں کو مار ڈالا ہو۔ زنان بے سروسامان کو بے پردہ گھر سے باہر نکالا ہو۔ جس قدر وہ عاجزی کریں۔ کوئی فریاد رس نہ ہو۔ رحم کھا کر حامی و مددگار کوئی متنفس نہ ہو۔ بجبر اُن کے ساتھ زنا کیا جائے۔ بخواہش نفس دنی عقوبت آخرت سر پر لیا ئے۔ پس اُس وقت مہدیؑ فرزند نبی باہر آئے۔ خلق ظلم وستم سے پناہ پائے۔ اور وہ اُس وقت ہو۔ کہ ایک مظلوم یثرب میں مقتول ہو۔ اور لیپر عم اُس کا مکہ میں زیر تیغ قوم جہول ہو۔ امر پنہاں آشکار ہو۔ قدرت خدا پدیدار ہو۔ اور علامتہائے خروج اُس کے ظہور کے موافق ہوں۔ سب واقع و مطابق ہوں۔ اُس وقت سفیانی بدکردار ساتھ مجمع طاغیان اشرار کے اُس سے لڑنے آئے۔ لشکر کثیر ہمراہ لائے۔ بزرگوں کے قتل پر رومیان ناہنجار اعلانیہ مبادرت کریں۔ ہاتھوں کو اُن کے خون سے بھریں۔ جب دونوں لشکر مقابلہ کے واسطے آراستہ ہوں۔ صفیں جنگ وجدال کے لئے پیراستہ ہوں۔ آفتاب کو گہن لگے۔ تیرہ وتار گرد و غبار کی گھٹا ہر طرف چھائے۔ بعد اُس کے ایک بادشاہ صنعا یمن سے کہ مثل آئینہ کے سفید ہو۔ اور نام اُس کا حسینؑ یا حسنؑ ہو ظہور کرے۔ اور بسبب اُس کے خروج کے فتنہ وفساد دور ہو۔ وہ مبارک و پاکیزہ ہادی و مہدیؑ سید علوی اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہو۔ سب کو راہنمائی کرے۔ دین مردہ کے لئے مسیحائی کرے۔ اُس کے نور سے تاریکی کفر وضلالت دور ہو۔ تمام عالم روشنی امر حق سے پُر نور ہو۔ بعد پوشیدگی کے حق ظاہر ہو۔ معدوم ہر ایک مشرک و کافر ہو۔ مالوں کو برابر بانٹے۔ شاخ افراط و تفریط کو چھانٹے۔ تلوار کو زیب نیام کرے۔

قصد خونریزی ترک کر کے آرام کرے۔ تمام بنی نوع انسان عیش و عشرت میں بسر کریں۔ اور اطمینان سے عبادت خالق اکبر کریں۔ زمانہ کی آنکھ اُس کے آب عدالت و رعیت پروری کے باعث خار و خاشاک بدعت وستم سے پاک ہو۔ ہر فاسق و فاجر ہلاک ہو۔ ہر صاحب حق اپنا حق پائے۔ نخوت و کبر دلوں سے جائے۔ مہمانی و بخشش و داد و دہش انسانوں میں شایع ہو۔ اُس کی عدالت سے ضلالت و تباہی و گمراہی مرتفع و ضایع ہو۔ اس طرح کہ گویا عالم پر از غبار تھا۔ صاف ہو گیا ہو شبہ و شک اُس کی آفتاب عدالت و محبت سے کھو گیا ہو +

شیخ صدوق نے کتاب اکمال الدین میں سدیر صیرفی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم اور مفضل بن عمر اور ابوبصیر و ابان بن تغلب خدمت میں جعفرؑ بن محمد الصادقؑ کی حاضر ہوئے۔ اور جمال نور خدا سے کریم کے ناظر ہوئے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ حضرتؑ خاک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جامہ جبری پہنے ہوئے ہیں۔ کہ ہنسلی گردن کے باہر ہے۔ جیب و چاک اُس جامہ میں نہیں ہے۔ آستین اُسکی کوتاہ ہیں۔ مثل زن پسر مردہ کے۔ دل سوزاں سے نالاں و گریاں ہیں۔ چہرہ مبارک سے غم و اندوہ کے آثار عیاں ہیں۔ تغیر رخسارہ احوال سے ظاہر ہے۔ اشک دیدہ حق سے بیساختہ جاری ہو کر کسی الم کا باہر ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ اے میرے فرزند۔ تیری غیبت نے آنکھوں سے نیند اوڑادی۔ خوابگاہ و محل آسایش کو میرے ہٹادی۔ میرے دل کی راحت کو تیری غیبت و زاری نے کھو دیا۔ سفینہ آرام و عیش طوفان ملال نے ڈبو دیا۔ اس غیبت نے تیری مصیبت کو مصیبت ائمہ

سے ملا دیا ہے جس سے تمام ہوتا نہیں ہے۔ ایک ایک مصیبت کہ بعد از دیگرے پے در پے واقع ہوتی ہے۔ اور پھر گم ہو جاتی ہے۔ اُس نے ہمارے اطمینان وعدہ وکثرت کو فانی کر دیا ہے۔ جو آنسو میری دیدہ پرنم سے گرتا ہے۔ بسبب شدت غصہ ورنج کے محسوس نہیں ہوتا۔ اور جو نالہ کہ سینہ سے نکلتا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے بہت سی باتیں فرماتے ہیں۔ اور آنسو جاری ہیں۔ جب ہم لوگوں نے یہ دیکھا ہوش جاتے رہے۔ دل سب کے پھٹ گئے۔ اس امر ہولناک کے مشاہدہ سے رشتہ امید کٹ گئے۔ اور ایسا خیال گذرا۔ کہ کوئی حادثہ تازہ وصدمہ عظیم روبکار ہوا ہے۔ ہم سب نے عرض کیا۔ یَاابنَ خَیرِ الوریٰ لَا اَبکَی اللّٰہُ عَینَیکَ من ای حادثۃ تستنزف دمعتک و تستمطر عبرتک وایۃ حالۃ حتمت علیک ھذا المأتم یعنی اے فرزند بہترین مخلوقات خدا جناب باری آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے۔ کس حادثہ جانگذا سے آپ گریاں ہیں۔ اور کیا حالت واقع ہوئی ہے اور کونسا ماتم ہے۔ کہ اس طرح آہ جگرسوز سے نالاں ہیں۔ پس ایک آہ سرد ایسی دل سے کھینچی۔ کہ تمام جسم حزن واندوہ سے بھر گیا۔ اور فرمایا۔ وائے ہو تم پر آج صبح کو کتاب جفر ہم دیکھتے تھے۔ اور وہ کتاب مشتمل ہے علم وصایت وبلا اور امتحانات پر۔ جو ہم لوگوں پر واقع ہونگے اور علم ہر چیز کا جو ہو گیا ہے یا ہونے والا ہے۔ اُس میں مندرج ہے۔ اور یہ علم مخصوص آل محمدؐ سے ہے۔ یعنی ائمہؑ سے۔ اور ہم تامل کرتے تھے امر مولد قائمؑ اور اُس کے غیبت اور طول غیبت وعمر میں۔ اور اُس وقت میں جو آفت مومنوں پر گذریگی۔ یا جو شکوک طول غیبت سے

دلوں میں جگہ پائیں گے۔ اکثر اپنے دین سے پھر جائیں گے۔ اور رسلیمان
اسلام کہ خدا نے اشارہ اُس سے اس آیہ میں فرمایا ہے۔ وکل انسان
الزمناہ طایرہ فی عنقہ اپنی گردن سے باہر کر ڈالیں گے۔ یعنی ہم
اہلبیتؑ کی ولایت سے ہاتھ اُٹھائیں گے۔ ان امور کی دریافت سے
ہم کو بہت رقت آئی۔ غم واندوہ نے ہم کو گھیر لیا۔ ہم سب نے عرض
کیا۔ یا ابن رسول اللہ اگر ہم لوگوں کو بھی اس کی آگاہی و واقفیت میں
شریک فرماتے۔ اور اگر شرافت وکرامت ہم لوگوں کو اس کے علم
سے حاصل ہوتی۔ تو کیا اچھی بات تھی۔ فرمایا۔ خداوند عالم نے ہمارے
قائمؑ میں تین چیزیں مقدر فرمائی ہیں۔ کہ قبل اُس کے تین پیغمبروں میں
مقدر ہوئی تھیں۔ ولادت اُس کی مانند ولادت موسےٰ بن عمران ہے۔
اور غیبت اُس کی مثل غیبت عیسےٰ بن مریمؑ پیغمبر خداوند منان ہے۔
اور طوالت اُس کے امر کی مانند طول امر نوحؑ ہے۔ اور بعد اس کے
عمر اپنی بندہ صالح خضر کی دلیل اُس کی طول عمر کی قرار دی۔ پھر ہم سب
نے عرض کیا۔ کہ شرح اس مطلب کی ہمارے واسطے فرمائیے۔ فرمایا۔
لیکن ولادت موسےٰ۔ پس آگاہ ہو۔ کہ جب فرعون کو کاہنوں نے یہ
خبر دی۔ کہ اُس کی مملکت وسلطنت کا زوال موسےٰ کے ہاتھ سے ہوگا۔
اور ان کاہنوں نے یہ بھی نشان دیا۔ کہ موسےٰ نسل بنی اسرائیل سے
ہوگا۔ تو اُس نے اپنے اتباع کو حکم دیا۔ کہ جہاں جو زن حاملہ قوم بنی اسرائیل
سے ملے۔ اُن کے شکموں کو چاک کرو۔ اور جنین کو ہلاک کرو۔ یہاں تک
کہ موسےٰ کی تلاش میں بیس ہزار لڑکے اور لڑکیاں بیگناہ قتل کر ڈالے
گئے۔ مگر موسےٰ تک ہاتھ اُس کا نہ پہنچا۔ اور جبکہ خدا نے مقدر کر دیا تھا۔

کہ اُس ملعون کے شر سے اُس کا حافظ رہیگا۔ تو وہ کیونکر موسےٰ کو پاتا۔ اسی طرح بنی امیہ و بنی عباس کو جب معلوم ہوا۔ کہ اُن کی دولت و سلطنت ہمارے قایمؑ کے ہاتھ سے زائل ہوگی۔ تو ہم لوگوں کے ساتھ عداوت کرنے لگے۔ اپنی تلواروں کو آل محمدؐ کے گلوں پر پھیرنے لگے۔ ذریت احمدؐ و اولاد پیغمبرؐ کو بطمع قتل قایمؑ کے تلف و ہلاک کیا۔ مگر خدا نے اس سے انکار کیا۔ کہ اپنے امر کو ظالموں پر ظاہر کرے۔ یہاں تک کہ نور اُس کا تمام ہو۔ اگرچہ مشرکین نہ چاہتے ہوں۔ لیکن غیبت عیسےٰؑ۔ پس یہود و نصاریٰ کے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ عیسےٰؑ قتل کئے گئے۔ حالانکہ خدا نے اُن کی تکذیب کی۔ اور فرمایا۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ ھم الآیہ۔ اسی طرح ہمارے قایمؑ کی غیبت ہے۔ اُمت میں سے بعضے اُس کے منکر اور بعضے کہیں گے۔ کہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور بعضے کہیں گے پیدا ہو کر مر گیا۔ اور بعضے کہیں گے۔ کہ امام حادی عشرؑ عقیم و بے اولاد ہے۔ اور بعضے عدد مقدر الہٰی سے تجاوز کر کے قایل تیرھویں امام یا اُس سے زیادہ کے ہونگے۔ اور بعضے اس سے بھی زیادہ معصیت خدا کی کر کے کہیں گے۔ کہ قایمؑ کی روح دوسروں کے بدن میں رہ کر بات کرتی ہے۔ لیکن نوحؑ کا دیر کرنا۔ پس بدرستیکہ جب عقوبت الٰہی قوم نوحؑ پر نازل ہوئی جبرئیلؑ آئے۔ اور سات عدد تخم خرما لائے۔ اور نوحؑ سے کہا۔ کہ خدا نے فرمایا ہے کہ یہ سب بندے اور مخلوق میری ہیں۔ بہت سی اپنی مخلوقات اور کارخانہ قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کو ان کی ایجاد میں ہم نے زحمت میں ڈالا ہے۔ ان کو کسی صاعقہ عذاب یا کسی آتش غضب سے

ہم ہلاک نہیں کریں گے۔ جب تک ان پر اتمام حجت و دعوت کا نہ ہو۔
پس ان کی دعوت میں کوشش کرو۔ ثواب عظیم تم کو ملیگا۔ اور ان تخم خرما
کو بوؤ۔ جب یہ جم کر بڑے ہوں۔ اور بار لائیں۔ اُس وقت کشایش و
خلاصی حاصل ہوگی۔ اپنے اتباع کو جو مومنین سے ہیں۔ اس کی بشارت
دو۔ جب وہ درخت خرما سبز و بزرگ ہوئے۔ بارور ہوئے۔ میوہ پیدا
ہوا۔ تب نوح ؑ نے خدا سے ایفاے وعدہ کا سوال کیا۔ حق تعالے نے
پھر جبرئیل ؑ کو بھیجا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان درختوں کے تخم کو بوؤ۔ اور صبر کرو۔
اور نصیحت و ارشاد قوم میں جد وجہد اپنا معمول رکھو۔ جب یہ خبر نوح ؑ نے
اپنی قوم کے مومنوں کو دی۔ تو اُسی وقت تین سو شخص مرتد ہو گئے۔ اُن
لوگوں نے کہا۔ کہ اگر نوح ؑ صاحب حق ہوتا۔ اور دعوے نبوت و وعدہ
خدا میں سچا ہوتا۔ تو خلاف نہ ہوتا۔ بعد اس کے جناب باری نے سات
مرتبہ اسی طرح حکم دیا۔ اور بارور ہونے درختوں پر وعدہ فرج کیا ہر مرتبہ
مومنوں کا ایک گروہ دین سے پھر کر مرتد ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ہفتاد
نفر اس مدت دعوت و زحمت میں باقی رہ گئے۔ اُس وقت وحی خدا
پہنچی۔ کہ الآن اسفر الصبح عن اللیل یعنی اب صبح روشن ہوئی رات
سے۔ اور محض حق صریح رہ گیا۔ اور کدورت باطل سے صاف ہوگیا۔
اس واسطے کہ جن کی طینت میں خباثت تھی۔ وہ مرتد ہو گئے۔ اور جس وقت
ہم کافروں کو بار اول ہلاک کرتے۔ اور اُن مومنوں کو بھی تکفیر کا حکم دیتے۔
جو بعد ایمان کے مرتد ہوتے۔ تم ہمارے وعدہ کی تصدیق نہ کرتے۔
اور اُن مومنوں سے ہم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جو ہماری وحدانیت کو صدق
دل اور اخلاص سے قبول کر چکے تھے۔ اور متمسک رلیمان محکم نبوت سے

ہوئے تھے۔ کہ اُن کو ہم اپنی زمین میں خلیفہ کریں گے۔ اور دین متین پر اُن کو متمکن کریں گے۔ اُن کے خوف کو اطمینان سے بدلیں گے۔ تاکہ عبادت اُن کی ہمارے واسطے خالص طور پر ہو۔ اور دلوں سے شک جاتا رہے پس یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ ہم اُن کو خلیفہ و متمکن کر سکتے اور اُن کے خوف کو امن سے بدل سکتے۔ حالانکہ ہم جانتے تھے۔ کہ وہ لوگ جو مرتد ہو گئے ہیں۔ اُن میں موجود ہیں۔ یقین اُن کا ضعیف ہے۔ اور طینت اُن کی خبیث ہے۔ اور جو کچھ اُن کی طبیعت اور دل میں ہے۔ مقدمہ نفاق اور طریقہ گمراہی و نتائج جہالت سے ہے۔ جب ہم اُن مومنوں کو متمکن بامر خلافت کرتے۔ اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتے اور ان مرتدوں کو ہم اذیت نہ پہنچاتے۔ اور یہ باقی رہ جاتے۔ تو وہ نفاق کی خصلت جو اُن کے دل میں تھی مستحکم ہو جاتی۔ اور اُن کی گمراہی ثابت و محکم ہو جاتی۔ اور جو مومنین خالص تھے۔ اُن سے علانیہ عداوت کرتے۔ طلب ریاست میں اُن کے ساتھ محاربہ و مخالفت کرتے۔ اور اس امر کے طلبگار ہوتے۔ کہ وہ تنہا امر و نہی کے مالک ہوں۔ نزاع و تفرقہ و فساد و جنگ و لشکر کشی کی بنا قایم ہوا کرتی۔ اور باوجود اس کے تمکن اور انتشار امر مومنین کیونکر حاصل ہوتا۔ کلا فاصنع الفلک باعیننا و وحینا الآیہ۔ پس حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ کہ ایسی طرح ہمارے قایمؑ کی غیبت کو طول ہو۔ کہ حق صریح و ایمان خالص رہ جائے۔ اور جن شیعوں کی طینت میں خبث و نفاق ہو۔ اور جن سے یہ خدشہ ہو۔ کہ بعد تمکن امر سلطنت کے نزاع و فتنہ اُن سے صادر ہوگا۔ وہ اس غیبت میں مرتد ہو جائیں۔ اور زمرہ دشمنان میں جگہ پائیں۔

اس واسطے کہ بعد حصول وعدہ وظہور وتمکن امر کے کوئی اختلاف وشبہ
باقی نہ رہے ہے۔ مفضل نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ نواصب نے ایسا
گمان کیا ہے۔ کہ آیۂ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الارض الآیہ شان ابوبکر وعمر وعثمان وعلیؑ میں نازل ہوئی ہے۔ فرمایا۔
لاھدی اللہ قلوب الناصبۃ یعنی خدا ناصبوں کے دلوں کو نور ہدایت سے
منور نہ کرے۔ اُن کے ایام خلافت میں کس وقت وہ دین کہ خدا ورسولؐ
نے پسند کیا تھا ممکن ہوا۔ اور امن وامان امت کو حاصل ہوا۔ اور خوف
مومنوں کے دل سے جاتا رہا۔ اور سب کے دلوں سے شکوک بالمرہ
منقطع ہوں۔ اُن کے وقتوں میں کیسے کیسے فساد واقع ہوئے مسلمان
مرتد ہوئے۔ لڑائیاں اُن کے اور کفار کے درمیان میں ہوئیں۔ بلکہ وہ
لوگ خود آپس میں لڑے۔ بعد اس کے حضرت صادقؑ نے اس آیہ کو
بطور شاہد واسطے دیر کرنے حضرت صاحب الامرؑ کے پڑھا۔ اذا استیأس
الرُّسُلُ وَظَنُّوا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوا جَاءَھُمْ نَصْرُنَا۔ پھر فرمایا۔ [illegible]
وہ خضر علیہ السلام ہیں۔ حق تعالیٰ نے اُن کی عمر کو اس واسطے طول نہیں
دیا۔ کہ کسی قوم کی رسالت یا ہدایت اُن کے واسطے تقدیر کی ہو۔ یا کوئی کتاب
کا نازل کرنا اُن پر مرغوب تھا۔ یا اُن کی شریعت سے کسی شریعت کا [illegible]
انبیاء سے منسوخ کرنا مطلوب تھا۔ یا اُن کو امام پیشوا کیا ہو۔ کہ خلائق [illegible]
اُن کا اقتدا کریں۔ ہاں البتہ اپنے علم سابق میں [illegible] مقدر
فرما چکا تھا۔ کہ قائم آل محمدؐ کی عمر ایسی طولانی ہوگی۔ [illegible] اتنی مدت تک وہ
نظروں سے غائب رہیں گے۔ کہ اکثر [illegible] اُن کا انکار کریں [illegible]
اور اُن کے ہونے کو محالات سے شمار کریں گے۔ [illegible]

خضرؑ کو کئی سو سال پیشتر خلق و ایجاد فرما کے باقی رکھا۔ کہ منکرین پر حجت ہو۔ اور درازی عمر قایمؑ پر دلیل قوی ہو۔ اور معاندین کی حجت ضعیف منقطع ہو۔ ولا یکون للناس علی اللہ حجۃ*

اس بارہ میں اور بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ کہ قایمؑ آل محمدؐ میں انبیاء کے سنین ہیں۔ سنہ آدمؑ ونوحؑ طول عمر میں سنت ابراہیمؑ خفاء ولادت وعزلت میں۔ اور سنت موسےؑ ترس وغیبت میں۔ اور سنت عیسےؑ در باب اختلاف خلق خدا میں۔ اور سنت ایوبؑ فرج بعد شدت میں۔ اور سنت محمدؐ خروج بشمشیر میں*

حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ صالح پیغمبرؑ ایک مدت اپنی قوم سے غایب رہے۔ اور جس روز اپنی قوم سے جاتے تھے۔ مرد پیر تھے۔ روئے نیکو ومحاسن انبوہ وشکم فربہ رکھتے تھے۔ چہرہ اُن کا باریک تھا۔ حاصل یہ ہے۔ کہ وہ مربوع القامۃ تھے۔ جب پھر کر اپنی قوم کے پاس آئے۔ اُن کو کسی نے نہیں پہچانا۔ اس وجہ سے کہ صورت اُن کی تبدیل ہو گئی تھی۔ اُن کی قوم کے تین فرقے ہو گئے۔ منکرین۔ مشککین۔ مصدقین۔ پس پہلے فرقہ مشککین کے پاس گئے۔ اور کہا۔ ہم صالح پیغمبرؑ ہیں۔ اُنہوں نے تکذیب کی۔ اور دشنام دی۔ اذیت پہنچائی۔ اور کہا کہ خدا تجھ سے بیزار ہے۔ صالحؑ کی یہ صورت نہیں تھی۔ پس منکرین کے پاس گئے۔ اور کہا۔ ہم صالحؑ ہیں۔ اُن سب نے بھی صالحؑ کی باتیں نہ سنیں۔ اور انتہا درجہ کو اُن سے متنفر ہوئے۔ پس فرقہ مصدقین کے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم صالحؑ ہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ ہم تجھ سے علامت وخبر چاہتے ہیں۔

کہ شک ہم کو حاصل نہ ہو۔ اس بات میں ہم کو شک نہیں۔ حق تعالے خالق اشیائے ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایک صورت کو دوسری صورت کے ساتھ نقل و تحویل کرتا ہے۔ اور ہم کو خبر دی ہے۔ اور آپس میں ہم مطلع ہیں چند علامتوں پر۔ کہ ہمارا پیغمبر لایا ہے۔ صالحؑ نے کہا کہ مَیں صالحؑ ہوں۔ تمہارے واسطے ہم ناقہ لائے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ یہ بات سچ ہے۔ علامت ناقہ کیا ہے۔ کہا۔ لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم۔ پس وہ لوگ ایمان لائے۔ اور اُن سبھوں نے کہا۔ انا بما ارسل بہ مومنون۔ اور فرقہ شکاک و منکر نے کہا۔ انا بالذی امنتم بہ کافرون۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مَیں نے کہا۔ جس روز صالحؑ غایب ہوئے تھے۔ قوم کے درمیان کوئی عالم تھا۔ فرمایا۔ خدا عادل ہے۔ زمین بدون عالم و راہنما کے نہیں چھوڑتا ہے۔ اور تمام ایام غیبت صالحؑ سات دن تھے۔ قوم اُن کی ضعیف الایمان و سست اعتقاد تھی۔ اپنے امام کو نہیں پہچانتی تھی۔ لیکن وہ دین خدا کہ صالحؑ لائے تھے۔ اُن کے ہاتھ میں تھا۔ اور اُس دین میں یک بان تھے۔ بعد اس کے کہ پھر صالحؑ آئے۔ اُن کے ساتھ جمع ہوئے۔ اور اُن کی پیروی کی۔ اور مثل علی علیہ السلام اور قائم آلِ محمدؐ کے مثل صالحؑ کے ہے۔ اور مخالفین کو جو حضرتؑ کی طول عمر میں تعجب ہے۔ یہ سراسر اُن کی عقل کا فتور ہے۔ اور فہم نفس سرکش کا قصور ہے ✚

کتاب اکمال الدین میں شیخ صدوق وغیرہ نے بہت سے اخبار معمرین کے نقل کئے ہیں۔ اور اس جگہ ہم دو تین آدمیوں کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ معاندین کا تعجب رفع ہو۔ اگرچہ خضرؑ و الیاسؑ و

اور استفادہ سے مجھ کو یہاں تک پہنچایا۔ اس وقت تک تین مرتبہ میرے
دانت گر چکے ہیں۔ اور پھر نکلے ہیں۔ ہم لوگوں نے خواہش کی
کہ احادیث جناب امیرالمومنینؑ سے جو کچھ سنا ہو۔ نقل کریں۔
تو کہنے لگا۔ کہ ایام ملازمت میں حرص و ہمت میری طلب علم میں نہ
تھی۔ اور دوسرے اصحاب بھی تھے لیکن شدت محبت سے
حضرتؑ کی کچھ کام نہیں کرتے تھے۔ اُن کی خدمت میں مشغول رہتے
تھے۔ جو کچھ مجھے یاد [illegible] اہل مغرب [illegible] ایک [illegible]
[illegible] سے [illegible] مجھ سے [illegible] آن کی ہڈیاں
[illegible] شہرت [illegible]
اُس کو جمع کیا [illegible] ایک [illegible] نکالی۔ اور پڑھا۔
اور کہا کہ علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ ارشاد کیا جناب رسول خدا
نے۔ کہ جو شخص دوست رکھے اہل یمن کو۔ تو اس نے مجھے دوست رکھا
اور جو شخص دشمن رکھے [illegible] تو اس نے مجھے دشمن رکھا [illegible]
کہ ارشاد کیا جناب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
فرمایا کہ جھوٹی گواہی [illegible]
[illegible]
[illegible] خدا کی معصیت نہ کی ہو۔

اور ایضاً نقل ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جناب رسول خدا ﷺ بھوکے ہوئے
اور حضرت سیدہ [illegible] فرمایا علی [illegible] مجھ سے کہا [illegible] کہ
اے علی [illegible] دسترخوان لایا [illegible] اور [illegible]
پر پانی تھا [illegible] فرماتے تھے کہ
جنگ خیبر میں پچیس زخم ہم نے اٹھائے [illegible] خدمت رسول خدا میں
آئے [illegible] آپ نے [illegible] کو دیکھا تو [illegible] اور
[illegible] فی الفور [illegible] ہو گئے [illegible]
نقل [illegible] قل ہو اللہ پڑھے
تو گویا ثلث قرآن [illegible] دو بار پڑھا
اس [illegible] قرآن [illegible] اور جس نے تین بار پڑھا
اس [illegible]
[illegible]
[illegible]
میں آیا [illegible]
کے پاس بھیجیں [illegible] اور [illegible]
حجاج ابن [illegible] کیا [illegible]
[illegible]
اس قدر [illegible]
[illegible]
ابو عبد اللہ [illegible]
کہ [illegible]

کہ مصاحب المقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا تھا۔ حج کے لئے آیا تھا۔ اور عبداللہ بن حمران کہ کنیت اُس کی ابوالہیجا تھی۔ اُس کے ہمراہ تھا جب ماہ ذیقعدہ میں ہم وارد مدینہ ہوئے۔ تو ہم نے قافلہ مصر کو دیکھا۔ ابوبکر بن محمد بن علی مادرائی اُس قافلہ میں تھا۔ کسی اہل مغرب نے کہا تھا۔ کہ ہم نے صحابہ پیغمبرؐ کو دیکھا ہے۔ تو لوگوں نے اژدہام کر کے اُسے گھیر لیا۔ اُس کے بدن کو بجہت تبرک مس کرتے تھے۔ نزدیک تھا۔ کہ وہ بیچارہ شدت اژدہام خلق سے تلف ہو جائے۔ میرے چچا ابوالقاسم طاہر بن یحییٰ نے اپنے غلاموں اور خادموں کو حکم دیا۔ تو اُن سبھوں نے اُس مجمع کو ہٹا کر ابوسہل طیفی کے مکان پر اُسے لے گئے۔ میرا چچا بھی اُسی مکان میں اُترا تھا جب وہ وہاں پہنچ گیا۔ تو پھر آدمیوں کو حکم دیا۔ کہ داخل ہوں۔ پانچ شخص اُس کے ہمراہ تھے۔ کہ اُس کی اولاد اولاد سے تھے۔ ایک ہشتاد سالہ سے زیادہ اور ایک ہفتاد سالہ اور دو شصت سالہ اور ایک ہفتدہ سالہ تھا۔ اور وہ اُس کے نبیرہ کا لڑکا تھا۔ اور وہ مرد مغربی بحسب صورت تیس [۳۰] سے چالیس [۴۰] برس تک کے سن میں معلوم ہوتا تھا۔ موے سر و محاسن سیاہ تھے۔ ضعیف اندام گندم گوں میانہ بالا تھا۔ اور نام اُس کا علی بن عثمان بن خطاب تھا۔ جس وقت بھوکا ہوتا تھا۔ عنفقہ[۱] کے بال اُس کے سفید ہوتے تھے۔ جب آسودہ و سیر ہوتا تھا۔ سیاہ ہو جاتے تھے۔ اُس نے نقل کیا۔ کہ میرے پدر و عم بقصد حج اپنے شہر حضرموت سے روانہ ہوئے۔ اور مجھ کو بھی ہمراہ لیا۔ چند روز کے بعد ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ تین دن تین رات بیابان میں حیران و

[۱] عنفقہ وہ بال جو زیر لب زیرین ہوتے ہیں ۱۲

سرگردان تھے۔ اور نہیں جانتے تھے۔ کہ ہم کہاں جاتے ہیں۔
یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گذر ایک نرم ریگستان پر ہوا جس کو رمل عالج
کہتے ہیں۔ اور ارم ذات العماد کے متصل تھا۔ اُسی اثنا میں ہم لوگوں
نے دیکھا۔ کہ بڑے پاؤں کا نشان زمین پر پڑا ہوا ہے۔ اُسی نشان
سے ہم لوگ چلے گئے۔ تو ایک میدان میں پہنچے۔ دیکھا۔ دو شخص
ایک چاہ یا چشمہ پر بیٹھے ہیں۔ جب ہم لوگوں کو دیکھا۔ اُن میں سے
ایک شخص اُٹھا۔ اور ڈول کو اُس چشمہ یا چاہ سے بھر کر ہمارے
پاس آیا۔ پہلے میرے باپ کو دیا۔ اُس نے پانی نہیں پیا۔ اور یہ کہا۔
کہ دن تمام ہوتا ہے۔ رات کو ایسے چاہ پر منزل کریں گے۔ بعد اُس
کے میرے چچا کو دیا۔ اُس نے بھی پانی نہیں پیا۔ اور وہی بات کہی۔
جو میرے باپ نے کہی تھی۔ پس وہ ڈول اُس شخص نے مجھے دیا۔
اور کہا۔ پانی نوش کرو۔ ہم نے ڈول لے لیا۔ اور پانی پیا۔ تو اُس
نے کہا۔ ھنیئاً لک تو علیؑ بن ابی طالبؑ کو دیکھیگا۔ اُن سے میرا سلام
کہنا۔ اور عرض کرنا۔ کہ الیاسؑ و خضرؑ نے سلام آپ کو کہا ہے۔ اور
اے پسر تو اس قدر زندگی کریگا۔ کہ مہدیؑ و عیسٰےؑ کو دیکھیگا۔ اُن سے
بھی ہمارا سلام کہنا۔ بعد اُس کے پوچھا۔ کہ یہ دو شخص تیرے کون ہیں۔
مَیں نے کہا۔ کہ وہ باپ اور یہ چچا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ تیرا چچا اس
سفر سے بچ کر مکہ نہیں پہنچیگا۔ اور تو اور تیرا باپ مکہ تک پہنچیگا لیکن
باپ تیرا مر جائیگا۔ اور تو بہت عمر کریگا۔ مگر تو پیغمبرؐ کو نہ دیکھیگا کیونکہ
اُن کی وعدہ نزدیک آگیا ہے۔ بعد اس کے وہ دونوں نظروں سے
غایب ہو گئے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ آسمان پر چلے۔ یا زمین میں سما گئے۔

اور وہ چشمہ و چاہ بھی نظروں سے پوشیدہ ہوگیا۔ پس ہم لوگ وہاں سے
چلے۔ اور اس واقعہ سے بہت تعجب کرتے تھے۔ جب بحران میں پہنچے۔
میرا چچا بیمار ہؤا۔ اور اُس نے انتقال کیا۔ ہم مع اپنے باپ کے مکہ کو
گئے۔ حج کر کے مدینہ میں آئے۔ تو میرا باپ بھی بیمار ہؤا۔ اور اُس کی
بھی وفات ہوئی۔ اُس وقت جناب رسول خدا صلعم نے بھی رحلت فرمائی
تھی۔ اور علیؑ بن ابی طالبؑ کو اپنا وصی مقرر کیا تھا حضرتؐ نے مجھے
اپنے پاس رکھا۔ ایام خلافت ابو بکر و عمر و عثمان و خود حضرت امیر المومنینؑ
میں مَیں ہمراہ حضرتؑ کے تھا۔ اُس دن تک کہ ابن ملجم نے اُن کو شہید
کیا۔ اسی دوران گفتگو میں یہ بھی کہا۔ کہ جب عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا
تو اُس نے مجھے پکارا۔ ایک خط اور گھوڑا مجھے دیا۔ اور کہا۔ کہ علیؑ کے
پاس جا۔ اور وہ حضرتؑ ینبع میں ایک کھیت رکھتے تھے۔ وہاں تھے۔
پس خط لیکر ہم جدار ابی عبابہ تک پہنچے تھے۔ کہ صدائے قرأت ہمارے
کان میں آئی۔ تو دیکھا۔ کہ حضرتؑ چلے آتے ہیں۔ اور اس آیہ کی
تلاوت فرماتے ہیں۔ افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم
الینا لا ترجعون۔ جب مجھ کو دیکھا۔ فرمایا۔ اے ابو الدنیا خیر ہے
کہاں چلے۔ مَیں نے کہا۔ ایک خط خلیفہ کا لایا ہوں۔ پس خط کو
کھولا۔ اور پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا۔ فَاِنْ کُنْتَ مَاکُوْلًا فَکُنْ
خَیْرَ اٰکِلِیْ وَاِلَّا فَاَدْرِکْنِیْ وَلَمَّا اُمَزَّقِ۔ جب خط پڑھ چکے۔ چلے
اور داخل مدینہ ہوئے۔ اُسی وقت عثمان قتل ہؤا تھا۔ حدیقہ بنی نجار
کو چلے گئے۔ جب حضرتؑ کے آنے کی خبر ہوئی۔ تو سب لوگ
حضرتؑ کی طرف دوڑے۔ اور قبل اس کے قصد رکھتے تھے۔ کہ

طلحہ کے ساتھ بیعت کریں۔ جب اُن کو دیکھا۔ اُدھر سے پھر کر حضرتؑ کے پاس مجتمع ہوئے۔ اور پہلے جس نے بیعت کی۔ طلحہ و زبیر تھے۔ بعد اس کے تمام انصار و مہاجرین نے بیعت کی۔ ہم اُن کی خدمت میں رہے۔ واقعہ جمل و صفین میں بھی ہمراہ تھے۔ جنگ صفین میں جانب راست اُن کے کھڑا تھا۔ آپ کے ہاتھ سے تازیانہ گر پڑا ہم نے جھک کر چاہا۔ کہ تازیانہ اُٹھا کر حضرتؑ کو دیں۔ اب حضرتؑ کی لگام رہتی تھی اُٹھانے خم ہونے میں اسپ نے سر اُٹھایا۔ اور تکان دیا یہ زخم جو ہماری کنپٹی میں ہے ہوا۔ پس حضرتؑ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور آب دہن زخم پر لگایا۔ اور تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چھڑکی۔ پھر مطلق درد و الم سے تکلیف نہیں ہوئی۔ جب حضرت شہید ہوئے۔ حسنؑ بن علیؑ کے ساتھ ساباط مداین تک میں تھا۔ وہاں سے مدینہ کو گئے۔ اُن کی اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت کرتا رہا۔ جب جعدہ دختر اشعث نے اُن کو زہر سے شہید کیا۔ تو میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں صحرائے کربلا تک ہمراہ تھا۔ جب حضرتؑ بھی شہید ہو گئے۔ خوف بنی امیہ سے بھاگا۔ اور زمین مغرب میں جا کر سکوت پذیر ہوں۔ انتظار و خروج مہدیؑ و عیسےٰؑ بن مریمؑ کا کرتا ہوں۔ ایضاً شیخ صدوق نے روایت کی ہے۔ کہ عبید بن شریک جرہمی نے تین سو پچاس برس زندگی کی۔ اور پیغمبرؐ پر ایمان لایا۔ اور ایام معاویہ تک زندہ رہا۔ ایام سلطنت میں اُس کے پاس آیا۔ جو معاویہ نے اُس سے پوچھا۔ کہ غرایب و عجایب روزگار و صاحبان عمر دراز سے تو نے کیا دیکھا ہے۔ اُن سب چیزوں میں سے کہ اُس نے نقل کیا۔ یہ نقل ہے۔ کہ اُس نے کہا۔ میں نے ایک مرد کو دیکھا جس نے

ہزار برس زندگی کی۔ اور وہ کہتا تھا۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔ کہ دو ہزار برس زندہ رہا۔ اور بادشاہان حمیر سے ایک بادشاہ مجھ سے کہتا تھا۔ کہ ملوک نابغہ سے ایک بادشاہ نہایت تسلط و اقتدار رکھتا تھا۔ ذوسرح اس کا نام تھا۔ جوانی میں اُسے بادشاہی ملی تھی۔ اپنی سلطنت میں نہایت خوش رفتار و سخی و مطلع تھا۔ سات سو برس اُس نے بادشاہی کی۔ نہایت شکار دوست تھا۔ ایک دن سیر و تفرج کے واسطے صحرا میں گیا۔ تو اُس نے دیکھا تھا۔ کہ دو سانپ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک اُن میں سے سفید تھا۔ اور دُوسرا سیاہ۔ آپس میں دونوں لپٹے ہوئے تھے۔ مار سیاہ مار سفید پر غالب و فایق ہوا تھا۔ اور نزدیک تھا کہ اُسے مار ڈالے۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ مار سیاہ کو اُس کے ملازموں نے مار ڈالا۔ اور مار سفید کو اٹھا کر ایک چشمہ پر لائے۔ اُس جگہ چند درخت تھے۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ اُس مار سفید پر چند قطرہ پاک کر کے چھڑکیں۔ اور اُس کے مُنہ میں چھوڑیں۔ یہاں تک کہ حواس اُس کا درست ہوا۔ تو اُسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دور راہ چل کر وہ نظروں سے غایب ہو گیا۔ بادشاہ اُس روز شکارگاہ میں رہا۔ سیر و شکار سے دل بہلاتا رہا۔ رات کے وقت گھر کو پھرا۔ ایک حجرہ میں تخت رکھا ہوا تھا۔ اُس تخت پر متمکن ہوا۔ اور وہ تخت و حجرہ ایسے مقام پر تھا کہ کسی صاحب و دربان کی رسائی وہاں تک نہیں تھی۔ ناگاہ ایک جوان بجمال زینت و جمال آیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے دونو بازو دروازہ حجرہ کا پکڑ کر بادشاہ کو سلام کیا۔ بادشاہ ڈر گیا۔ اور پوچھا۔ تو کون ہے کیونکر تو یہاں داخل ہوا۔ کس نے تجھے اجازت دی۔ کہ ایسی جگہ جہاں

صاحب و دربان نہیں آسکتے ہیں۔ تو چلا آیا۔ اُس جوان نے کہا۔ تو خوف نہ کر۔ اے بادشاہ ہم قوم انسان سے نہیں ہیں۔ بلکہ جن ہیں۔ واسطے ادائے شکر۔ احسان و محبت کے آئے ہیں۔ اور محبت و احسان جو تو نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اُس کی جزا تجھے دیں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ تو کیا جزائے نیک مجھے دیگا۔ تو اُس نے کہا۔ مَیں وہی مار سفید ہوں۔ جس کو تو نے مار سیاہ کے پنجہ سے چھڑایا۔ اور اُس کو مارا۔ اور مجھے زندہ رکھا۔ وہ مار سیاہ ہمارا غلام نافرمان تھا۔ ہمارے خاندان سے چند شخصوں کو اُس نے مار ڈالا ہے۔ جب فرصت پاتا تھا۔ تنہائی میں مجھ سے لڑتا تھا۔ یہاں تک کہہ چکا تھا۔ کہ کوئی امر مانع پیش آیا۔ کہ بات کرنا بند ہوگیا۔ اور اُس نے نقل کو انتہا تک نہ کہا۔ بعد اس کے شیخ صدوق نے بہت سے اشخاص صاحبان عمر دراز کا ذکر کیا ہے۔ اُن سب میں سے لقمان عادی ہے۔ کہ طایفہ عاد بزرگ سے تھا۔ اور اُس نے پانچ سَو ساٹھ ۵۶۰ برس زندگی کی تھی۔ کہ یہ تعداد عمر سات کرگس کی ہے۔ کیونکہ ایک کرگس کی عمر اسّی برس کی ہوتی ہے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ تین ہزار پانسو برس اُس کی عمر ہوئی۔ اور زہیر بن عباد کلبی کی تین سَو برس عمر تھی۔ اور مَن لَقیناک نام اُس کا عمرو بن عامر ہے۔ آٹھ سَو برس زندہ رہا۔ چار سَو برس بادشاہی کی۔ ہر روز وہ جامہ نو پہنتا تھا۔ اور آخر روز میں اُن جاموں کو پارہ و چاک کر ڈالتا تھا۔ کہ کوئی دُوسرا اُس کو نہ پہن سکے۔ اور ابن ہبل بن عبداللہ چھ سَو برس زندہ رہا۔ اور درید بن زید بن نہار چار سَو پچاس برس زندہ رہا۔ اور منجملہ کل حکایت معمرین کے قصہ نیل و ہرمان مصر کو مذکور کیا ہے۔ کہ ابوالحسن بن حماد دیہ بن احمد بن طولون جب مصر پر حاکم ہوا۔ اتنا خزانہ اس کو ملا۔

کہ کسی کو نہیں ملا تھا۔ باوجود اس کے اُس کو خواہش ہوئی۔ کہ گنبد ہرمان کو توڑے۔ اور جو خزانہ وہاں مدفون ہے۔ اپنے تصرف میں لائے۔ اقوام واقف سب اُس کے مانع تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ کوئی آج تک اس امر کا متعرض نہیں ہوا ہے۔ اور جس نے ارتکاب اس عمل کا کیا ہے۔ عمر اُس کی کم ہوگئی ہے۔ بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے۔ مگر اُس نے کسی کے کہنے کو نہ مانا۔ ہزار آدمیوں کو مقرر کیا۔ کہ اُس کا دروازہ ظاہر کریں۔ ایک برس تک گرد گنبد ہرمان کے اُن سبھوں نے کام کیا۔ اور عاجز ہو گئے۔ مگر دروازہ گنبد کا پیدا نہ ہوا۔ جب مایوس ہوئے۔ چاہا۔ کہ پھر چیں۔ ایک راستہ نظر آیا۔ چند لوگوں نے گمان کیا۔ کہ شاید دروازہ اُس گنبد کا اس جگہ سے ہو۔ اُس راہ سے چلے۔ جب وہ راہ ختم ہوئی۔ دیکھا۔ ایک تختہ سنگ مرمر کا استادہ ہے۔ یقین کیا۔ کہ یہی دروازہ ہے۔ لیکن بہت تلاش کیا۔ مگر دروازہ نہیں پایا۔ اُس تختہ کو کھود کر باہر نکالا۔ تو دیکھا۔ پشت تختہ سنگ پر بخط یونانی کچھ لکھا ہے۔ مگر وہ پڑھا نہیں جاتا۔ حکماء و علماء مصر جمع کئے گئے۔ اور سب کو دکھلایا۔ مگر کسی نے کچھ نہ سمجھا۔ اُن سب میں ابوعبداللہ مدنی بھی تھا۔ اُس نے ابوالحسن حاکم سے کہا۔ کہ حبش میں ایک کشیش ہے۔ تین سو ساٹھ برس کی عمر رکھتا ہے۔ وہ خط یونانی پڑھ سکتا ہے۔ مجھ کو سکھلانا چاہتا تھا۔ مگر میسر نہ ہوا۔ پس ابوالحسن نے بادشاہ حبشہ کو لکھا۔ کہ کشیش کو بھیج دے۔ اُس نے جواب میں لکھا۔ کہ نہایت پیری سے ضعیف ہو گیا ہے۔ حرکت پر قادر نہیں ہے۔ صرف سانس آتی جاتی ہے۔ جس سے اُس کی زندگی ہے۔ اگر اُسے یہاں سے دوسرے شہر میں بھیج دیں۔ تو گمان یہ ہے۔ کہ تلف ہو جائے۔ موجود رہنا اُس کا

مجھے غنیمت ہے۔ افسوس ہے۔ کہ میرے ہاتھ سے باہر ہو جائے۔
اگر اُس سے کسی چیز کا سوال ہے۔ یا کوئی عبارت و تحریر اُس سے پڑھانی
مطلوب ہے۔ یہاں بھیج دی جائے۔ وہ تختہ سنگ مرمر کا کشتی پر رکھ کے
حبشہ میں بھیجا گیا۔ اور اُس نے پڑھا۔ حبشی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اور
زبان حبش سے عربی میں نقل کیا گیا۔ لکھا تھا۔ کہ ہم میں ریان دومغ
ابو عبد اللہ نے پوچھا۔ کہ ریان کون ہے۔ کہا پدر عزیز کہ بادشاہ مصر
یوسف علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ اور عزیز نے سات سو برس
زندگی کی تھی۔ اور ریان اُس کے باپ نے ایک ہزار سات سو برس
اور دومغ نے تین ہزار برس زندگی کی تھی۔ حاصل کلام لکھا تھا۔ کہ ہم
نے چاہا۔ کہ سرچشمہ نیل مصر کو جانیں۔ کہ کہاں سے نکلا ہے۔ پس چار
ہزار ہزار آدمیوں کو لے کر مصر سے باہر نکلے۔ اور اسّی برس سیاحت کی۔
ظلمات میں پہنچے۔ دریائے محیط عالم کو دیکھا۔ اور نیل نہر کو دیکھا۔ کہ
دریائے محیط کو کاٹ کر بہتی تھی۔ اور کوئی منفذ نہیں رکھتی تھی۔ کہ اُس
میں جائے۔ جس قدر ساتھی ہمارے تھے مر گئے۔ مگر چار ہزار نفر
باقی بچے۔ ہم کو خوف ہوا۔ کہ کہیں ملک ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔
مصر کو پھر آئے۔ اور گنبد ہرمان بنایا۔ [illegible] جو [illegible] نے جمع کیا تھا
اُس جگہ دفن کیا۔ اور چند شعر اس باب میں [illegible] اس پر لکھا تھا۔
کہ مضمون اُس کا یہ ہے۔ کہ ایسا میں نے کہا۔ اور عالم میں اسّی
برس کی مدت میں پھرا۔ اور واپس آیا۔ اور یہ گنبد بنایا۔ اور آثار اپنے
علم و حکمت و سخاوت کا چھوڑا۔ [illegible] مگر یہ دختر
نہ ہو۔ اور اس میں [illegible] یہاں تک

آخر میں لکھا تھا۔ ؎

وَیَفتَحُ اَقفَالِی وَیُبدِی عَجَائِبِی + وَلِیٌّ لِرَبِّی آخِرَ الدَّهرِ یَنجُمُ
بِاَکنَافِ بَیتِ اللّٰهِ یَبدُو اُمُورُهٗ + وَلَا بُدَّ اَن یَعلُو وَیَسمُو لَهُ اِسمِی

یعنی ان قفلوں اور میرے طلسموں کو کھولیگا۔ اور میرے عجایب کو ظاہر کریگا۔ دوست میرے پروردگار کا کہ آخر زمانہ میں ظہور کریگا۔ اور اطراف خانہ خدا میں اُس کا امر ظاہر ہوگا۔ اور اُس کا نام بلند ہوگا۔ بعد اس کے سال ظہور کو ایسے رمز و اشارہ کے ساتھ بیان کیا تھا کہ اُس کا سمجھنا مشکل ہے۔ جب ابوالحسن حمادویہ نے ان الفاظ اور اشعار کو دیکھا۔ کہا۔ یہ وہ چیز ہے۔ کہ کوئی شخص اس کی تدبیر نہیں کر سکتا۔ مگر قائم آل محمدؐ پس اُس تختہ سنگ کو جائے سابق پر رکھواکر پھرایا۔ اور اسی قدر امر میں جو اُس سے صادر ہوا۔ ایک سال زندہ رہا۔ اور اُس کے خادم ظاہر نام نے اُسے بستر خواب پر مارا۔ ایضاً اسحاق بن ابراہیم طوسی سے نقل کیا ہے۔ کہ ستانوے برس اُس کی عمر سے گذرے تھے۔ اُس نے کہا کہ سرباپک بادشاہ ہند کو ہم نے شہر صنوح میں دیکھا۔ اور اُس سے پوچھا کہ تیری عمر کس قدر گذری ہے۔ اُس نے کہا۔ نوسو پچیس [۹۲۵] برس۔ اور وہ مسلمان تھا۔ اور یہ دعوے رکھتا تھا۔ کہ پیغمبر خداؐ نے دس اصحاب اپنے ہمارے پاس بھیجے تھے۔ کہ اُن سب میں حذیفہ بن یمان و عمرو بن [illegible] و اسامہ بن زید و ابوموسے اشعری و صہیب رومی وغیرہ تھے۔ اُن [illegible] لوگوں نے اُسے اسلام کی راہ راست دکھائی۔ اور اُس نے قبول کیا۔ اور مسلمان ہوا۔ اور مکتوب پیغمبرؐ کو لیکر چوما۔ آنکھوں پر رکھا۔ اسحاق کہتا ہے۔ کہ میں نے اُسے پوچھا کہ باوجود اس ضعف کے تو

نماز کیونکر پڑھتا ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔ مَیں نے کہا۔ تو کیا کھاتا ہے۔ جواب دیا۔ آب گوشت گندنا کے ساتھ۔ مَیں نے کہا۔ بول و غایط کا کیا حال ہے۔ کہا ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہ بھی کم۔ پھر اُس کے دانتوں کا حال پوچھا۔ تو بیان کیا۔ کہ اس وقت تک پچیس مرتبہ گر گر بعوض اُس کے دُوسرے دانت نکلے ہیں۔ اُس کے اصطبل میں ایک حیوان ہم نے دیکھا۔ جو فیل سے بہت بڑا تھا۔ اور اُس کو زندہ فیل کہتے تھے۔ مَیں نے پوچھا۔ یہ کس واسطے ہے۔ اور کیا کام اس سے لیا جاتا ہے۔ تو جواب دیا۔ کہ نوکروں کے کپڑے اُس پر بار کرکے دھوبی کے ہاں بھیجے جاتے ہیں۔ اُس کی بادشاہت کا عرض و طول چہار سالہ راہ تھی۔ اور جس شہر میں پایہ تخت تھا پچاس فرسخ پچاس فرسخ میں تھا۔ اور اُس کے ہر دروازہ پر ایک لاکھ بیس ہزار مرد جنگی رہتے تھے۔ اگر کوئی حادثہ اُس دروازہ کی طرف واقع ہوتا تھا۔ تو وہی فوج کافی ہوجاتی تھی۔ امداد کی احتیاج دُوسرے دروازہ کی فوجوں سے نہیں ہوتی تھی۔ اور وہ بادشاہ کہتا تھا۔ کہ زمین مغرب میں ہم رمل عالج تک گئے۔ اور قوم موسٰے تک پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ اُن کے مکان کے کوٹھے آپس میں برابر ہیں۔ اور خرمن گندم و جو دسائر کا صحرا میں مثل بڑے پشتہ و تودہ کے شہر کے باہر تھا۔ ہر روز بمقدار اپنے کھانے کے وہاں سے لاتے تھے۔ اور باقی وہیں چھوڑ دیتے تھے۔ خرمن اُن کی اُنہیں کے گھروں میں تھیں۔ باغستان اُن کے دو فرسخ شہر سے دور تھے۔ مرد پیر و زن پیر و آزار مند اُن میں نہیں تھے۔ اور اُس وقت تک اُن میں

کوئی بیمار نہیں ہوتا تھا جب تک کہ اجل اُس کی نہیں آتی تھی۔ بازارین سب باقاعدہ ومرتب وصاف نہیں جس وقت جس کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی۔ بازار میں جاتے تھے۔ اگر مالک خود نہ ہوتا تو خود وہ چیز اُٹھا لیتے تھے۔ اور قیمت وہاں رکھ دیتے تھے۔ اور چلے آتے تھے۔ نماز کے وقت حاضر ہوتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے۔ پھر متفرق ہو جاتے تھے۔ ان میں جنگ وجدال نہیں تھا سخن لغو شوخی کا نہیں کرتے تھے۔ مگر ذکر خدا و نماز و فکر موت ٭

اس نقل کے بعد شیخ صدوق نے لکھا ہے۔ کہ جس وقت ہمارے مخالفین تجویز کرتے ہیں۔ کہ سر ایک بادشاہ ہند اس قدر طویل العمر ہو۔ تو کیونکر حجت خدا کی اس قدر یا اس سے زیادہ عمر محال جانتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ٭

صاحب ریاض الشہادت لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ میں ایک سو بیس یا ایک سو چالیس برس عمر کے آدمی بہت دیکھے گئے ہیں۔ لیکن تواتر کے ساتھ سُنا گیا ہے۔ کہ مکہ میں ایک شخص دیکھا گیا تھا۔ جو سات سو یا آٹھ سو برس کی عمر رکھتا تھا۔ اور زمانہ سابق میں بہت اشخاص دراز عمر رہتے ہیں۔ اور خلقت و عضاء و جوارح اُن کے قوی ہوتے تھے۔ مثل قوم عاد و ثمود۔ یہاں تک کہ بسبب طول عمر کے مکان نہیں بناتے تھے۔ بلکہ پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بنا کر رہتے تھے۔ جیسا کہ خدا نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور مشہور ہے کہ ضحاک تازی ایک ہزار دو سو برس اور فریدوں نے ہزار برس سے زیادہ زندگی پائی۔ اور عمر جان جس بادشاہ نے بنایا ہے۔ دو ہزار پانچ سو

برس کی اُس کی عمر تھی۔ اور چھ سو برس اپنی قوم سے چھپا رہا۔ اور رستم گیارہ سو کسے زاید زندہ رہا۔ اور زال دو ہزار برس سے متجاوز عمر رکھتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ معمرین بہت گذرے ہیں۔ اگر سب کا حوال اور نشان نام بنام تحریر کیا جائے۔ تو ایک کتاب ضخیم تیار ہوجاتے۔ اور کتب عامہ میں بھی اکثر اشخاص معمرین کا ذکر ہے۔ باوجود ان دلائل واضحہ کے انکار طول عمر اور استبعاد مخالفین جز تعصب و عناد باطنی کے اور کیا کہا جائے۔ ان بے بصیرتوں سے یہ پوچھنا چاہیئے۔ کہ طول عمر قائم میں کونسا امر مانع اور محل استبعاد ہے۔ کیا مثل خضرؑ و الیاسؑ و عیسیٰؑ و ابلیس و دجال یا دیگر معمرین کے قادر علی الاطلاق حضرتؑ کو سلامت رکھنے پر نہیں عطا کر سکتا ہے۔ اگر معاذاللہ اس سے انکار کریں۔ تو گویا قدرت خدا کے منکر ہوئے۔ اور جس نے انکار قدرت کیا۔ وہ بلا شبہ و شک کافر ہوا مصداق خسر الدنیا و الآخرہ کا ہوگا۔ نہایت افسوس صد افسوس صرف بوجہ عداوت قلبی کے جو نسلاً بعد نسل اً۔ میراث اُن میں چلی آتی ہے وبال آخرت اپنے سر پر لیتے ہیں۔ اور تقلید ابلیس بدبخت کر کے دولت لازوال دین متین ہاتھوں سے کھو دیتے ہیں ✦

فصل پنجم

بیان معجزات و خوارق عادات و غرائب امورات جو اس برگزیدہ خالق ارض و سماوات سے صادر ہوئے۔ مختصر طور پر کیا جاتا ہے۔ کتاب غیبت میں شیخ طوسی نے حسین بن علی بن بابویہ سے روایت

کی ہے ۔ کہ جس سال قرامطہ یعنی فرقہ اسمعیلیہ نے حاجیوں کو لوٹا ۔ اور ایک گروہ علماء کو قتل کیا ۔ اُنہیں علماء میں علی بن بابویہ بھی تھے ۔ اور اُسی سال آسمان سے ستارے گرے تھے ۔ پس میرے والد نے عریضہ ابوالقاسم بن رُوح کو لکھا ۔ اور اجازت حج کی چاہی ۔ جواب آیا ۔ کہ اس سال باہر نہ جا ۔ دوبارہ عرض کیا ۔ کہ نذر واجب ہے ۔ ممکن ہے ۔ کہ اُس سے ہم تخلف کریں ۔ جواب ملا ۔ کہ اگر لاچار ہے ۔ اور جانے میں اصرار ہے ۔ تو پہلے قافلہ کے ساتھ نہ جا ۔ جو قافلہ آخر میں روانہ ہو ۔ اُس کے ساتھ جا ۔ پس میرے والد نے ایسا ہی کیا ۔ اور سالم رہے ۔ اور وہ لوگ جو دُوسرے قافلوں میں گئے تھے سب مارے گئے ۔ ایضاً کتاب نجوم میں ابوالعباس احمد دنیوری سے کہ ملقب بہ ستارہ شمار روایت کی ہے ۔ کہ اُس نے کہا ۔ بعد وفات جناب امام حسن عسکریؑ ایک سال یا دو سال کے بعد اردبیل سے دنیور میں ہم آئے ۔ تو دیکھا ۔ کہ وہاں کے لوگ بہت حیرت و انتشار میں ہیں ۔ ہر وقت تردد و اضطرار میں ہیں ۔ جب شیعیان دنیور نے سُنا ۔ کہ میں آیا ہُوں ۔ میرے پاس جمع ہوئے ۔ اور ہر ایک نے کہا ۔ کہ سولہ ہزار اشرفی ہم لوگوں کے پاس ہمارے آقایوں کے مال سے مجتمع ہے ۔ وہ تیرے حوالے کرتے ہیں ۔ کہ لے جا کر جو لایق و مستحق اس کا ہو ۔ اُس کو دے ۔ جس قدر میں نے عذر کیا ۔ کچھ فائدہ نہ ہُوا ۔ بعجز و الحاح وہ بار گراں میری گردن پر رکھا گیا ۔ ہم اُس کو لے کر قرمیسین میں کہ وہاں ہمارا دوست احمد بن الحسن رہتا تھا گئے ۔ جب اُس سے ملاقات ہوئی تو وہ خوشحال ہُوا ۔ اور ایک تھیلی ہزار اشرفی کی معہ ایک بقچہ رخت الوان کے ہم کو دیا ۔ اور

وہ بقچہ بہت مضبوط بندھا تھا۔ ہم نہیں جانتے تھے۔ کہ اُس بقچہ میں کیا ہے۔
اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ اس کو بھی لیتا جا۔ اور کسی کو نہ دینا۔ جب تک کوئی معجزہ
یا محبت ظاہری امامت پر ظاہر نہ کرے۔ ہم نے اُسے بھی لیا۔ اور بغداد کو
روانہ ہوئے۔ اُس جگہ بہت سعی و تلاش و اہتمام مَیں نے اس بات کا کیا۔
کہ معلوم ہو۔ کہ کون وکیل و نائب ہے۔ بعد تجسس دریافت ہوا۔ کہ تین
شخص یہاں دعوے نیابت رکھتے ہیں۔ اوّل باقطانی۔ جب ہم اُس کے
پاس گئے۔ تو دیکھا۔ کہ مرد پیر صاحب ہیبت و ثروت ہے۔ اسپ و غلام
کئی رکھتا ہے۔ اور بہت سے آدمی اُس کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔
مباحثہ کرتے ہیں۔ ہم خاموش وہاں بیٹھے رہے۔ جب خلوت ہوئی۔
اُس نے میرے دین کو دریافت کیا۔ مَیں نے سب کیفیت بیان کی۔
اُس نے کہا۔ جو کچھ لایا ہے۔ ہم کو دے۔ مَیں نے کہا۔ حجت و دلیل
چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب ہم پھر کر صاحبان امانت کے پاس جائیں۔ وہ
ہم سے مکابرہ نہ کریں۔ تب اُس نے کہا۔ اچھا کل آنا۔ تین روز تک
ہم متواتر گئے۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہیں ہوا۔ بعد اس کے شخص دوم اسحاق احمر
کے پاس گئے۔ اُس نے بھی تین دن مجھے معطل رکھا۔ اور کوئی امر ظاہر
نہ ہوا۔ تب شخص ثالث ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
تو دیکھا۔ کہ وہ ایک مرد فقیر متواضع ہے۔ پابند صوم و صلواۃ خاشع و خاضع
ہے۔ لبادہ پنبہ دار پہنے ہوئے اپنے حجرہ کوچک میں ایک نمد پر بیٹھا ہوا
ہے۔ غلام و اسپ و آسایش و زیبایش کچھ بھی نہیں ہے۔ مَیں نے
سلام کیا۔ وہ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ میرا حال پوچھا۔ مَیں نے سب
حال بیان کیا۔ اُس نے کہا۔ اگر اُس موقع و محل کی تجھ کو جستجو ہے جس کی

تیرے دل میں مخفی طور پر آرزو ہے۔ تو سامرہ میں جا۔ وہاں خانہ ابن الرضاؑ تلاش کرکے وکیل کا سراغ لگا لینا۔ الغرض سامرہ میں پہنچ کر خانہ ابن الرضاؑ تک پہنچے۔ دربان سے وکیل کا حال دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا۔ اندر گھر کے کسی کام کو گیا ہے۔ جلد آیا چاہتا ہے۔ مَیں نے تھوڑا سا تامل کیا۔ جب وہ آیا۔ ہم اُٹھے۔ اور سلام کیا۔ مجھے ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور احوال پوچھا۔ مَیں نے سب حال بیان کیا۔ اُس نے کہا۔ اچھا۔ بعد اس کے کھانا ہمارے واسطے آیا۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ تو بھوکا ہے۔ کچھ کھالے۔ جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو اُس نے کہا تھوڑا آرام کرکے کسل راہ دُور کرلے۔ پس ہم سوئے۔ جب سو کر اُٹھے۔ نماز پڑھی۔ حوض پہ گئے غسل کرکے فرودگاہ پر واپس آئے۔ جب ایک پہر رات گذری۔ اُس وقت وہ مرد وکیل باہر آیا۔ اور ایک فرد جس میں تفصیل امانتوں کی مندرج تھی مجھ کو دی۔ مَیں نے دیکھا۔ تو لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد محمد دنیوری آیا۔ اور سولہ ہزار اشرفی چند کیسوں میں لایا۔ کیسہ اول میں مال فلاں بن فلاں اس قدر اشرفی پر شامل ہے۔ اور کیسہ دوم میں مال فلاں کا اس قدر داخل ہے۔ اسی طرح ہر ایک کیسہ و تعداد مال کی فہرست میں تحریر تھی۔ آخر میں تصریح سولہ اشرفی زراع کی تسطیر تھی۔ پس شیطان نے مجھے وسوسہ میں ڈالا۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میرا مولا مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ بعد اس کے لکھا تھا۔ کہ کیسہ احمد بن حسن ماورائی میں جو قسمین میں رہتا ہے۔ ہزار اشرفی ہے۔ اور بقچہ ہائے رخت میں ہر بقچہ چند جامہ پر شامل ہے۔ اور ہر جامہ کا فلاں رنگ ہے۔ اور فلاں شہر کا بنا ہوا ہے۔ ہم نے حمد و شکر خدا کیا۔ اس بات پر کہ شک ہمارے دل سے زائل ہوا۔

پس وکیل نے کہا۔ کہ تیرے مولا نے حکم دیا ہے۔ کہ اس کو تو بغداد میں لے جا۔ اور جس کو ابو جعفر عمری کہے۔ اس کو دے۔ احمد کہتا ہے۔ کہ پھر ہم ابو جعفر کے پاس بغداد میں گئے۔ اور جس روز سے ملاقات ہوئی تھی تین روز گذرے تھے۔ مجھ سے اُس نے کہا۔ کہ کیوں تو سامرہ نہیں گیا۔ میں نے کہا۔ میں گیا۔ اور واپس آیا۔ ایسی گفتگو میں ناحیہ مقدس سے رقعہ معہ فرد سیاہہ کے اُس کے پاس آیا۔ اُس میں لکھا تھا۔ کہ ان سب چیزوں کو لے۔ اور ابو جعفر محمد بن احمد بن جعفر قطان قمی کو دے۔ ابو جعفر نے کپڑا پہنا۔ میں نے مال و رخت کو اُٹھایا۔ اور اُس شخص کے گھر جا کر مال و رخت کو اُسے سونپا۔ اور مکہ کو چلا گیا۔ حج کر کے دینور میں آیا۔ حضرات شیعہ نے میرے یہاں مجمع کیا۔ اور کیفیت دریافت کی۔ میں نے وہ فرد سیاہہ کی نکال کر پڑھی۔ جب مضمون صرہ شانزدہ اشرفی و رسم زراع کو پڑھا۔ اُس کو غش آیا جب ہوش میں آیا۔ سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور کہا۔ کہ شکر خدا کا مجھے اُس نے ہدایت کی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ زمین حجت سے خالی نہیں رہتی۔ یہ صرہ زراع لایا تھا۔ اور دیا تھا۔ کوئی شخص مطلع نہیں ہوا تھا۔ سوائے خدا کے۔ بعد اس کے ہم ابو الحسن مادرائی کے پاس گئے۔ اور فرد سیاہہ کی معہ تفصیل جامہ و زر کی اُس کو دکھلائی۔ اُس نے کہا سبحان اللہ جس امر میں تو چاہے شک کرے۔ مگر اس امر میں کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی شک کا مقام نہیں ہے۔ جس وقت کہ اذکوتکین نے یزید بن عبید اللہ کے اوپر چڑھائی کی۔ اور اُس کے شہر کو تسخیر کر لیا۔ خزائن اور اموال پر اُس کے متصرف ہوا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ اور اُس نے کہا کہ یزید بن عبید اللہ نے اسپ و شمشیر نذر صاحب الامرؑ کی تھی۔ بعد اطلاع

اس امر کے میں بتدریج اُس خزائن و اموال کو اذکوتکین کے پاس لیجاتا تھا۔ اور اسپ و شمشیر کو مندرج فہرست نہیں کیا تھا۔ یہ خیال تھا۔ کہ شاید بچ جائے۔ اور ہم صاحب الامرؑ تک اُسے پہنچادیں۔ جب سب چیزیں اُس کے پاس پہنچ گئیں۔ تو اُس نے اسپ و شمشیر کا مطالبہ مجھ سے کیا۔ اُسے ہم حیلہ و بہانہ میں ٹالتے جاتے تھے۔ جب اُس نے بہت شدت کی۔ اور سوائے بھیج دینے کے کوئی چارہ باقی نہیں رہا قیمت اسپ و شمشیر کی بتعداد ہزار اشرفی کے اپنے پاس سے دیا۔ اور ایک تھیلی میں رکھ کے مہر کر کے خزانہ دار کو اپنے دی۔ اور کہا۔ کہ کسی جگہ محفوظ میں رکھ۔ اگر کسی وقت کوئی ضرورت مجھے پڑے۔ اور میں تجھ سے طلب کروں۔ تو مجھے نہ دینا۔ بعد اس کے اسپ و شمشیر اذکوتکین کو دیا۔ ایک مدت اس معاملہ کو گذر گئی۔ ایک دن میں اپنی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور امر و نہی کے احکام ہم صادر کرتے تھے۔ اور معاملات کا فیصلہ کرتے تھے۔ کہ ابوالحسن اسدی داخل ہُوا۔ اور اکثر وہ ہمارے پاس آیا کرتا تھا۔ چونکہ اُس سے ہم کو دوستی تھی۔ اُس کے کاموں کو انجام کر دیتے تھے۔ اس روز جب وہ آیا۔ تو بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ ہم نے اُس سے کہا۔ کوئی کام تیرا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں میں چاہتا ہوں۔ کہ خلوت میں تجھ سے ملاقات کروں۔ پس ہم داخل مکان خزانہ ہوئے۔ اُس نے ایک چھوٹا سا رقعہ جناب صاحب الامرؑ کا مجھے دیا۔ اُس میں لکھا تھا۔ کہ اے احمد بن الحسن ہماری ہزار اشرفی جو تیرے پاس ہے۔ بابت قیمت اسپ و شمشیر کے اُسے ابوالحسن اسدی کو دیدے۔ میں بہت خوشحال ہُوا۔ سجدۂ شکر بجا لایا۔ اس احسان خدا پر۔ کہ میں نے اپنے مولا کو پہچانا۔ کیونکہ کوئی اُس راز پر آگاہ نہیں تھا۔

پس دو ہزار اشرفی منگوائیں۔ اور تین ہزار دوسری اشرفی اس شکرانہ میں اُس قیمت پر زیادہ کرکے اُس کو دیں ؛

نہج الدعوات و دیگر کتب ادعیہ میں منقول و مسطور ہے۔ وبجہ استفاضہ و شیاع مذکور ہے۔ اور فصاحت دعا کی مشہور ہے۔ وہ دعا ئے علوی مصری ہے۔ جو دلیل قوی صداقت ان امور کی ہے۔ محمد بن علی علوی حسینی مصر میں رہتا تھا۔ اور حاکم مصر کو اُس سے عداوت تھی ہمیشہ وہ علوی اُس سے متوہم و ترساں رہتا تھا حج کے بہانہ سے مصر سے نکلا۔ اور عراق میں آکر زیارت مرقد منور فرزند ساقی کوثر حسینؑ بن علیؑ طاہر مطہر سے مشرف ہُوا۔ اور قبر امام مظلومؑ سے پناہ جو ہُوا سطوت دشمن سے متوجہ درگاہ عرش اشتباہ ہُوا۔ پندرہ دن وہاں ٹھیرا رہا۔ رات دن مشغول تضرع و ابتہال و خاکساری و گریہ و زاری میں تھا۔ یہاں تک کہ ایک رات درمیان خواب و بیداری اُس مظہر رحمت باری یعنی صاحب الزماں علیہ صلوات اللہ الملک المنان کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حسینؑ بن علیؑ فرماتے ہیں۔ کہ اے فرزند فلاں شخص سے تو خائف ہے۔ مَیں نے کہا۔ ہاں وہ چاہتا ہے۔ کہ مجھے قتل کرے۔ اس واسطے آپ تک واسطے پناہ کے آیا ہُوں۔ اور اُن سے اُن کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کس واسطے تو نے اپنے اور اپنے آباو اجداد کے خدا کو اُس دعا سے یاد نہیں کیا جس سے سب پیغمبران سلف نے دعا کی ہے۔ جب اُن پر شدت ہوتی تھی۔ اُس دعا سے پناہ لے جاتے تھے۔ اور دعا کی برکت سے انہیں نجات ملتی تھی۔ مَیں نے کہا۔ وہ کون دعا ہے۔ فرمایا۔ جب شب جمعہ ہو۔ غسل کر۔ اور نماز شب بجالا۔ اور سجدۂ شکر کرکے اس دعا کو پڑھ۔ اور اپنے دو زانو ں پر بیٹھ۔ پس پانچ

رات پے در پے وہ بزرگوار آئے۔ اور دعا کو مکرر ارشاد فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھ کو یاد ہو گئی۔ پھر شب جمعہ کو کہ وہ چھٹی رات میری خواب کی تھی۔ نہیں آئے۔ مَیں نے غسل کیا۔ اور کپڑے بدلے۔ اور خوشبو لگائی۔ اور نماز شب پڑھ کے سجدۂ شکر بجالایا۔ دو زانو بیٹھ کر اس دعا کو بہت تضرع و ابتہال سے پڑھا۔ شب شنبہ کو پھر حضرتؑ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ تیری دعا مستجاب ہوئی جس وقت تو دعا سے فارغ ہوا۔ دشمن تیرا وہاں احمد بن طولون کے ہاتھ سے جو تیری چغلی کیا کرتا تھا مارا گیا۔ جب صبح ہوئی۔ مرقد شریف امام منیعؑ سے وداع ہو کر روانہ وطن ہوا۔ جب اردن میں ہم پہنچے۔ ایک میرا ہمسایہ ملا۔ وہ بھی شیعہ تھا۔ اُس نے نقل کیا۔ کہ احمد بن طولون نے اُس کو پکڑا۔ اور اُس کا سر شب جمعہ میں قفا سے کاٹا۔ اور رود نیل میں پھینک دیا۔ جہاں تک مَیں نے تحقیق کی۔ تو وہ وہی رات تھی۔ کہ ہم دعا خوانی سے فارغ ہوئے تھے +

واضح ہو۔ کہ دعائے علوی مصری و حرز یمانی ہر مطالب کے واسطے سریع الاجابت ہونے میں مجرب ہے۔ مخصوص دفع دشمنان کے لئے تیر بہدف ہے۔ اس قدر سرعت اجابت کا اثر ان دونوں دعاؤں سے دیکھا گیا۔ کہ احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے +

کافی میں حسن بن حسن علوی سے منقول ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ ایک مصاحب خلیفہ سے لوگوں نے کہا۔ کہ رافضیوں کا امام موجود ہے۔ اور اُس کے وکلاء ہر شہر میں ہیں۔ اُس کے واسطے مال جمع کرتے ہیں۔ پس یہ خبر عبید اللہ بن سلیمان وزیر کو پہنچی۔ تو اُس نے چاہا۔ کہ ہر شہر سے وکلاء کو گرفتار کر کے اذیت پہنچائے۔ خلیفہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔

تو اُس نے کہا۔ اگر یہ سب سچ کہتے ہیں۔ تو اُس امام کو پیدا کریں۔ وزیر نے
کہا جب وکلا گرفتار ہوں گے۔ وہ بھی پیدا ہو جائیگا۔ سلطان نے کہا۔
کہ بدون حجت و دلیل کے یہ امر ممکن نہیں ہے۔ پس پہلے تدبیر کرو۔
اور بعضے اشخاص غیر معروف کو تھوڑا سا مال دو۔ کہ وہ وکلاء کے پاس جائیں۔
اور کہیں۔ کہ یہ خمس ہے۔ جس نے قبول کر کے لے لیا۔ اس کو گرفتار کرو۔
چنانچہ ایسا ہی کیا۔ دو سو نفر سے زیادہ اس کام کے لئے مقرر ہوئے۔
اور مال لے کر شہر ہائے متفرق میں گئے۔ جس دن کہ یہ تدبیر کی گئی۔ اُسی
دن فرمان عالی شان جناب صاحب الزمان علیہ السلام ہر شہر میں ہر وکیل کے
پاس پہنچا۔ کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز لائے۔ اور اظہار شیعہ ہونے کا کرے۔
تو اُس چیز کو نہ لو۔ اور اُسے قبول نہ کرو۔ پس سب مطلع ہو گئے۔ اور احتیاط
عمل میں لائے۔ وکلاء میں سے ایک نفر بھی گرفتار نہیں ہوا + آقا شیخ طوسیؒ
نے کتاب غیبت میں محمد بن احمد صفوانی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے
کہ قاسم بن علا کو ہم نے دیکھا۔ کہ ایک سو سترہ برس عمر اُن کی تھی۔ منجملہ ان
ایام کے اسّی برس بینا تھا۔ اور امام علی نقیؑ و امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں
رہتا تھا۔ بعد اسّی برس کے نابینا ہو گیا۔ وفات سے سات دن پیشتر
پھر اُس کی آنکھیں روشن ہوئیں۔ سب چیزوں کو اپنی آنکھوں سے
دیکھا۔ تب اس کے بعد رحلت فرمائی۔ اتفاقات سے میں شہر اران میں
ولایت آذربائیجان سے اُس کے پاس تھا۔ فرمانہائے صاحب الامرؑ
معرفت محمد بن عثمان عمری کے اُن کے پاس آتے تھے۔ بعد وفات عمری
کے معرفت شیخ ابوالقاسم بن روح کے توقیعات واجب الاتباع صادر
ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ دو مہینہ تک کوئی خط نہیں آیا۔

اس سبب سے وہ نہایت مغموم رہتے تھے۔ اور ہر وقت محزون و مہموم رہتے تھے۔ ایک دن ہم اُس کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ دربان نہایت خوش حالی کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ پیک عراق آیا ہے۔ قاسم بہت خوشحال ہوئے۔ رُوبقبلہ ہوکر سجدۂ شکر بجالائے۔ مَیں نے دیکھا۔ ایک مرد پیر کوتاہ قد آیا۔ اور ایک تھیلی دوش پر رکھے ہوئے تھا۔ قاسم اُٹھے۔ اور اُس سے معانقہ کیا۔ تھیلی اُس کی گردن سے نکال کر اپنے پہلو میں بٹھلایا۔ آفتابہ ولگن لایا گیا۔ اُس کا ہاتھ دُھلایا گیا۔ ہم لوگوں نے اُس کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب فارغ ہوئے۔ اُس مرد پیر نے ایک مکتوب قاسم کو دیا۔ اُنہوں نے لیکر چُوما۔ اور آنکھوں پر رکھا۔ اور بہت روئے۔ چونکہ بینائی نہیں تھی۔ ابن ابی سلمہ اپنے کاتب کو دیا۔ اُس نے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے تھوڑا سا ساکت ہوگیا۔ آواز گریہ کاتب کی قاسم کو محسوس ہوئی۔ کہا یا ابا عبداﷲ خیر ہے۔ کہا ہاں خیر ہے۔ کہا والے ہو تجھ پر میرے بارہ میں کوئی خبر ہے۔ کہا وہ خبر کہ تم کو خوش کرے نہیں ہے۔ قاسم نے کہا۔ خبر ہے۔ کہا خبر دی ہے۔ کہ چالیس دن کے بعد تُو مر جائیگا۔ سات[1] پارچہ کفن تیرے واسطے بھیجے ہیں۔ قاسم نے کہا۔ دین ہمارا سالم ہے۔ اور خاتمہ میرے امر کا سعادت پر ہوگا۔ کہا ہاں۔ پس قاسم ہنسے۔ اور کہا۔ بعد ایک سو ستره برس کے اب کس قدر ہم زندگی کریں گے۔ پس اُس مرد پیر نے تھیلی میں سے تین لنگ اور ایک چادر سُرخ یمنی اور ایک عمامہ اور دو جامہ اور ایک رُومال نکالا۔ اور

[1] سات پارچہ کفن کی جو تفصیل لکھی ہے۔ وہ آٹھ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا قابل درستی ہے۔ ایسا ہی اصل حدیث میں ہے۔ شاید رُومال کو کفن میں شمار نہیں کیا ہے +

قاسم کو دیا۔ اور ایک پیراہن بھی قاسم کے پاس تھا جو حضرت امام رضاؑ نے اُن کو دیا تھا۔ قاسم کا ایک دوست تھا۔ کہ نام اُس کا عبدالرحمان بن محمد سینیزی تھا۔ اور وہ بہت بڑا ناصبی و شدید العداوت تھا۔ لیکن امور دنیا میں اُس کے اور قاسم کے درمیان رابطہ مودت تھا۔ اُسی روز عبدالرحمن کسی ضرورت سے قاسم کے گھر آیا۔ پس قاسم نے اپنے رفیقوں میں سے دو شخصوں کو کہ اُس جگہ موجود تھے۔ اُس نوشتہ کو دیا۔ اور کہا۔ اس کو پڑھکر عبدالرحمان کو سُناؤ۔ چونکہ ہم اُس کے دوست ہیں۔ چاہتے ہیں۔ کہ وہ بھی ہدایت پائے۔ اور خدا اُس کو توفیق دے۔ اُن دونوں نے کہا۔ اللہ اللہ بہت سے شیعیان متقی طاقت اس کی دیکھنے اور سمجھنے کی نہیں رکھتے ہیں۔ پس کیونکر عبدالرحمن ناصبی۔ قاسم نے کہا۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ راز جس کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اُس کو ہم افشا کرتے ہیں۔ لیکن ازبس کہ عبدالرحمان سے ہم کو محبت ہے۔ اس امر کو کہتے ہیں۔ خدا اُس کو توفیق نیک عطا کرکے ہدایت سے بہرہ مند کرے۔ یہ کہکے وہ نوشتہ عبدالرحمان کو دیا۔ اور کہا۔ اس کو پڑھ۔ اور اپنی فکر۔ عبدالرحمان نے وہ خط لیا۔ اور پڑھا۔ جب خبر مرگ تک پہنچا۔ کاغذ کو ہاتھ سے گرا دیا۔ اور قاسم سے کہا۔ اے ابو محمد خدا سے ڈرو۔ تم مرد فاضل و عاقل ہو۔ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ماتدری نفس بای ارض تموت۔ اور ایسا ہی فرمایا ہے۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا۔ قاسم ہنسے۔ اور کہا۔ باقی آیہ کو پڑھ۔ الا من ارتضی من رسول۔ اور مولا میرا جس نے اس نامہ کو لکھا ہے۔ داخل من ارتضی من رسول ہے۔ ہم جانتے تھے۔ کہ

تو بھی کہیگا۔ لیکن تاریخ لکھ لے۔ اگر ایک دن بعد وعدہ کے جو ہمارے مولا نے دیا ہے ہم زندہ رہے تو یقین کرنا۔ کہ ہمارا مذہب فاسد و باطل ہے۔ اور ہم کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور اگر ہم مطابق ارشاد و تحریر کے مرگئے۔ تو اُس وقت تجھے اپنے نفس کا اختیار رہے۔ پس اُس نے تاریخ لکھ لی۔ خط آنے کے ساتویں روز قاسم کو تپ آیا۔ روز بروز ناخوشی اسکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اُنھیں دنوں میں ایک دن اپنے بستر پر دیوار سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ پسر اُن کا حسن بن قاسم کہ بہت شراب پیتا تھا۔ کھڑا ہوا تھا۔ اور ابو عبد احمد بن ہمدانی ایک گوشہ میں بیٹھا تھا۔ اور ابو جعفر بن محمد اور ہم اور ابو حامد ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور قاسم کے واسطے گریاں تھے۔ اور بعضے اہل شہر بھی ہمارے شریک تھے۔ کہ ایک مرتبہ قاسم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پشت سر سے ملایا۔ اور تکیہ کر کے کہا۔ یا محمدؐ۔ یا علیؑ۔ یا حسنؑ۔ یا حسینؑ۔ یا موالی کونوا شفعائی الی اللہ۔ تین مرتبہ کہا۔ جب تیسری مرتبہ کہا۔ یا موسےٰ یا علیؑ۔ اُس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ پلکیں کھل گئیں۔ اور حدقہ چشم بڑا ہوگیا۔ آستینوں سے اپنے مثل آب گوشت کے جو چیز کہ آنکھوں سے نکلتی تھی۔ صاف کرتے تھے۔ پھر ہم لوگوں کی طرف دیکھ کر نام بنام سب کو پکارا۔ ہم لوگ اُٹھے۔ اور اُس کے پاس گئے۔ تو دیکھا کہ اُس کی دونوں آنکھیں صحیح و درست ہیں۔ ابو حامد نے کہا۔ مجھے دیکھتا ہے۔ پس ہاتھ ہم لوگوں کی طرف بڑھایا۔ اور سب کو معہ لباس وغیرہ کے بتلایا۔ جب یہ خبر شائع ہوئی۔ ابو السائب قاضی القضاۃ بغداد بہت سے آدمیوں کو لیکر دیکھنے آیا۔ اور اپنے

ہاتھ کی انگوٹھی انہیں دی۔ اور کہا۔ بتلا کیا چیز ہے؟ جواب دیا۔ فیروزہ
ہے۔ اور اُس میں تین سطر لکھی ہیں۔ سب نے تعجب کیا۔ ان سب
امور کے بعد اپنے پسر حسن سے کہا۔ کہ خدا تجھے جو منزلت و مرتبہ عطا کرتا
ہے۔ اس کو قبول کر۔ حمد و شکر خدا بجالا۔ اُس نے کہا۔ میں نے قبول کیا۔
قاسم نے کہا۔ کس شرط سے قبول کرتا ہے۔ حسن نے کہا۔ جو شرط آپ کیجئے۔
اور مجھے حکم دیجئے۔ کہا۔ یہی شرط اور امر ہے۔ کہ اب شراب سے پرہیز
کر۔ اُس نے جواب دیا۔ قسم اُن بزرگواروں کی۔ جن کا نام آپ نے
اس وقت لیا ہے۔ اب شراب نہ پیونگا۔ اور وہ سب باتیں کہ جس پر
آپ کو اطلاع نہیں ہے۔ لیکن خدا آگاہ ہے۔ اُن کو بھی میں نے ترک
کیا۔ پس قاسم نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا۔ اور کہا۔ اللھم اللھم
الھمہ الحسن طاعتک وجنبہ معصیتک تین مرتبہ۔ پھر کاغذ منگایا۔ اور
وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور وہ تمام مزارع کہ جس پر قاسم کا
قبضہ تھا۔ اُس کے باپ نے وقف ائمہؑ کیا تھا۔ اور بذریعہ وکالت کے
قاسم کے دخل میں تھا۔ پس قاسم نے حسن سے کہا۔ کہ اے فرزند اگر بعد
میرے تو بھی مثل میرے قابل و لایق وکالت کے ہوگا۔ تو اُس مزارعہ
فروختہ نام سے جو میرا مال ہے۔ نصف تیرا اور باقی مع دیگر مزارع
کے میرے مولا صاحب الامرؑ کا حق ہے۔ اور اگر تو قابل انجام اس
امر کے نہ ہوا۔ تو اپنا رزق دوسری جگہ سے جہاں خدا مناسب سمجھے
حاصل کر۔ حسن نے قبول کیا۔ چالیسویں دن وقت طلوع فجر قاسم نے
وفات پائی۔ عبدالرحمان مذکور سر و پا برہنہ جنازہ کے ساتھ حاضر تھا۔
اور یا سیداہ کہکے فریاد کرتا تھا۔ ہر ایک نے اس امر کو بہت عظیم

شمار کیا۔ اور اُس سے کہا۔ یہ کیا کام کرتا ہے۔ جواب دیا۔ ساکت رہو۔ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے۔ تم لوگوں نے نہیں دیکھا ہے۔ القصہ بعد اس کے عبدالرحمن شیعہ ہو گیا۔ اور اکثر اپنے مزارع و ضیاع کو جناب صاحب الامر علیہ السلام پر وقف کر دیا۔ قاسم کو آٹھ جامہ میں کفنایا۔ جامۂ امام رضا علیہ السلام بدن سے اس کے ملحق تھا۔ اور باقی جامہ ایک کے بعد ایک اُن سے ملحق تھا۔ چند روز کے بعد تعزیت نامہ جناب صاحب الامر علیہ السلام نے حسن کو لکھا۔ اور آخر میں وہی دعا جو اُس کے باپ نے کی تھی مرقوم تھی۔ الهمك الله طاعته وجنبك الله معصيته وقد جعلنا اباك اماما لك وفعاله لك مثالا۔ یعنی خدا تجھ کو اپنی طاعت میں الہام عطا کرے۔ اور اپنی معصیت سے بچائے۔ مَیں نے تیرے باپ کو تیرا امام و پیشوا مقرر کیا۔ اعمال و افعال اس کا تیرے واسطے دستور العمل و مثال ہے۔ اُسی مطابق تو روش اختیار کر۔ ابو سُورہ سے مروی ہے کہ اُس نے کہا۔ ہم کربلائے معلّٰے گئے۔ بروز عرفہ وہاں قیام کیا۔ وقت عشا اُٹھے کہ نماز عشا پڑھیں۔ ایک جوان کو دیکھا۔ جبہ پہنے ہوئے ہے۔ اُس نے بھی ہمارے ساتھ سورہ حمد پڑھنا شروع کیا۔ وہاں ہم نے اور اُس نے نماز پڑھی اور عبادت کی صبح عید تک۔ جب صبح ہوئی۔ ہم اور وہ جوان ایک ساتھ باہر آئے حائر سے۔ جب شط فرات پر پہنچے۔ جوان نے مجھ سے کہا۔ کہ تو کوفہ کا قصد رکھتا ہے۔ مَیں نے کہا۔ ہاں۔ پس وہ خشکی کی راہ سے اور مَیں دریا کی راہ سے روانہ کوفہ ہوا۔ تھوڑی دور تک جا کر مَیں پشیمان ہوا کہ کیوں اُس جوان سے جدا ہوا۔ پس مَیں بھی اُس کے

پیچھے چلا۔ دیکھا میں نے کہ استادہ ہے مجھے دیکھ کر کہا۔ تعال یعنی آ۔
پس وہ اور ہم ساتھ ساتھ مستاۃ کوفہ تک گئے۔ وہاں پہنچ کر ہم دونوں
سو رہے۔ اس جوان نے بیدار ہو کر کہا۔ اعیال رکھتا ہے اور تنگدست
ہے۔ خانہ ابو طاہر زراری تک جا۔ اور دروازہ سے اس کو صدا دے۔
وہ باہر آئیگا۔ ایسی حالت میں کہ خون قربانی اس کے ہاتھ میں لگا ہوگا۔
اس سے کہ۔ کہ اس نشان اور اس صفت کے ایک جوان نے کہا ہے کہ
وہ کیسہ جس میں بیس اشرفی ہے۔ اور بعضے برادران دینی نے تیرے
پاس بھیجا ہے۔ اور تو نے پایہ سریر کے نیچے رکھا ہے۔ اس کو مجھے
دے۔ ابو شورہ کہتا ہے۔ کہ ہم گئے۔ اور اسی طرح اداے پیغام کیا۔
اس نے کہا۔ الحمد للہ۔ اور کیسہ مجھے دیا۔ میں نے شمار کیا۔ تو بیس اشرفی
تھیں۔ باوجود مشاہدہ اس امر غریب کے وہ زیدی رہا۔ راوی اس حدیث
کا محمد بن زید مروان کہ وہ بھی مشایخ زیدیہ سے ہے۔ کہتا ہے۔ کہ یہ
حدیث میں نے ابو الحسین محمد بن عبید اللہ علوی سے نقل کی۔ اس نے
کہا۔ سچ ہے۔ میرے پاس بھی ایک جوان آیا تھا۔ اور اس کے
چہرہ سے بعضی علامتوں کو میں نے استنباط کیا تھا۔ جو اشخاص میرے
یہاں مجتمع تھے۔ ان کو متفرق کیا۔ اور اس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔
کہاں سے آیا ہے۔ جواب دیا۔ کہ میں رسول حضرت صاحب الامرؑ
ہوں۔ شیعوں کے پاس مجھے بغداد تک بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی
سواری ہمراہ ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں خانہ طلحیین میں ہے۔ میں نے
ایک غلام اس کے ہمراہ کر کے سواری اس کے اپنے گھر منگوالی۔ اور
وہ جوان اس دن اور رات کو ہمارے پاس رہا۔ اور ہمارے دل کی اکثر

باتیں ہم کو بتلائیں۔ جب صبح ہوئی۔ اور وہ سوار ہؤا۔ ہم بھی ہمراہ ہوتے۔ پل ناقہ صالح تک ساتھ گئے۔ اُس وقت وہ اکیلا خندق سے اُترا۔ نجف تک اُس کو ہم دیکھتے تھے۔ پھر آنکھوں سے غایب ہو گیا۔ محمد بن زید بن مروان کہتا ہے۔ کہ ان دونوں حدیثوں کو ایک مشایخ حشویہ سے کہ ابوبکر تمامی نام اُس کا تھا۔ میں نے نقل کیا۔ اُس نے کہا۔ سچ ہے۔ چند سال قبل اس کے خواہرزادہ ابوبکر نخعی عندنا کہ مذہب صوفیہ رکھتا تھا۔ میرے پاس آیا۔ میں نے کہا۔ کہاں تھا۔ اور کہاں جاتا ہے۔ جواب دیا کہ سترہ برس ہوئے۔ کہ مسافرت میں گذرے ہیں۔ میں نے کہا۔ کوئی عجیب و غریب چیز اگر اس سفر میں دیکھی ہو۔ تو بیان کر۔ وہ کہنے لگا۔ اسکندریہ کے کاروان سرا میں ہم گئے۔ بہت مسافر وہاں اُترتے ہیں۔ کاروانسرا کے درمیان میں ایک مسجد ہے۔ اُس میں ایک پیشنماز ہے۔ اُس سرا میں ایک حجرہ کے بالاخانہ پر ایک جوان رہتا تھا۔ ہر روز وہ باہر آتا تھا۔ اور مسجد کاروانسرا میں آ کر اُس امام مسجد کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ اور پھر اُسی بالاخانہ پر چلا جاتا تھا۔ کسی سے اختلاط و صحبت نہیں رکھتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ جوان لطیف موقر ہے۔ اور ساکت رہا کرتا ہے۔ مجھے اچھا معلوم ہؤا۔ اُس سے میں نے کہا۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ تھوڑے دن حاضر رہ کر تیری خدمت بجا لاؤں۔ جواب دیا۔ تجھے اختیار ہے۔ بہت دن تک میں نے اُس کی خدمت کی۔ ایک دن میں نے اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا۔ میں صاحب الامرؑ و صاحب حقؑ ہوں۔ میں نے کہا۔ کب ظہور فرمائیگا۔ فرمایا۔ ابھی وقت میرے خروج کا نہیں آیا ہے۔ پھر مدت تک

میں اُس کے ساتھ رہ کر خدمت کرتا رہا۔ ایک دن اُس جوان نے کہا۔ کہ اب مجھ کو سفر کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا۔ میں بھی ہمراہ ہوں۔ وہاں سے روانہ ہوتے راستہ راہ میں میں نے کہا۔ اے مولا و سید کب ظہور کیجئیگا۔ فرمایا۔ ابھی علامت میرے ظہور کی نہیں ہے۔ جب دنیا میں فتنہ و فساد و فسق و جور کی شدت ہو۔ اُس وقت ہم خروج کرینگے۔ اور مقام خروج مسجد الحرام ہے۔ منادی ندا کریگا۔ کہ یہ ہے مہدیؑ دیکھو اس کو۔ اس وقت سب لوگ مجھ سے بیعت کریں گے مابین رکن و مقام۔ درحالیکہ بالکل مجھ سے مایوس ہو گئے ہوں پس ہم اور وہ ساحل دریا تک پہنچے۔ اُس نے کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ کیا۔ میں نے کہا۔ اے مولا۔ میں دریا سے ڈرتا ہوں۔ فرمایا۔ واسطے ہو تجھ پر۔ میں تیرے ہمراہ ہوں۔ تو کس چیز سے ڈرتا ہے۔ میں نے کہا نہیں ڈرتا ہوں۔ لیکن جبن و موت ہمہ کا مجھ پر تسلط ہوتا ہے۔ پس وہ سوار ہو کر چلا گیا۔ اور میں رہ گیا۔

علی بن الحسین بن بابویہ والد شیخ صدوقؒ کے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ علی بن الحسین ابتداء عمر اپنی باپ سے تھے۔ دختر عم محمد بن موسیٰ بن بابویہ سے اُن کی شادی ہوئی تھی عریضہ حضرتؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور بتوسط ابو القاسم بن روح عرض و استدعا کی۔ کہ اولاد ذکور اُسے کرامت ہو۔ جواب عریضہ بخط مبارک تحریر فرمایا۔ اُس میں لکھا تھا۔ اِنَّكَ لَا تُرْزَقُ مِنْ هٰذِہٖ وَسَتَمْلِكُ جَارِيَةً دَيْلَمِيَّةً وَتُرْزَقُ مِنْهَا وَلَدَيْنِ خَيِّرَيْنِ صَالِحَيْنِ فَقِيهَيْنِ فَاضِلَيْنِ (یعنی تیرے نصاحب اولاد ہوگا اس سے۔ اور قریب ہے۔ کہ تیرے ملک میں کنیز

دیلمیہ آئے۔ اور ہونگے اُس سے دو پسر۔ دونوں بشیر۔ نیکوکار۔ فقیہ اور
فاضل ہونگے)۔ اور ایک گروہ مشایخ نے نقل کیا ہے۔ کہ علی بن بابویہ
کے تین بیٹے تھے۔ ایک محمد ملقب بہ صدوق صاحب من لایحضرہ الفقیہ۔
دُوسرے حسین۔ یہ دو نفر حضرتؑ کی دعا سے متولد ہوئے تھے۔ اور
دونو فقیہ و ماہر علوم تھے۔ اور ان کا حافظ بہت زیادہ تھا۔ کوئی شخص
مثل ان کے قوم میں نہ تھا۔ تیسرے حسن۔ کہ یہ اُس جاریہ سے نہیں
تھے۔ اور فقیہ بھی نہیں تھے۔ مگر زاہد و عابد تھے۔ آدمیوں سے اختلاط
نہیں رکھتے تھے شیخ صدوق مکرر اس کا فخر کرتے تھے۔ کہ وہ دعائے
حضرتؑ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور حسن بن محمد علوی نے نقل کیا
ہے۔ کہ علی بن احمد بن علی عقیقی مصر سے ۲۹۸ھ ہجری میں بغداد آیا۔
اُس وقت علی بن عیسیٰ جراح وزیر خلیفہ تھا۔ ایک کھیت اُس کا تھا۔ اُسی
کے واسطے وزیر سے کچھ بندوبست کرانا چاہتا تھا۔ وزیر نے اُسے
جواب دیا۔ کہ یہاں تیری اقوام و اقارب کے لوگ بہت ہیں۔ اگر ہر
شخص سے کچھ مانگے۔ اور ہم دیں۔ تو بہت طول ہوگا۔ عقیقی یہ سُن کر
متغیر ہوگیا۔ اور وزیر سے کہنے لگا۔ کہ اب اُس سے کہیں گے۔ اور
آبرو اُس کے ہاتھ بیچیں گے۔ جو سب کام کر سکتا ہے۔ وزیر نے
کہا۔ وہ کون ہے۔ جواب دیا۔ خداوند وہاب۔ یہ کہکر نہایت کج
خلقی و خشم کے ساتھ اُٹھا۔ اور کہتا تھا۔ فی اللہ عزمن کل
ھالک و درک کل مصیبۃ۔ جب اپنی منزل پر پہنچا۔ رسول ابوالقاسم
بن روح آیا۔ اُس سے وزیر کی شکایت کی۔ اور کیفیت اُس کی ملاقات
کی بیان کی۔ وہ چلا گیا۔ اور شیخ سے کہا۔ ایک ساعت کے بعد وہی رسول

پھر آیا۔ اور سو درہم نقد اور ایک رومال اور ایک کفن اور تھوڑا کافور واسطے حنوط کے لایا۔ اور بیان کیا۔ کہ تیرے مولا نے تجھے سلام کہا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ جس وقت کوئی غم وہم تجھ کو ہو۔ اس رومال کو اپنے چہرہ پر ملنا۔ تیرا غم واندوہ زائل ہوگا۔ اور یہ نقد معہ کفن وحنوط کے اپنے پاس رکھ۔ اور جو حاجت تیری وزیر سے ہے۔ آج کی رات بر آئیگی۔ جب مصر میں تو پہنچیگا۔ تیرے پہنچنے سے دس روز قبل محمد بن اسمعیل مریگا۔ اور اس کے بعد تو مریگا۔ یہ کفن وحنوط ونقد تیرے دفن وکفن کا سامان ہے۔ پس ان سب چیزوں کو اس نے لیا۔ اور جائے محفوظ میں رکھا۔ جب آدھی رات ہوئی۔ در خانہ پر روشنی دیکھی۔ اور کسی نے بہت زور سے دروازہ ہلایا۔ عقیقی نے اپنے غلام خیر سے کہا۔ کہ اے خیر دیکھ کیا حال ہے۔ اس نے دیکھ کر بیان کیا۔ کہ پسر عم وزیر کا کاتب تجھے بلانے آیا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ وزیر نے تجھے بلایا ہے۔ پس وہ سوار ہوا۔ راہوں اور بازاروں کے دروازے بند تھے۔ اس سے کھلواتے ہوئے حمبتہ تک پہنچے۔ وہ ہمارے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے پہنچنے کے ساتھ ہی اٹھا۔ اور وزیر تک مجھے لیگیا۔ وزیر نے مجھے دیکھ کر کہا۔ قضی الله حاجتك یا شیخ۔ اور بہت عذر کیا۔ جو کچھ میں اس سے چاہتا تھا۔ لکھے ہوئے اور مہر کئے ہوئے آمادہ وموجود رکھتا تھا۔ مجھ کو دیا۔ میں لیکر باہر آیا۔ اور محمد بن حسن صیرفی کہ بلخ میں رہتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میرا ارادہ مکہ جانے کا تھا۔ اور مال حقوق ائمہ میرے پاس تھا۔ کچھ طلا اور کچھ نقرہ تھا۔ طلا اور نقرہ لوگوں کا [illegible] تھے۔ اور جن لوگوں نے مجھے دیا تھا۔ یہ فرمایش کی تھی۔ کہ ابوالقاسم [illegible]

دینا۔ جب سرخس میں پہنچے۔ تو ہمارا خیمہ ایک بلندی پر نصب ہؤا۔ وہ ریگستان تھی۔ اُن ڈلوں کو طلا و نقرہ کے ہم علیحدہ کرتے تھے ایک ڈلا طلا کا گر پڑا۔ اور ریگ میں غایب ہوگیا۔ بعد ہم کو کچھ خبر نہیں ہوئی۔ جب ہمدان میں پہنچے۔ پھر دُوسری دفعہ اُن کا شمار کیا۔ طلا و نقرہ کو جدا جدا ہم دیکھتے تھے۔ اور اُن کی حفاظت کا اہتمام کثیر رکھتے تھے۔ جب دیکھا۔ کہ ایک ڈلا طلا کا نہیں ہے۔ ایک سو تین مثقال یا ... مثقال اُس کا وزن تھا۔ لاچار ہوکر اپنے مال سے اُسی وزن کے مطابق ڈلا پگھلالیا۔ اور اُس میں رکھدیا جب بغداد میں پہنچے۔ اور ابوالقاسم بن روح کی خدمت میں کہ نایب حضرت صاحب الامرؑ کے تھے گئے۔ اُن طلا و نقرہ کے ڈلوں کو اُن کے سامنے رکھا۔ تو اُنھوں نے وہی ڈلا جو ہم نے اپنے مال سے پگھلایا تھا اور بعوض امانت کے رکھا تھا اُن میں سے اُٹھالیا۔ اور کہا۔ یہ ڈلا ہمارا نہیں ہے۔ ہمارے ڈلے کو تو نے سرخس میں گم کیا ہے۔ جہاں تیرا خیمہ تھا۔ اور وہ ... میں گھس گیا ہے۔ جب پھر کر وہاں پہنچنا۔ اُسی جگہ خیمہ کرنا۔ اور ڈھونڈنا۔ ڈلا تجھے ملیگا۔ اور تو یہاں آئیگا۔ مگر مجھے نہ پائیگا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہم بلخ گئے۔ اور وہاں سے سرخس میں آئے۔ اُسی جگہ خیمہ کیا۔ ڈلے کو تلاش کیا۔ مل گیا۔ پھر اپنے شہر میں آئے۔ اور وہاں سے بقصد حج بیت اللہ روانہ ہوئے۔ حج کرکے بغداد میں آئے۔ تو سنا۔ کہ شیخ ابوالقاسم بن روح نے وفات پائی۔ اور صاحب الامرؑ کی شرافت نیابت حقہ میں علی بن محمد سمری کے آئے۔ اُن کو وہ ڈلا دیا۔ ایضاً ابو محمد بغدادی سے منقول ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ ابن

جاؤ تیرے نے دس ڈلے طلا کے مجھے امانت دئے تھے۔ کہ شیخ ابوالقاسم بن روح کو ہم پہنچائیں۔ جب اموریہ میں پہنچے۔ ایک ڈلا گم ہوگیا۔ ہم نہیں جانتے تھے۔ کہ کیا ہوا۔ بغداد میں پہنچ کر بعوض اُس کے ایک ڈلا خرید کرکے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے کہا۔ کہ عوض ڈلے کے جو تونے ڈلا خرید کرکے شامل کیا ہے۔ اُسے اُٹھا لے۔ وہ طلا گم شدہ ہم کو اموریہ میں مل گیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ ہاتھ بڑھا کر مجھے وہ ڈلا دیا۔ اور مجھے نشان دیا۔ مَیں نے پہچانا۔ وہی ڈلا تھا۔ جو گم ہوا تھا۔ وہی اعلے بغدادی کہتا ہے۔ کہ اُنہیں دِنوں میں ایک زن مومنہ نے مجھ سے پوچھا تھا۔ کہ وکیل صاحب زمان کون ہے۔ قم کے رہنے والوں میں سے بعضوں نے اُسے بتلایا۔ کہ شیخ ابوالقاسم بن روح ہیں۔ پس وہ عورت ابوالقاسم بن روح کے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے شیخ کیا چیز میرے ہمراہ ہے۔ مَیں بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ نے کہا۔ جو کچھ ہے دجلہ میں چھوڑ کر یہاں آ۔ اُس وقت ہم کہیں گے کیا چیز ہے۔ پس وہ عورت گئی۔ اور جو کچھ ہمراہ تھا۔ دجلہ بغداد میں چھوڑا۔ اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ شیخ نے اپنی کنیز سے کہا۔ وہ حقہ باہر لا۔ اُس نے حاضر کیا۔ شیخ نے کہا یہی حقہ تیرے ہمراہ تھا جس کو دجلہ میں چھوڑ آئی تھی۔ ہم کہا چاہا تو کہیگی۔ یا ہم کہیں۔ اُس نے کہا۔ آپ کہیں۔ شیخ نے کہا۔ ایک جفت دست بند طلا اور ایک حلقہ کلاں ہے۔ جس میں ایک موتی قیمتی ہے۔ اور دو حلقہ چھوٹی ہیں۔ اور ان میں ... ایک خاتم فیروزہ اور ایک خاتم عقیق ہے۔ ... کو کھولا۔

ہر ایک سے نے دیکھا۔ تو وہی تھا جس کا نشان دیا تھا۔ اُس عورت نے بھی کہا۔ کہ یہی تھا۔ ہم اور وہ عورت خوشحالی سے بیہوش ہو گئے۔ ان حدیث کے راویوں نے کہا ہے۔ کہ بحق خدا و رسولؐ و ائمہٴ اثنا عشرؑ ایک جگہ ہے ہم لوگوں میں۔ اس میں کچھ کم و زیادہ نہیں کیا ہے۔ نقل حدیث میں +

فصل ششم

اُن سفراء کے احوال میں جو زمان غیبت صغرے میں شیعہ اور حضرت قایم علیہ السلام کے درمیان واسطے تھے + اگرچہ صاحب ریاض الشہادت نے ان کو باب معجزات میں لکھا ہے۔ لیکن بحار میں باب احوال سفراء میں لکھا ہے۔ لہذا عبارات بحار باب معجزات سے عبور کر کے جداگانہ فصل لکھی گئی ہے +

احمد بن اسحاق سے کہ وہ بڑے جلیل القدر تھے روایت کی ہے کہ مَیں نے حضرت ہادیؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم مکرر غایب رہتے ہیں۔ سفر میں جاتے ہیں۔ اور آپ سے دور ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک وقت میسر و ممکن نہیں ہوتا۔ کہ آپ کو دیکھیں۔ اور آپ کی باتوں کو سنیں۔ اور امر و نہی کی اطاعت کریں۔ فرمایا۔ ابو عمر ثقہ و امین ہماری باتوں کا ہے۔ اُس کا قول میرا قول ہے۔ جو کچھ وہ تم سے کہے۔ گویا مَیں نے کہا۔ بعد اس کے جب حضرتؑ نے انتقال فرمایا۔ حضرت ابو محمد عسکریؑ کی خدمت میں بھی یہی بات مَیں نے عرض کی۔

فرمایا۔ ابوعمر ثقہ و امین امام گذشتہ کا ثقہ امین ہمارا ہے میری حالت حیات و
ممات میں۔ اور دوسری حدیث میں مروی ہے۔ کہ اگر ایک گروہ شیعوں
کا امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں تھا۔ کہ آپ کے خادم نے اطلاع دی۔
کہ ایک گروہ دروازہ پر گرد آلودہ استادہ ہے۔ ابھی چلے آتے ہیں۔
فرمایا۔ وہ سب شیعیان علیؑ ہیں۔ جا اور عثمان بن سعید کو بلالا۔ جب
وہ حاضر ہوا تو فرمایا۔ اے ابوعمر جا۔ تو وکیل و ثقہ و امانت دار مال خدا
ہے۔ اور یہ باتیں کرتا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ اے مولا قسم خدا
کی عثمان آپ کے بہترین شیعوں میں سے ہے۔ اُن کو ہم خوب پہچانتے
ہیں۔ اور آپ کے فرمانے سے بہتر ہم نے پہچانا۔ فرمایا۔ ہاں گواہ
رہو۔ عثمان بن سعید ہمارا وکیل ہے۔ اور فرزند اُس کا محمد وکیل میرے
فرزند مہدیؑ کا ہے۔ جب حضرتؑ نے وفات پائی۔ عثمان بن سعید
علی الظاہر متوجہ غسل و کفن و دفن حضرتؑ کے ہوتے۔ توقیعات و نامے
حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے اُس کے وسیلے سے شیعوں کے
واسطے آتے تھے۔ اور جواب مسائل شیعیان و قبض مال اُسی طرح کہ
جناب ابوالحسنؑ اور ابو محمدؑ میں اجرا ہوتے تھے۔ عہد حضرت صاحب الامرؑ
میں بھی بذریعہ عثمان بن سعید جاری تھے۔ جب عثمان نے انتقال کیا۔
اُن کے فرزند محمد نائب ہوئے۔ اور جعفر بن محمد بن مالک و علی بن
بلال و احمد بن ہلال و محمد بن معاویہ بن حکم و حسن بن ایوب بن نوح اور
دوسرے لوگوں نے کہ زمرۂ شیعیان سے ہیں۔ نقل کیا ہے۔ کہ
ہم سب خانہ امام حسن عسکریؑ میں تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ استفسار
کریں۔ کہ آپ کے بعد کون حجت خدا ہے۔ اور سب چالیس نفر شیعے

تھے۔عثمان بن سعید اُٹھے۔اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ ہم ایک چیز آپ سے پوچھا چاہتے ہیں۔اور آپ ہم سے بہتر اُسے جانتے ہیں۔فرمایا اے عثمان بیٹھ۔پس عثمان غضبناک اُٹھے۔اور چاہا۔ کہ چلے جائیں۔فرمایا۔کہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ہم سب ایک ساعت کامل بیٹھے رہے۔اس کے بعد حضرت ؑ نے فرمایا اے عثمان پس وہ کھڑے ہوئے۔فرمایا۔تم لوگ چاہتے ہو۔کہ ہم تم کو بتلائیں۔کہ تم کس واسطے آئے ہو۔تمہاری غرض یہ ہے۔ کہ ہم سے دریافت کرو۔کہ میرے بعد حجت خدا کون ہے ہم سبھوں نے کہا۔ہاں پس دیکھا ہم نے۔کہ ایک لڑکا مانند ماہ کہ حضرت ابو محمدؑ سے زیادہ مشابہ تھا بیت الشرف سے باہر آیا۔فرمایا۔میرے بعد یہ تمہارا امام ہے۔اور میرا خلیفہ وجانشین ہے۔تم لوگ اس کی اطاعت کرو۔اور اس کی بات مانو۔اور میرے بعد متفرق نہ ہو۔کہ ہلاک ہوجاؤ گے۔اور اس دن کے بعد پھر اب اس کو نہ دیکھو گے پس عثمان کی اطاعت کرو۔اور اس کی بات مانو۔کہ وہ تمہارے امام کا خلیفہ ہے۔اور جو کچھ کہیگا۔ہماری طرف سے اُس نے کہا ہے۔اور جب عثمان بن سعید کی وفات ہوگی۔اس کا فرزند ابو جعفر محمد بن عثمان امام عصرؑ کا نایب وخلیفہ ہے۔اور شیعوں کے سب امور اور مطالب ومقاصد اُن کے کہ اُس کا باپ انجام دیتا تھا۔بعد اُس کے ابو جعفر محمد بن عثمان انجام دیگا۔

عبداللہ بن جعفر حمیری نے نقل کیا ہے۔کہ میں اور ابو عمرو عمری احمد بن اسحاق کے ہاں گئے۔احمد بن اسحاق نے ہم کو فشار

دیا۔ کہ ہم ابو عمرو سے پوچھیں۔ کہ بعد امام حسنؑ کے حجت خدا کون ہے
اور خلف حضرتؑ کا ہے یا نہیں۔ مَیں نے کہا اے ابو عمر۔ ہم تجھ
سے ایک سوال کریں۔ اور اس کا یقین مجھے ہے۔ کہ زمین حجت خدا
سے خالی نہیں رہتی مگر چالیس روز قبل قیامت کے۔ لیکن چاہتا
ہوں۔ کہ میرا یقین کامل ہو۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا
خدا سے احیاء موتی کا۔ اور خدا نے فرمایا۔ شاید تو ایمان نہیں لایا ہے۔
تو کہا۔ بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ اور احمد بن اسحاق سے مَیں نے سُنا
ہے۔ کہ اُس نے حضرت ہادیؑ سے سُنا ہے۔ العمری ثقتی فما
ادیٰ الیک فعنی یودی یعنی عمری میرا ثقہ و معتمد ہے پس جو کچھ پہنچایا ہے
تجھ تک۔ تو مجھ سے پہنچاتا ہے۔ اور جو کچھ کہے۔ وہ مجھ سے کہیگا۔
کہ وہ ثقہ و مامون ہے۔ اور ابو محمد حسن بن علی سے سُنا تھا۔ کہ فرمایا
تھا۔ عمری اور اُس کا فرزند دو تو ثقہ ہیں۔ جو کچھ کہیں وہ میری جانب
سے ہے۔ اور جو کام کریں۔ میرے کہنے سے کیا ہے۔ اُن کے
مطیع رہو۔ اور اُن کی بات سنو۔ کہ یہ دونوں ثقہ امین ہیں۔ یہ سخن دو
امام کا تمہارے بارہ میں ہے۔ پس ابو عمر نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور
روئے۔ پھر کہا۔ کیا پوچھتا ہے۔ دریافت کر۔ مَیں نے کہا۔ تو نے
خلف ابو محمدؑ کو دیکھا ہے۔ جواب دیا۔ ہاں مَیں نے دیکھا ہے۔ گردن
اُن کی اس قدر موٹی ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے نشان دیا۔ مَیں نے کہا۔
ایک سوال اور ہے۔ وہ یہ کہ اُن کا نام کیا ہے۔ کہا تم لوگوں کو نام لینا
حرام ہے۔ اور مراد خلیفہ حلال و حرام کرنے کا نہیں ہے۔ یہ حکم
اُنہیں بزرگوار کا ہے۔ اور حکمت اُس کی یہ ہے۔ کہ بادشاہ کے

نزدیک یہ بات ثابت ہے۔ کہ ابو محمدؑ کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اُس کی میراث تقسیم ہوئی۔ اور جس کو حق نہیں پہنچتا تھا۔ اُس نے لیا۔ اور جبر کیا یعنی جعفر اور عیال اُس کے جو تم لوگوں میں راہ چلتے ہیں کسی کو یہ جرأت نہیں ہے۔ کہ اُن کو کچھ دے۔ یا اُن کے پاس آمد و شد کرے۔ اور جب نام ظاہر ہوا۔ تلاش شروع ہوگی۔ دشمن اذیت پہنچائیں گے۔ پس خدا سے ڈرو۔ اور ساکت رہو۔ ایضاً عبداللہ بن جعفر کہتا ہے۔ کہ ایک توقیع ناحیہ مقدسہ سے شیخ ابو جعفر عمری کے پاس بعد وفات اُس کے باپ کے تعزیت میں آئی۔ اُس میں مندرج تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون تسلیماً لامرہ و رضا بقضائہ عاش ابوک سعیداً و مات حمیداً فرحمہ اللہ والحقہ باولیائہ و موالیہ فلم یزل مجتہداً فی امرھم ساعیاً فیما یقربہ الیھم نضر اللہ وجھہ و اقالہ عثرتہ۔ اور دوسری فصل میں لکھا تھا۔ اجزل اللہ لک الثواب و احسن اللہ لک الجزاء رزیت و رزینا و اوحشک فراقہ و اوحشنا فسرہ اللہ فی منقلبہ۔ اور اُس کی منہائی سعادت سے یہ امر ہے۔ کہ تجھ سا فرزند اُس کو خدا نے عطا کیا۔ کہ اُس کے امور کا قایم مقام اور اُس کا خلیفہ ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں تیرے موجود رہنے سے۔ اور اُس چیز سے کہ تجھ میں ہے امانت خدا و خیر سے ہر شخص تجھ سے خوش حال ہے۔ خدا تجھ کو قوت و توفیق دے۔ اور تیری اعانت کرے ہر امر میں۔ اور حافظ و مہربان و دوست تیرا ہے۔ بعد اس کے شیعوں کے پاس حضرتؑ کے فرمان پہنچے۔ کہ ہم نے اُس کو اُس کے باپ کی جگہ جانشین کیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ حالت بدر میں ثقہ امین تھا

اور اب بھی ہے ۔ قایم مقام اُس کا اور ثقہ میرا ہے ۔ مکتوب اُس کا میرا مکتوب ہے ✦ شیخ طوسیؒ نے کتاب غیبت میں ابو العباس سے نقل کیا ہے ۔ کہ شیعوں نے اجماع کیا ہے عثمان بن سعید کی عدالت دیانت و امانت پر ۔ اور اُس کے زمانہ میں شیعے کسی دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے ۔ معجزات امام اُن کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتے تھے ۔ اور ابو غالب زرادی نے کہ اجلاء اصحاب سے ہے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے ۔ کہ وہ پچاس برس تک متوجہ شغل کارنیابت رہا شیعی اپنے مالوں کو اُس کے پاس لیجاتے تھے ۔ اور حضرت امام حسنؑ کے وقت میں جس طریق سے توقیعات صادر ہوتی تھیں ۔ بعد اُن کے بھی آتی تھیں ۔ مہمات دینی و دنیوی و مسائل عجیبہ و غریبہ ہر ایک کے تفصیل کرتے تھے ۔ سنہ ۳۰۵ ہجری میں وفات پائی ✦

ایک گروہ نے اعیان و اجلاء شیعہ سے نقل کیا ہے کہ اپنی مرض موت میں اعیان شیعہ سے ابو علی بن ہمام و ابو عبد اللہ بن محمد کاتب اور ابو عبد اللہ باقطانی اور ابو سہل نوبختی اور ابو عبد اللہ بن الوجنا اور دوسرے لوگوں کو بھی اکابر و اعاظم سے بُلایا ۔ اور کہا ۔ کہ اگر حادثہ مرگ ناگریز روبکار ہو ۔ تو اب مرجع امور ابو القاسم حسین بن روح ہے ۔ مجھے حکم ہؤا ہے کہ مَیں اُس کو اپنا جانشین کروں ۔ پس تم لوگ اُس کی طرف رجوع کرو ۔ اور اپنے اپنے امور میں اُس پر اعتماد کرو ✦ ایضاً شیعوں کے ایک گروہ نے پوچھا ۔ کہ اگر کوئی حادثہ روبکار ہو ۔ تو ہم کس کی طرف رجوع کریں ۔ تو جواب دیا ۔ کہ ابو القاسم حسین بن روح میرا قایممقام ۔ ہے ۔ اور درمیان تمہارے اور درمیان

صاحب الامر علیہ السلام کے سفیر ہے۔ اور وکیل و ثقہ و امین ہے۔
اپنے امور میں اُس کی طرف رجوع کرو۔ مجھ کو ایسا حکم تھا۔ میں نے
اپنے مولا کے حکم کو پہنچا دیا۔ اور شیخ ابوالقاسم اعقل مردم تھے۔
مخالف و موالف اُن کو مانتے تھے۔ تقیہ بہت کرتے تھے۔ اِس
سبب سے عامہ بھی اُن سے کمال محبّت رکھتے تھے۔ اُس کا
احترام کرتے تھے۔ اور یا د مقتدر اور مقتدر خلیفہ عباسی کے یہاں
بھی اُن کی منزلت عظیم تھی۔ الحاصل وہ بھی شغل نیابت امام میں رہے۔
۳۲۶ ہجری میں دنیا سے اُٹھے۔ اور امر نیابت علی بن محمد سمری
سے متعلق ہوا۔ اور مجموع مقاصد و حوائج شیعیان اُن کے ہاتھ سے
انجام پاتے تھے۔ توقیعات اور جواب مسائل و قبض وجوہ نقدی
اُن ہی کے ہاتھ سے جاری ہوتی تھی۔ اور جب تک ان نائبوں کے
ہاتھ سے معجزہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ لوگ قبول نہیں کرتے تھے۔
منجملہ اُن کے یہ ہے۔ کہ مشایخ کا ایک گروہ علی بن محمد سمری کے
پاس بیٹھا تھا۔ آپس میں کلام کرتے تھے۔ دفعۃً بلا ملنے کسی خبر کے
کہا۔ رحمہ اللہ علی بن الحسین بن بابویہ قمی۔ پس تاریخ
لکھ لی گئی۔ بعد اس کے خبر پہنچی۔ کہ علی بن بابویہ نے اُسی دن
وفات کی ✤

کتاب غیبت شیخ طوسی میں مروی ہے۔ کہ حسن بن احمد مکتب
نے نقل کیا۔ کہ جس سال علی بن محمد نے انتقال کیا۔ ہم بغداد میں تھے
چند روز پیشتر وفات سے اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک
فرمان ناحیہ مقدسہ سے اُس کے پاس آیا۔ اُس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے علی بن محمد۔ تیرے بھائیوں کو خدا اجر عظیم دے۔ تو چھ دن اور زندہ رہیگا۔ اپنے امور کو ختم کر۔ اور اپنی قایم مقامی کے واسطے کسی کو وصیت نہ کر۔ کیونکہ اب غیبت تامہ واقع ہوئی۔ اب ظہور نہ ہوگا مگر بعد اذن خدا۔ اور وہ نہ ہوگا مگر بعد طول مدّت جب دلوں میں قساوت آئیگی۔ زمین ظلم وجور سے بھر جائیگی۔ اور میرے شیعوں میں سے ایسے شخص ظاہر ہوں گے۔ کہ جو دعوے مشاہدہ کرینگے۔ بدرستیکہ جو ادعاے مشاہدہ کرے قبل خروج سفیانی وصیحہ کے۔ وہ مفتری وکذّاب ہے۔ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ۔ پس فرمان کو ہم نے اُٹھالیا۔ اور وہاں سے چلے۔ چھٹے روز پھر گئے۔ تو دیکھا۔ حالت احتضار میں ہے۔ مَیں نے پوچھا۔ تمہارا وصی کون ہے۔ جواب دیا۔ للہ امر ہو بالغہ۔ اور رحمت الٰہی سے واصل ہُوا۔ یہ آخر بات تھی۔ کہ جو اُن سے سُنی گئی۔ اور دوسرے سفراء جلیل القدر بھی تھے۔ جیسے محمد بن جعفر اسدی و ابراہیم بن مہزیار و محمد بن ابراہیم بن مہزیار اور احمد بن اسحاق و ابو محمد و حشائی وغیرہ۔

فصل ہفتم

اُن لوگوں کا ذکر جنہوں نے شرف فیض صحبت سے شرافت ابدی حاصل کی ہے۔ اور مشاہدہ جمال نور ایزد متعال سے نابینا

چشم دل کی زائل کی ہے۔ اور بعض معجزات کا بیان بھی اسی فصل میں مختصر طور پر ہے +

احمد بن علی رازی کہتا ہے۔ کہ میں محمد بن جعفر اسدی کے پاس رے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک مرد پیر آیا۔ اور اُس نے ہم سے اور محمد بن جعفر سے یہ بیان کیا۔ کہ ہم طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے۔ چھ مرتبہ طواف کر چکے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ ساتواں طواف کریں۔ میں نے دیکھا۔ کہ جانب دست راست کعبہ ایک گروہ حلقہ کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ اُن کے درمیان میں ایک جوان خوش رُو صاحب ہیبت استادہ ہے۔ اور اُن سے گفتگو و کلام کرنے پر آمادہ ہے۔ جب ہم نے ٹھیر کر سُنا۔ تو اُس کے حسن تقریر پر فریفتہ ہو گیا۔ اور شیریں گفتار پر شیفتہ ہو گیا۔ میں آگے بڑھا۔ کہ اُس سے باتیں کروں۔ مجھے آدمیوں نے منع کیا۔ تب میں نے بعض شخصوں سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ یہ فرزند رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ اپنے خاص شیعوں کے واسطے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اُن سے باتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ مُسْتَرْشِدٌ اَتَاكَ فَارْشِدْنِي هَدَاكَ اللّٰهُ۔ یعنی میں طالب راہ راست ہوں۔ اور تجھ سے ہدایت طلب کرتا ہوں۔ میری راہنمائی کر۔ خدا تجھ کو ہدایت کرے۔ پس ایک سنگریزہ اُٹھا کر مجھے عطا کیا۔ میں نے اپنا منہ پھرایا۔ وہ لوگ جو اُس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن میں سے بعض نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تجھ کو دیا۔ میں نے کہا سنگریزہ۔ لیکن جب میں نے ہاتھ کھولا۔

توڑا طلائی تھا۔ پس مَیں روانہ ہُوا۔ تھوڑی سی راہ طے کی تھی۔ کہ دیکھا۔ عقب سے وہ جوان چلا آتا ہے۔ مجھ تک پہنچ کر کہا۔ تیری حجت تجھ پر ظاہر ہوئی۔ اور تیرے نزدیک حق واضح ہُوا۔ کوری جہل تجھ سے زائل ہوئی۔ توفیق وہدایت حاصل ہوئی۔ آیا مجھ کو پہچانتا ہے۔ میں کون ہُوں۔ مَیں نے کہا۔ کہ نہیں۔ فرمایا۔ ہم ہیں مہدیؑ ہم ہیں قایمؑ اِس زمانہ کے۔ ہم وہ ہیں کہ عالم کو عدالت سے بھریں گے۔ جور وظلم سے دنیا کو خالی کریں گے۔ بدرستیکہ کوئی زمانہ حجۃ خدا سے خالی نہیں رہتا ہے۔ تہیہ بنی اسرائیل سے زیادہ فترۃ دستی میں خلق خدا نہ رہیگی۔ ایام میرے خروج کا ظاہر ہُوا۔ تیری گردن پر یہ امانت ہے۔ شیعوں سے بیان کر۔

واضح ہو۔ کہ شیخ طوسی نے اس حدیث کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ شیخ صدوق نے اکمال الدین میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ لیکن یہ عبارت کہ (ایام میرے خروج کا ظاہر ہُوا) نقل نہیں کی ہے اور یہ امر بہت ظاہر ہے۔ کس واسطے کہ یہ عبارت وربیت نہیں ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ از باب بدا ہو۔ جیسا کہ بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ مخصوص وہ حدیث امیر المومنینؑ کی جو خاص کر کے در باب غیبت ظہور قایمؑ بحق کے فرمایا ہے (خدا کو اُس میں بدا ہوتا ہے) واللہ العالم۔

اور ابو نعیم انصاری اور ابو جعفر محمد بن علی حسنی اور ایک گروہ کثیر نے روایت کی ہے۔ کہ ہم سب مکہ میں نزدیک مستجار کے بیٹھے ہوئے تھے۔ قریب تیس ۳۰ شخص کے تھے۔ اور ہمارے درمیان میں کوئی شیعہ مخلص نہ تھا۔ مگر محمد بن قاسم علوی ششم ذیحجہ ۲۹۳ ہجری تھا۔

ناگاہ ایک جوان علوی طواف سے آیا۔ دو لنگ سے احرام باندھے ہوئے تھا۔ اور دو نعلین بھی اُس کے ہاتھ میں تھیں۔ جب ہم لوگوں نے اس کو دیکھا۔ ایسی ہیبت اُس کی ہم لوگوں پر طاری ہوئی۔ کہ بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس نے سلام کیا۔ اور ہمارے پاس بیٹھا۔ بعد اس کے دائیں بائیں جانب دیکھ کر کہا۔ تم سب جانتے ہو۔ کہ ابو عبداللہ جعفر بن محمد دعاے الحاح میں کیا کہتے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا۔ نہیں۔ اُس نے کہا۔ کہتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ بِهٖ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَبِهٖ تُفَرِّقُ بَیْنَ الْمُجْتَمِعِ وَبِهٖ اَحْصَیْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَكَیْلَ الْبِحَارِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا۔ یہ کہکر اُٹھا۔ اور جاکر مشغول طواف ہوا۔ جانے کے وقت بھی ہم لوگوں نے اُٹھ کر اُس کی تعظیم کی۔ اور یہ بات ذہن سے جاتی رہی۔ کہ دریافت کریں۔ وہ کون ہے دوسرے دن اُسی وقت پھر وہی امر وبکار ہوا۔ وہ جوان طواف سے آشکار ہوا۔ اور ہم لوگوں کے پاس آیا۔ پھر ہم لوگ واسطے تعظیم کے اُٹھے۔ اور وہ آکر درمیان ہم لوگوں کے بیٹھا۔ اور بدستور سابق دائیں بائیں جانب دیکھ کر کہا۔ تم لوگ جانتے ہو۔ کہ امیر المومنین بعد دعاء فریضہ کے کیا کہتے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کیا فرماتے تھے۔ تو کہا۔ اِلَیْكَ رُفِعَتِ الْاَصْوَاتُ وَدُعِیَتِ الدَّعْوَةُ وَلَكَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ وَلَكَ خَضَعَتِ الرِّقَابُ وَاِلَیْكَ التَّحَاكُمُ فِی الْاَعْمَالِ یَا خَیْرَ مَنْ سُئِلَ وَیَا خَیْرَ مَنْ اَعْطٰی یَا صَادِقُ یَا بَارِئُ یَا مَنْ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یَا مَنْ اَمَرَ بِالدُّعَآءِ وَتَكَفَّلَ الْاِجَابَةَ یَا مَنْ قَالَ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ

تکلم یا من قال واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع
اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون ویا من قال
یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان
اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم لبیک وسعدیک
ھا انا ذا بین یدیک المسرف وانت القائل لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ بعد اس کے پھر چپ و راست دیکھ
کر فرمایا۔ جانتے ہو۔ کہ امیر المومنینؑ سجدۂ شکر میں کیا پڑھتے تھے۔
ہم لوگوں نے پوچھا کیا کہتے تھے۔ فرمایا۔ یا من لا یزیدہ کثرۃ
العطاء الا سعۃ وعطاء یا من لا تنفد خزائنہ یا من لہ خزائن
السماوات والارض یا من لہ خزائن ما دق وجل لا یمنعک اساتی
من احسانک انت تفعل بی الذی انت اھلہ فانت اھل الجود
والکرم والعفو والتجاوز یا رب یا اللہ لا تفعل بی الذی انا اھلہ
فانی اھل العقوبۃ وقد استحققتھا لا حجۃ لی ولا عذر عندک
ابوء لک بذنوبی کلھا واعترف بھا لی تعفو عنی وانت اعلم
بھا منی ابوء لک بکل ذنب اذنبتہ وبکل خطیئۃ احتملتھا وکل
سیئۃ عملتھا رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت
الاعز الاکرم۔ یہ کہکر وہ جوان اُٹھا۔ اور داخل طواف ہوا۔
ہم لوگ بھی تعظیماً اُٹھے۔ مگر پھر بھول گئے۔ کہ اُس سے پوچھیں۔
وہ کون ہے۔ پھر اُسی طرح تیسرے دن آیا۔ اور درمیان میں ہم
لوگوں کے بیٹھا۔ اور چپ و راست نگاہ کر کے فرمایا۔ جانتے ہو۔
کہ علیؑ ابن الحسینؑ سید عابدین اس جگہ کیا کہتے تھے۔ اور اشارہ کیا

طرف حجر اسمٰعیلؑ کے نیچے ناودان کے۔ ہم لوگوں نے کہا۔ نہیں۔ فرمایا۔ سجدہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ عُبَیْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِيْنُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيْرُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ يَسْأَلُكَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُكَ۔ بعد اس کے دائیں بائیں دیکھ کر محمد بن قاسم کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یا محمد بن القاسم اَنْتَ عَلٰی خَیْرٍ اِنْشَاءَ اللّٰہ یعنی اے محمد بن قاسم تو خیر پر ہے انشاء اللہ۔ گویا مفروض اُس کا یہ تھا۔ کہ ہم لوگوں کے درمیان میں وہی شیعہ مخلص تھا۔ پھر وہ اُٹھا۔ ہم لوگ بھی تعظیماً اُٹھے۔ وہ سب دعائیں کہ اُس نے پڑھی تھیں۔ بمجرد ایک بار پڑھنے کے ہم لوگوں کو یاد ہو گئیں تھیں۔ لیکن کسی کو یہ یاد نہ رہا۔ کہ اُسے پوچھتے۔ کہ تو کون ہے۔ اور نہ ہم لوگوں میں کوئی ایسا تھا۔ کہ جو اس کو پہچانتا ہو۔ مگر آخر روز ابو علی محمودی نے ہم لوگوں سے کہا۔ اے قوم اِس شخص کو پہچانا۔ یہ صاحب الزمانؑ تمہارے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا۔ تو نے کیونکر جانا۔ جواب دیا۔ کہ سات برس کا عرصہ گذرا۔ کہ ہم دعا و تضرع کرتے تھے۔ اور خدا سے طلبگار تھے۔ کہ ہم صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھیں۔ یہاں تک کہ وہ دن جسکی شام کو شب عرفہ تھی۔ ایسے جوان کو ہم نے دیکھا۔ کہ یہی دعا جو تم لوگوں نے یاد کی ہے پڑھتا تھا۔ میں نے پوچھا۔ تو کون ہے۔ کہا۔ منجملہ مردم۔ میں نے کہا۔ کس مردم سے۔ کہا عرب سے۔ میں نے کہا کس قبیلے سے۔ کہا اُس نے قبیلہ اشرف سے۔ میں نے کہا۔ کون قبیلہ اشرف۔ کہا بنی ہاشم۔ میں نے کہا۔ کون بنی ہاشم۔ کہا جو بلند تر اور روشن تر ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے۔

کہا وہ کہ جس نے شجاعان عرب کے سروں کو کاٹا یتیم و اسیر و مسکین کو عین گرسنگی میں کھانا کھلایا۔ مردم خواب جہل و ضلالت شرک میں تھے۔ اور اُس نے نماز پڑھی پس میں نے جانا۔ کہ علوی ہے۔ بعد اُس کے میں نے چاہا۔ کہ اُس سے باتیں کروں۔ دیکھا۔ نظروں سے غایب ہے۔ یہ معلوم نہیں ہؤا۔ کہ آسمان پر گیا یا زمین میں۔ جو لوگ وہاں تھے۔ اُن سے پوچھا۔ کہ تم اس علوی کو پہچانتے ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ ہاں ہر سال پا پیادہ حج کو آتا ہے۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ اثر پیادگی اور راہ چلنے کا اُس میں کچھ نہیں تھا پس ہم وہاں سے مزدلفہ میں گئے۔ اور بہت اندوہناک و غمگین تھے۔ کہ کس واسطے اُس کو چھوڑ دیا۔ اور اُس سے مفارقت کی۔ جب رات ہوئی۔ اور ہم سوئے۔ تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضرت صلعم نے فرمایا اے احمد اپنی مراد کو پہنچا۔ میں نے کہا۔ کس کو ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا شب گزشتہ کو جس کو تو نے دیکھا۔ وہ تیرے امام صاحب الزمان عم تھے۔ پس ہم سب نے اُس کو ملامت کی۔ کہ جب وہ یہاں تھے۔ کس واسطے نہیں کہا۔ میں نے کہا۔ بالکل میری یاد سے جاتا رہا۔ اور ہم تو خود اُن کے طالب تھے۔ باوجود اس کے یہ غفلت و بیخبری مثل تم لوگوں کے مجھے بھی واقع ہوئی۔ کہ کچھ نہ کہ سکے۔ بروایت محمد بن بابویہ نیز کتاب ریاض الشہادت میں ہے سعید بن قمی سے۔ کہ وہ اکابر علماء محدثین سے ہیں۔ مروی ہے۔ کہ مسائل مشکلہ میں سے بہت مسئلے ہم نے جمع کئے تھے۔ قم میں کوئی ایسا نہیں تھا۔ کہ اس کا جواب دے سکے۔ مگر احمد بن اسحاق صاحب امام عسکری۔ اور وہ بعزم

زیارت باہر آئے تھے۔ پس میں بھی بعد اس کے سوار ہوا۔ اثنائے
راہ میں اُن سے ملا۔ مجھ کو بھی شوق قدم بوسی امامؑ انام از حد ہوا۔ بالتفاق
احمد بن اسحاق روانہ سامرہ ہوا۔ بعد ورود و حصول اذن احمد کے ساتھ حاضر
خدمت ہوا۔ ایک سو ساٹھ تھیلیاں زر سرخ و سفید کی جو مومنوں نے احمد
کو دی ہیں۔ کہ وہ حضرتؑ تک پہنچا دے۔ اور احمد ایک ظرف میں رکھکر
اُس ظرف پر ایک پارچہ سفید لپیٹ کر اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھے۔
جب ہم داخل دولت سرا ہوئے۔ تو ایسا نور چہرۂ عدیم المثال حضرت
امام حسن عسکریؑ سے ساطع پایا۔ کہ کسی چیز سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔
مگر یہ کہ ہم کہیں۔ کہ ماہ شب چاردہ ہے۔ اور ایک کاغذ دست مبارک
جناب امام حسن عسکریؑ میں تھا۔ کچھ آپ تحریر فرماتے تھے۔ پس جب
آپ لکھتے تھے۔ تو وہ لڑکا قلم تھام لیتا تھا۔ اور حضرتؑ کو لکھنے نہیں
دیتا تھا۔ ایک انار طلا مکلل بجواہر آپ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ جب
وہ لڑکا قلم تھام لیتا تھا۔ تو حضرتؑ اُس انار کو سر حجرہ تک لوٹا دیتے تھے۔
وہ طفل اُس کے لانے میں مصروف ہوتا تھا۔ اور حضرتؑ کتابت فرماتے
تھے۔ جب ہم دونوں نے سلام کیا۔ تو حضرتؑ نے بڑی مہربانی سے
جواب سلام کا فرمایا۔ احمد اُن گٹھڑیوں کو جس میں تھیلیاں تھیں لایا۔ اور
حضرتؑ کے سامنے رکھ دیں۔ حضرتؑ نے اُسی طفل سے فرمایا۔ کہ
اے فرزند تمہارے شیعوں نے ہدیہ تمہارے واسطے بھیجا ہے۔
جاؤ۔ اُسے گن کر لو۔ اور تھیلیوں کی مہر کو کھولو۔ اُس طفل نے اپنے
پدر بزرگوار سے فرمایا۔ کہ اے مولا کیونکر آپ حکم دیتے ہیں۔ کہ ہم اپنے
دست طاہر کو مال نجس و مشتبہ سے بھریں۔ پس حضرتؑ نے احمد سے

ہے۔

فرمایا۔ کہ اے پسر اسحاق ایک ایک تھیلی کو سامنے لا۔ تاکہ تیرا مولا حلال کو
حرام سے اور شتبہ کو غیر مشتبہ سے علیحدہ کرے پس وہ کیسہ لال لایا۔
اور اُس طفل کے سامنے رکھا۔ اُس نے کہا۔ کہ یہ مال فلاں بن فلاں کا ہے۔
جو فلاں محلہ قم میں رہتا ہے۔ اور اس میں باسٹھ اشرفیاں ہیں پینتالیس
اشرفی قیمت حجرہ کو چک کی ہے۔ کہ جو بھائی سے اُس کو ملا تھا۔ اُس
نے اُس کو بیچ ڈالا اسی قیمت پر۔ اور تجھے دیا کہ یہاں لائے۔ اور چودہ
اشرفی قیمت نو جامہ کی ہے۔ اور تین اشرفی بابت اُجرت تین دُکان کی
ہے پس حضرت حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کہ درست ہے۔ اب اے
فرزند بتلاؤ۔ کہ اس میں کون حرام ہے۔ فرمایا۔ ایک دانہ اشرفی سکہ رے
اور تاریخ سکہ کی فلاں سال ہے۔ اور ایک طرف سے بقدر نصف کے
مٹ گیا ہے۔ اور ایک ٹکڑہ طلاء کا کہ وزن اُس کا ایک دینار ہے۔
اور سبب حرام ہونے کا یہ ہے۔ کہ مالک نے اس زر کے سوا من سُوت
ایک جولاہے کو دیا تھا۔ جو اُس کے ہمسایہ میں رہتا تھا۔ کہ اُس کے
واسطے کپڑا تیار کرے۔ وہ سُوت چوری ہوگیا۔ جب جولاہے نے
مالک کو خبر دی۔ تو اُس نے تکذیب کی۔ اور بعوض اُس کے اُس سے
زیادہ باریک سوت اُس سے لیا۔ اور کپڑا بنوایا۔ اور اسی قیمت پر
یعنی ایک اشرفی اور ایک ٹکڑہ طلا پر اُس کو بیچا۔ جب کیسہ کھولا گیا۔ تو
ایک رقعہ اُس میں سے نکلا۔ کہ نام صاحب زر و تعداد زر اُسی طرح کہ
حضرتؑ نے فرمایا تھا مندرج تھا۔ بعد اس کے دوسری تھیلی لایا۔
اُس طفل نے کہا۔ کہ یہ فلاں پسر فلاں کا مال ہے۔ فلاں محلہ قم میں
رہتا ہے۔ اس میں پچاس اشرفی ہے۔ اور سب حرام ہے۔

یہ اشرفی قیمت غلہ گندم کی ہے۔ کہ مالک اس کا یہی شخص ہے۔ اپنے رعب سے بوقت تقسیم وحصہ لینے کے اپنا حصہ بوزن زیادہ لیا۔ اور اُس کا حصہ بقیمت کم دیا۔ حضرت امام حسن عسکری ؑ نے فرمایا۔ کہ اے پسر اسحاق اس کیسہ کو علیحدہ رکھ۔ اس کے مالک کو پھیر دینا۔ ہمکو مال حرام کی احتیاج نہیں ہے۔ اے احمد وہ کپڑا جو ایک بوڑھی عورت نے دیا تھا۔ کہاں ہے لے آ۔ احمد نے کہا۔ اُسے مَیں نے ایک جگہ رکھا تھا۔ جب آنے لگا۔ تو بھول گیا۔ یہ سُن کر اپنی منزل کو واسطے لانے جامہ پیرزن کے گیا۔ پس حضرت ؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے سعد تو کس واسطے آیا ہے۔ مَیں نے کہا۔ بشوق قدمبوسی خدام کرام آیا ہوں۔ فرمایا۔ اُن مسائل کو جسے احمد سے پوچھنا چاہتا تھا۔ کیا کیا۔ مَیں نے عرض کیا۔ موجود ہیں۔ فرمایا۔ اس میرے پارۂ جگر و نور بصر سے استفسار کر۔ مَیں نے کہا۔ کیا فرماتے ہیں آقا اور آقازادہ میرے اس حدیث کے بارہ میں جو رسول خدا ؐ سے تجھے ملی ہے۔ کہ طلاق اپنی زوجات کا تفویض جناب امیرالمومنین ؑ نے فرمایا۔ اور اسی سبب سے روز جمل عایشہ کے پاس حضرت ؑ نے پیغام بھیجا۔ کہ اگر مدینہ کو نہیں جاتی ہے۔ تو تیں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔ وفات جناب رسالتمآب بمنزلہ طلاق تھی۔ پھر یہ طلاق کیسا ہے۔ اور اس کے کیا معنی ہیں۔ جو طلاق جناب امیرالمومنین ؑ دیتے تھے۔ فرمایا۔ معنی طلاق کے کیا ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ زوجہ کا چھوڑ دینا۔ کہ وہ جہاں چاہے جائے۔ اور شوہر کرے۔ فرمایا۔ جس وقت کہ وفات سنت حضرت ہوئی۔ بمنزلہ طلاق ہے۔ پس لازم ہے کہ اُن کی زوجات کو شوہر کرنا حلال ہو۔ جس سے اُن کی طبیعت

چاہیے پس کس واسطے زوجات نبی کو شوہر کرنا حرام ہُوا۔ میں نے کہا۔ کہ بنصِ قرآن یہ حرمت ثابت ہے۔ تو کیونکر موت بمنزلہ طلاق کے ہو گئی میں نے عرض کیا۔ کہ آپ ارشاد فرمائیں۔ کہ اس طلاق کے کیا معنی ہیں۔ جو مفوض امیرالمومنینؑ کے ہُوا تھا۔ فرمایا۔ خدا نے زوجات نبی کو شرف ازدواج پیغمبرؐ سے شرف عظیم دیا تھا۔ اور نام اُن کا امہات المومنین ہُوا تھا۔ پیغمبر خداؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا۔ کہ اے ابوالحسنؑ جب تک یہ سب اطاعت خدا و رسولؐ کی کریں۔ یہ حرمت و شرافت ان کے واسطے رہیگی۔ کہ وہ مادر مومنین کہلائیں۔ اور جس وقت معصیت تمہاری کریں اس امر سے کہ تمہارے اوپر خروج کریں۔ اُن کو زوجیت سے میری خارج کرنا۔ اور شرافت مادر مومنین سے گرا دینا۔ پھر سعد بن عبداللہ نے دوسرا سوال اس طرح کیا۔ کہ مشہور ہے۔ کہ جب موسٰے علی نبینا علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام وادی مقدس میں پہنچے۔ کہ جس کو طوی بھی کہتے ہیں۔ تو آپ کے پاؤں میں نعلین چرم مردار کی تھی۔ حکم خدا ہُوا۔ فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوی۔ یعنی اتارو اپنی نعلین کہ یہ وادی مقدس طوی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ اے سعد جو اس کے قائل ہیں مفتری و جاہل ہیں۔ اُن کے مرتبہ نبوت سے بیخبر ہیں۔ اس لئے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اُس نعلین میں نماز جائز تھی۔ یا ناجائز۔ اگر نماز جائز تھی۔ تو وادی مقدس میں پہننا اُس کا جائز تھا۔ اور اگر نماز اُس نعلین میں درست نہیں تھی۔ تو لازم آیا۔ کہ موسٰےؑ کو تمیز حلال و حرام نہ تھی۔ اور یہ کفر ہے۔ سعد نے عرض کیا۔ آپ اس کی تفسیر فرمائیں۔ ارشاد ہُوا جب موسٰےؑ [illegible] پہنچے۔ تو

عرض کیا۔ کہ خداوندا تیری محبت خالص طور پر میرے دل میں ہے بجز تیری یاد کے غیر کی یاد دل میں نہیں ہے۔ اور موسیٰ اپنے عیال سے بہت محبت رکھتے تھے پس خدا نے فرمایا۔ کہ اتار اے موسیٰ جوتیاں اپنے پاؤں سے۔ یعنی اپنے اہل و عیال کی محبت اپنے دل سے نکال۔ درحالیکہ تیری محبت میرے لئے خالص ہے۔ اور قلب تیرا میرے غیر کی جانب سے منحرف ہے۔ پھر حضرت نے سوال سوم عرض کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اے مولا قرآن میں کھیعص جو مذکور ہے۔ اس سے کیا مقصود رب غفور ہے۔ فرمایا۔ یہ حروف اخبار غیب سے ہیں۔ جن پر خدا نے اپنے بندے زکریاؑ کو مطلع کیا۔ پھر حکایت کی اس کی محمدؐ سے۔ اور یہ اس طرح پر ہے۔ کہ جب زکریا نے خداوند کریم سے استدعا کی۔ کہ اسمائے آل عباؑ مجھے تعلیم فرمائے جائیں۔ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے۔ اسمائے خمسہ آل عباؑ ان کو بتلائے گئے۔ اور وہ اسماء یہ ہیں۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ۔ پس جب وہ نام اربعہ اول الذکر زبان پر لاتے تھے۔ دل میں فرحت و بشاشت بے اندازہ پاتے تھے۔ غنچہ خاطر نسیم تذکرہ سے شگفتہ ہو جاتا تھا۔ قلب باغ باغ ہو کر سارا خار غم و الم کھو جاتا تھا۔ مگر جب نام حسینؑ زبان پر آتا تھا۔ دل بیتاب ہو جاتا تھا۔ طفلان اشک مچل پڑتے تھے۔ بیساختہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے تھے۔ درگاہ باری میں عرض کیا۔ کہ اس اسرار سے مجھے واقف کر کہ کس واسطے چار ناموں کے ذکر سے دل مسرور و خوش حال ہوتا ہے۔ اور پانچویں نام سے روح پر صدمہ و ملال ہوتا ہے۔ جواب ملا۔ اے زکریاؑ حسینؑ پر تیرے صدمہ و مصیبت ہوا ہے۔ انتہا کے رنج و الم ہوں گے پس کاف

سے مراد کربلا ہے۔ جو زمین مقتل حسینؑ ہے۔ اور ہاؔ سے مراد ہلاکت
وزیارت رسول الثقلین ہے۔ اور یاؔ سے اشارہ یزید پلید ہے۔ جو ظالم
عنید ہے۔ اور عینؔ سے مقصود عطش ہے۔ اور صادؔ سے کنایہ صبر
مظلوم بیدیار ہے۔ ان حروف میں یہ اسرار ہے۔ جب شرح ان کی
جناب زکریاؑ نے سنی۔ تین روز تک مسجد سے باہر نہ نکلے۔ برابر رویا کئے۔
کبھی مرثیہ پڑھتے تھے۔ کبھی آہ وزاری کرتے تھے۔ کبھی رو کر کہتے تھے۔
کہ خدایا آیا تو دردمند کریگا اپنے بہترین خلق کو ماتم فرزند میں۔ آیا نازل کریگا
بلا اس مصیبت کی اُن کے ساحت مکان میں۔ خدایا کیا پہنائیگا علیؑ و فاطمہؑ
کو لباس اس مصیبت کا۔ خدایا کیا داخل کریگا کرب اس مصیبت کا اُن دونو
حضرات کے ساحت مکان میں۔ پھر کہنے لگے۔ کہ خدایا مجھے ایک فرزند
اس کبرسنی میں عطا فرما۔ جس سے میری آنکھیں روشن ہوں۔ اور اُس
کو وارث و وصی قرار دے۔ اور اُس کی جگہ میرے دل میں مثل حسینؑ کی
جگہ کے دے۔ پس جب مجھے ایسا فرزند عطا فرما۔ تو اس کی محبت میں
میں مشغول کر۔ پھر مجھے اُس پر دردمند کر۔ جس طرح محمدؐ اپنے حبیب کو اُن کے
فرزند پر دردمند کریگا۔ پس خدا نے اُن کو یحییٰؑ کو عطا فرمایا۔ اور اُن
کی مصیبت میں دردمند کیا۔ اور تھی مدت حمل یحییٰؑ چھ ماہ۔ اور مدت
حمل حسینؑ بھی اسی قدر تھی۔ پھر سعد نے عرض کیا۔ کہ اختیار انتخاب خلافت
امت کے ہاتھ میں کیوں نہیں دیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ امت کب
واقف ہو سکتی ہے۔ اور کسی کے دل کا حال کسی کو کیا معلوم ہو سکتا
ہے۔ کہ یہ مفسد ہے یا مصلح نیک ہے۔ یا یہ جاہل ہے یا عالم رحیم
ہے یا ظالم۔ کیا تو نے قصہ موسیٰؑ نہیں سنا ہے۔ کہ موسیٰؑ کو خدا نے

وحی بھیجی۔ کہ تم جن لوگوں کو مومن وصالح جانتے ہو۔ اُنہیں منتخب کرکے
ہمراہ ا۔پنے کوہ طور پر لاؤ۔ جناب موسےٰؑ نے اپنی قوم سے اُن لوگوں کو
بتعداد ستر نفر کے طور پر لے گئے۔ ندا آئی۔ کہ اے موسےٰؑ یہ سب منافق
ہیں۔ اے سعد جب کہ انتخاب موسےٰؑ میں موسےٰؑ کو علم اُن کے نفاق کا
نہ ہؤا۔ تو امت کو کیا معلوم ہوگا۔ خدا اُسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ کہ جس کو
خود پسند کرتا ہے۔ اس قصّہ کو خدا نے ہمارے جدّ امجد رسول خداؐ سے
قرآن مبین میں ارشاد کیا ہے۔ پس خدا کیونکر استقرار خلافت کا اختیار
امت کو دیتا۔ لہٰذا خدا نے مقرر کرنا خلیفہ رسولؐ کا اپنے اختیار میں رکھا
ہے۔ یہ فرما کر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ شخص جو مجھ سے بفخر ومباہات
کہتا تھا۔ کہ ابوبکر کو حضرت رسول خداؐ غار میں اس واسطے ہمراہ لے گئے۔
کہ وہ مارا نہ جائے۔ اور بعد میرے وہ خلافت پائے پس تو نے
اس بہتان وافترا کا جواب کیوں نہیں دیا۔ کس لئے خاموش ہو گیا۔
اے سعد تجھے یہ جواب دینا لازم تھا۔ کہ تم لوگ کہتے ہو۔ کہ پیغمبرؐ خدا
فرما گئے ہیں۔ کہ خلافت کی مدت تیس برس کو چار خلفاء پر تقسیم کرتے
ہو۔ اور تم لوگ ان چاروں خلیفوں کو برحق جانتے ہو۔ پس بفرض محال
اگر ابوبکر کو بلحاظ حفظ قاتل ہمراہ لے گئے۔ تو لازم تھا۔ کہ بقیہ تین خلیفہ
باقی کو بھی ہمراہ غار میں لے جاتے۔ اگر نہیں لے گئے۔ تو دوسرے
خلیفوں کے حق میں پیغمبر خداؐ نے قصور کیا۔ اور اُن کے حقوق کو سبک
حقیر جانا۔ پس یہ مذمت حضرتؐ کی ہوئی نہ صفت۔ استغفراللہ حضرتؑ نے فرمایا۔
کہ تیرے مخالف نے جو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ابوبکر وعمر نے برغبت یا بجبر
اسلام قبول کیا تھا۔ تو نے کیوں جواب نہیں دیا۔ کہ دین کیواسطے کوئی

حتیٰ کہ جو بظاہر مومنین وصالحین سے تھے۔ عابد وزاہد تھے جب ان کو گروہ

ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ ابوبکر و عمر نے یہودان و کاہنان عرب سے یہ بات سنی تھی۔ کہ ایک رسولؐ قریش میں سے مبعوث ہوگا۔ اور عرب پر مسلط ہوگا پس دونوں آئے پاس جناب رسول خداؐ کے۔ اور اس طمع سے بیعت کی۔ کہ جب حضرتؐ کا تسلط ہو۔ توکسی شہر کی حکومت پائیں پس جب اس سے مایوس ہوئے۔ تو اپنے امثال منافقین کے ساتھ عقبہ پر چڑھے۔ کہ اُس جناب کو قتل کریں۔ مگر خدا نے اُن کے مکر و کید کو دفع کیا۔ جس طرح کہ طلحہ و زبیر علی علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور دونوں نے اس طمع سے کہ حضرتؑ کی طرف سے کسی شہر کی حکومت لیں بیعت کی پس جب کہ مایوس ہوئے۔ تو بیعت کو توڑ کر اُس جناب پر خروج کیا۔ مگر خدا نے اُن کو مثل دیگر ناکسین کے مخذول و ذلیل کیا۔ یہاں تک سعد نے اپنے مسئلوں کو حضرتؑ سے پوچھا تھا۔ اور حضرتؑ نے جواب سب کا دیا تھا۔ سعد کہتے ہیں۔ کہ پھر حضرت امام حسن عسکریؑ معہ اُس طفل کے واسطے نماز کے اُٹھے۔ اور مَیں بتلاش احمد کے گیا۔ اثنائے راہ میں دیکھا۔ کہ احمد روتے ہیں۔ سعد نے کہا۔ کیوں گریاں ہے۔ جواب دیا۔ جامہ پیر زن گم ہوگیا۔ ملتا نہیں۔ سعد نے کہا۔ کچھ عیب نہیں ہے۔ اطلاع اُس کی کردی جائے۔ پس احمد گئے۔ تو دیکھا۔ کہ وہی جامہ حضرتؑ کے پاؤں کے نیچے بچھا ہؤا ہے۔ اور آپ اُس پر نماز پڑھتے ہیں۔ ہنستے ہوئے پھرے۔ اور یہ حال سعد سے بیان کیا۔ سعد خوشحال ہوئے۔ اور شکر خدا بجالائے۔ بعد اس کے چند روز احمد و سعد مقیم سامرہ رہے۔ اور ہر روز حاضر خدمت ہو کر زیارت

جمال امامِ انام سے شرف کثیر پاتے تھے۔ مگر پھر اُس طفل کو نہیں دیکھا۔
جب روزِ وداع ہوا۔ سعد اور احمد بن اسحاق واسطے وداع کے حضرتؑ
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ شخص مرد پیر بھی جو ہموطن تھے ہمراہ
تھے۔ احمد بن اسحاق نے استادہ ہو کر عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ
جانا میرا نزدیک ہے۔ اور رنج ہمارا آپ کی مفارقت سے اور
ایذاؤں سے جو دشمنوں کے ہاتھ سے ملتی ہے شدید ہے۔ ہم
خدا سے سوال کرتے ہیں۔ کہ آپ کے جد بزرگوار محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم و پدر عالیمقدار علی مرتضٰے و مادر ذیشان جناب فاطمہ زہراؑ
اور دو سردار جوانان بہشت حسین علیہ التحیۃ والثناء اور ائمہ طاہرینؑ
پر آپ کے آبائے کرام پر اور آپ پر اور آپ کے فرزند پر صلوات
بھیجے۔ اور آپ کا رتبہ بلند کرے۔ اور آپ کے دشمن منکوب و
مخذول ہوں۔ اور یہ ملاقات ہماری آخری ملاقات نہ ہو۔ جب یہ بات
احمد نے کہی۔ حضرتؑ کی آنکھوں سے پیہم آنسو جاری ہوئے۔ اور
فرمایا۔ اے پسر اسحاق۔ امر محال کے بتکلف دعا نہ کر۔ خدا نے
مقرر کیا ہے۔ کہ اسی سفر میں تو دنیا سے جائیگا۔ اور مرتبہ حضوری
خدا پائیگا۔ یہ سن کر احمد بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا۔ تو عرض
کیا۔ اے مولا۔ آپ کو قسم پروردگار کی۔ پارچہ کفن سے مجھے مشرف
فرمائیے۔ پس حضرتؑ دست مبارک نیچے اُس تو شک کے جس پر
رونق افروز تھے لے گئے۔ اور تیرہ درہم نکال کر دئے۔ اور فرمایا۔
اس سے زیادہ خرچ نہ کرنا۔ جو کچھ تجھے درکار ہے۔ سب سامان
ہو جائیگا۔ خدا اجر نیکوں کا ضایع نہیں کرتا ہے۔ سعد کہتا ہے۔ کہ جب

رخصت ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور حلوان پہنچنے کو تین فرسخ
رہ گیا تھا۔ کہ احمد کو تپ آیا۔ اور بیماری اُن کی ایسی شدید ہوئی۔ کہ اپنی
زندگی سے مایوس ہوئے۔ جب حلوان میں پہنچے۔ کاروانسرا میں
اُترے۔ ایک مرد اہل قم کا حلوان میں رہتا تھا۔ پھر کہا۔ کہ آج کی
رات مجھے تنہا چھوڑو۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ ہم سب اپنی
خوابگاہ میں گئے۔ اور سوئے۔ اور صبح کو ہم اُٹھے۔ تو دیکھا۔ کافور
خادم حضرت امام حسن عسکریؑ کہتا ہے۔ احسن اللہ عزاوکم و جبر
بالمجبوب رزیتکم یعنی خدا اس مصیبت میں تم کو صبر عطا کرے دربارہ
احمد بن اسحاق کے۔ اور اس مصیبت کو تمہاری خوشی و خوبی سے
مبدل کرے۔ تمہارے رفیق کے غسل و کفن سے فارغ ہو چکے۔
اٹھو۔ اس کو دفن کرو۔ کہ وہ تم لوگوں سے زیادہ عزیز تمہارے سید
و مولا کا تھا۔ یہ کہکر غایب ہو گیا۔ ہم لوگوں نے جمع ہو کر اُس پر گریہ و
زاری کی۔ اور اُس کو دفن کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ ؛

علی بن مہزیار اہوازی سے مروی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ میں نے
بیس مرتبہ حج بیت اللہ کیا۔ اور غرض میری یہ تھی۔ کہ شاید اپنے امام کی
زیارت سے مشرف ہوں۔ مگر میسر نہ ہوا۔ ایک رات ہم سوئے
ہوئے تھے۔ دیکھا کہ کوئی کہتا ہے۔ کہ خدا نے اجازت حج کرنیکی
دی ہے۔ پس نہایت شوق و بے آرامی سے ایام حج میں پہلے
ہم مدینہ کو گئے۔ آل محمدؐ سے سوال کیا۔ کوئی اثر نہ ملا۔ اور جس قدر
تفحص کیا۔ کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ حاجی سب مکہ کو چلے گئے۔
بعد اس کے ہم بھی گئے۔ چند روز تک طواف کرتے رہے۔ اور خدا سے

بعد نماز تفرع ودعا کرتے تھے۔ ایک رات ہم طواف سے فارغ ہوئے
تھے۔ کہ ایک جوان خوشرو کو دیکھا جس کے بدن اور پوشاک سے
خوشبو آتی تھی۔ اور بہت آہستگی سے راہ جاتا تھا۔ اور طواف کرتا تھا
ہمارا دل اُس کی طرف راغب ہؤا۔ ہم اُٹھے۔ اور مقابل اُس کے
پہونچے۔ کہ شانہ ہمارا اُس کے شانہ سے مل گیا۔ پوچھا۔ تو کون ہے
اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ مَیں نے کہا۔ اہواز ملک عراق سے۔
کہا۔ خطیب کو پہچانتا ہے۔ مَیں نے کہا۔ ہاں اُس نے وفات
پائی۔ کہا۔ خدا اُسے بخشے۔ راتوں کو بیدار رہتا تھا۔ اور تفرع وابتہال
درگاہ خدا میں کیا کرتا تھا۔ اور روتا تھا۔ پھر پوچھا۔ علی بن ابراہیم
بن مہریار کو تو پہچانتا ہے۔ مَیں نے کہا۔ وہ مَیں ہوں۔ کہا۔ حیاک
اللہ۔ وہ علامت کہ ابو محمد حسن بن علیؑ سے تیرے پاس تھی۔
اُسے کیا کیا۔ مَیں نے کہا۔ میرے پاس ہے پس مَیں نے
ہاتھ جیب میں ڈالا۔ اور اُسے نکالا۔ جب اُس کو دیکھا۔ اس قدر
رویا۔ کہ کپڑے تر ہوگئے۔ بعد اُس کے کہا اے ابن مہریار رخصت
ہو۔ اپنی منزل کو جا۔ اور آمادہ رہ۔ جب رات اندھیری ہو۔ اور
سب اپنے کار وبار سے فراغت پائیں۔ شعب بنی عامر میں جا۔
وہاں مجھ کو پائیگا۔ پس ہم اُس سے رخصت ہوئے۔ جب وقت
موعود پہنچا۔ اپنے شتر کو لاکر توشہ اپنا مضبوط باندھا۔ اور سوار ہوکر
تعجیل روانہ ہؤا۔ شعب بنی عامر میں پہنچے۔ تو دیکھا۔ وہ جوان
استادہ ہے۔ اور مجھے پکارتا ہے۔ یَا اَبَا الْحَسَنِ اِلَیَّ۔ جب
نزدیک اُس کے پہنچے۔ اُس نے ابتدا اسلام کیا۔ اور کہا۔ سر بنا

یا اخی پس ہم اور وہ بات کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کوہ عرفات سے باہر نکل گئے۔ اور کوہسار منیٰ تک پہنچے۔ جب صبح اول طلوع ہوئی۔ ہم جبال طایف میں تھے پس اُس نے کہا۔ اُتر اور نماز شب اور وتر پڑھ۔ پس ہم نے نماز شب اور وتر پڑھے۔ سجدہ کیا۔ تعقیب بھی پڑھی۔ اور وہ بھی اپنی نماز سے فارغ ہوکر سوار ہؤا۔ اور مجھ سے بھی کہا۔ کہ سوار ہو۔ یہاں تک کہ کوہ طایف سے بھی اُتر گئے۔ تب اُس نے کہا۔ کچھ دیکھتا ہے۔ مَیں نے کہا۔ ریگستان کا ایک تودہ دیکھتا ہوں۔ اور اُس پر ایک خیمہ بال کا ہے۔ کہ اُس خیمہ سے نور ساطع ہوکر آسمان تک جاتا ہے۔ اور مَیں اُس خیمہ کو دیکھ کر خوشدل ہؤا۔ اُس جوان نے کہا هنالك الامل والرجاء وہیں امید و آرزو ہے۔ چلا چل تاکہ پہنچ جائیں۔ پس ہم بسرعت چلے۔ اور پہاڑ سے نیچے اُترے۔ دامن کوہ میں پہنچے۔ اُس نے کہا۔ اسی جگہ اُتر۔ یہ وہ مکان ہے۔ جہاں سب دشواری آسان ہوتی ہے۔ اور ہر جبار سرکش یہاں فروتنی کرتا ہے۔ بعد اس کے کہا۔ کہ شتر کو چھوڑ دے۔ مَیں نے کہا۔ کس کو سونپوں۔ جواب دیا۔ یہ حرم قایم ہے۔ اس میں داخل نہیں ہوتا مگر مومن۔ اور اس سے باہر نہیں آتا ہے مگر مومن۔ پس ہم نے شتر کو چھوڑ دیا۔ اور ہمراہ اُس کے روانہ ہوئے۔ خیمہ کے نزدیک پہنچے۔ اُس جوان نے کہا۔ ذرا سا توقف کر۔ تاہم پہلے جائیں۔ اور اجازت لے آئیں۔ بعد اس کے وہ جوان آیا۔ اور مجھے اندر بُلایا۔ جب ہم داخل ہوئے۔ تو دیکھا حضرت بیٹھے

ہوئے ہیں۔ اور دو پیراہن پہنے ہوئے ہیں۔ ایک پیراہن کے آستینوں کو لوٹا کر شانوں تک پہنچائے ہوئے ہیں۔ ایک مبارک سرخ و سفید ہے۔ پسینہ میں تر ہیں مثل شاخ ریحان کے۔ سَمِحٌ سَخِیٌّ تَقِیٌّ نَقِیٌّ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الشَّامِخِ وَلَا الْقَصِیْرُ اللَّازِقُ۔ نہ تو بہت بے اندازہ بلند بالا ہیں۔ اور نہ بہت کوتاہ قامت ہیں۔ بلکہ اعتدال قامت شریف حد اوسط پر ہے۔ کاسہ سر و پیشانی مدوّر ہے۔ کشادہ پیشانی۔ ابرو مثل کمان کے کھچے ہوئے۔ بینی راست و بلند۔ رخسار مبارک کم گوشت۔ جانب راست رخسارہ پر خال۔ گویا نقطہ مشک پارچہ غیر پر ہے۔ جب اُن کو میں نے دیکھا سلام کیا۔ اچھی طرح جواب سلام دیا۔ احوال عراق کا پوچھا۔ میں نے عرض کیا۔ اے مولا اہل عراق پوشاک ذلت و رسوائی پہنے ہوئے ہیں۔ درمیان قوم کے ذلیل و خوار ہیں۔ فرمایا۔ اے پسر مہریار ایک دن وہ آئیگا۔ کہ ہم اُن پر سلطنت کریں گے۔ جیساکہ وہ اس وقت تم لوگوں پر سلطنت کرتے ہیں۔ اور وہ اُس دن ذلیل و خوار ہونگے۔ میں نے عرض کیا۔ اے مولا مطلب طولانی ہے۔ اور ہماری راہ دور ہے۔ فرمایا۔ اے پسر مہریار میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے عہد لیا ہے۔ کہ ہم اُن لوگوں کے ہمسایہ میں نہ ہوں۔ جن لوگوں نے اس قدر معصیت کی۔ کہ خدا نے غضب اُن پر کیا۔ اور دنیا و آخرت کی رسوائی نے انہیں گھیرا علاوہ عذاب الیم کے۔ اور فرمایا کہ ہم کوہستان میں نہ رہیں۔ مگر ایسی جگہ کہ جو سب سے زیادہ دشوار گذار ہو۔ اور شہروں میں سے اُس شہر میں قیام کریں۔ جو زیادہ ویران

وخراب ہو۔ قسم خدا کی تمہارے مولا نے تقیہ کو مجھ پر موکل کیا ہے۔
اور اسی طرح ہم تقیہ میں رہیں گے۔ اُس وقت تک کہ ہم کو اجازت
ملے ظہور کی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ وہ وقت کب ہوگا۔ فرمایا۔ جس
وقت تمہارے اور خانہ خدا کے درمیان میں لوگ حائل ہوں۔ اور
ماہ و آفتاب باہم طلوع کریں۔ اور ستارے بھی گرد اُن کے ہوں۔
اور دابۃ الارض مابین صفا و مروہ کے باہر آئے۔ اور عصا و خاتم
موسے ہمراہ ہو۔ اور مردم محشر میں آئیں۔ پس چند روز حضرتؑ
کے پاس رہا۔ بعد اس کے اجازت وطن کی ملی۔ اور ہم وہاں
سے چلے۔ خدا کی قسم مکہ سے کوفہ تک تنہا آئے۔ کوئی ہمارے
ساتھ نہیں تھا۔ مگر وہ غلام کہ جو ہماری خدمت کرتا تھا۔ شکر خدا
کہ سوائے بہتری کے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی۔

سعد بن عبداللہ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ کہ
اس نے کہا۔ کہ ہم خدمت امام حسن عسکریؑ میں حاضر ہوئے۔ اور
ارادہ تھا۔ کہ سوال کریں۔ کہ حجت خدا بعد اُن کے کون ہے۔ حضرتؑ
نے خود ابتدا فرمائی۔ اور کہا اے احمد بن اسحاق۔ خدا زمین کو حجۃ
سے خالی نہیں چھوڑتا ہے قیامت تک۔ جس روز سے آدمؑ کو
پیدا کیا۔ اس وقت تک کوئی زمانہ حجت سے خالی نہیں رہا۔
بسبب وجود حجت کے ہر بلا دفع ہوتی ہے۔ اور باران رحمت
نازل ہوتی ہے۔ اور زمین میں برکت اُس کی وجہ سے حاصل
ہوتی ہے۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ امام بعد آپ کے کون
ہے۔ پس اُٹھے۔ اور داخل حجرہ عصمت سرا ہوئے۔ اور تھوڑی دیر

کے بعد باہر تشریف لائے۔ اور دوش مبارک پر ایک لڑکا سہ سالہ مثل ماہ شب چہاردہ کے تھا۔ پس فرمایا۔ کہ اگر یہ نہ ہوتا۔ کہ تو مکرم پیش خدا ہے۔ اور مقرب درگاہ حضرت کبریا ہے۔ ہر آئینہ اس فرزند کو میں تجھے نہ دکھلاتا۔ یہ ہم کنیت و ہمنام رسول خداؐ ہے۔ زمین کو عدالت سے بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے مملو ہو۔ اے احمد اس امت میں مثل اس فرزند کی مثل ذی القرنینؑ و خضرؑ کی ہے۔ واللہ ایسی غیبت کا اتفاق اسے ہو۔ کہ ہلاکت سے اس میں کوئی نجات نہ پائے۔ مگر وہ کہ جسے خدا بچائے۔ اور ایمان میں ثابت قدم رہے۔ اور اعتقاد امامت کا اس کی رکھے۔ اور موفق بدعائے تعجیل فرج ہو۔ میں نے کہا۔ اے مولا اگر کوئی ایسی علامت ظاہر فرماتے۔ کہ اطمینان دل کا باعث ہوتا۔ تو بہتر ہوتا۔ ناگاہ اس طفل نے بزبان فصیح عربی بآواز بلند کہا

انا بقیة اللہ فی ارضہ والمنتقم من اعدائه فلا تطلب اثرا من بعد عین۔ یعنی میں حجت خدا ہوں۔ انتقام لینے والا ہوں دشمنان خدا سے۔ اپنی آنکھ سے دیکھنے کے بعد کیا نشانی چاہتا ہے اے احمد بن اسحاق۔ وہ کہتا ہے۔ یہ سن کر میں خوشحال ہوا۔ بڑی خوشی و مسرت کے ساتھ اپنی منزل پر آیا۔ دوسرے دن جب گیا۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ آپ کی مہربانی و انعام سے میں نہایت مسرور و خوش حال ہوا۔ لیکن یہ فرمائیے۔ کہ سنہ جاریہ خضرؑ و ذی القرنینؑ کیا ہے۔ فرمایا۔ طول غیبت۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ کیا غیبت طویل ہوگی۔ فرمایا۔ ہاں خدا کی قسم اس حد تک غیبت ہوگی۔ کہ اکثر مردم اس کے اعتقاد امامت سے

برگشتہ ہوجائیں۔ اور ایمان پر کوئی باقی نہ رہے۔ مگر وہ کہ عالم ذر میں خدا سے عہد و میثاق ہماری ولایت کا لیا ہو۔ اور ایمان کو اُس کے دل میں قرار دیا ہو۔ اور تائید اُس کی اپنے وحی سے کی ہو۔ اے احمد بن اسحاق یہ ایک راز خدا ہے اُس کے رازوں میں سے۔ اور ایک امر ہے اُس کے امروں میں سے۔ اور ایک غیب ہے اُس کے غیبوں میں سے۔ جو پوشیدہ ہے پس یاد کر اور پوشیدہ رکھ اور شکر خدا کا کر۔ تاکہ ہمارے ساتھ اعلا علیین میں رہے ✚ اور کلینی و شیخ صدوق نے روایت کی ہے مسلم بن فضل سے۔ اور علی بن قیس و محمد بن احمد اشعری اور ایک جمع کثیر سے۔ کہ غانم بن سعید ہندی کو کوفہ میں دیکھا۔ اُس نے کہا۔ کہ ہم اہل کشمیر سے ہیں۔ اور ہم چالیس شخص ندیم بادشاہ و کرسی نشین درگاہ تھے۔ توریت و زبور و انجیل کو ہم لوگوں نے پڑھا تھا۔ ایک دن ہم لوگوں نے مباحثہ کیا۔ اور احوال جناب رسالتمآبؐ کا مذکور درمیان میں آیا۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کہ سب کتابوں میں نام اُن کا مرقوم ہے۔ اور پیغمبر ہونا اُن کا معلوم ہے۔ پس سستی و سہلنکاری تحقیق حال میں کرنا بیفائدہ ہے۔ آخر یاروں کی رائے اس پر قرار پائی۔ کہ مجھے واسطے تفحص و طلب و دریافت حال کے روانہ کریں۔ اور دین و شریعت کا اُس کے نشان لگا کر حاصل خوشنودی خداوند یگانہ کریں۔ الغرض ہم بہت سامان سفر و مال و اسباب لیکر کشمیر سے روانہ ہوئے۔ چوروں نے راہ میں ہم کو لوٹ لیا۔ کسی طرح افتاں خیزاں کابل ہوتے ہوئے ہم بلخ میں پہنچے۔ امیر بلخ اُس وقت ابن ابی شور تھا۔ ہم اُس کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ

ہم اس واسطے یہاں تک آئے ہیں۔ کہ رسالت و شریعت جناب محمد مصطفےٰؐ کی تحقیق کریں۔ اور بعد اثبات مدعا تصدیق کریں۔ اُس نے علماء و فقہاء بلخ کو جمع کیا۔ مَیں نے احوال رسول خداؐ کا اُن لوگوں سے پوچھا۔ ہر ایک نے کہا۔ وہ ہمارے پیغمبرؐ ہیں۔ اور ملک فانی سے منہ موڑ کر راہی اقلیم جاودانی ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا۔ اُن کا خلیفہ و جانشین کون ہے۔ سبھوں نے بالاتفاق کہا۔ ابوبکر۔ مَیں نے کہا۔ نسب اُن کا بیان کرو۔ تو قریش سے نسبت دی۔ مَیں نے کہا۔ یہ نہیں ہے۔ ہماری کتابوں میں جو لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ اُس کا داماد و پسر عم و پدر اُس کی اولاد کا ہوگا۔ یہ کوئی غیر ہے جس کا نشان تم دیتے ہو۔ پس علماء بلخ نے امیر سے کہا۔ کہ یہ مشرک رافضی ہے۔ کافر ہو گیا ہے۔ واجب القتل ہے۔ مَیں نے کہا۔ اے صاحبان علم انصاف کو راہ دو۔ محض از راہ تعصب و عناد وبال آخرت سر پر نہ لو۔ ابھی مَیں نے ہاتھ اپنے دین قدیم سے نہیں اُٹھایا ہے۔ قدم تمہارے جادۂ طریقت پر نہیں آیا ہے۔ بے سبب و بغیر برہان و دلیل کے تمہیں نہیں مانتا۔ اور خلاف اپنی کتابوں کے کسی کو نہیں پہچانتا۔ اگر تم اُس ثبات [illegible] کر کے ہم کو راہ راست دکھا دوگے۔ اجر اس کا خدا سے پاؤ گے۔ اور اگر تم لوگ مطابق ہماری کتاب کے ثابت کرنے میں قاصر ہو۔ [illegible] پس امیر نے یمین بن شکیب کو بلایا۔ اور کہا کہ اس مرد ہندی سے مباحثہ کر۔ اور نرمی و مدارات سے اُس کے ساتھ طریقہ اسلام سے [illegible] کر۔ اُس نے کہا۔ علماء فضلاء بلخ تیرے پاس موجود و حاضر ہیں۔ کیا سبب

مباحثہ سے قاصر ہیں۔ امیر نے کہا۔ جو ہم کہتے ہیں۔ اُس کی تعمیل کر۔ پس حسین مجھ کو خلوت میں لے گیا۔ مَیں نے احوال جناب رسالتمآب صلعم اُس سے پوچھا۔ اُس نے کہا۔ کہ وہ پیغمبرِ خدا ہیں۔ حبیبِ کبریا ہیں۔ جیساکہ علماے بلخ نے تجھ سے کہا ہے۔ لیکن بیان خلیفہ میں جادہ راستی سے منحرف ہو کر غلط بیان کیا ہے۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ اُن کے پسرِ عم خلیفہ و جانشین ہیں۔ اور شوہر جناب سیدہؑ دخترِ رسولؐ رب العالمین ہیں۔ اور پدر اُن کے فرزندوں کے ہیں۔ جو حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ امام الثقلینؑ ہیں۔ مَیں نے کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ پھر امیر کے پاس گئے۔ اور مسلمان ہوئے۔ حسین بن شکیب مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اور مسائل نماز و روزہ وغیرہ مجھے سکھلائے۔ مَیں نے اُسے کہا۔ کہ اپنی کتابوں میں ہم نے دیکھا ہے۔ کہ خلیفہ دنیا سے نہیں جاتا ہے۔ جب تک دوسرا خلیفہ اُس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ پس علیؑ کا خلیفہ کون ہے۔ تو اُس نے اس تفصیل سے بیان کیا۔ کہ بعد جناب امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کے حسنؑ ہیں۔ اور اُن کے بعد حسینؑ ہیں۔ اسی طرح ایک ایک امام کا نام امام حسن عسکریؑ تک لیا۔ مَیں نے کہا۔ بعد امام حسن عسکریؑ کے کون حجت خدا ہے۔ تو اُس نے کہا۔ کہ اب تو جا۔ اور اُن کے جانشین کی تلاش کر۔ محمد بن احمد کہتا ہے کہ وہ میرے ہمراہ بغداد تک آیا۔ اور اُس نے ہم سے کہا۔ کہ میرا ایک رفیق تھا۔ تھوڑا سا اعمال و اخلاق اُس کا مجھے بھلا نہیں معلوم ہوا۔ اُس سے مَیں نے مفارقت کی۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ مَیں ایک دن راہ چلا جاتا تھا۔ اور اس فکر میں تھا۔ کہ ہم واسطے تشخیص امام و

خلیفۂ عصر کے یہاں تک آئے۔ اور ابھی تک کچھ معلوم نہ ہوا۔ ابھی فکر میرے دل میں تھی۔ اور غم و غصہ کھلتے تھے۔ کہ ناگاہ کسی نے مجھے میرا نام لیکر پکارا۔ اور کہا۔ اجب مولاک۔ اور مجھ کو اس گلی سے اس گلی میں اور اس محلہ سے اس محلہ میں راہ غیر متعارف سے لے جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے ایک مکان میں جس میں باغ تھا اُس نے داخل کیا۔ مَیں نے اپنے مولا کو بیٹھا ہوا پایا۔ جب مجھ کو دیکھا۔ زبان ہندی میں فرمایا۔ اے غانم بہت خوب تو نے کیا۔ کہ ہمارے پاس آیا۔ اور اُن چالیس رفیقوں کا میرے ایک ایک کا نام لیکر حال پوچھا۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ اس سال اہل قم کے ساتھ قصد حج کا رکھتا ہے۔ مگر تو نہ جا۔ اور یہاں سے پھر کر خراسان کو چلا جا۔ سال آئندہ میں حج کو جانا۔ اور ایک تھیلی زر کی مجھ کو دیکر فرمایا۔ اسے اپنے خرچ میں لا۔ اور بغداد میں کسی کے گھر نہ جانا۔ اور جو کچھ دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا۔ محمد بن احمد کہتا ہے۔ کہ ہم اُس سال حج کو گئے۔ مگر میسر نہ ہوا۔ اور غانم خراسان گیا۔ دُوسرے سال حج میں شریک ہوا۔ جب پھرا ہدیہ و تحفہ ہمارے واسطے بھیجا۔ قم میں نہیں آیا۔ خراسان چلا گیا۔ اور اُسی جگہ انتقال کیا۔

شیخ صدوق نے اکمال الدین میں محمد بن ابی عبد اللہ کوفی سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جناب صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے وکلاء اور غیر وکلاء سے۔ اُن میں سے ستر سٹھ نفر کو ہم نے دیکھا ہے۔ کہ وہ سب مدعی اس کے تھے۔ کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ابراہیم بن مہزیار سے مروی ہے - کہ اُس نے کہا - کہ ہم مدینہ میں آئے - اور کمال تلاش و تجسس اولاد ابو محمدؑ کے عمل میں لائے - اور جہاں تک ممکن تھا - کوشش کی - مگر کچھ اثر ظاہر نہ ہوا - بعد اس کے مکہ میں آئے - وہاں بھی بہت تلاش کی - ایک دن اثنا ئے طواف میں ایک مرد گندم گوں حسین و خوبصورت و خوش رُ اُس کو دیکھا - دیکھا میں نے کہ اُس کی ہماری طرف نظر ہے - گویا میرا منتظر ہے - پس میں نزدیک گیا - اور سلام کیا - پوچھا - تو کون ہے - کہاں کا رہنے والا ہے - میں نے کہا عراق - کہا - کون عراق - میں نے کہا - اہواز - یہ سُن کر اُس نے پوچھا - تو جعفر حمدان خصیبی کو پہچانتا ہے - میں نے کہا - اُس نے انتقال کیا - کہا - رحمتہ اللہ علیہ - پھر کہا - ابراہیم بن مہزیار کو جانتا ہے - میں نے کہا - وہ میں ہوں - پس ایک ساعت کامل مجھ سے بغلگیر رہا - اور کہا - مرحبا ایک وہ علامت کہ درمیان تیرے اور ابو محمدؑ کے تھی کیا ہوئی - میں نے کہا - شاید اُس انگوٹھی کو تو پوچھتا ہے - جو حضرتؑ نے مجھے دی تھی - کہا - ہاں - پس میں نے جیب سے نکال کر اُسے دکھلائی - نقش یا محمدؐ یا علیؑ اُس پر کندہ تھا - اُس کو دیکھ کر رو دیا - اور جو اُس پر لکھا تھا پڑھا - بعد اس کے کہا - کہ اجد حج کے کیا کام رکھتا ہے - میں نے کہا - کوئی کام نہیں ہے - مگر جو کچھ کہ تجھ سے اخبار آل محمدؐ سے استفسار کرونگا - جواب دیا - میں ہی تجھے بتلاؤنگا - میں نے کہا - تو جانتا ہے - کہا - ہاں خدا کی قسم وہ نور کہ جبین قائم و موسے پسران حسنؑ بن علیؑ میں ہے جانتا ہوں - اور ہنجوبی اُن کو پہچانتا ہوں - میں رسول اُن کا ہوں - اگر تو طالب ملاقات

ہے۔ وہاں تک تجھے پہنچادونگا۔ اگر ان آنکھوں کو اُن کے جمال مبارک
سے روشن کرنا مطلوب ہے۔ اور برکت و فلاح اُن سے مرغوب
ہے۔ پوشیدہ میرے ساتھ طایف تک چل۔ اس طرح کہ تیرے ساتھی
نہ جانیں۔ القصّہ ہم مقام موعود تک اُس کے ساتھ گئے۔ تودہ ریگ
پر ایک خیمہ بال کا استادہ تھا۔ کہ نور سے اُس کے تمام صحرا روشن
تھا۔ وہ دشت رشک وادی ایمن تھا۔ جوان رفیق جلد بڑھ کر داخل
خیمہ ہُوا۔ اور ہمارے واسطے اجازت حاصل کی۔ پس فرزند کلاں یادگار
ابو محمد کہ م ح م د تھے باہر تشریف لائے۔ آپ جوان تھے۔ ڈاڑھی
کے بال نہیں نکلے تھے۔ رنگ صاف پیشانی کشادہ۔ ہر دو ابرو مانند
کمان کشیدہ کے جدا۔ چہرہ مبارک پسندیدہ۔ بینی اقدس بلند و راست
و چیدہ بالا۔ بینی محل اتصال جبہ گہرائی نہیں تھی۔ بلکہ مساوی و برابر
تھا۔ گویا ایک شاخ ریحان کی تھی۔ دیکھتے ہیں مثل ماہ درخشاں کے
رخسارہ راست پر خال گویا نقطہ سیاہ مشک کا سفیدی نقرہ پر تھا۔
سر کے بال بہت سیاہ۔ اور نرمہ گوش تک لٹکے ہوئے۔ ایسی شکل
و شمایل کہ بہتر اس سے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور عضا و جوارح
کسی کے ایسے معتدل نہ ہونگے۔ حسن و وقار و حیا میں کوئی نظیر اُس
کا نہیں تھا۔ جب میری نظر جمال پر پڑی۔ دوڑا اور پاے مبارک
پر گر پڑا۔ اور جدا جدا ہر ایک عضو کو چوما۔ پس حضرتؑ نے کہا۔ مرحبا
اے ابو اسحاق زمانہ مجھ کو تجھ سے جلد ملاقات کرنے کا وعدہ دیتا
تھا۔ مگر دوری خانہ و بُعد مسافت کا قصد زیارت میں عذر حایل
تھا۔ لیکن تیرے خیال سے ہم دور نہیں ہیں۔ اور تو ہماری خاطر

سے مستور نہیں۔ شکر خدا کہ ملاقات میسر ہوئی۔ بعد اس کے میرے بھائیوں کو پوچھا۔ متقدم ومتاخر یعنی ہر ایک بزرگ و کوچک کا حال پوچھا پھر میں نے کہا۔ آپ پر میں فدا ہوں۔ میں آپ کی تلاش میں شہروں میں پھرتا ہوں۔ جس دن سے ابو محمدؑ کو خدا نے ہمارے درمیان سے اٹھا لیا۔ گویا غم واندوہ کا پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑا۔ خدا نے ہم پر احسان کیا۔ بوسیلہ اُس شخص کے جس نے رہنمائی کر کے مجھے آپ تک پہنچایا۔ شکر خدا کا اس نعمت عظمےٰ پر ہے۔ جو مجھ کو عطا کی ہے۔ بعد اس کے نسب اپنا اور اپنے برادر موسےٰ کا بیان کیا۔ اور مجھے ایک گوشہ میں لیگیا۔ اور کہا۔ کہ مجھ سے پدر بزرگوار نے عہد لیا ہے۔ کہ ہم ایسی زمین میں جو سب زمینوں سے پوشیدہ ہو مسکن کریں۔ اور آبادی وکثرت مردم سے دور وطن کریں۔ اس واسطے کہ امر میرا پنہاں رہے۔ اور حال میرا سب پر پوشیدہ وپنہاں رہے۔ کید ومکر اہل ضلال سے حفاظت میں رہیں۔ اور شر وجور وستم معاندین سے سالم ومحفوظ رہ کر فراغت میں رہیں۔ اس بیابان ریگ وزمین بے آب ومحاصل بے زراعت میں حکم قیام دیا ہے۔ اور روز موعود کے انتظار کرنے کا حکم کیا ہے۔ اُس دن کا انتظار کر رہا ہوں۔ جو خدا نے مقدر فرمایا ہے۔ جب حکم خدا پہنچے۔ اور ترس وفزع کا وقت تمام ہو۔ ہم ظاہر کرینگے۔ پدر بزرگوار صلوات اللہ علیہ نے اتنا خزانہ خدا سے تمہارے لئے مجھے عطا کیا ہے۔ اور راز ہائے پوشیدہ ومشکل علوم خدا کے اس قدر سپرد کئے ہیں۔ کہ معانی وتاویلات کو سمجھایا ہے۔ اگر ایک جزو کم کی تجدید سے تفسیر کریں۔ اور سب تقریر کریں۔ تو ہر جزو سے تو بہا

ہوجائے ۔ اے ابو اسحاق میرے پدر بزرگوار نے فرمایا ہے۔ کہ اے فرزند خدا نے زمین کو اور جو کچھ زمین پر ہے اُس کی مخلوق سے۔ اور اُن شخصوں کو جو نہایت کوشش و سعی خدا کی اطاعت میں کرتے ہیں بغیر کسی حجت و امام کے نہیں چھوڑتا ہے۔ تاکہ بروز قیامت بروقت بازپرس اُن پر غالب آئے۔ اور وہ حجت و امام اُس کی مخلوقات کو طریقہ عدل و راستی سکھلائے۔ اور ہم خدا سے امیدوار ہیں۔ کہ وہ حجت و امام تو ہو۔ خدا نے تجھے واسطے اجرائے امر حق اور زائل کرنے باطل کے مہیا کیا ہے۔ پس تجھے لازم ہے۔ کہ زمینہائے مخفی و دور میں بسر کرے۔ کیونکہ ہر ولی کا ایک دشمن ہوتا ہے۔ مخالفت و نزاع اُس کے ساتھ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حدود و جیبۂ عمل میں آئے۔ اور اس سے تجھے وحشت نہ ہو۔ اے فرزند آگاہ ہو۔ کہ اہل طاعت کے دلوں کا میلان تیری طرف ہے۔ اور خلوص قلب سے تیرے شایق ہیں۔ جان و مال سے تجھ پہ عاشق ہیں۔ ایسا چاہتے تو تیں جگر ہے۔ اور وہ ایسی جماعت ہے۔ کہ جو بہ نشان ذلت و تواضع و مسکینت کے ہر ایک آدمیوں میں سے پہچانے جائینگے۔ لیکن خدا کے نزدیک نیک و عزیز بالکل ہیں۔ اہل قناعت و توکل ہیں۔ دین حاصل کرکے اُسے قوی و محکم کیا ہے۔ دشمنوں سے لڑ بھڑ کر بنائے دین استوار و محکم کی ہے۔ خدا نے اُن کو متحمل مصیبتوں کا کیا ہے۔ تا آخرت میں عزت ابدی سے فائز ہوں۔ اور وہ صبر کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ تا عاقبت اُن کی نیک و باحسب سمر مدید و عیش فائز ہوں۔ پس تاریکی مصایب و بلاء میں

نور صبر کو حاصل کر۔ کہ جزائے نیک سے بہرہ مند ہو۔ اور جو مکروہ تجھے پیش آئے۔ اُس کے ضمن میں عزت الٰہی سمجھ کر خورسند ہو۔ بس تو اسی خبر سے فائز ہوگا۔ کہ لوگ تیری مدح و ثنا کریں گے۔ گویا فرزند ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نصرت خدا کی تائید تجھے ملی ہے۔ بلندی پایہ و آسانی مشکلات کا وقت آیا ہے۔ علمین زرد و سفید درمیان خطیم و زمزم کے تیرے بالائے سر بر پا ہیں۔ جوق جوق لوگ نزدیک و دور سے آکر مجتمع ایک جا ہیں۔ پے در پے بیعتیں جو صفائے قلب کے ساتھ ہوئی ہیں۔ اُس سے تیرا سامان درست ہوا ہے۔ اور پہلوئے حجر اسود سے چند ہاتھ تیرے ہاتھ پر آتے ہیں۔ اور تیرے سائے میں پناہ لے جاتے ہیں۔ اُس گروہ سے کہ خدا نے اُن کو بوجہ توبہ کرنے کے گناہوں سے اور حیثیت ولاء و دوستی سے تیرے اُن کو پاک کیا ہے۔ یعنی ملائکہ و پیغمبران کہ معصیت اُن سے صادر نہیں ہوتی ہے۔ اور دل اُن کے نفاق کی میل اور شقاق کی بدی سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ طبیعت اُن کی طاعت خدا میں نرم اور معصیت خدا میں سخت یعنی کارہ و متنفر ہیں سینے اُن کے حق قبول کرنے کے لئے کشادہ ہیں۔ خدا کی پرستش کرتے ہیں ساتھ دین حق کے۔ اور جب کہ اُن کے ارکان قوی ہوں گے۔ امتوں کے طبقے بھی پاک و پاکیزہ اُن کی برکت سے ہو جائیں گے۔ اُس وقت صبح حق ظاہر ہوگی۔ اور تاریکی شام ظلم کافور ہوگی۔ ظالموں کی زیادتی کم ہوگی۔ نشان و معالم ایمان تیری طرف بازگشت کریگا۔ اور ظاہر ہوگا۔ کہ تمام دنیا بیمار تھی۔ اور مرض اُن کا تجھ سے دور ہوا۔ جو کوئی

تیری رفاقت کرے۔ سالم رہیگا۔ لڑکا گہوارہ میں آرزو کریگا۔ کہ اُٹھے۔ اور تیرے پاس آئے۔ تمام دنیا میں تجھ سے خوشی ظاہر ہوگی۔ عزت کی ڈالیاں تجھ سے سرسبز ہونگی۔ جڑیں عزت کی برقرار و استوار ہونگی۔ جو دین سے آوارہ ہیں۔ صاحب دین ہونگے۔ بدلیاں نصرت و ظفر کی ہمیشہ تجھ پر برسینگی۔ تیرے ہر دشمن کا گلا گھونٹا جائیگا۔ ہر دوست تیری نصرت و امداد سے عزت پائیگا۔ روے زمین پر کوئی جبار قاطع رحم و منکر عدل و معاند بدامن و دشمن دین باقی نہ رہیگا۔ جس نے خدا پر توکل کیا۔ وہ اس کیلئے کافی ہے۔ اے ابو اسحاق یہ مجلس میری تیرے پاس پوشیدہ رہے مگر اہل صدق و صفا و برادران دین صادق سے۔ جس وقت تجھ پر علامت ظہور و تمکن ظاہر ہو۔ اپنے بھائیوں کو لیکر جلد ہمارے پاس آؤ۔ اور چراغ یقین و مصباح شبستان دین کی طرف آنے میں تعجیل کرنا۔ تا تم سب رستگار ہو۔ انشاء اللہ تعالے۔ ابراہیم بن مہزیار کہتا ہے۔ کہ ہم ایک مدت خدمت میں حضرتؑ کی رہے۔ اور نور احکام ہُدا اُس چراغ ہدایت سے اقتباس کرتے رہے۔ اور انہار نعمتہاے عجیبہ و غریبہ و جوئبار لطایف حکمت الٰہیہ سے سیراب ہوتے رہے۔ اس قدر وہاں رہے۔ کہ مجھے خوف ہوا۔ کہ اہل و عیال میرے اہواز میں ضایع ہو گئے ہونگے۔ پس میں نے اجازت چاہی۔ اور جو کچھ میرے دل میں غم ہجران و مفارقت امام زمان سے آگ روشن تھی۔ اُس کو آب اظہار و بیان سے بجھایا۔ پس اجازت دی۔ اور توشہ دعاے خیر کا عطا فرمایا۔ جب وقت

وداع نزدیک آیا۔ ایک دن صبح کو حاضر ہوا۔ اور تجدید عہد کیا۔ پچاس ہزار درہم مال امام سے میرے پاس تھے۔ میں نے عرض کیا۔ قبول فرما کے مجھے سرفراز فرمائیے۔ اور ہمچشموں میں ممتاز فرمائیے۔ تبسم ہو کر فرمایا۔ اے ابو اسحاق مسافت بعید ہے۔ اور راہ میں بہت سا بیابان سخت و شدید ہے۔ ان درہموں کو اپنے خرچ میں لا۔ اور اس سے دلگیر نہ ہو۔ اور نہ گھبرا۔ میں شکریہ ادائے امانت کا کرتا ہوں۔ اور قبول کر کے تجھے دیتا ہوں۔ حق تعالےٰ تجھے برکت دے۔ اس چیز میں کہ خدا نے تجھے دی ہے۔ اور زیادہ اس سے تجھے کرامت کرے اس چیز میں کہ نہیں دی ہے۔ ثواب محسنین کا تجھے عطا فرماوے۔ اور خیر و عافیت سے تیرے یاروں تک تجھے پہنچائے۔ ہرگز راہ تجھ پر دشوار نہ ہو۔ اور راستہ بھول کر پابند انتشار نہ ہو۔ اے ابو اسحاق خدا نے تجھے فارغ کیا ہے اپنے فضل و کرم سے۔ اور غنی کیا ہے اپنے دوستوں سے۔ بغیر اخلاص دیرینہ و خیر خواہی و محافظت امور دین کے کوئی چیز دوسری ہم کو مطلوب نہیں ہے۔ ہم یقین کامل و علم قطعی کے پھرتے۔ اور پورے طور پر اس کی ہدایت مجھے ہوئی۔ کہ زمین حجت خدا سے اور امام قایم سے خالی نہیں رہتی۔ اور اس خبر کو ہم نے زیادتی فضل اہل یقین کے واسطے نقل کیا۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا۔ کہ یا ابن المہریار تیرے بھائی عراق میں کیا کام کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ تنگے عیش و بدحالی میں بسر کرتے ہیں۔ ازبسکہ تلوار بنی عباسیوں کی پے در پے سروں پر پہنچتی ہے۔ فرمایا۔ قاتلھم اللہ

الذین یوفکون۔ گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ سب قتل کئے گئے ہیں۔ اور امر خدا اُن پر پہنچا ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ کب ہوگا۔ فرمایا۔ اُس وقت کہ درمیان تمہارے اور کعبہ کے ایک جماعت حائل ہو۔ کہ خدا ورسولؐ اُس جماعت سے بیزار ہیں۔ اور سرخی آسمان میں پیدا ہو تین روز تک۔ کہ اُس میں عمود ہو مثل عمود نقرہ کے مثل برق کے چمکے۔ اور روشنی رکھتا ہو۔ ایک شروس آرمینہ وآذربائیجان سے آئے طرف کوہ سیاہ کے۔ کہ پشت طہران ومتصل کوہ سرخ سے جو جبال طالقان سے ہے۔ اور درمیان اُس کے اور مروزی کے بہت سخت لڑائی ہو۔ اور بہت زمانہ سخت آئے۔ کہ طفل کوچک کے سر کا بال سفید ہو جائے۔ اور آدمی جوان بڈھا ہو جائے۔ اور قتل عظیم اُن کے درمیان میں واقع ہو۔ اُس وقت ظہور قائمؑ کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اور وہ شخص وہاں دیر کرے۔ ہماری طرف آئے۔ یعنی دینور ونہاوند وواسط کو طے کرتا ہوا ایک سال سے کم میں کوفہ میں آئے۔ اور کوفہ میں زلزلۂ عظیم سخت غربی تاثت واقع ہو کہ عقلیں حیران ہو جائیں۔ اور دونوں طایفہ ہلاک ہوں۔ اور یہ وہی ہے جو خدا ویسا ہی کرے۔ اور اس آیہ کو پڑھا۔ اتیها امرنا لیلا او نهارا فجعلناها حصیدا کان لم تغن بالامس۔ میں نے عرض کیا۔ کہ وہ امر خدا کیا ہے فرمایا۔ وہ ہم لوگ ہیں امر اللہ وجنود ولشکر خدا۔ میں نے [illegible] پہنچا۔ فرمایا۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ [illegible] تینوں کے مضمون نزدیک نزدیک ہیں۔ مگر دو تین اختلاف ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ بعضے ان حدیث میں ایک بھائی واسطے [illegible]

کے مذکور ہے موسوٰی نام۔ اور وہ غریب ہے۔ کیونکہ تواریخ اور اکثر احادیث میں تصریح اس کی ہوتی ہے۔ کہ اولاد حضرت امام حسنؑ کی سوائے قایم مہدیؑ کے اور کوئی نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے کفار طالب قتل حضرتؑ تھے۔ اور آپ غایب ہوئے۔ اور جعفر کذاب و والدہ حضرتؑ نے ورثہ حضرتؑ کا علی الظاہر لیا۔ دوم بعضے اخبار میں محمد بن ابراہیم بن مہریار اور بعضے علی بن مہریار اور بعضے میں ابراہیم بن مہریار لکھا ہے۔ مگر یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے۔ کہ ہر ایک کو ان سے ایسا اتفاق حضوری حضرتؑ کا ہوا ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ راویوں کو اور لکھنے والوں کو تلفظ و اتحاد شخص میں شبہ واقع ہوا ہو۔ والعلم عند اللہ ۔ اور شیخ صدوق نے لکھا ہے۔ کہ اصحاب حدیث سے ایک شخص کہ نام اس کا احمد بن فارس ادیب تھا۔ اس سے میں نے سنا۔ کہ کہتا تھا ہمدان میں ایک قصہ سنا کہ اپنے دوستوں سے اپنے میں نے اسے نقل کیا۔ اور خواہش کی۔ کہ ہم اس کے واسطے لکھ دیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اہل ہمدان سب شیعہ ہیں ان کے سبب تشیع ہے سے پوچھا۔ تو ان لوگوں نے کہا۔ کہ جد ہمارا کہ ہم لوگ اس سے منسوب ہیں مکہ کو گیا۔ جب حج سے فارغ ہو کر چند منزل نکل گیا۔ ایک منزل میں زحمت سواری سے تھک کر تھوڑی دور پیادہ راہ چلا تھا۔ اور خستہ ہو گیا۔ تو اس نے چاہا۔ کہ تھوڑا سا سو کر خستگی دور کرے۔ اور جب آخر کا قافلہ آئیگا۔ تب ہمراہ ہو جاینگے۔ یہ ارادہ کر کے سو یا۔ تو ایسی نیند آئی۔ کہ کل قافلہ آکر چلا گیا۔ مگر بیدار نہ ہوا۔ جب آفتاب کی حرارت زیادہ ہوئی۔ ایک بار خواب سے

چونکا۔ تو دیکھا۔ کہ کوئی قافلہ سے نہیں ہے۔ بڑی وحشت اُسے
ہوئی۔ آخر سوائے توکل خدا کے کوئی چارہ نہ تھا۔ تھوڑی راہ چلا تھا۔
کہ ایک زمین سبزہ زار وخوش میں پہنچا۔ گویا بہت قریب پانی وہاں بہا
تھا۔ مٹی وہاں کی خوشبودار تھی۔ اور درمیان میں اُس زمین کے ایک
قصر دور سے مثل شمشیر کے نمایاں تھا۔ اُس قصر کی طرف گیا۔ جب
در قصر پر پہنچا۔ دو خادم سفید کو دیکھا۔ سلام کیا۔ جواب نیک پایا۔
اُن خادموں نے اُسے بٹھلایا۔ اور کہا۔ خدا نے تیری بہتری چاہی
ہے۔ ایک اُن دو نفر سے اُٹھ کر داخل قصر ہوا۔ بعد تھوڑی دیر کے
باہر آیا۔ اور کہا۔ اُٹھ داخل قصر ہو۔ جب وہ داخل قصر ہوا۔ تو دیکھا۔
کہ ہرگز اُس قصر سے بہتر کوئی دوسرا قصر نہ ہوگا۔ اُس کے حجروں میں
سے ایک حجرہ کا خادم نے پردہ اُٹھایا۔ اور وہ داخل حجرہ ہوا۔ تو
دیکھا۔ ایک جوان وسط حجرہ میں نشستہ ہے۔ اور بہت بڑی تلوار
بالائے سر سقف میں لٹکی ہوئی ہے۔ گویا کہ شمشیر اُس کے سر سے ملی
ہوئی ہے۔ اور وہ جوان حسن میں مثل ماہ شب چاردہ کے ہے۔
سلام اُسے کیا۔ نہایت مہربانی ونرمی سے جواب سلام دیا۔ بعد
اس کے جوان نے کہا۔ کہ تو مجھے پہچانتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔
کہا۔ خدا کی قسم ہم قائم آل محمدؐ ہیں۔ آخر زمانہ میں اسی تلوار سے خروج
کرینگے۔ اور زمین کو عدالت سے آباد کرینگے۔ یہ سُن کر میر احمد زمین
پر گر پڑا۔ اور اپنے چہرہ کو خاک پر ملا۔ اُس نے کہا۔ ایسا نہ کر۔ سر
اُٹھا۔ تو ہمدان کا رہنے والا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں۔ استفسار کیا
کہ اپنے شہر کو جانا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں تاکہ اس نعمت عظمیٰ

کی اُن کو بشارت دوں۔ پس ایک خادم سے اشارہ کیا۔ اُس نے
اُسے ایک صرہ زر دیا۔ اور چند قدم ہاتھ پکڑ کر اُسے لے گیا۔ دیکھا اس
نے کہ درختان و سایہ دیوار و عمارت و منارہ مسجد کا نمایاں ہے۔ خادم
نے اُسے پوچھا۔ کہ اس کو پہچانتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ظاہرا اسد آباد
معلوم ہوتا ہے۔ جو نزدیک ہمدان کے ہے۔ خادم نے کہا وہی
ہے۔ جا سلامتی سے پس وہ داخل اسد آباد ہوا۔ اور اہل و عیال کو
اپنے جمع کر کے اُن کو بشارت دی۔ اور اُس صرہ میں چالیس یا پچاس
اشرفیاں تھیں۔ جب تک وہ اشرفیاں باقی رہیں بہت خیر و فلاح
اُن لوگوں میں تھی۔ اور اس سبب سے سب اہل ہمدان شیعہ ہوئے۔
کتاب اکمال الدین میں ہے۔ علی بن سنان موصلی نے روایت کی
ہے۔ کہ اُس نے اپنے باپ سے سُنا تھا۔ کہ جس وقت ابو محمدؑ نے
رحلت کی۔ شیعان قم و کوہستان کا ایک گروہ داخل سامرہ ہوا۔ اموال
سالانہ ساتھ تھا۔ اور خبر وفات کی مل چکی تھی۔ جب سامرہ میں پہنچے۔
اور حضرتؑ کی خبر ملی۔ کہ انتقال فرمایا۔ تو پوچھا وارث کون ہے۔ لوگوں
نے کہا۔ اُن کے بھائی جعفر بن علی ہیں۔ پوچھا۔ وہ کہاں رہتے ہیں۔
لوگوں نے کہا۔ دجلہ میں کشتی پر بیٹھے ہوئے شراب پیتے ہیں۔ اور
گانے والیاں بھی ہمراہ ہیں۔ پس اُن لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ اور
کہا۔ یہ صفت امام کی نہیں ہے۔ اور امام یہ کام نہیں کرتا ہے بعض لوگوں
نے کہا۔ کہ اس مال کو واپس لے چلیں۔ اور جن جن لوگوں کا مال ہے۔
اُن کو واپس دے دیں۔ احمد بن جعفر حمیری نے کہا۔ صبر کرو۔ کہ وہ دجلہ
سے پھر کر آئے۔ اُس کا امتحان کریں۔ جب جعفر آیا۔ اُس کے پاس گئے

سلام کیا۔ اور کہا۔ اے سید ہم اہل قم سے ہیں۔ اور فلاں فلاں چیز لاتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ لاؤ۔ ہر ایک نے جواب دیا۔ کہ سو شخصوں کا یہ مال ہے ایک اشرفی اور دو اشرفی متفرق طور پر عوام شیعہ کیسہ میں کرتے ہیں۔ اور اُس پر مہر کرتے ہیں۔ اور ہم لوگ لاتے ہیں۔ ہمارے آقا ابو محمدؑ حب حیات میں تھے فرماتے تھے۔ کہ اس کیسہ میں فلاں کا مال ہے اور اس قدر اشرفی ہے۔ اور اسی طرح سب کو نام بنام بتلاتے تھے۔ اور نقش مہر جو کیسوں پر ہوتی تھی۔ اُس کو ارشاد کرتے تھے۔ جعفر نے کہا۔ کہ میرے بھائی پر یہ دروغ و افترا ہے۔ علم غیب میرے بھائی نہیں جانتے تھے۔ اور یہ علم غیب ہے۔ مال کے لانے والوں نے جب یہ جعفر سے سُنا۔ ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔ اور حیران و متحیر ہوئے جعفر نے کہا۔ جاؤ مال اُٹھا کر لاؤ۔ سبھوں نے کہا۔ ہم وکیل و امانت دار مال کے ہیں۔ مالک نہیں ہیں۔ جب تک کوئی علامت جیسا کہ ابو محمدؑ سے دیکھتے تھے اور سُنتے تھے نہ دیکھیں گے یا نہ سنیں گے۔ مال نہیں دے سکتے۔ اگر تو امام ہے۔ تو اُن علامتوں کو ظاہر کر۔ ہم تجھے دیدیں۔ نہیں تو سمجھ جائیں گے۔ اور جن کا مال ہے۔ اُن کو واپس کر دیں گے۔ جعفر نے خلیفہ کے پاس جا کر شکایت کی۔ خلیفہ نے اُن لوگوں کو بُلوایا۔ اور پوچھا۔ کیوں مال جعفر کو نہیں دیتے ہو۔ سب نے کہا۔ امیر المومنین کو خدا نیک ہدایت دے۔ ہم وکیل اور امین ہیں۔ صاحب مال نہیں ہیں۔ اور صاحبان مال نے ہم لوگوں سے کہا ہے۔ کہ جب تک علامتیں ہم نہ دیکھیں۔ مال کو نہ دیں۔ اور ابو محمدؑ ایسا ہی کرتے تھے۔ اب یہ شخص مدعی امامت ہے۔ وہی علامت

ظاہر کرے۔ مال دے۔ ورنہ ہم واپس لے جائینگے۔ اور صاحبان مال کو حوالہ کرتے نگے۔ جعفر نے کہا۔ یا امیر المومنین یہ سب کذاب ہیں۔ اور میرے بھائی پر یہ افترا کرتے ہیں۔ میرے بھائی علم غیب نہیں رکھتے تھے۔ خلیفہ نے کہا۔ یہ سب رسول وامین ہیں۔ وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ جعفر مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ امیر المومنین ہم لوگوں کے حال پر مہربانی فرمائے۔ اور کوئی شخص ہمارے ساتھ کر دے۔ کہ وہ ہم لوگوں کو شہر کے باہر تک پہنچا دے۔ تاکہ شر سے اس مرد کے نجات ملے۔ پس خلیفہ نے حکم دیا۔ کہ کوئی ان کے ہمراہ جاکر شہر سے باہر کر آئے۔ پس وہ لوگ جس وقت عازم باہر جانے کے تھے۔ ایک لڑکا بہت وجیہ کہ گویا خادم تھا اُن لوگوں کے پاس آیا۔ اور ہر ایک کا نام لیکر پکارا۔ اور کہا۔ اپنے مولا کے پاس آؤ۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ تو ہمارا مولا ہے۔ جواب دیا۔ معاذ اللہ۔ میں غلام اُن کا ہوں پس وہ غلام ہم سب کو خانہ ابو محمدؑ تک لے گیا۔ تو ہم لوگوں نے دیکھا۔ کہ قائمؑ آل عبا ایک تخت پر مثل ماہ شب چاردہ کے نشستہ ہیں۔ اور لباس سبز پہنے ہوئے ہیں۔ ہم سبھوں نے سلام کیا۔ جواب دیا۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ سب مال اس قدر ہے۔ فلاں شخص سے اس قدر۔ اور آخر تک اسی طرح ارشاد فرمایا۔ بعد اس کے ہمارے اسباب و بار کی صفت کی۔ اور جو کچھ ہمارے ساتھ چارپایوں سے تھا بیان فرمایا۔ ہم سب نے زمین ادب کو بوسہ دیا۔ اور اپنے مسائل اُن سے پوچھے۔ سب کا جواب حضرتؑ نے دیا۔ ہم لوگوں نے مال حوالہ کیا۔ بعد اس کے فرمایا

کہ اب سامرہ میں نہ آنا۔ ہم کسی کو بغداد میں مقرر کرینگے۔ جو کچھ ہو۔ اُس کے پاس پہنچانا۔ اور خط اور فرمان اس باب میں لکھا۔ ہم لوگ وہاں سے پھرے۔ ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری کو تھوڑا حنوط و کفن عنایت کیا۔ اور فرمایا۔ خدا تجھے جزاے خیر دے۔ جب ہم سب عقبۂ ہمدان میں پہنچے۔ ابوالعباس فوت ہوا۔ پھر اموال حضرتؑ کے نائبوں کے پاس بھیجا جاتا تھا مثل عثمان بن سعید و ابوجعفر محمد بن عثمان۔ اور فرمانِ قبض مال اُن کے ہاتھ سے ملتی تھی +

شیخ صدوق نے بعد نقل اس خبر کے کہا۔ کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر۔ کہ خلیفہ کو اطلاع اس کی تھی۔ اور جانتا تھا۔ کہ اہل و لایق و قابل ایسے مال کا کون ہے۔ اسی وجہ سے مال لینے کی خواہش نہیں کی۔ اور جعفر کو بھی جواب دے دیا۔ مگر ہاں یہ چاہتا تھا۔ کہ یہ امر مخفی رہے۔ اور لوگ بر ملا آمد و شد نہ کریں۔ اور اس کا علم نہ ہو۔ کہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اور کوئی نہ پہچانے۔ اس واسطے کہ اُس کے امور میں فساد نہ ہو۔ اور جعفر بیس ہزار اشرفی خلیفہ کے واسطے لے گیا۔ اور خواہش کی۔ کہ منصب و مرتبہ برادر اُس کو دیا جائے۔ خلیفہ نے کہا۔ کہ تیرے بھائی کا مرتبہ ہماری طرف سے نہیں تھا۔ بلکہ ہم کو اُس مرتبہ پر رشک تھا۔ اور اسی سبب سے ہم خواہش رکھتے تھے۔ کہ اُن کے رتبہ کو پست کریں۔ مگر وہ مرتبہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور ہم جس قدر کوشش اُس کے اضمحلال و خفت و ہتک حرمت کی کرتے تھے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ خدا اُس سے زیادہ بلندی مرتبہ و شان کو اُن کی ظاہر کرتا تھا۔ اور صیانت و عفت و حسن صورت و عبادت

وزہد وعلم سے اور قدر اُن کی مرتفع ہوتی تھی۔ اگر تو بھی نزدیک شیعوں کے مثل اپنے بھائی کے مرتبہ رکھتا ہے۔ تو احتماع ہماری نہیں ہے۔ اور اگر ویسا نہیں ہے۔ تو ہم سے کار تمہاری ممکن نہیں ہے۔

ایک گروہ مفوضہ ومقصرہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو خدمت حضرت ابو محمد عسکریؑ میں واسطے مناظرہ وتحقیق مسائل کے بھیجا۔ کامل کہتا ہے۔ کہ میرے دل میں یہ بات آئی۔ کہ اُن سے ہم سوال کریں۔ کہ داخل بہشت نہیں ہوتا ہے مگر وہ شخص کہ معرفت اُس کی مثل میرے ہو۔ اور اعتقاد اُس کا مثل میرے اعتقاد کے ہو۔ اور مذہب اُس کا مثل میرے مذہب کے ہو۔ جب ہم حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا۔ کہ حضرتؑ نہایت باریک سفید ونفیس پوشاک پہنے ہوئے ہیں۔ مَیں نے دل میں کہا۔ کہ ولی وحجت خدا ایسی پوشاک پہنتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مواسات کرو۔ اور ایسے لباس نہ پہنو۔ پس حضرتؑ متبسم ہوئے۔ اور بازوؤں کو اپنے کھولا۔ اور کہا۔ اے کامل۔ یہ خدا کے واسطے ہے۔ اور وہ تم لوگوں کے واسطے۔ نیچے اُس جامہ نرم کے جامہ پشمین خشن پہنے ہوئے تھے۔ اُس کا نشان دیا۔ پس مَیں نے سلام کیا۔ اور با ادب بیٹھا۔ ناگاہ پردہ حجرہ کا ہوا نے اُٹھا دیا۔ مَیں نے دیکھا۔ ایک طفل چار سالہ مثل ماہ شب چاردہ کے بیٹھا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا۔ اے کامل بن ابراہیم۔ پس بدن میرا تھرّانے لگا۔ اور ہم ملہم ہو گئے۔ کہا مَیں نے لبیک یا سیّدی۔ فرمایا حجت خدا وولی خدا کے پاس آیا ہے۔ کہ اُس سے پوچھے۔ کہ داخل بہشت وہ ہو سکتا ہے۔ جو تیرا

قول کا قائل ہو۔ اور تیرے طریق معرفت کو جانتا ہو۔ میں نے کہا یہی
نیت کر کے آیا ہوں۔ فرمایا۔ اس وقت ایسے لوگ جو داخل بہشت
ہوں بہت کم ہوں گے۔ خدا کی قسم وہ گروہ جو داخل بہشت ہونگے۔
اُن کو حقیہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ کون ہیں۔ فرمایا۔ وہ جماعت ہے۔
کہ شدت محبت سے کہ جو علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اُن
کے حق کی قسم کھاتے ہیں۔ اور اُن کے حق اور فضل کو نہیں جانتے
ہیں۔ کہ کیا ہے۔ بعد اس کے ایک ساعت ساکت رہے۔ پھر
فرمایا۔ قول مفوضہ سے سوال کرنا چاہتا ہے۔ اُن لوگوں نے جھوٹ
کہا ہے۔ بلکہ دل ہمارا مانند ایک ظرف کے ہے واسطے مشیت الٰہی
کے۔ جو خدا چاہتا ہے۔ وہ ہم بھی چاہتے ہیں۔ اور خدا نے فرمایا
ہے۔ ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بعد اس کے پردہ گر پڑا۔ پھر
ممکن نہ ہوا۔ کہ ہم اُس پردہ کو اٹھا سکیں۔ جناب ابو محمدؑ نے متبسم
ہو کر فرمایا۔ اے کامل کیا بیٹھا ہے۔ جو جانتا تھا۔ وہ حجت خدا نے
جو میرے بعد ہوگا تجھ سے کہا۔ پس کامل باہر آیا۔ اور ایک گروہ نے
کامل سے اس نقل کو سنا + اور قنبری نے کہ اولاد قنبر غلام جناب امیرؑ
سے تھا اشبق خادم سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ معتضد نے
ہم کو بغداد سے سامرہ بھیجا۔ اور ہم تین نفر تھے۔ اور یہ کہا تھا۔ کہ تنہا
سوار ہو۔ اور بہت جلد جاؤ فلاں محلہ و فلاں گھر تک۔ جب در خانہ پر
پہنچو گے۔ ایک غلام سیاہ کو دیکھو گے پس گھر میں گھس جاؤ۔ اور جس کو
اس گھر میں دیکھو قتل کرو۔ سر اُس کا میرے پاس لاؤ۔ اُسی طریق
سے ہم لوگ گئے۔ ڈیوڑھی میں ایک حبشی بیٹھا ہوا بند ریجامہ بنتا تھا۔

اُس سے مَیں نے پوچھا۔ کہ گھر میں کون ہے۔ کہا مالک مکان۔ اور کچھ
التفات و پروا نہ کی۔ ہم سب گھر میں گھس گئے۔ کسی کو نہیں دیکھا
ایک گھر کی دہلیز کا پردہ ہم لوگوں نے دیکھا۔ کہ اُس سے بہتر نہیں
دیکھا تھا۔ گویا تازہ کاریگر کے ہاتھ سے درست ہوکر آیا تھا۔ اُس
پردہ تک ہم لوگ گئے۔ اور پردہ اُٹھایا۔ حجرہ بزرگ دکھائی دیا۔ گویا
پانی کا دریا اُس میں تھا۔ آخر حجرہ میں پانی پر ایک حصیر بچھی ہوئی ہے۔
اور ایک مرد نہایت معزز و موقر اُس حصیر پر نماز پڑھتا ہے۔ ہم لوگوں
کی طرف ذرا توجہ بھی نہ کی۔ احمد بن عبد اللہ نے ہم رفیقوں میں سے
قدم بڑھایا۔ کہ اُس دریا سے عبور کرے۔ پانی میں ڈوبنے لگا۔
اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ آخر بڑی کوشش سے ہم نے ہاتھ
اپنا اُسے دیا۔ اور اُس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور باہر آکر بیہوش ہو گیا۔
بعد اُس کے دوسرا رفیق گیا۔ اُس کی بھی یہی حالت ہوئی۔ اُس کو
بھی ہزار کوشش باہر نکالا۔ ہم لوگ مبہوت ہو گئے۔ صاحب خانہ
سے کہا۔ المعذرۃ الی اللہ والیک۔ خدا کی قسم ہم نہیں جانتے۔ کیا
ماجرا ہے۔ اور کہاں ہم بھیجے گئے ہیں۔ ہم نے معاتبہ کیا پھر بھی کچھ
التفات نہ فرمائی۔ اُسی طرح مشغول نماز تھا۔ ہم لوگ بڑے خوف و ترس
کے ساتھ پھرے۔ اور معتضد ہمارے آنے کا انتظار کرتا تھا۔ اور
حجاب سے کہہ دیا تھا۔ کہ جس وقت وہ لوگ آئیں۔ اگرچہ بیوقت ہو۔
ہم کو خبر کرنا۔ آدھی رات کو ہم پہنچے۔ اور اُس کے پاس گئے۔ اور جو
کچھ دیکھا تھا۔ اُس سے کہا۔ اُس نے کہا وائے ہو تم پر۔ کسی سے
تم نے ہم سے پیشتر ملاقات کی ہے۔ اور یہ بات کہی ہے۔ ہم لوگوں نے

کہا نہیں۔ قسم شدید کھا کر اُس نے کہا۔ کہ اگر اس نقل کو تم نے کسی سے کہا تو تم لوگوں کی گردن ماری جائیگی۔ ہم نے بھی اس نقل کو کسی سے ظاہر نہیں کیا مگر اُس کے مرنے کے بعد * اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ اشبق نے کہا۔ کہ بعد اس کے اس نے ایک لشکر کثیر بھیجا۔ کہ اُس کو گرفتار کریں یا ماریں۔ جب وہ سب داخل خانہ ہوئے۔ صدائے قرآن خوانی سرداب سے سنی۔ سرداب اور درخانہ پر جمعیت کی۔ کہ بھاگ نہ جائے۔ لشکر استادہ تھا۔ جو لشکر پیچھے تھا۔ اُس کا انتظار کرتے تھے۔ کہ جب سب لشکر آجائے۔ سب ایک مرتبہ اجماع کرکے داخل سرداب ہوں۔ ناگاہ آپ سرداب سے باہر تشریف لائے۔ اور سامنے سے اُن کے چلے گئے۔ جب حضرتؑ غایب ہو گئے۔ امیر نے لشکر سے کہا۔ کہ اب جاؤ۔ اور گرفتار کرو۔ اُنہوں نے کہا۔ وہ چلے گئے۔ جس وقت جاتے تھے۔ کیوں گرفتار نہیں کیا۔ اُس نے کہا۔ مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ تم لوگوں نے دیکھا تھا تو کیوں گرفتار نہیں کیا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ ہم یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ تو نے نہیں دیکھا ہے۔ تجھ کو بھی خدا نے مثل ہمارے آنکھ دی تھی۔ اور دیکھتا ہے۔ شاید اُس کی گرفتاری تجھے منظور نہیں تھی * کشف الغمہ میں علی بن عیسےٰ اربلی سے منقول ہے۔ اُس نے کہا۔ حلہ میں ایک شخص اسمعیل بن الحسن الہرقلی نام تھا۔ اُس کا لڑکا شمس الدین مجھ سے کہتا تھا۔ کہ میرے باپ کو ایام جوانی میں بقدر قبضہ انسان دمل ران چپ میں ہو گیا۔ فصل بہار میں خود بخود پھٹ جاتا تھا۔ اور خون و چرک اُس سے بہت بہتا تھا۔ ایسی تکلیف

میں رہتا تھا۔ کہ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ ہر مشکل سے مجبور تھا۔ ایک دن بمقام حلہ خدمت میں سید رضی الدین طاؤس کی آیا۔ اور اُس زخم کی بہت شکایت کی۔ اور خواہش ظاہر کی۔ کہ دوا کرنا چاہتا ہوں۔ حلہ میں جس قدر طبیب تھے بلوائے گئے۔ اُنہوں نے دیکھ کر کہا۔ کہ یہ زخم رگ اکحل پر ہے۔ علاج میں اس کے خطرہ ہے۔ اگر وہ رگ کٹ جائے۔ تو یہ مرجائیگا۔ سید رضی الدین نے کہا۔ کہ مَیں بغداد جاتا ہوں۔ میرے ساتھ چل۔ شاید وہاں کوئی طبیب حاذق ملے۔ الغرض بغداد میں بھی طبیبوں کو دکھلایا۔ اُنہوں نے بھی جواب دیا۔ پس بہت دلتنگ ہوُا۔ سید نے کہا۔ شرعًا تو ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ عبث ان ایام سرما میں قصد ہلاک نہ کر۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ احتیاط عمل میں لا۔ میرے والد نے کہا۔ کہ مَیں بغداد میں آچکا ہوں۔ چاہتا ہوں۔ کہ سامرہ تک جاکر زیارت کرآؤں۔ تب مکان پر جاؤں۔ اپنے اسباب و مال کو سید کے ہاں رکھ کر روانہ ہوُا۔ اور داخل مشہد عسکریین ہوُا۔ زیارت کی۔ سرداب میں گیا۔ اور بہت استغاثہ امام عصرؑ سے کیا۔ تھوڑی رات تک سرداب میں رہا۔ روز پنجشنبہ تک وہاں مقیم رہا۔ اُس روز دجلہ میں جاکر غسل کیا۔ اور جامہ پاکیزہ پہنا۔ ابریق پانی سے بھر کر ہاتھ میں لے اور چاہتا تھا۔ کہ مشہد عسکریین تک آئے۔ کہ ناگاہ چار سوار قلعہ سے باہر نکلے۔ ایک گروہ شرفاء سے وہاں رہتے تھے۔ کہ جو اپنا گلہ گوسفند شہر کے باہر رکھتے تھے۔ کبھی اپنے گلہ سے جدا ہوکر شہر میں آتے تھے۔ اُس نے اپنے دل میں کہا۔ کہ شاید یہ لوگ اُنہیں لوگوں سے ہوں پس

وہ نزدیک گیا۔ تو دیکھا۔ دو جوان ہیں۔ کہ ایک اُن میں سے لڑکا ہے سبزہ آغاز۔ اور ایک پیر مرد نقاب پوش نیزہ ہاتھ میں لئے ہے۔ اور چوتھا شخص تلوار لگائے ہوئے ہے۔ اور قباے رنگین بالاے شمشیر پہنے ہوئے ہے۔ تحت الحنک باندھی ہوئی ہے اُس پیر مرد نے جانب راست میرے والد کے استادہ ہوکے نیزہ زمین میں گاڑ دیا۔ اور دو جوان طرف چپ استادہ ہوئے۔ اور وہ جوان قبا پوش مقابل میرے والد کے اثناے راہ میں تھا۔ اُن سب نے سلام کیا۔ میرے باپ نے جواب دیا۔ پس قبا پوش نے پوچھا۔ کہ قصد تیرا ہے کل اپنے گھر کو روانہ ہو۔ جواب دیا۔ ہاں اُس قبا پوش نے کہا۔ یہاں آ۔ دیکھیں کہاں پر تیرے درد ہوتا ہے۔ میرا باپ چونکہ وسوسہ بہت رکھتا تھا۔ اور غسل تازہ کرکے آیا تھا۔ اور پیراہن بھی تر تھا۔ اُس کو اچھا نہیں معلوم ہُوا۔ کہ یہ جوان عرب بادیہ نشین اُس کے بدن پر ہاتھ لگائے۔ کیونکہ عرب بادیہ نشین نجاست سے اجتناب نہیں کرتے ہیں۔ باوجود اس کے بکراہت نزدیک گیا۔ اور اس نے پشت زین سے خم ہوکر اپنے ہاتھ سے اُسے آگے اپنے کھینچ لیا۔ اور شانہ سے لیکر جراحت تک ہاتھ ملا جب مادہ جراحت پر ہاتھ پہنچا۔ فشار سخت دیا۔ کہ درد ہونے لگا۔ بعد اس کے سیدھا ہوکر زین پر قرار پکڑا۔ اُس پیر مرد نے کہ دہنی طرف تھا کہا۔ افلحت یا اسمٰعیل۔ میرا باپ متعجب ہُوا۔ کہ اس نے میرا نام کیونکر جانا۔ آخر جواب میں کہا۔ افلحنا و افلحتم انشاء اللہ۔ اُس مرد پیر نے کہا۔ اے اسمٰعیل یہ امام ہے۔ پس آگے

جا کر بغلگیر ہوا۔ اور زانوؤں کو چوما۔ اُس نے گھوڑا آگے بڑھایا۔ یہ ہاتھ کمر
میں ڈالے ہوئے پیادہ چلا جاتا تھا۔ دوبارہ امامؑ نے فرمایا۔ کہ اب پھر جا۔
اُس نے کہا۔ کہ مَیں ہاتھ آپ کے دامن سے نہیں اُٹھاؤنگا۔ امام نے
کہا۔ کہ مصلحت اسی میں ہے۔ کہ پھر جا۔ پھر قبول نہ کیا۔ آخر مرد پیر نے
کہا۔ کہ اے اسمٰعیل تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ کہ امام نے دو مرتبہ تجھ
سے پھرنے کو کہا۔ اور تو قبول نہیں کرتا ہے۔ اُس وقت ہاتھ سے
کمر کو چھوڑ دیا۔ اور کھڑا رہا۔ چند قدم آگے بڑھ کر امام نے کہا۔ کہ جب تو
بغداد میں پہنچیگا۔ خلیفہ بغداد تجھے بُلائیگا۔ اور تجھے کچھ دیگا۔ قبول نہ کرنا
اور میرے فرزند رضی سے کہنا۔ کہ علی بن عوض کو لکھ بھیجے۔ کہ تجھے کچھ
دے۔ کہ مَیں اُسے وصیت کرتا ہوں۔ کہ تجھے جو درکار ہو دے۔ پھر حضرت
مع اصحاب کے آگے بڑھے۔ اور وہ اُسی جگہ کھڑا ہوا بچشم حیرت دیکھتا
رہا۔ یہاں تک کہ نظر سے غایب ہو گئے۔ اس امر سے مجھے تاسف
ہوا۔ ایک ساعت وہیں بیٹھا رہا اور رویا کیا۔ بعد اس کے مشہد میں
گیا۔ خدام مشہد گرد جمع ہوئے۔ اور کہا تجھ کو متغیر دیکھتے ہیں۔ مگر وہ
زخم اس وقت زیادہ آزار دے رہا ہے۔ کہا نہیں۔ انہوں نے کہا۔
کسی سے جھگڑا ہوا ہے۔ کہا یہ سب جو کہتے ہو۔ کچھ بھی نہیں ہے۔
لیکن یہ بتاؤ۔ کہ سب سوار کہ تمہارے سامنے باہر آئے۔ تم ان کو پہچانتے
ہو۔ جواب دیا۔ کہ شرفا و صاحبان گلہ سے ہیں۔ اُس نے کہا۔ بلکہ
امامؑ تھے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ وہ مرد پیر امام تھا یا صاحب قبا۔ کہا
صاحب قبا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ اپنے آزار کا نشان دیا تھا۔ کہا ہاں
اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ اور فشار دیا۔ کہ درد ہونے لگا۔ بعد اس کے

ران کو کھولا۔ کوئی اثر اُس آزار کا نہیں تھا۔ حیرت و دہشت سے اُس کو
شک ہوا۔ کہ دُوسرا پاؤں ہو۔ جب اُس کو بھی دیکھا۔ اُس میں بھی کوئی
اثر نہیں تھا۔ پس بہت لوگ جمع ہوئے۔ اور اُس کا کپڑا ٹکڑہ ٹکڑہ کر کے
تبرک کے واسطے لے گئے۔ اور بہت آزار دیا۔ خادموں نے اُن لوگوں کے
ہاتھ سے چھڑایا۔ اور خزانہ میں چھپایا۔ جو حاکم وہاں متعین تھا۔ اُس نے
بھی سُنا۔ دیکھنے آیا۔ شب جمعہ کو وہیں رہا۔ نماز تسبیح پڑھ کر سامرہ سے
روانہ ہوا۔ تھوڑی دور تک وہاں کے لوگوں نے مشایعت کی۔ اور
پھر ے۔ دُوسرے دن بغداد میں داخل ہوا۔ جب پل کہنہ پر پہنچا۔
دیکھا کہ بہت سے لوگ دو صف کئے ہوئے انتظار میں استادہ ہیں۔
اور ہر شخص سے جو آیا ہے۔ اُس کے نام و نسب کا سوال کرتے ہیں
اور پوچھتے ہیں۔ کہاں سے آیا ہے۔ اُس سے بھی پوچھا۔ بمجرد
دریافت کرنے نام کے گرد اُس کے جمع ہو گئے۔ اور کپڑا ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا۔ کوئی حال باقی نہ رہا۔ اور ایک شخص ناظر نے میرا حال بغداد لکھا۔
پس لوگ مجھے بغداد لائے۔ وہاں بھی ایسا اژدہام ہوا۔ کہ نزدیک تھا۔
کہ مجھے مار ڈالیں۔ وزیر نے سید رضی الدین طاؤس کو واسطے تحقیق
[illegible] مطلب کے بلایا تھا۔ وہ بھی مع اپنے اصحاب کے جاتے تھے۔
[illegible] ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے لوگوں کو اُس کے گرد سے ہٹایا۔
سید نے دیکھ کر کہا۔ کہ یہ نقل تو بیان کرتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں پس
[illegible] سواری سے اُترے۔ اور اُس کی ران کو دیکھا کوئی اثر زخم کا نہیں تھا۔
سید ایک ساعت تک غش میں رہے۔ پھر ہاتھ اُس کا پکڑ کر وزیر تک
[illegible] تھے۔ وزیر سے کہا۔ یہ بھائی میرا ہے اور سب

شخص سے زیادہ مجھ سے نزدیک ہے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ وہ
اطبا جنہوں نے اُسے دیکھا تھا بُلائے گئے۔ اور پوچھا اس کے زخم کو
کب دیکھا تھا۔ اُنہوں نے کہا۔ دس روز گذرے ہیں۔ دریافت کیا
کہ کس قسم کا زخم تھا۔ بیان کیا۔ کہ جب ہم لوگوں نے دیکھا تھا۔ معالجہ
ممکن نہ تھا۔ مگر یہ کہ کاٹا جائے۔ اور جب نوبت اُس کی آتی۔ یہ مرجاتا۔
وزیر نے کہا۔ اگر نہ مرتا۔ تو کتنے دن میں اچھا ہوتا۔ کہا دو مہینہ میں۔
مگر لامحالہ جائے زخم پر داغ سفید رہ جاتا۔ اور گڑھا پڑ جاتا۔ اور بال بھی
نہ جمتا۔ وزیر نے حکم دیا۔ کہ اُس جگہ کو کھولیں۔ اور دیکھیں تمام ران کو
ایک رنگ اور ایک ہیئت سے پایا۔ کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ کہاں زخم تھا۔
اُن طبیبوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ یہ کام مسیح کا ہے۔ وزیر نے کہا کہ
ہم لوگوں نے دوا نہیں کی۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ کس نے یہ معالجہ کیا ہے۔
پس خلیفہ کے پاس اُسے لے گئے۔ اُس نے ہزار اشرفی انعام میں دی۔
میرے باپ نے کہا۔ کہ ایک حبہ میں نہیں لے سکتا۔ خلیفہ نے کہا۔
تو کس سے ڈرتا ہے۔ جواب دیا۔ کہ اُسی سوار قبا پوش سے جس نے
میرا معالجہ کیا ہے۔ اُس نے منع فرمایا ہے۔ کہ ہم تجھ سے کچھ لیں۔
خلیفہ بہت رویا اور مکدر ہوا۔ اور دو بیلے کچھ لئے ہوئے وہاں سے
چلا آیا ✤ شمس الدین محمد فرزند اُس کا کہتا ہے۔ کہ میرے باپ کو اُس مفارقت
کا بڑا رنج تھا۔ اور اکثر اوقات گریہ وزاری میں بسر کرتا تھا۔ ہر سال
بغداد آتا تھا۔ اور ایام سرما تک وہاں رہتا تھا۔ اور ایک مرتبہ سامرہ
جاتا تھا۔ چنانچہ ایک سال میں چالیس مرتبہ سامرہ گیا۔ اس لالچ میں
کہ شاید کچھ اتفاق زیارت کا ہو جائے۔ مگر نہ ہوا۔ اور اسی حسرت میں...

میں مرگیا۔ سید باقی بن عطوہ زیدی المذہب تھا۔ اُس نے صاحب
کشف الغمہ سے یہ نقل بیان کی۔ کہ میرا باپ زیدی تھا۔ اور اپنی اولاد
سے بسبب امامیہ ہونے کے مخالف تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ ہم تمہاری
تصدیق نہ کرینگے۔ اور تمہارے مذہب کی موافقت نہ کریں گے اُس وقت
تک۔ کہ ہم اپنی آنکھوں سے تمہارے مہدیؑ کو نہ دیکھ لیں۔ اور مجھے
اُس آزار سے نجات نہ تھی۔ اور اُس کو عارضہ بادفتق کا تھا۔ ایک رات
وقت عشا ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ دیکھا ہم نے۔ کہ باپ ہمیں پکارتا
ہے۔ اور عجز و استغاثہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ڈرو۔ اور اپنے
سید و آقا سے ملو۔ کہ ابھی میرے سامنے سے باہر چلے گئے ہیں تھوڑی
دور تک ہم دوڑ کر گئے۔ مگر کسی کو نہیں پایا۔ پھر آئے۔ اور اُس سے
تحقیق کیا۔ تو اُس نے کہا۔ ایک شخص داخل ہوا۔ اور کہا یا عطوہ۔
میں نے کہا تو کون ہے۔ جواب دیا۔ انا صاحب بنیک میں ہوں امام
تیری اولاد کا۔ آیا ہوں کہ تجھے تندرست کروں۔ یہ کہکر ہاتھ میرے
ازار کی طرف بڑھایا۔ اور فتق [illegible] دیا۔ اور چلا گیا۔ اب جس قدر دیکھتا
ہوں۔ کوئی اثر عارضہ کا وجود میں نہیں ہے۔ سید باقی کہتا ہے۔ کہ مدتوں
تک [illegible] اپنے باپ کو دیکھا۔ کہ مثل آہو کے راہ چلتا تھا۔ اور دوڑتا
تھا۔ بلکہ کوئی بیماری نہیں تھی۔ علی بن عیسٰے کہتے ہیں۔ کہ یہ نقل بھی
مشہور ہے اور بہت شایع ہے۔ سوائے اُس کے فرزند کے
غیروں سے بھی سُنی گئی۔

ابو محمد عیسٰے بن مہدی جوہری سے نقل ہے۔ کہ اُس نے کہا۔
سال دوسو اڑسٹھ [۲۶۸] ہجری میں ہم مکہ جاتے تھے۔ قصد مدینہ کا تھا۔ کیونکہ

یقین اس کا ہو گیا تھا۔ کہ صاحب الامرؑ متولد و موجود ہیں مقام فید سے جب باہر آیا۔ بیمار ہو گیا۔ خرما و مچھلی کے کھانے کی خواہش طبیعت کو بہت ہوئی۔ جب مدینہ میں پہنچے۔ اپنے برادران ایمانی سے سنا۔ کہ اُن لوگوں نے حضرتؑ کو مقام صابر میں دیکھا ہے۔ ہم صابر میں آئے۔ جیسے ہی ہم وادی میں پہنچے۔ چند بکریاں لاغر دکھائی دیں۔ اور ایک قصر دکھائی دیا۔ ہم داخل قصر ہوئے۔ اور منتظر تھے۔ یہاں تک کہ نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوئے۔ اور درگاہ خدا میں تضرع و گریہ زاری کر کے التماس کی۔ کہ اپنے مولا و آقا کی زیارت سے مشرف ہوں۔ ناگاہ دیکھا میں نے کہ بدرؒ خادم ابو محمدؑ پکارتا ہے۔ اے عیسےٰ بن المہدیؒ الجوہری داخل ہو۔ حمد و شکر الٰہی میں بجالایا۔ صحن قصر میں ایک خوان رکھا تھا۔ ایک خادم نے مجھے اُس خوان پر بٹھلایا۔ اور کہا۔ تیرے مولا نے کہا ہے۔ کہ جس چیز کی تجھے خواہش تھی۔ جب تو فید سے باہر آیا تھا اُسے کو کھا۔ میں نے کہا۔ یہ معجزہ میرے واسطے کافی ہے۔ لیکن ابھی میں نے اپنے مولا کو نہیں دیکھا ہے۔ کیونکر کھانا کھاؤں۔ ناگاہ حجرہ سے حضرتؑ نے صدا دی۔ کہ پہلے کھانا کھا لے۔ پھر ہم سے بھی ملاقات ہوگی پس خوان پر بیٹھے۔ سرپوش اُٹھایا۔ تو دیکھا۔ ماہی گرم بریان اور خرما و دوغ اُس خوان میں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ آدمی بیمار اور ماہی و خرما و دوغ کھانا۔ حضرتؑ نے آواز دی۔ کہ اے عیسےٰ ہماری باتوں میں شک کرتا ہے۔ تو اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ کیا ضرر رکھتا ہے اور کیا نفع۔ یہ سُنکر ہم روئے۔ اور استغفار کیا۔ نادم ہوئے۔ اور سب چیزوں کو کھایا جس قدر کھاتے تھے۔ اور ہاتھ اپنا اُٹھاتے تھے۔ پھر وہ بجنسہ

بے کھایا ہُوا معلوم ہوتا تھا۔ اور کہیں ہاتھ کا نشان معلوم نہیں ہوتا تھا۔
اور اس قدر لذیذ و خوشبو و معطر تھا۔ کہ مدت العمر دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔
اس قدر مَیں نے کھایا۔ کہ شرم آنے لگی۔ پھر آواز دی۔ کہ خجالت نہ کر۔ یہ
طعام بہشت ہے۔ اور کسی مخلوق کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچا ہے۔
پھر مَیں نے کھایا۔ اور جس قدر کھایا تھا سیری نہیں ہوتی تھی۔
مَیں نے عرض کیا۔ اے مولا بس کافی ہے۔ آواز دی۔ کہ اب ہمارے
پاس آ۔ مَیں نے دل میں کہا۔ کیونکر بے ہاتھ منہ دھوئے حاضر ہوں۔
فرمایا۔ کوئی چکنائی یا میل یا کوئی اثر اُن چیزوں کا جو تو نے کھائی ہیں تیرے
ہاتھ اور منہ میں ہے۔ پس ہم نے ہاتھوں کو اپنے سُونگھا۔ مشک کافور
وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھے۔ سامنے گیا۔ ایک نور حضرتؑ سے ظاہر
ہُوا۔ کہ آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ اور ایسا مَیں ڈرا۔ کہ میری عقل جاتی
رہی۔ فرمایا۔ اے عیسٰے مجھے نہیں دیکھ سکتا ہے جس وقت تک
کہ ظہور رہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو مکذبین ہمارے موجود رہنے کی تکذیب
نہ کرتے۔ اور نہ یہ کہتے۔ کہ کہاں ہے اور کب تھا کب متولد ہُوا۔ اور
کس نے اُس کو دیکھا۔ اور کس نے خبر اُس کی تم کو دی۔ اور کیا معجزہ
ظاہر ہُوا۔ خدا کی قسم باوجودیکہ ان لوگوں نے امیر المومنینؑ کو دیکھا۔ اور
اُن کے معجزات وکرامات وشجاعت وعلوم وغیرہ کو مشاہدہ کیا۔ مگر آخر
چند سگوں کو اُن پر مقدم کیا۔ اور اُن سے بمکر پیش آئے۔ اور قتل
کیا۔ اسی طرح ہمارے پدران بزرگوار کی تصدیق نہیں کی اور نسبت سحر کی
دی۔ اے عیسٰے جا۔ اور جو تو نے دیکھا ہے۔ اُس سے ہمارے
شیعوں کو خبر دے۔ عیسٰے نے کہا۔ اے مولا دعا فرمائیے کہ خدا مجھے

ثابت قدم رکھے۔ فرمایا۔ اگر تو ثابت قدم نہ ہوتا۔ تو مجھے نہ دیکھتا۔ جا تو رستگار ورا ہ راست پر ہے۔ پس ہم وہاں سے نکلے۔ اور حمد و شکر خدا میں بجالایا۔ اور منجملہ حکایات مشہورہ کے کہ سید علی بن عبدالحمید نے اپنے کتاب السلطان المفرج عن اہل الایمان میں لکھا ہے اور اس کا دعوٰے کیا ہے۔ کہ حد تواتر و شیاع سے گذر گیا ہے۔ حکایت ابوراجح حمامی کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حلہ میں ایک حاکم مقرر ہو گیا۔ جو سنی المذہب اور سخت متعصب تھا نام اُس کا ابن مرجان صغیر تھا۔ دشمنوں نے ابوراجح کی نمّامی کی۔ کہ صحابہ جناب رسولؐ خدا کو بُرا کہتا ہے۔ حاکم نے اُسے بُلایا۔ اور اپنے سامنے اس قدر اُسے مارا۔ کہ آدمیوں کو گمان ہُوا۔ کہ مر گیا۔ اور چہرہ پر اسقدر مارا۔ کہ دانت اُس کے گر گئے۔ میل آہن گرم کر کے زبان کو اُس کی سوراخ کیا۔ اور ناک میں سوراخ کر کے مہار اُس میں ڈالی۔ اور اپنے ملازموں کے سپرد کیا۔ کہ اُس کو ہر دوکان و مجمع و قہوہ خانہ میں پھرائیں۔ اور اسی طرح ماریں۔ وہ اس ظلم و ستم کے بعد زمین پر گر پڑا۔ اور موت کو سامنے استادہ دیکھا۔ حاکم کو خبر دی گئی۔ اُس نے حکم قتل دیا۔ مجلس نجس نے کہا۔ وہ مرد پیر ہے۔ یقیناً اسی قدر آزار سے جو اُسے پہنچا ہے مر گیا ہو یا مر جائیگا۔ نئے سر سے خون اُس کا اپنی گردن پر نہ لے۔ الغرض اس قدر اصرار و التماس کیا۔ کہ وہ راضی ہو کر قتل سے باز آیا۔ اُس کے اہل و عیال اُسے اُٹھا کر گھر لیگئے۔ چہرہ و زبان میں اُس کے ورم آگیا تھا۔ وقت مرنے کا قریب تھا۔ سب کو یقین تھا۔ کہ رات تک زندہ نہ رہیگا۔ جب صبح ہُوئی۔ شہر کے آدمی اس غرض سے اُس کے گھر آئے۔ کہ اُس کا جنازہ اُٹھائیں۔ دیکھا۔ وہ کھڑا ہُوا نماز پڑھتا ہے۔ دانت جو گرے

ہوئے تھے دوبارہ نکلے ہیں۔ زخم سب مندمل ہو گئے ہیں۔ کوئی اثر زخم
بدن اور چہرہ کا نہیں ہے۔ کمال صحت و بے آزاری میں ہے۔ سابق سے
بہتر ہے۔ کیونکہ پہلے لاغر اندام زرد رنگ بدرو تھا۔ اور ریش بھی کم تھی۔
اُس صبح کو قوی الجثہ قدراست ریش پرانبوہ و دراز و چہرہ چمکتا ہوا مثل
قرمز کے تھا۔ جوان بست سالہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس سے پوچھا۔ تو جواب
دیا۔ کہ جب وقت موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھا۔ اور زبان بھی
نہیں رکھتا تھا۔ کہ خدا سے عجز و نیاز کریں۔ اپنے دل میں التماس و استغاثہ
کرتا تھا صاحب الامرؑ سے۔ جب رات ہوئی۔ میرا گھر نور سے بھر گیا۔
آقا و مولا میرے صاحب الزمانؑ میرے سرہانے تشریف لائے۔ اور
دست مبارک میرے چہرہ و بدن پر ملا۔ اور فرمایا۔ اُٹھ اپنے عیال کے
واسطے آب و نان حاصل کرنے کی فکر کر۔ خدا نے تجھے عافیت و تندرستی
عطا فرمائی۔ اب اس شکل سے ہوں۔ جو تم لوگ دیکھتے ہو۔ جب یہ خبر منتشر
ہوئی۔ حاکم نے سُنا۔ اور بلوا کر دیکھا۔ بہت بڑا خوف اُس کے دل میں
پیدا ہوا۔ جائے نشست اُس کی حلہ میں مقام صاحب الزماں لپشت بقبلہ
تھی۔ بعد اس کے رُو بقبلہ بیٹھتا تھا۔ اور اہل حلہ سے سلوک نیک کرتا
تھا۔ اُن کی بدیوں کو عفو کرتا تھا۔ نیکوں سے نیکی کرتا تھا۔ باوجود
اس کے کوئی نفع اُسے نہیں ہوا۔ چند روز میں واصل جہنم ہوا۔ ایضاً نقل
کیا ہے۔ کہ ایک شخص بعض دیہات حلہ کا حاکم تھا۔ اور اشیائے
موقوفہ کا بھی تعلق اُسے تھا۔ نایب حاکم ابن الخطیب تھا۔ اور اُس حاکم کا
ایک غلام عثمان نام ناظر تھا۔ ابن الخطیب شیعہ مقدس صالح اور برعکس
اس کے عثمان تھا۔ نایب اور ناظر میں ہمیشہ آپس میں مخصوص متعلق بمذہب

مباحثہ ومجادلہ ہوا کرتا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ حلہ میں جو مقام ابراہیم ہے۔ وہاں پر بہت لوگوں کے سامنے ابن الخطیب نے عثمان سے کہا۔ کہ برہان قاطع جس سے حق ظاہر ہوجائے ہم پیش کرتے ہیں۔ میں اسمائے پاک علیؑ وحسنؑ و حسینؑ اپنی ہتھیلی پر لکھتا ہوں۔ تو بھی نام ابوبکر و عمر و عثمان کو اپنی ہتھیلی پر لکھ۔ پس ہاتھوں کو بند کرکے ہم اور تو آگ میں ڈالیں۔ جس کا ہاتھ جل جائے وہ باطل ہے۔ عثمان نے قبول نہیں کیا۔ لوگوں نے اس پر زور دیا۔ کہ اگر تو حق پر ہے۔ تو کیوں ایسا نہیں کرتا ہے۔ مادر عثمان نے سنا۔ لوگوں کو گالیاں دینے لگی۔ فی الفور نابینی ہوگئی۔ اپنے آدمیوں کو پکارا۔ وہ لوگ جمع ہوئے۔ دیکھا کہ آنکھیں بدستور ہیں۔ لیکن کچھ نہیں دیکھتی۔ پس ہاتھ پکڑ کر کوٹھے سے نیچے اتارا۔ اور طبیبوں کو حاضر کیا۔ کسی کی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ عاجز ہوگئے۔ پس بعضی زنان مومنہ صادقہ نے اس عورت سے کہا۔ کہ تجھے قایم مہدیؑ نے اندھا کردیا ہے۔ اگر تو شیعہ ہوجائے اور اعتقاد اپنا درست کرے اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری کرے تو ہم ضامن ہوتی ہیں۔ کہ تو صحیح و تندرست ہوجائیگی۔ اور جب تک تو ایسا نہ کریگی۔ آنکھیں تیری اچھی نہ ہونگی۔ پس وہ راضی ہوئی۔ شب جمعہ کو وہ عورتیں اُسے مقام صاحب الزمانؑ پر لے گئیں۔ اُس عورت کو قبہ میں داخل کیا۔ اور وہ سب در قبہ پر سوئیں۔ جب پہر رات گذری۔ وہ عورت دوسری عورتوں کے پاس آئی۔ آنکھیں اُس کی صحیح ہوگئیں تھیں۔ ایک ایک کو اُن عورتوں میں سے معہ پوشاک و زیور کے پہچانا۔ اور نشان دیا سب عورتیں خوش ہوئیں۔ اور اُس سے پوچھا۔ بیان کر کیا واقعہ پیش آیا۔ جواب دیا۔ جب تم مجھے پہنچا کر قبہ سے باہر آئیں۔ اور میں تنہا ہوگئی۔

میری سمجھ میں آیا۔ کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ اُٹھ خدا نے تجھے شفا عطا کی۔
پس مَیں اُٹھی۔ اور سب چیزوں کو دیکھنے لگی۔ قبہ بالکل نور سے بھرا ہوا تھا۔
مثل روز روشن کے معلوم ہوتا تھا۔ اور ایک مرد کھڑا ہوا تھا۔ مَیں
نے کہا۔ اے مولا و سید میرے تم کون ہو۔ فرمایا ابن الحسنؑ۔ اور نظر سے
غایب ہوگیا۔ پس وہ عورتیں اپنے گھر آئیں۔ اور عثمان شیعہ ہوگیا۔
یہ ماجرا ۷۴۳ھ ہجری میں واقع ہوا ✦ ایضاً سید علی بن عبد الحمید نے اُسی کتاب
میں لکھا ہے۔ کہ مجھ سے مولاے اجل امجد عالم فاضل قدوۃ کامل محقق و
مدقق مجمع فضائل مرجع افاضل افتخار العلماء فی العالمین کمال الملۃ والدین بن
ابراہیم عمانی نے کہا۔ کہ مولاے کبیر معظم و شیخ اجل اوحد فقیہ قاری جمال الدین
بن نجم الدین جعفر مبتلاے فالج تھا۔ جس قدر علاج کرتا تھا۔ کچھ فائدہ نہیں
ہوتا تھا۔ حلہ سے بغداد میں اُسے لائے۔ یہاں بھی جہاں تک ممکن ہوا۔
معالجہ کیا۔ کچھ مفید نہ ہوا۔ آخر جد پدری شیخ جمال الدین اُس کو مقام صاحب الزمانؑ
پر لے گئے۔ رات کو تنہا اُس قبہ میں چھوڑ دیا۔ پس صاحب الزمانؑ نے اُسے
اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اور فالج اُس کا زائل کر دیا۔ جمال الدین ناقل ہے۔ کہ
تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے کسی نے کہا۔ اُٹھ کھڑا ہو۔ مَیں نے کہا ممکن
نہیں ہے۔ ایک برس سے قادر حرکت پر نہیں ہوں۔ پس اُس شخص
نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا قم باذن اللہ۔ پس مَیں اُٹھا۔ کوئی اثر فالج
کا مجھ میں نہیں تھا۔ جب آدمیوں نے مجھ پر اطلاع پائی۔ مجھ پر ہجوم
کیا۔ اور نزدیک تھا۔ کہ مجھے مار ڈالیں۔ واسطے تبرک کے میرے
کپڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور اپنا کپڑا مجھے پہنا دیا۔ پس ہم گھر
آئے۔ اور اُن کا کپڑا واپس کیا۔ یہ امر ۷۵۹ھ ہجری میں ہوا جس شخص سے

ملتا تھا اس کا ذکر کرتا تھا۔ ایضاً محی الدین اربلی سے نقل کیا ہے۔ کہ
اس نے کہا ہم اپنے باپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص
آیا۔ اور بیٹھا۔ اتفاقاً وہ اونگھ گیا۔ ٹوپی اس کے سر سے گر پڑی۔
سر پر اُس کے ایک ضربت خوفناک تھی۔ میرے باپ نے کہا۔ یہ
زخم کہاں سے لگا ہے۔ جواب دیا۔ جنگ صفین میں۔ میرے باپ نے
متعجبانہ کہا۔ جنگ صفین کو ایک زمانہ گذرا ہے تو کیا کہتا ہے۔ اُس نے
کہا۔ میں مصر کو گیا تھا اور ایک شخص میرا رفیق سفر ہوا تھا۔ اثنائے راہ
میں ایک روز ذکر واقعہ صفین ہوا۔ اُس مرد نے کہا۔ کہ اگر اُس روز میں ہوتا۔
تو اپنی تلوار کو خون علیؑ اور خون سے اُن کے دوستوں کے سیراب کرتا۔ میں
نے بھی کہا۔ کہ اگر میں ہوتا۔ تو معاویہ اور اُس کے دوستوں کو بکثرت قتل
کرتا۔ اُس مرد نے کہا۔ کہ فرض کر لے۔ کہ آج روز صفین ہے۔ میں اصحاب
معاویہ سے اور تو اصحاب علیؑ سے ہے۔ باہم جنگ کریں۔ پس ہم دونو
اُٹھے۔ اور تلواریں کھینچ کر حملہ آور ہوئے۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوا۔
ناگاہ ایک شخص نوک نیزہ سے مجھے جگانے لگا۔ پس میں نے آنکھوں کو
کھولا۔ دیکھا ایک سوار گھوڑے سے میرے پاس اُترا۔ اور جہاں اُس
بدبخت نے ضربت لگائی تھی۔ ہاتھ اپنا ملا۔ پھر یہ زخم اچھا ہو گیا۔ ہم اُٹھ
کر بیٹھے۔ گویا کوئی آزار نہیں تھا۔ بعد اس کے اُس سوار نے مجھ سے کہا۔
کہ یہاں ٹھیرا رہ اُس وقت تک کہ ہم آئیں۔ پس وہ سوار گیا۔ اور کچھ عرصہ
نہیں گذرا تھا۔ کہ واپس آیا۔ ایک سر ہاتھ میں تھا۔ کہا یہ سر تیرے دشمن
کا ہے۔ اور چارپایہ اُس کا بھی ساتھ تھا۔ پس کہا۔ تو نے میری مدد کی
تو ہم نے بھی تیری یاری کی۔ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهٗ۔ میں نے کہا۔

اے سید ومولا تم کون ہو۔ جواب دیا۔ تیرا صاحب ابن الحسنؑ ہوں۔ جس وقت تجھ سے کوئی پوچھے۔ کہ یہ زخم کہاں لگا۔ تو اُسے کہنا۔ کہ یہ ضرب واقعہ صفین سے ہے ٭ ایضاً سید مذکور نے ربیع الالباب سید علی بن طاؤس سے نقل کیا ہے۔ بروایت حسن بن محمد بن قاسم۔ اُس نے کہا۔ ہم اور ایک شخص لوائی کوفہ سے عمار نام ایک سفر میں ساتھی تھے۔ ذکر قائمؑ آل محمدؐ درمیان میں آیا۔ تو عمار نے کہا۔ کہ اے حسن ایک نقل غریب ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں۔ عرب طے سے ایک قافلہ کوفہ میں آیا۔ کہ جنس جو وگندم خرید کریں۔ درمیان میں اُن کے ایک مرد سردار قافلہ تھا میرے پاس آیا۔ کہ مجھ سے گندم لے۔ میں نے اپنے خادم سے کہا۔ کہ با فلاں علوی کے گھر سے ترازو لا۔ اُس عرب نے کہا۔ مگر یہاں کوئی علوی رہتا ہے۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ بزرگان کوفہ علوی نہیں۔ اُس نے کہا۔ واللہ علوی وہ ہے۔ جس کو میں بیابان میں چھوڑے ہوئے آیا ہوں۔ میں نے کہا۔ اُس کی کیا خبر ہے۔ جواب دیا۔ کہ ہم تین سو سوار۔ واسطے غارت ودزدی کے اپنی قوم سے باہر آئے۔ تین روز کچھ کھانے کو نہ ملا۔ ایک بیابان بے آب ودانہ میں تھے۔ گرسنگی نے شدت کی۔ ہم لوگوں نے آپس میں کہا۔ کہ اب بھوک سے قریب ہلاکت ہیں۔ آؤ بعضے گھوڑوں کو مار کر قوت اپنا کریں۔ پس قرعہ پھینکا گیا۔ نام میرے گھوڑے کا نکلا میں نے کہا۔ غلطی ہوں۔ دوسری مرتبہ قرعہ پھینکا گیا۔ وہی ماجرائے اوّل ظاہر ہوا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ یہی اتفاق ہوا۔ میرا گھوڑا بہت خوبصورت تھا۔ ہزار اشرفی قیمت اُس کی تھی۔ اپنے فرزند سے میں

زیادہ اُسسے جانتا تھا۔ مَیں نے کہا۔ تھوڑا سا صبر کرو۔ ہم اِس گھوڑے کو دوڑا کر کہیں سے توشہ حاصل کریں۔ بقدر یک فرسخ مَیں نے راہ طے کی تھی۔ کہ دیکھا مَیں نے ایک کنیز لکڑی اپنے کندھے پر لئے ہوئے چلی جاتی ہے۔ مَیں نے کہا اے جاریہ تو کس کی لونڈی ہے۔ اور تیرے مالک کہاں ہیں۔ جاریہ نے کہا۔ مَیں علوی کی لونڈی ہوں۔ اور وہ اسی صحرا میں رہتے ہیں۔ مَیں نے رُومال اپنا نیزہ میں باندھا۔ اور منہ اپنا یاروں کی طرف کیا۔ اور کہا۔ کہ بشارت ہو تم لوگوں کو۔ کہ اس میدان میں آبادی تمہارے نزدیک ہے۔ پس ہم لوگ وسط میدان تک پہنچے۔ ایک مرد خوشرد ہیئت نیکو نے کہ گیسو اُس کے ناف تک لٹکے ہوئے تھے خوشی سے ہمارا استقبال کیا۔ اور ہنستا تھا۔ ہم لوگوں نے کہا۔ اے مرد عرب العطش پس اُس نے جاریہ کو پکارا۔ کہ پانی لا۔ پس وہ جاریہ دو پیالے پانی کے لائی۔ ایک پیالہ کو اُس نے لیا۔ اور اپنی انگلی اُس پیالہ میں چھوڑ کر ہم کو دیا۔ اور اسی طرح دوسرا پیالہ دوسرے شخص کو دیا۔ تین سو آدمیوں کو اُسی دو پیالوں سے پانی پلایا۔ کہ سب سیراب ہو گئے۔ اور پیالہ بدستور بھرا رہا۔ جب پیاس سے آسودگی ہوئی۔ پس ہم نے بھوک کی شکایت کی۔ خیمہ میں گیا۔ اور وہ ٹوکری کہ جس میں تھوڑی سی روٹی تھی اُٹھا لایا۔ اور اپنا ہاتھ اُس میں چھوڑا۔ اور کہا دس دس نفر آؤ۔ اور کھاؤ۔ یہاں تک کہ ہم سب نے کھا لیا۔ اور خدا کی قسم ایک ٹکڑہ بھی اُس سے کم نہ ہوا۔ پس ہم لوگوں نے کہا۔ کہ ہم فلاں راہ کے طالب ہیں۔ ہم کو نشان راہ کا بتلایا۔ پس ہم سب وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب دور نکل گئے۔ آپس میں کہا۔ کہ دزدی و غارت کے

لئے ہم سب گھر سے نکلے ہیں۔ اور اس قدر زحمت و تکلیف اُٹھائی ہے۔ اب اس سے بہتر کیا ہوگا۔ ایک خیمہ اور ایک نفر۔ آؤ چلیں اور اُس کو لوٹ لیں۔ بعضوں نے کہا۔ یہ نامردی ہے۔ اُس کا اب نمک کھایا ہے۔ بعضوں نے کہا۔ کہ چلو لوٹ لیں۔ حاصل کلام ہم لوٹنے اور پھرنے پر متفق ہوئے۔ جب ہم لوگ نزدیک پہنچے۔ دیکھا وہی جوان کمر باندھے ہوئے اور تلوار کمر سے لگائے ہوئے نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے اسپ سبزہ رنگ پر سوار ہے۔ ہم لوگوں کے آگے آکر آواز دی۔ کہ مبادا تم لوگوں کے نفس شوم نے فکر بدی کی ہے۔ ہم سب نے کہا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ پس ایسی بلند آواز سے ڈانٹا۔ کہ کل تین سو سواروں کا زہرہ خوف سے پانی ہوگیا۔ اور بھاگنا شروع کیا۔ پس اُس علوی نے درمیان اپنے اور ہمارے ایک خط زمین پر کھینچا۔ اور کہا قسم ہے حق رسول ؐ خدا کی۔ کہ وہ ہمارے جد تھے۔ جو کوئی اس خط سے گذر کر اس طرف آیا۔ اپنا سر بدن سے جدا پائیگا۔ پس ہم لوگوں کی ناک خاک پر رگڑی گئی۔ اور پھر خدا کی قسم وہ علوی ہے نہ یہ لوگ ؛

ایک گروہ فضلاء و علماء نے فاضل مقدس متقی میر علام سے روایت کی ہے۔ اور میر موصوف شاگرد ملا احمد اردبیلی کے تھے۔ میر علام کہتے ہیں۔ کہ ایک رات صحن نجف اشرف میں ہم پھر رہے تھے۔ تقریباً آدھی رات گذری ہوگی۔ دیکھا میں نے ایک شخص طرف روضہ مقدسہ کی جا رہا ہے۔ جب نزدیک گیا۔ تو دیکھا۔ جناب ملا احمد اردبیلی ہیں۔ اُن سے میں پوشیدہ رہا۔ وہ در روضہ تک پہنچے۔ در کا قفل خود بخود کھل گیا۔ ملا

داخل روضہ ہوئے۔ اور کسی سے باتیں کرنے لگے۔ بعد ایک ساعت کے باہر آئے۔ در کو بند کیا۔ اور چلے۔ مَیں بھی ہمراہ ہُوا۔ داخل مسجد کوفہ ہوئے۔ محراب امیر المومنینؑ میں تھوڑا سا توقف کیا۔ بعد اس کے نجف کی طرف چلے۔ مَیں بھی پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ مسجد حنانہ تک پہنچے۔ مجھ کو بے اختیار کھانسی آئی۔ کہ رُک نہ سکی۔ جب آواز کھانسی کی سُنی۔ مجھ کو دیکھا اور پہچانا۔ کہا ملے علام تم یہاں کیا کرتے ہو۔ مَیں نے کہا۔ جس وقت سے آپ داخل روضہ ہوئے۔ اُس وقت سے اب تک ہمراہ ہوں۔ اور آپ کو صاحب قبر کی قسم دیتا ہوں۔ ارشاد فرمائیے۔ آپ کس سے باتیں کرتے تھے۔ جواب دیا۔ مَیں اس شرط سے کہتا ہوں۔ کہ جب تک مَیں زندہ ہوں۔ کسی سے نہ کہنا۔ جب مَیں نے قسم کھائی۔ تو فرمایا۔ بعض مسائل مجھ پر مشکل ہوتے تھے۔ اور چارہ اُس کا مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ جناب امیر المومنینؑ سے تحقیق کروں۔ جب ہم داخل روضہ ہوئے اور خدا سے التماس کیا۔ کہ میرا مولا مجھے جواب دے۔ ایک صدا قبر مقدس سے آئی۔ کہ جا مسجد کوفہ میں میرا فرزند قایمؑ ہے۔ اُس سے دریافت کر۔ کہ وہ تیرا امام زماںؑ ہے۔ پس ہم محراب امیر المومنینؑ میں گئے۔ اور خدمت امام عصرؑ میں پہنچے۔ اور اپنے مسائل کی تحقیق کی۔ اور جواب سُنا۔ اب پھر کر گھر جاتے ہیں۔

فاضل علامہ مولانا محمد تقی مجلسی رحؒ نے نقل کیا ہے۔ کہ ایک شخص مرد فاضل صالح استر آباد کا رہنے والا میر اسحاق نام تھا۔ چالیس حج پاپیادہ کئے تھے۔ اور مشہور تھا۔ کہ اُس کے واسطے معجزہ طے ارض ہُوا تھا۔ ایک

سال وہ وارد اصفہان ہُوا۔ اور ہمارے مکان میں اُترا۔ چند مہینے مقیم رہا۔ بہت آثار زہد و صلاح کے اُس سے مشاہدہ ہوئے۔ ایک دن مَیں نے اُس سے پُوچھا۔ کہ یہ نقل جو شہرت رکھتی ہے۔ اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں۔ جواب دیا۔ کہ ایک سال ہم مکّہ کو ہمراہ حاجیوں کے جاتے تھے۔ مکّہ سات یا نو منزل رہ گیا تھا۔ چونکہ مَیں پیدل تھا۔ قافلہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اور راہ بھُول گیا تھا۔ پیاس نے مجھ پر ایسا غلبہ کیا۔ کہ زندگی سے مایوس ہوگیا۔ مَیں نے یا صالح یا ابا صالح ارشدونا الی الطریق یرحمکم اللہ کہا۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا۔ کہ آخر بیابان سے ایک سیاہی نمودار ہوئی۔ قدرت خدا آشکار ہوئی۔ جب نزدیک آکر گردشگافتہ ہوئی۔ تو دیکھا۔ ایک جوان خوشرو لباس پاکیزہ پہنے ہوئے گندم گوں بشکل شرفاء مکّہ شتر پر سوار چلا آتا ہے۔ آفتابہ پانی کا اُس کے شتر پر لٹکا ہُوا ہے۔ مَیں نے سلام کیا۔ جواب سلام دیا۔ اور فرمایا۔ تو بہت پیاسا معلوم ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا ہاں۔ جواب دیا۔ اس آفتابہ سے پانی پی لے۔ جب مَیں پانی پی چکا۔ تو کہا۔ تو چاہتا ہے۔ کہ قافلہ تک پہنچے۔ مَیں نے کہا ہاں۔ پس مجھ کو اپنے پیچھے شتر پر سوار کر لیا۔ اور مکّہ کی طرف چلا۔ میری عادت روزمرہ دعا حرز یمانی پڑھنے کی تھی۔ پس مَیں نے دعا پڑھنی شروع کی۔ بعضے موقع پر مجھ سے کہا۔ کہ اس طرح پڑھ۔ جب مَیں نے دُعا تمام کی۔ دیکھا مَیں نے کہ ابطح یعنی میدان مکّہ میں پہنچ گیا۔ مجھ سے کہا۔ اُتر۔ مَیں شتر سے اُترا۔ اور وہ میری نظروں سے غایب ہوگیا۔ اُس وقت مَیں نے جانا۔ کہ وہ صاحب الامرؑ تھے۔ بڑا افسوس کیا۔ کہ مَیں نے اُس وقت کیوں

نہ پہچانا۔ بعد سات روز کے قافلہ پہنچا۔ وہ سب میرے ملنے سے مایوس ہو گئے تھے۔ جب مجھے مکہ میں دیکھا۔ شہرت طے الارض کی دی۔ ایضاً اخوند مجلسی رحمہ نے بحار الانوار میں تین راویوں سے نقل کیا ہے۔ اور بہت تعریف و توصیف راویوں کی لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جن دنوں بلاد بحرین پر اہل فرنگ مسلط تھے۔ حاکم اُس بلد کا اہل سے اُس شہر کے بسبب رعایت قلوب کے مقرر کیا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کو وحشت نہ ہو۔ کہ کافر اُن پر مسلط ہوا ہے۔ لیکن جس ملعون کو حاکم کیا تھا ناصبی متعصب تھا۔ اور وزیر حاکم سو درجہ اُس سے زیادہ متعصب تھا۔ علانیہ اظہار عداوت اہل بحرین سے کرتا تھا۔ اہل بحرین محب اہلبیت پیغمبرؐ تھے۔ اس سبب سے ہمیشہ فکر و مکر اُن کے ایذا و مضرت پہنچانے کی رکھتا تھا۔ بلکہ ہلاکت و خرابی اہل بحرین منظور نظر تھی۔ ایک دن وزیر حاکم کے پاس آیا۔ اور ایک انار دیا۔ جب والی نے اُس انار کو لیا۔ تو دیکھا جلد انار میں لکھا ہے۔ اس حیثیت سے کہ احتمال اس کا نہیں ہو سکتا۔ کہ خارج سے کسی نے لکھ دیا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی خلفاء رسول اللہ۔ حاکم نے انار کو دیکھ کر تعجب کیا۔ اور کہا۔ یہ خوب دلیل و حجت قوی ہے۔ اور برہان قاطع ہے بطلان مذہب رافضہ پر تھا کے۔ اب تیری رائے کیا ہے۔ وزیر نے کہا۔ یہ جماعت متعصب ہے۔ دلیل و برہان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ لوگ بلائے جاتے ہیں۔ اور یہ انار دکھلایا جائے۔ اگر قبول کر لیا۔ اور مذہب تمہارا سنت جماعت ہے۔ تو بہتر ثواب ملیگا۔ اور اگر معاملہ برعکس ہو۔ تو تین امر میں اُن کو اختیار دے۔ یا تو مثل یہود و نصاریٰ کے جزیہ دیں۔ یا جواب اس امر کا بیان کریں۔ [illegible]

اُن کے قتل کئے جائیں۔ اور اطفال اور عورتیں اُن کی اسیر ہوں۔ اموال ضبط ہوں۔ حاکم نے بنائے وزیر کی پسند کی۔ علما و صلحا و سادات اہل بحرین کو بُلایا۔ اور انار دکھلایا۔ جیسے وزیر نے رائے دی تھی۔ تین امروں میں ایک امر کا اُن کو اختیار دیا۔ اُن لوگوں نے یہ ماجرائے غریب و واقعہ عجیب جب دیکھا۔ نہایت متحیر ہوئے۔ دل تڑپنے لگا۔ ہاتھ پاؤں تھرانے لگے۔ رنگ چہروں سے اُڑ گیا۔ جو لوگ اُن میں بزرگ تھے تین دن کی مہلت کے خواستگار ہوئے۔ حاکم نے تین دن کی مہلت دی۔ وہ سب بڑے خوف و بیم میں وہاں سے باہر آئے۔ ایک جگہ جمع ہوکر اُس کی فکر و تدبیر کرنے لگے۔ آخر یہ امر قرار پایا۔ کہ سلحا و مقدسین بحرین میں سے دس آدمی چُنے جائیں۔ اور پھر اُن میں سے تین آدمی منتخب ہوں۔ اور وہ تین نفر ایک ایک رات کو صحرا میں جائیں۔ اور عبادت خدا و تضرع و توسل درگاہ کبریا میں عمل میں لائیں۔ اور امام عصرؑ سے استغاثہ کریں۔ شاید کوئی کاربرآری ہو۔ اس بلا سے رستگاری ہو۔ پس اُن اشخاص منتخبہ سے ایک شخص شب اول کو باہر گیا۔ اور تا صبح صحرا میں رہا۔ اور جہاں تک ممکن ہوا۔ گریہ و زاری و استغاثہ کیا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ شب دوم دُوسرا شخص گیا۔ وہ بھی مثل اول کے پھرا۔ شب سوم محمد بن عیسیٰ نام کہ مرد فاضل متقی تھا بڑے خوف و قلق و اضطراب کے ساتھ سر و پا برہنہ روتا ہؤا فریاد کرتا ہؤا اندھیری رات میں صحرا کو گیا۔ دعا و تضرع و ابتہال و توسل خداوند ذوالجلال اور امام عصرؑ میں داد مردانگی کی دی۔ جب رات آخر ہوئی۔ نزدیک صبح ایک آواز اُس نے سُنی۔ کہ کوئی کہتا ہے۔ اے محمد بن عیسیٰ تجھ کو کیا ہؤا ہے۔ کہ اس اندھیری رات میں اس شکل سے

باہر نکلا ہے۔ کیا آفت سر پہ آئی ہے۔ اور کس مصیبت نے شکل دکھائی ہے۔ محمد بن عیسٰے نے کہا اے شخص ہم کو ہمارے حال پہ رہنے دے۔ کہ بڑے درد لاعلاج میں گرفتار ہیں۔ پابند اضطراب و اضطرار ہیں۔ چارہ کار سوائے امام زمانؑ کے کوئی نہیں کرسکتا ہے۔ اور ہم بجز یا بغیر امام زمانؑ نہیں کرسکتے۔ جواب دیا اے محمد بن عیسٰے اس قدر رنجیدہ نہ ہو۔ ہم صاحب الامرؑ ہیں۔ جو مطلب تیرا ہو بیان کر۔ اُس نے کہا۔ اگر ایسا ہے۔ تو میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ خود جانتے ہونگے جو مطلب میرا ہے۔ اور جس کی وجہ سے یہ گریہ و بکا ہے۔ فرمایا ہاں معاملہ انار و وزیر اور جو کچھ اُس میں لکھا ہے۔ اور حاکم نے تم لوگوں کو تین چیزوں میں سے ایک چیز کا اختیار دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں نے سُنا۔ اُس جگہ سے جہاں تھا باہر نکلا۔ اور اُس شخص کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور بہت عاجزی اور زاری کی۔ فرمایا اے محمد بن عیسٰے گھر میں وزیر ملعون کے ایک درخت انار ہے۔ جب موسم پھلنے کا آتا ہے۔ ایک آلہ مٹی کا بشکل انار اُس نے بنایا ہے۔ اور اُس کو دو حصہ کیا ہے اور ہر حصہ میں نصف اُس عبارت کو لکھا ہے۔ جب انار میں پھل لگتا ہے۔ اور بقدر رفتہ رفتہ بڑا ہوتا ہے۔ اُس آلہ میں انار کے پھل کو رکھ کر تاگہ یا رسی سے باندھ دیتا ہے تاکہ حرکت نہ کرے۔ یہ تاثیر حروف کی انار میں اُس وقت کہ جب چھوٹا ہوتا ہے ہوتی ہے۔ جب دانہ انار بڑا ہوا۔ ایسا دکھلائی دیتا ہے۔ کہ یہ صنعت خدا سے ہے کسی نے بنایا نہیں ہے۔ مگر تم سب جب والی کے پاس جاؤ۔ تو کہو کہ ہم اس کا جواب گھر میں وزیر کے دیں گے۔ جب وہاں جاؤ انار کو نکال کر کھینچنا

بھی اصرار کرو۔ جب اُس کے گھر جاؤ۔ تو اس امر کی کوشش کرو۔ کہ وہ تم لوگوں سے پیشتر گھر نہ جانے پائے۔ بلکہ سب ساتھ جائیں۔ جب اُس کے گھر پہنچو۔ تو یہ کہو۔ کہ اس مکان کے بالاخانہ پر جواب دیا جائیگا۔ وزیر بہت انکار و ممانعت کریگا۔ تم لوگ بھی اسی امر پر مصر رہو۔ اور یہی فکر ہے۔ کہ وہ پہلے نہ جانے۔ جب اُس غرفہ میں داخل ہو۔ ایک طاق بلند روزن دار ہے۔ اُسی طاق میں ایک کیسہ سفید ہے۔ بسرعت تمام بمجرد داخل ہونے غرفہ کے اُس کیسہ کو طاق سے اُٹھالو۔ اُسی کیسہ میں وہ آنہ ہوگا۔ وہ آلہ مع انار کے والی کو دکھلاؤ۔ بعد اس کے اُس سے کہو۔ کہ صرف اسی جواب پر کفایت نہیں ہے۔ بلکہ یہ انار توڑا جائے۔ اور دیکھا جائے۔ کہ کوئی دانہ انار کا ہے۔ یا سب خاکستر ہو گیا ہے۔ اگر باور نہ ہو۔ خود وزیر کو حکم ہو۔ کہ وہ اس کام کو کرے۔ جب وزیر نے انار توڑیگا۔ راکھ اُس کی ریش نجس پر پڑیگی۔ محمد بن عیسٰے بہت خوش حال ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں امام کا چوم کر پھرا۔ جب صبح ہوئی۔ اہل بحرین مطابق وعدہ حاضر دربار ہوئے۔ اور اُسی طریق سے جیسا امامؑ نے ارشاد فرمایا تھا بجالائے۔ حقیقت اُس مکاری کی والی پر ظاہر ہوئی۔ پس محمد بن عیسٰے سے پوچھا کہ کس نے تجھے یہ خبر بتلائی۔ اُس نے کہا۔ امام زمانؑ حجۃ الرحمان امام الانس والجان ابن الحسنؑ امام الثقلان نے۔ پوچھا وہ کون ہیں۔ اُس نے تمام ائمہ اثنا عشرؑ کا نام لیا۔ اور آخر میں لشان امام عصرؑ کا دیا۔ والی نے ہاتھ محمد بن عیسٰی کا پکڑا۔ اور شہادتین کہکر ہر ایک امام کا اقرار کیا۔ شیعہ ہو گیا۔ ایمان اُس کا کامل ہوا۔ اور وزیر کو قتل کیا۔ اور اہل بحرین سے معذرت خواہ ہوا۔ اور اُن کو بعد اس واقعہ کے بہت

دوست رکھتا تھا۔ یہ قصہ بحرین میں مشہور ہے۔ اور قبر محمد بن عیسیٰ کی وہاں معروف ہے۔ لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ زمانہ غیبت سے اس وقت تک جن لوگوں نے کہ صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے۔ یا تا دربارگاہ پہنچتے ہیں۔ مگر بسبب غیبت کے مشرف زیارت سے نہیں ہوئے ہیں۔ اگر سب کا ذکر کیا جائے۔ تو بڑی بڑی کتابیں جمع ہو جائیں۔ اسی قدر واسطے حصول علم و ثبوت استفاضہ و شیاع کے کافی ہے۔

ہمارے شہر جونپور میں ایک بڑے فقیہ عالم با عمل محتاط متقی و پرہیزگار محب اہلبیت اطہارؑ جناب مولوی سید عابد علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ محلہ ملاٹولہ میں رہتے تھے۔ اجازۂ پیشنمازی بھی اُن کو حاصل تھا۔ اُن کے فرزند اکبر میر زاہد علی صاحب مجھ سے بیان کرتے تھے۔ کہ جب اُن کے والد ماجد بار اول بقصد عتبہ بوسی امام الثقلین ابی عبداللہ الحسینؑ روحی لہ الفدا روانہ ہوئے۔ تو اہل و عیال بھی ہمراہ تھے۔ اُس وقت جونپور سے تا بمبئی سلسلہ ریل گاڑی کا جاری نہیں تھا۔ قافلہ زوار و حجاج کا بیل گاڑی یا دوسری سواریوں پر بہت دشواری و مشکل سے منزلیں طے کرتا ہوا بمبئی تک پہنچتا تھا۔ اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کربلائے معلی یا مکہ معظمہ ہوتا تھا۔ جناب موصوف الذکر بھی اسی طرح براہی عتبات عالیات ہوئے۔ اثنائے راہ میں کسی مقام پر آشوب چشم نے اُنھیں تکلیف پہنچائی۔ اور ایسی شدت ہوئی۔ کہ زندگی سے مایوس ہونے کی نوبت آئی۔ ایک گاؤں یا قصبہ میں کوئی مکان لیکر مع اہل و عیال کے اُترے۔ اُس مقام پر ایک حکیم سنی المذہب تھا۔ اُس کے پاس بقصد علاج گئے۔ اُس نے پہلے احوال سفر دریافت کر کے آنکھوں کو دیکھا۔

اور محض از راہ عناد باطنی جو یہ لوگ ائمۂ اطہار و محبان حیدر کرار سے رکھتے ہیں بڑی خشک مغزی کے ساتھ جواب دیا۔ کہ اس آزار کا علاج ممکن نہیں ہے۔ آنکھیں پھوٹ جائینگی۔ اور اگر شاید کسی تدبیر سے صحت بھی ہوئی۔ تو بینائی نہ رہیگی۔ جب حکیم نے یہ بات کہی۔ اور طرز تقریر سے اُس کی بوئے مخالفت آئی۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ کہ ایسی حالت میں مجھے علاج کرنا منظور نہیں ہے۔ جب ہم روضۂ مبارک کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکینگے۔ تو مر جانا بہتر ہے۔ جہاں فروکش تھے وہاں واپس آئے متعلقین اور لونڈیاں وغیرہ مکان زنانہ میں تھیں۔ مولوی صاحب ایک دالان شمال رویہ میں زمین پر فرش بچھوا کر لیٹے۔ یہ مکان متعلق مکان مردانہ کے تھا۔ اُس دالان میں دکھن جانب کو ایک چھوٹا سا دروازہ بطور کھڑکی کے تھا۔ اور کوئی گلی بھی اس طرف تھی جس سے لوگ آمد و رفت رکھتے تھے۔ الغرض مولوی صاحب کو شدت درد و کرب و بیچینی سے نیند نہیں آتی تھی۔ کروٹیں بدلتے تھے۔ کبھی درگاہ خدا میں مناجات باسوز و گداز کرتے تھے۔ کبھی اپنے اماموں سے عرض حاجات با راز و نیاز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نصف شب گذری۔ اُس وقت تمام مکان ایسی خوشبو سے جو لفظ سے بس گیا۔ کہ ایسی خوشبو کبھی دماغ تک نہیں پہنچی تھی۔ اور ایسا نور اُس مکان میں ظاہر ہوا۔ کہ آنکھیں خیرگی کرنے لگیں۔ اور کسی شخص نے شانہ راست پر جانب پشت سے ہاتھ رکھ کر ارشاد کیا۔ کہ اے عابد علی تیرا کیا حال ہے۔ جواب دیا۔ کہ جو کچھ کیفیت ہے وہ خود ملاحظہ ہو رہی ہے۔ حاجت بیان نہیں۔ فرمایا تو دعائے نور کیوں نہیں پڑھا کرتا۔ جواب دیا۔ کہ مجھے

یاد نہیں ہے۔ اور کوئی کتاب بھی ہمراہ نہیں ہے۔ کہ جس سے دعاے نور دیکھ کر پڑھوں۔ فرمایا۔ ہم بھیج دینگے۔ جب مولوی صاحب نے یہ سُنا۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ کوئی بزرگ خدارسیدہ ہیں۔ کہ اس طرح میرے حال زار پر مہربانی فرماتے ہیں۔ چاہا کروٹ بدل کر جمال مبارک سے بہرہ اندوز مشرف ہوں۔ مگر کروٹ بدلنا ممکن نہ ہوسکا۔ پھر چاہا۔ کہ ہاتھ بڑھا کر دامن پکڑلوں۔ مگر یہ بھی ممکن نہ ہوا۔ اُس وقت متبسم ہوکر فرمایا۔ کہ اے عابد علی یہ زمانہ غیبت ہے۔ تو ہم کو نہیں دیکھ سکتا۔ لے اب ہم جاتے ہیں۔ تو صحیح و تندرست ہوگیا۔ شکر خدا بجالا۔ پس اُسی وقت سے نہ آشوب چشم رہا۔ نہ وہ کرب و اضطراب۔ بالکل صحیح ہوگئے۔ جب صبح نماز کو اُٹھے۔ تو دروازہ حجرہ جنوبی کو واسطے روشنی اور ہوا آنے کے کھول دیا۔ مشغول نماز ہوئے۔ بعد نماز بیٹھے ہوئے تعقیب پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک حبشی نے آکر سلام کیا۔ اور ایک کاغذ برنگ سبز مولوی صاحب کو دیا۔ اور کہا۔ کہ صاحب نے دیا ہے۔ یہ کہکر وہ نظروں سے غایب ہوگیا۔ مولوی صاحب نے اُس کاغذ کو کھولا۔ تو دعاے نور بخط خاص مرقوم تھی۔ مواظبت اُس دعا کی عمل میں لائے۔ جب تک وہ دعا زبانی یاد نہ ہوئی۔ اُس کاغذ پر حروف موجود تھے۔ جب دعا بخوبی یاد ہوگئی۔ حروف باقی نہ رہے۔ ہاں کاغذ سبز اُن کے پاس موجود تھا۔ جو بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے +

اسی طرح سے اور بھی بہت سے امور ظاہر ہوئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ زمانہ غیبت سے اس زمانہ تک بہت لوگوں نے بالمشافہ او دیست سے اشخاص نے بحالت لاعلمی ایسی حالت میں دیکھا ہے۔ کہ

اُس وقت پہچان نہ سکے۔ جب حضرتؑ نظر سے غایب ہو گئے۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ حضرتؑ تھے۔ اُس وقت تاسف وحسرت کرنے لگے۔ اور بہت سے اشخاص نے اس کا علم بھی حاصل کیا۔ کہ یہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہیں۔ مگر آنکھوں پر ایسا پردہ پڑگیا۔ کہ جمال مبارک سے فیضیاب نہیں ہوئے۔ اگر کوئی منصف طالب حق ہو۔ تو اُس کیلئے سو میں سے ایک ہی روایت ونقل کافی ہے۔ اور غیر منصف متعصب کے واسطے اگر مجلد کی مجلد حدیثیں اور نقلیں بیان کی جائیں۔ تو بمصداق ختم اللہ علیٰ قلوبہم الایہ کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ اہل سامرہ بالکل سنی المذہب ہیں بلکہ ناصبی ہیں۔ باوجود اس کے کہ خود معرف ظہور معجزات وکرامات کے ہیں۔ اور جب کوئی معجزہ تازہ ظاہر ہوتا ہے۔ تو مرداں وزناں واطفال اُن کے شور وغل مترنم کرتے ہیں۔ جیسا شادیوں میں ہوتا ہے۔ مگر اس پر بھی راہ راست پر نہیں آتے۔ اور ایسے قسی القلب ہیں۔ کہ اگر کوئی شیعہ اُن کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو کبھی قبول نہ کریں۔ اور اگر شاید ایسا اتفاق ہو جائے۔ تو عورت کو قتل کر ڈالتے ہیں +

صاحب ریاض الشہادت تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص فقیر نواحی فارس کا رہنے والا مجاور کربلا معلے تھا۔ برسوں مَیں نے اُس مقام متبرک پر دیکھا۔ وہ صالح تھا۔ جب احمد خاں تعمیر روضۂ عرش درجہ عسکریین سے مشرف ہؤا۔ اور ابھی عمارت ناتمام تھی۔ کہ اس نے وفات پائی۔ فرزند اُس کا حسین خاں متکفل انجام اس کام کا ہؤا۔ وہ مرد فقیر محمد علی نام ارض مقدس کربلا معلے سے حسین خاں کے

پاس گیا۔ اُس نے بمقتضائے ہمت اُس کے ساتھ نوازش بشیار کی۔
کچھ تھوڑی سی تنخواہ مقرر کر کے اُسے مع عیال کے مجاور سامرہ کا کیا۔
اور احمد خاں کی قبر پر قرآن خوانی کا حکم دیا۔ علاوہ وظیفہ مقررہ کے جو
خرچ روشنی مرقد مطہر کا تھا۔ وہ بھی تعلق اُس کے کر دیا۔ الحاصل وہ
مرد مومن چند سال سے اُن بیدیناں و اشقیائے سامرہ کی صحبت میں
معذب تھا۔ آخر قصد کیا۔ کہ اُن میں سے کسی کے یہاں اپنی شادی کرے۔
ایک لڑکی کو دیکھا بھی تھا۔ اور وہ مطبوع خاطر بھی ہوئی تھی۔ اُس کی
خواہش ازدواج میں کچھ روپیہ بھی خرچ کیا تھا۔ باپ اُس لڑکی کا
متعہد ہوا تھا۔ کہ نکاح کر دونگا۔ مگر وہ مر گیا۔ مادر دختر اور نیز دختر
کو یہ امر منظور نہیں تھا۔ صاف انکار کیا۔ ہر چند کہ اس مرد فقیر نے
بہت عاجزی و الحاح کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ شیخ محمد علی کہتا ہے۔
کہ اول وقت مغرب کے سردانِ روم میں احمد خاں کی قبر پر مَیں قرآن
پڑھتا تھا۔ اور اُسی وقت اُٹھا تھا۔ کہ نماز پڑھوں۔ ناگاہ مادر دختر
اور وہ دختر آئیں۔ اور در روضہ پر استادہ ہو کر نا سزا و بے ادبی کا اظہار
ساتھ ائمۂ اطہار کے کیا۔ اور تمام عجم کو گالیاں دیں۔ آخر میں مجھ سے
کہا کہ اپنے علیؑ الہادی و حسن عسکریؑ سے تو کہہ۔ کہ ہم کو راضی کر دیں۔
یا کسی بلا میں مبتلا کریں۔ کہ دُوسروں کو عبرت ہو۔ خلاصہ یہ کہ بعد ازاں
سب بیہودہ گوئیوں کے وہ دونوں اپنے گھر چلی گئیں۔ اور یہ بھی مَیں نے
سُنا تھا۔ کہ محض میرے عناد کے باعث کسی شخص اہل سامرہ کے
ساتھ اُسے منسوب بھی کیا ہے۔ اور دو تین روز میں زفاف بھی
واقع ہو گا۔ جب مَیں نے یہ سُنا نہایت رنج و الم ہُوا ضریح اقدس کے

سامنے گیا۔ اور عرض کیا۔ اے مولا میں سگ آشیان حضور ہوں۔ دروازہ پر پڑا ہوں۔ میری نسبت جو امر بدنامی و فضیحت کا ہو۔ وہ گوارا ہے۔ لیکن آپ کے اجداد و آبا اور خود آپ کے واسطے جو کلمات ناسزا ان ناہنجاروں نے کہے ہیں۔ اُس کے سُننے کا میں متحمل نہیں ہوسکتا۔ میں خیال سے اس لڑکی سے کے درگذرا۔ بلکہ اپنی جان بھی آپ پر نثار کرتا ہوں۔ آپ کی غیرت اسے جائز رکھ سکتی ہے۔ کہ آپ کے سامنے یہ سب ایسی بے ادبی کریں۔ اور آپ پھر حلم کو راہ دیں۔ غرض کہ اُسی رات کو وہ لڑکی بیمار ہوئی۔ تپ آیا۔ اور اُس کے مقام مخصوص میں ایک دنبل نکل آیا تین روز فریاد کرتی رہی۔ اور کہتی تھی۔ قتلنی الهادی تیسرے دن واصل جہنم ہوئی۔ اور یہ بھی سُنا گیا ہے۔ شیعہ وسنی و زوار و مسافران عجم و عرب اس کے ناقل ہیں۔ کہ جناب صاحب الامرؑ ہر سال واسطے زیارت مرقد پدر بزرگوار کے تشریف لاتے ہیں۔ اندھیری رات میں کہ ابر و برق و رعد باران بھی ہوتی اُسی تاریکی میں روشنی مثل دن کے ہوجاتی ہے۔ اور زمین سے آسمان تک منور ہوجاتا ہے۔ جب یہ معاملہ مکرر واقع ہوچکا ہے۔ اہل سامرہ مطلع ہیں۔ تو یہ قاعدہ رکھتے ہیں۔ کہ جس وقت ایسا ہوتا ہے۔ خوشی کرتے ہیں۔

ایک شخص نے علماے ثقہ سے اور دُوسروں سے نقل کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہم سامرہ میں تھے۔ اتفاقات سے آدھی رات گذری تھی۔ ہم چھ سات نفر روضۂ عسکریینؑ میں تھے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک شمع تھی۔ علاوہ اُن شمعوں کے جو روضہ میں روشن تھیں۔ اور ہم لوگ مشغول زیارت تھے۔ ناگاہ ایک مرتبہ خوف دل میں پیدا ہوا۔ بدن کانپنے لگے۔ دانت سے دانت بجنے لگے شمعیں جتنی روشن تھیں خاموش ہوگئیں لیکن

روضہ میں ویسی ہی روشنی تھی۔ عورتیں اہل سامرہ کی اپنے گھروں سے
شور و ترنم کرنے لگیں۔ چونکہ ہم نے سنا تھا۔ کہ یہ آثار و علامت آمد حضرت
قائمؑ کی ہے۔ ہم نے سمجھا۔ کہ حضرتؑ واسطے زیارت قبر پر بزرگوار کے
تشریف لائے ہیں۔ چاہا۔ کہ ایک کنارہ ہو کر گوشہ میں بیٹھیں۔ دیکھا کہ
سب لوگ جو روضہ میں تھے گونگے ہو گئے ہیں۔ بات نہیں کر سکتے۔
اور خوف و دہشت ایسی سب کو عارض تھی۔ کہ نزدیک تھا ہلاک ہو جائیں
اس واسطے وہاں ٹھیر نہ سکے۔ ہم لوگ باہر چلے آئے۔ وہ شخص ثقہ قسم
کھا کر کہتا ہے۔ کہ ایک کلید ہماری جیب میں تھی۔ اُسے نکال کر
بعوض شمع کے ہاتھ میں لیا مثل شمع کے روشن تھی۔ پس ہم نے انگلی
بلند کی۔ وہ بھی مثل شمع کی روشن تھی۔ غرض کہ جو معجزات سرداب مقدس
میں ظاہر ہوتے ہیں۔ حصر اُس کا ممکن نہیں ہے۔ خود مصنف ریاض
الشہادت فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اُن کے واسطے ظہور معجزہ کا اتفاق ہوا ہے۔
اور اکثر دعا و تضرع سرداب مقدس میں کیا۔ اور حضرتؑ کو خواب میں دیکھا۔
اُسی دن مطلب حاصل ہوا۔ تفصیل اُن کی موجب طول کلام ہے۔ اور کوئی
فائدہ مزید متصور نہیں۔ کیونکہ جس کو خدا نے ہدایت کی ہے۔ اور راہ حق
اُس پر واضح و آشکار ہے۔ اُسے اس کی احتیاج نہیں ہے۔ لو کشف
الغطاء ما ازدادیقینا شاہد قوی ہے۔ اور اگر عصبیت و عناد و وساوس
شیطانی خذلان نژاد و شہوات نفس امارہ نے اُس کی دیدۂ بصیرت کو کور کیا
ہے۔ اور جب لذات دنیاوی نے طریقہ عقل و دانش و فہم سے دور
کیا ہے۔ اور شراب خواہشات عالم حس و امراض نفسانیہ مہلکہ میں مخمور
ہے۔ مانند اعمٰی راہ راست پانے سے مجبور ہے۔ اُس میں کچھ اثر نہیں

ہوتا ہے۔ بلکہ اُن کے تمسخر وضلالت کی زیادتی ہوتی ہے۔ جیساکہ کفار عرب معجزات پیغمبرؐ کو دیکھتے تھے۔ مگر اور دشمن ہوکر آزار پر اُن کے باندھتے تھے۔ اور معاذ اللہ شاعر و ساحر و کاہن کہکر حضرتؐ کو پکارتے تھے۔ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔ پس شیعیان با اخلاص و محبان ذی اختصاص کو لازم ہے۔ کہ اس نعمت عظمےٰ و موہبت کبرا کی قدر کریں۔ اور صدق دل سے دامن یقین گوہر ایمان و اقرار ائمہ اثنا عشرؑ و اعتقاد غیبت قائمؑ سے بھریں۔ کاشانہ قلب کو چراغ پیروی آل اطہارؑ سے منور رکھیں۔ اور بجد طبع صاف کو مجمع نور عروسان متابعت اخبار و احادیث احمد مختارؐ سے مزین و منور رکھیں۔ شکوک و شبہات و وساوس شیطانی کو دل میں راہ نہ دیں۔ اور اخلاص قلبی کو اپنے مقرون حزن و الم مفارقت سے کرکے حصہ اپنا بہشت میں لیں۔ زخم تیغ شماتت کفار و دشمنان ناہنجار دل پر سہیں۔ اور جہاد نفس سے صبر اختیار کرکے انتظار میں چشم براہ رہیں۔ کیونکہ اجر ان محبان اہلبیت اطہارؑ کا جو اس وقت ثابت قدم ہیں۔ اور اپنے عقاید و خلوص ولائے ائمہ اثنا عشرؑ میں مستحکم ہیں۔ اور راہ غیبت و رجعت میں ثابت قدم ہیں کہیں اصحاب جناب رسول خداؐ سے زیادہ ہیں۔ جیساکہ حدیث صحیح میں عبداللہ بن ... ان سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے اصحاب سے فرمایا۔ کہ بعد تمہارے ایسے لوگ ہونگے۔ کہ ایک مرد اُن کا تم لوگوں کے پچاس مرد کا ثواب رکھتا ہوگا۔ اصحاب نے عرض کیا۔

یارسول اللہ ہم لوگوں نے یہ سب زحمتیں کھینچیں۔ بدر واحد و خیبر و احزاب وغیرہ میں جاں نثاری کو حاضر رہے۔ اور شرف صحبت سے آپ کے مشرف فرمائے ہیں۔ کس کے واسطے یہ اتفاق ہوا ہے جو ہم لوگوں کو حاصل ہے۔ فرمایا سچ ہے۔ اگر وہ بار جو اُن لوگوں کے دوش پر رکھا جائیگا۔ اور وہ متحمل اُس کے ہونگے۔ اور وہ تکلیفیں شاقہ کو جو بحالت مشتبہ ہو جائے۔ راہ حق و باطل کی کثرت فتنہ و فساد و بدعت و حدوث حوادث سے اُن کو ملینگے۔ اور دشمنوں سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائینگے۔ اور شماتت مذلت کی اُن کو حاصل ہوگی۔ اگر تمہارے دوش پر وہ بار ہوتا۔ ہرگز متحمل و صابر نہ رہتے۔ دوسری حدیث میں ثعلبہ بن میمون سے فرمایا۔ کہ اسی قدر کافی ہے۔ کہ اپنے امام کو پہچان لے۔ اس فکر میں نہ رہ۔ کہ امر کب اُن کے ہاتھ میں آئیگا۔ دیر ہوگی یا جلد۔ بدرستی کہ جس نے اپنے امام کو پہچانا۔ اور قبل ہمارے ظہور فرج کے ایام غیبت میں مرگیا۔ اور وقت ظہور کے ہمراہ رکاب قائم کے نہیں رہیگا۔ تو ثواب اُس کا مثل اُن لوگوں کے ہوگا۔ جو اُن کے ساتھ رہ کر اُن کی راہ میں شہید ہوئے۔ اور دوسری حدیث میں امیر المومنین نے فرمایا ہے۔ کہ بہترین عبادت مومنوں کی واسطے وسعت امور و ظہور قائم کا انتظار کھینچنا ہے۔ ایک دن پیغمبر نے فرمایا۔ کہ کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے اُن سے ملاقات کرتے۔ اصحاب نے فرمایا۔ کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ تم اصحاب ہو [illegible] ایمان لائے۔ [illegible] فرمایا۔ تم نے ایمان قبول کیا۔ اور ہجرت بھی کی [illegible] تم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ پھر ایک گروہ نے [illegible] فرمایا۔ تم [illegible]

اصحاب ہو۔ بھائی نہیں ہو۔ کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے ۔ تو سب نے عرض کیا۔ کہ آپ کے بھائی کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئینگے۔ اور مجھ کو دوست رکھیں گے۔ اور تصدیق میری کرینگے۔ اور اطاعت و یاری میں ثابت قدم رہیں گے۔ حالانکہ نہ مجھ کو اور نہ میرے اہلبیتؑ کو انہوں نے دیکھا ہے۔ وہ لوگ میرے بھائی ہیں۔ کاش ایک بھی اُن میں سے ہوتا۔ کہ ہم اُس کی ملاقات کرتے۔ کیوں اے محبان احمد مختار و پیروان شریعت عترت اطہار آپ نے شنا۔ کہ جناب رسالت مآبؐ نے آپ لوگوں کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے۔ سبحان اللہ آپ لوگ برادر جناب رسول کبریاؐ ہیں معزز و مکرم پیش خدا ہیں۔ حضرتؐ کے دل میں جگہ آپ کی محبت و ولا کی ہے۔ اور بہت قدر اس ایذا و بلا کی ہے۔ ثابت قدم رہ کر ہجوم معاندین بےدین سے نہ گھبراؤ۔ بفحوائے کلام پاک کم فئۃ قلیلۃ سیف زبان و سنان قلم سے جہاد کر کے انہیں بھگاؤ۔ گو امام زمانؑ خلیفۃ الرحمان ہادی الانس و الجان علیہ سلام اللہ المنان آپ لوگوں کی نظروں سے مستور ہیں۔ اور بظاہر مسند نشین اریکہ خلافت و جانشین شاہ ولایت دور ہیں لیکن فی الواقع اُن کا ہر جا ظہور ہے۔ تمام عالم میں پھیلا ہُوا اُن کا نور ہے۔ ہر وقت و ہر لحظہ آپ لوگوں کے استخبار اخبار میں مصروف رہتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی مفارقت کا رنج دل پر سہتے ہیں۔ مشکلوں میں کام آتے ہیں۔ خدا سے دعا فرماتے ہیں۔ اگر کوئی صدمہ آپ لوگوں کو پہنچتا ہے۔ حضرتؑ بھی دم سرد بھرتے ہیں۔ معرکۂ مخالفین و دیگر واقعات میں آپ کی مدد و یاری کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی لازم ہے۔

کہ ہمیشہ بعد نماز کے اور مجالس متبرکہ میلاد و عزا میں تعجیل ظہور و حصول کشائیش کی دعا کیجئے۔ اور انتظار میں چشم براہ رہ کر اجر و ثواب خدا سے لیجئے۔ اللھم صل علی محمد وال محمد وعجل فرجھم وظھورھم وسھل مخرجھم ٥

زظلم و ستم دہر تاریک شد
شہا وقت موعود نزدیک شد

اے برآرندہ حاجات اور اے حلال مشکلات جملہ مومنین و مومنات کو ولائے ائمہ معصومین علیہم السلام میں ثابت قدم و با ایمان رکھ۔ وساوس شیطانی سے کوئی لغزش اُن کو نہ ہو۔ اور وقت ظہور سب کو جمال ہمیشال فرزند شیر ذوالجلال نور ایزد متعال سے شرف ابدی دے۔ اور اگر قبل ظہور امر ناگریز سفر آخرت کا پیش آئے۔ تو دنیائے دنی سے با ایمان خالص ولیقین واثق و کامل کے سفر ہو۔ شیطان مردود کا کسی طرح نہ گذر ہو۔ تیرے حبیب اور اُن کی عترت کی محبت میں جانوں کو نثار کریں۔ مرتے دم بخلوص اُن کی ولا کا اظہار کریں ٭

واضح ہو۔ کہ خاتمہ اس فصل کا روایت شیخ الاجل شیخ زین الدین اعلی اللہ مقامہ پر ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ قبل التماس روایت بمناسبت مقام تھوڑا سا حال مختصر مقام مسکن وماسکن جناب امام عصرؑ مع حالات اولاد لکھا جائے ٭ مشہور تو یہ ہے۔ کہ آپ جزیرہ خضراو بحر ابیض میں قیام فرما ہیں۔ اعمال شب قدر بعبت و نیم ماہ مبارک رمضان ہمیشہ آپ مسجد کوفہ میں بجا لاتے ہیں۔ حرم کعبہ و مسجد مدینہ و نجف اشرف و کربلا سے معلے میں زیارت کے لئے قدم رنجہ فرماتے

ہیں۔ بحار الانوار اور دوسری کتابوں سے ثابت ہے۔ کہ اولاد ابی سے آپ کی ایک زوجہ محترمہ ہیں۔ نام اُن مخدرہ عصمت کا کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے۔ اور اولاد بھی حضرتؑ کی ہیں۔ اس زمانہ غیبت میں جناب امام عصرؑ سے کبھی کا مشرف بزیارت ہونا کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا ہے۔ اور نہ ابھی ہندوستان میں کوئی سید سادات مہدویہ سے ہے۔

جناب قاضی نور اللہ شوشتری شہید اعلی اللہ مقامہ کتاب مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جزیرہ خضرا و بحر ابیض سرزمین بربر میں ایک جزیرہ ہے درمیان دریائے اندلس کے۔ کہ حضرت صاحب الامرؑ اور آن کی اولاد اطیاب وہاں رہتے ہیں۔ اور اندلس سے اس دریا تک پندرہ دن کی راہ ہے۔ دو منزل ابتدائی کی راہ آباد نہیں ہے۔ پانی نہیں ملتا ہے۔ بقیہ منازل آباد ہیں۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی آبادی ملی ہوئی ہے۔ کنارہ دریا پر ایک موضع ہے۔ جو بشکل جزیرہ آباد ہے جس کو اہل اندلس جزیرہ رفضہ کہتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے سب شیعہ ہیں۔ قوت ضروری اُن کا جزیرہ اخضر مقام قیام صاحب العصرؑ سے وکیل ناحیہ مقدسہ سال میں دو مرتبہ کشتی پر بار کرکے براہ بحر ابیض لاتا ہے۔ اہل جزیرہ کو تقسیم کرکے مراجعت کرتا ہے۔ کتاب الجنۃ الماوے میں حکایت سوم میں حضرتؑ کی اولاد کا نام کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے۔ اور نیز انوار النعمانیہ میں۔ اور حضرتؑ کے شہروں کا نام بھی اس حکایت میں اس طرح مرقوم ہے۔ شہر چہارم کہ سلطان اُس کے طاہر ہیں۔ اور سہ پر حکومت آن کی زاہرہ ہے۔ شہر پنجم سلطان اُس کے قاسم بن

صاحب الامرؑ ہیں۔ شہر صافیہ سلطان اُس کے ابراہیم بن صاحب الامرؑ ہیں۔ شہر ظلوم سلطان اُس کے عبدالرحمان بن صاحب الامرؑ ہیں۔ شہر مناطیس سلطان اُس کے ہاشم بن صاحب الامرؑ ہیں۔ حکایت شیخ زین الدین علی کو صاحب ریاض الشہادت نے اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ لہٰذا اس خاکسار نے رسالہ جزیرہ خضرا و بحر ابیض و رسالہ زواہر الدارجہ اصل مصنفہ جناب مولوی سید سبط حسین صاحب نبیرہ جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر جناب سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہ سے بقدر فہم ناقص مقابلہ کر کے لکھا ہے۔ اگر تغیر لفظی کہیں کسی مقام پر ہو گیا ہو۔ تو معاف کیا جائے۔ اُس سے کوئی فرق اصل مضمون میں نہیں آ سکتا۔ مقصود مآل واحد ہے۔ وہ حکایت اس طرح پر ہے۔ کہ شیخ اجل محمد بن محمد المکی شہید فرماتے ہیں۔ کہ فضل بن یحییٰ طیلسی قدس اللہ روحہ وطہر تربتہ نے بدستخط خاص لکھا ہے۔ کہ میں نے شمس الدین محمد بن یحییٰ حلی و جلال الدین بن عبداللہ حلی سے مشہد شریف حائر کربلائے معلی میں پندرھویں شعبان ۶۹۹ سنہ ہجری میں سُنا کہ شیخ زین الدین علی بن فاضل مازندرانی مجاور مشہد مقدس نجف اشرف نے اپنی آنکھ سے جزیرہ خضرا و بحر ابیض کو دیکھا ہے۔ اور یہ معلوم ہوا کہ وہ مشہد امامین ہمامین جناب امام علی النقیؑ و امام حسن عسکریؑ میں بیان کیا پس بکمال اشتیاق زیارت شیخ موصوف کا مجھ کو ہوا۔ درگاہ خدا میں بکمال تضرع و زاری کرتا تھا کہ یہ حاجت میری بر آئے۔ اور بشوق تمام روانہ سامرہ ہوا۔ جب مقام حلہ پہنچا سید فخر الدین بن حسن بن علی موسوی مازندرانی سے سُنا کہ شیخ موصوف آ کر حلہ میں قیام پذیر ہیں۔ بکمال شاد ہوا۔ ایک روز اثنا راہ میں اُن سے ملاقات ہوئی۔ اور وہ سوار تھے۔ اور سید فخر الدین موصوف کے گھر جا رہے تھے

بمجرد دیکھنے کے میرے دل میں یہ بات آئی۔ کہ یہ وہی شیخ ہیں جن کو میں
ڈھونڈتا ہوں۔ گو میں ان کو پہچانتا نہیں تھا۔ مگر ان کے مکتب سے روانہ
ہؤا۔ جب سید مذکور کے گھر پہنچا۔ تو دیکھا کہ سید صاحب دروازہ پر کھڑے
ہیں۔ اور خوشی کے آثار ان کے چہرہ مبارک سے نمودار ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر
وہ نہایت مسرور ہوئے۔ اور ہنسے۔ طاقت صبر مجھ میں باقی نہ رہی۔
یہ چاہا کہ اسی وقت شیخ موصوف سے ملاقات کروں۔ ساتھ سید فخر الدین
کے داخل مکان ہوا۔ شیخ پر سلام کر کے ان کے ہاتھوں کو چوما۔ انھوں نے
میرا حال سید سے دریافت کیا۔ سید فخر الدین نے کہا کہ یہ شیخ فضل بن
یحییٰ طبلسی آپ کی خدمت میں پیش ہونے کو آئے تھے۔ اور میری تعظیم
کی۔ اور اپنی جگہ پر مجھ کو بٹھلایا۔ اور مرحبا کہا۔ اور حال میرے پدر و برادر
شیخ صلاح الدین کا آہستہ سے پوچھا۔ کیونکہ وہ ان دونوں کو جانتے
تھے۔ اور وہ احوال اتحاد و وداد سابق بخوبی پہچانتے تھے۔ مگر میں
اس زمانہ میں موجود نہ تھا۔ شہر واسط میں بغرض تحصیل علم خدمت میں
شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد واسطی امامی کی حاضر تھا۔ الغرض شیخ موصوف
سے دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پس میں نے اس خبر کو جو شیخ شمس الدین
و شیخ جلال الدین سے سنی تھی دریافت کیا۔ شیخ نے سید فخر الدین کے مکان
میں سامنے ایک جماعت علماء و اعیان حلہ کے فرمایا۔ کہ میں کئی سال
دمشق و شام میں بغرض تحصیل علم اصول و عربی کے مقیم رہا۔ شیخ عبد الرحیم
حنفی سے علم اصول و عربی پڑھتا تھا۔ اور شیخ زین الدین علی مغربی اندلسی
سے علم قرأت سیکھتا تھا۔ شیخ زین الدین نہایت خوش مزاج و نرم طبیعت
کے آدمی تھے۔ تعصب مذہبی بالکل نہیں رکھتے تھے۔ اور جب تمام علما

شیعہ کا لیتے تھے۔ تو فرماتے تھے۔ کہ علمائے امامیہ نے یہ کہا ہے۔
برخلاف اور لوگوں کے کہ جب وہ لوگ ذکر اہل تشیع کرتے تھے۔ تو یوں
کہتے تھے۔ علمائے روافض نے یوں کہا ہے۔ اسی وجہ سے ایک
خصوصیت مجھ کو اُن سے تھی۔ اور دُوسرے لوگوں سے۔ اہل سنت کی
میں نے ملاقات ترک کردی تھی۔ ایک مدت تک یہی حال تھا۔ ناگہاں
وہ بارادہ مصر عازم سفر شام ہوئے۔ بسبب کثرت محبت کے اُن کی جدائی
مجھ پر گراں گذری۔ اور اُن کو بھی تاب مفارقت نہ ہوئی شیخ نے مصر تک
میری ہمراہی منظور فرمائی۔ اور دُوسرے شاگرد بھی رفیق اُن کے
ہوئے۔ شہرہائے مصر سے ایک شہر فاخرہ میں جو سب شہروں سے
بزرگ تھا پہنچے۔ اور مسجد ازہر میں اُتر کر مشغول تدریس ہوئے۔ فضلائے
مصر شیخ کی خدمت میں بغرض استفادہ پہنچے۔ اور اس ذات سے اُن
کے مستفیض ہوئے۔ ہم بھی اُن کی خدمت میں بہت اچھی طرح بسر کرتے
تھے۔ ناگہاں ایک قافلہ اندلس سے آیا۔ اور خط شیخ کے نام اُن کے
باپ کا لایا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ اُن کے باپ بہت سخت بیمار ہیں۔
آکر ملاقات کر جاؤ۔ شیخ بدریافت حال بہت روئے۔ اور جزیرہ اندلس
کا ارادہ کیا۔ ہم اور بعض شاگرد اُن کے ساتھ ہوئے۔ جب پہلے
گاؤں میں جزیرہ اندلس کے پہنچے۔ تو ہم کو تپ شدید پیدا ہوئی جس میں
حرکت کرنا دشوار تھا۔ شیخ نے میری حالت دیکھ کر فرمایا۔ کہ میں مجبوری
تم سے جدا ہوتا ہوں۔ اور اُس گاؤں کے خطیب کو طلب کر کے دس
درہم دئے۔ اور میری بیمارداری کا اُن سے عہد لیا۔ اور کہا۔ کہ جب
صحت ہو جائے۔ میرے پاس روانہ کر دینا۔ اس کے بعد وہ طرف

اندلس کے روانہ ہوئے۔ اور آن کے شہر کی مسافت براہ ساحل پانچ روز کی تھی۔ تین دن تک مجھ کو حرکت کرنے کی طاقت نہ ہوئی تیسرے دن تپ نے مفارقت کی۔ تب اپنے مکان سے اُٹھا۔ اور گاؤں کے بازار میں سیر کو گیا۔ دیکھا مَیں نے کہ چند قافلے پہاڑوں سے کنارے دریائے غربی پر اُترے ہوئے ہیں۔ اور ریشم وروغن وغیرہ بار کر رہے ہیں۔ مَیں نے اُن سے پوچھا۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ یہ وہاں سے آئے ہیں۔ جو جزائر روفض سے نزدیک ہے۔ مَیں بہت خوش ہُوا۔ اور اُس گاؤں کے جانے کا شوق دل میں پیدا ہُوا۔ جب مسافت راہ کی دریافت کی۔ تو ظاہر ہُوا۔ کہ پندرہ دن کی راہ ہے۔ دو منزل راہ آباد نہیں ہے۔ باقی راہ آباد ہے۔ ایک گاؤں سے دوسرا گاؤں ملا ہُوا ہے۔ ایک سواری تین درہم کو کرایہ پر کر کے ہمراہ اُس قافلہ کے روانہ ہُوا۔ دو روز کی مسافت دشوار طے کر کے باقی راہ پیادہ پا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ وہاں معلوم ہُوا۔ کہ تین دن کی راہ اور باقی ہے۔ مَیں نے توقف نہیں کیا۔ رات دن اُس راہ کو طے کر کے جزیرہ میں پہنچا۔ تو دیکھا اُس جزیرہ کے چار حصار ہیں۔ اور ہر ایک حصار میں مضبوط مضبوط برج تھے جو بلند بالا تھے۔ اور وہ جزیرہ معہ قلعوں کے کنارہ دریا پر واقع تھا۔ مَیں اُس دروازہ سے جس کو باب البربر کہتے ہیں داخل ہُوا۔ اور گلیوں میں شہر کی پھرتا تھا۔ مَیں نے استفسار کیا۔ کہ آیا کوئی مسجد یہاں پر ہے۔ تو لوگوں نے مسجد کی راہ بتلادی۔ مَیں اُس میں گیا۔ تو دیکھا مسجد جامع ہے۔ اور بہت وسیع ہے۔ شہر کی جانب غربی کنارہ پر دریا کے واقع ہے۔

مَیں نے بغرض استراحت ایک گوشۂ مسجد میں بیٹھ کر شکر خدا ادا کیا۔ ناگاہ مؤذن نے اذاں نماز ظہر کی کہی۔ اور اذاں میں حی علی خیر العمل کہا۔ اور اور بعد فراغ اذاں کے ظہور و کشایش کار امام عصرؑ کی دعا کی۔ مَیں یہ سُنکر رونے لگا۔ پس مَیں نے دیکھا۔ کہ نمازی مسجد میں آنے لگے۔ اور وضو بطریقہ حقہ امامیہ کرنے لگے۔ بعد فراغ وضو ایک مرد بزرگ صاحب وقار اُن کے درمیان سے اُٹھے۔ محراب مسجد میں اقامت نماز کہی۔ سب نے پیچھے اُن کے نماز کامل معہ واجبات و سنونات بطریق حضرات ائمہ معصومینؑ ادا کی۔ اور تعقیب نمازی اُسی طرح بجالائے۔ مَیں بسبب شدت تعب و رنج راہ کے نماز ظہر میں شریک نہیں ہُوا۔ جب وہ نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ میری طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے۔ کہ تو اپنی حقیقت و مذہب سے مفصل مطلع کر۔ کون ہے۔ کہاں سے آتا ہے۔ کہاں جاتا ہے۔ واجبات و سنن عبادات کو کس طریقے سے بجالاتا ہے۔ مَیں نے جواب دیا۔ کہ مَیں ایک مرد فقیر جاہل ہوں۔ حقایق مذہب سے خبر نہیں رکھتا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ انسان کو ضرور ہے۔ کہ کسی مذہب کا اعتقاد رکھے۔ اور ایسا مذہب ہو۔ کہ جس پر اپنے اعمال پر اعتماد کر سکے۔ مَیں نے کہا کہ آپ مجھے مطلع فرمائیے کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ اُن حضرات نے کہا۔ کہ مذہب ہمارا وہی ہے، جو مذہب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا تھا۔ مَیں نے کہا۔ کہ مَیں عراقی الاصل ہوں۔ مرد مسلمان ہوں۔ وحدانیت خدا و رسالت جناب محمد مصطفےٰؐ کی گواہی دیتا ہوں۔ وہ متحیر ہوکر کہنے لگے۔ کہ یہ تصدیق وحدانیت و رسالت لاسود ہے۔ ان سے کوئی نفع نہیں ہے۔ ہاں دنیا میں قتل

سے محفوظ رہیگا۔ کیوں تو تیسری شہادت نہیں دیتا۔ کہ بحساب بہشت
میں جگہ پائے۔ مَیں نے کہا۔ وہ تیسری گواہی کیا ہے مجھے تعلیم فرمایئے
اُنہوں نے ارشاد کیا۔ کہ تیسری گواہی یہ ہے۔ کہ اقرار کرو۔ کہ حضرت
علیؑ ابن ابی طالبؑ خلیفہ وجانشین رسولؐ بلافصل ہیں۔ اور اسی طرح
اُن کے گیارہ فرزند خلفاء جناب رسالتمآبؐ ہیں۔ اُن کی اطاعت تمام
مخلوقات پر واجب ہے۔ صاحبان امر ونہی وحجت خدا ہیں۔ باعث ایجاد
خلائق ہیں۔ خدا نے اُن کی امامت کی خبر دی ہے۔ شب معراج جب
جناب ختم المرسلینؐ مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر پہنچے۔ تو خود جناب
اقدس الٰہی سے نام ان ائمہ کے سُنے۔ اور خدا نے ایک کے بعد ایک کے
نام بتلائے۔ جب مَیں نے سُنا۔ نہایت خوش ہو کر شکر خدا بجالایا بسبب
اُس خوشی کے جو مجھے حاصل ہوئی تھی تمام رنج واور تکلیف مسافت کو
بھول گیا۔ مَیں نے اُن سے کہا۔ کہ مَیں اجنبی نہیں ہوں۔ میرا بھی یہی
مذہب ہے۔ جو تمہارا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ سب مجھ سے باخلاص
پیش آئے۔ گوشہ مسجد میں مجھے رہنے کو جگہ دی۔ اور رات دن میرے
امور ضروریہ کے متکفل رہتے۔ امام جماعت مجھ پر بہت مہربان تھے۔
رات دن مجھ سے مفارقت نہیں کرتے تھے۔ جب چند روز وہاں
مجھے رہتے ہوئے گذر گئے۔ اور حالات سے اُس مقام کے واقف
ہوا۔ تو امام مسجد سے مَیں نے سوال کیا۔ کہ اہل شہر کی معاش کہاں سے
ہوتی ہے۔ کیونکہ مَیں نے شغل زراعت کا کہیں نہیں دیکھا۔ جواب
دیا۔ کہ معاش ان کی جزیرہ خضرا سے ہے۔ دو مرتبہ سال میں قوت معین
پہنچتا ہے۔ ایک مرتبہ اس سال قوت معین آچکی ہے۔ ایک مرتبہ

اور آویگی۔ اور چار مہینہ غلہ آنے کو باقی ہے۔ یہ سُن کر مجھ کو طول سے
مدت کے رنج ہوا۔ مگر سوائے صبر کے چارہ کیا تھا۔ چالیس دن کسی طرح
بسر کیا۔ اور اس ایام میں رات دن دعا کیا کرتا تھا۔ کہ جلد کشتیاں آئیں۔
چالیسویں گھبرا کے نہایت دلتنگ ہو کر کنارہ دریا پر گیا۔ دریا اس طرف
دیکھ رہا تھا۔ جس طرف سے اُن لوگوں نے معاش آنے کا نشان
دیا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کوئی سفید چیز دریا لئے پر حرکت کرتی ہے۔
اہل شہر سے میں نے پوچھا۔ کہ آیا مرغ سفید دریا میں رہتا ہے۔
اُن لوگوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ آیا تم کوئی چیز دیکھتے ہو۔ میں نے کہا
کہ ہاں۔ یہ سُن کے وہ خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ وہ کشتیاں
ہیں جو ہر سال آتے ہیں۔ ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ وہ کشتیاں آ پہنچ
گئیں۔ اُن کے حساب سے گئے وہ فوق خلاف عادت جو کشتیاں آتی
تھیں۔ ایک کشتی بزرگ تھی کہ پیچھے اُس کے اور کشتیاں تھیں۔
جب ساتوں جہاز آئے۔ ایک شخص میانہ قد۔ خوشرو۔ نیک ہیئت
عصا لیکر جہاز سے نیچے اُترے۔ اور داخل مسجد ہوئے۔ بطریقہ
حقہ امامیہ وضو کامل کر کے نماز ظہرین بجا لائے۔ بعد فراغ میری
طرف متوجہ ہوئے۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب سلام دیا۔ پھر
انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تیرا کیا نام ہے۔ اور مجھ کو گمان ہے
کہ نام تمہارا علی ہے۔ میں نے کہا درست ہے۔ پھر مجھ سے باتیں
کرنے لگے جیسے مجھ کو پہچانتے تھے۔ بعد اس کے کہا درست ہوتا
کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ نام ان کا فاضل
ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ جب میں نے یہ سُنا تو سمجھ لیا کہ یہ بعینہٖ وہی ہیں

دمشق میں ہمارا اور ان کا ساتھ رہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ آپ نے کیونکر مجھ کو اور میرے باپ کے نام کو جانا اور پہچانا۔ کیا سفر مصر و دمشق و شام واندلس میں کہیں ساتھ تھے۔ جواب دیا۔ نہیں بحق مولا سے خود صاحب العصرؑ میں نے متعجبانہ کہا۔ پھر کیونکر آپ مجھ کو اور میرے باپ کو پہچانتے ہیں کہا پہلے سے مجھے تمہارے اور تمہارے باپ کے نام سے خبر مل چکی ہے۔ اس وجہ سے جانتا ہوں۔ میں تمکو اپنے ہمراہ جزیرہ خضرا میں لے جاؤنگا۔ اس خبر سے ایسی خوشی مجھے ہوئی۔ کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ اور زیادہ تر خوشی اس کی تھی۔ کہ میرا ذکر حضور اقدس میں ہوا۔ اور شرف حضوری حاصل کرنے کی اجازت ملی۔ شیخ کی عادت یہ تھی۔ کہ تین دن وہاں ٹھیرتے تھے۔ مگر اس دفعہ ایک مہینہ ٹھیرے۔ اور جو اسباب اُن کے ہمراہ تھا۔ اُن لوگوں کو دیا۔ اور رسیدیں حاصل کیں۔ بعد اس کے مجھکو ہمراہ لیکر مرکب بحری پر سوار ہو کے روانہ ہوئے سولھویں دن ایک دریا ملا۔ کہ پانی جس کا سفید تھا۔ دیر تک اُس پانی کو دیکھتا رہا۔ شیخ محمد نے کہا۔ کہ کیا تم بغور اس پانی کو دیکھتے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ رنگ اس پانی کا دوسرے دریاؤں کے پانی کے خلاف پاتا ہوں۔ شیخ محمد نے کہا۔ کہ یہ بحر ابیض ہے۔ اور وہ جزیرہ خضرا ہے۔ جو تم دیکھتے ہو۔ یہ پانی مثل قلعہ کے چاروں طرف جزیرہ کے محیط ہے۔ جب کشتیاں ہمارے دشمنوں کی اس میں داخل ہوتی ہیں۔ غرق ہو جاتی ہیں۔ میں نے اُس پانی کو پیا۔ تو مثل آب فرات کے پایا۔ پھر ہم روانہ ہوئے۔ جب مسافت بحر ابیض کی طے ہوئی۔ تو جزیرہ خضرا۔ خدا اُس کو آباد رکھے۔ کشتی سے نیچے اُترے۔ جزیرہ میں داخل ہوئے۔ دیکھا میں نے کہ وہ شہر نہایت مستحکم و استوار

ہے۔ ہر ایک اہلِ شہر حسن و جمال و صفا و بہادری میں غیرتِ روزگار ہے۔
سات قلعے اُس شہر میں متصل دریا ہیں۔ جن کے بروج نفیس و خوب
اور آراستہ ہیں۔ نہریں بکثرت ہیں۔ اشجار بار دار انواع فواکہ و اثمار
سے بیشمار ہیں۔ بازار میں متعدد حمام نہایت پاکیزہ و صاف۔ اکثر عمارات
اُس شہر کی سنگ مرمر سے تھیں۔ میں یہ دیکھ کر فرطِ مسرت سے بیتاب
ہوا جاتا تھا۔ شیخ محمد ایک مقام پر اُترے۔ تھوڑا سا میں نے بھی آرام
کیا۔ بعد اس کے شیخ کے ہمراہ مسجد جامع کبیر میں گیا۔ تو میں نے
دیکھا۔ کہ کثرت سے وہاں لوگ جمع ہیں۔ اور ایک شخص صاحب سکینہ
و وقار اُن کے درمیان میں رونق افروز ہیں۔ سب اُن کو سید شمس الدین
محمد عالم کہتے ہیں۔ تفسیر قرآن و علم فقہ اور اقسام علوم عربیہ و اصول دین
اُن سے پڑھتے ہیں۔ جو حضرت صاحب الامرؑ سے اُن تک پہنچا تھا۔ جب
میں اُن کے سامنے گیا۔ نہایت شوق سے خیر مقدم کہکے بکمال
شفقت اپنے پاس مجھے بٹھلایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ سفر میں تجھ
پر جو رنج و الم گذرے۔ وہ سب مجھ پر ظاہر ہیں۔ شیخ محمد میرے حکم
سے تجھ کو یہاں لایا ہے۔ بعد اس کے حکم کیا۔ کہ گوشہ مسجد سے کوئی
جائے خلوت میرے واسطے مقرر کی جائے۔ پس جس مقام کو میرے
واسطے مقرر فرمایا تھا۔ میں وہاں گیا۔ اور وقت عصر تک استراحت
کی۔ پس اُس وقت ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے کہا۔
کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا اُس وقت تک کہ جناب سید اور اُن کے
اصحاب آتے ہیں۔ اور تمہارے ہمراہ کھانا کھائیں۔ میں نے کہا۔
سمعاً و طاعۃً تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا۔ کہ جناب سید مع اصحاب کے

تشریف لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ اور بہر قسم کے کھانے چنے گئے۔
جب کھانے سے فراغت ہوئی۔ ہمراہ جناب سید کے واسطے نماز
مسجد میں لے چلا۔ بعد فراغ نماز جناب سید اپنے مکان کی طرف تشریف
لے گئے۔ اور میں اپنی جگہ پر واپس آیا۔ اور کئی روز تک اس شہر مبارک
میں مقیم رہا۔ اکثر اوقات میری صحبت جناب سید میں گذرتی تھی۔ جب
جمعہ داخل ہوا۔ میں نے ہمراہ جناب سید بہ نیت واجب دو رکعت
نماز جمعہ ادا کی۔ بعد فراغ نماز میں نے عرض کیا۔ کہ اے سید و آقا
میرے۔ آپ نے نماز جمعہ بطور واجب کے ادا فرمائی۔ فرمایا ہاں
ایسا ہی ہے۔ شروط معلومہ نماز جمعہ پائے جاتے ہیں۔ یہ سُن کر
مجھے خیال ہوا۔ کہ شاید امام عصر عجل اللہ فرجہ تشریف لائے ہوں
جب دوسرے وقت تخلیہ میں میں نے سوال کیا۔ کہ آیا امام زمانؑ
تشریف لائے تھے۔ فرمایا کہ نہیں۔ مگر میں نایب خاص اُن حضرتؑ
کا ہوں۔ بواسطہ اُس امر کے جو اُن جناب سے صادر ہوا ہے دربارہ
میری نیابت کے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ نے آیا حضرتؑ کی
زیارت کی ہے۔ فرمایا نہیں۔ لیکن میرے والد بزرگوار نے مجھے
خبر دی ہے۔ کہ اُنہوں نے کلام حضرتؑ کا سُنا ہے۔ مگر اُنہوں نے
زیارت امامؑ کی نہیں کی ہے۔ ہاں میرے جد امجد حاضر حضور بھی
ہوتے تھے۔ اور حضرتؑ سے کلام کرتے تھے۔ میں نے عرض
کیا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ بعض کو اختصاص حضرتؑ کی زیارت سے ہوا۔
اور بعض کو یہ شرف نہیں ملا۔ فرمایا اے بھائی یہ عنایت خدا
ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ یہ محض اُس کی حکمت بالغہ

عظمت قاہرہ ہے۔ جیسے کہ خدا نے ہدایت خلق کے لئے انبیا اور
رسل اور اوصیاء کو مقرر فرمایا۔ اور اُن کو اپنے آیات سے قرار دیا۔
اور یہ حجج خدا اور وسائل و وسایط ہیں درمیان اُس کے اور بندوں
کے ۔ تاکہ خدا کی حجت کافہ مکلفین پر تمام ہو جائے ۔ لیھلك من
هلك عن بینة و یحیی من حی عن بینة ۔ بعد اس کے جناب سید
نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور باہر شہر کے تشریف لائے ۔ سبز باغ کی طرف
متوجہ ہوئے ۔ میں بھی اُن کے ہمراہ سبز باغ کی طرف چلا۔ اُس ناحیہ
مقدسہ میں دیکھا ۔ کہ جوئے آب ہر سمت لہراتی ہے ۔ ہر طرف سے
شمیم جنت آتی ہے ۔ زیادہ وہاں اشجار باردار تھے ۔ نایاب زمانہ
بہی وسیب وانگور وامرود وانار تھے ۔ ایسے ایسے میوے وہاں
دیکھنے میں آئے ۔ کہ نہ میں عراقین میں دیکھے تھے ۔ نہ شامات میں
نظر سے گذرے تھے ۔ ہم ایک باغ سے دوسرے باغ کی سیر
کرتے تھے ۔ کہ دیکھا میں نے ایک مرد صاحب جمال صلاح و
تقدس میں ذیجمال صبیح الوجہ دو چادریں سفید اُون کی اوڑھے ہوئے
ہماری طرف چلے آتے ہیں ۔ جب قریب پہنچے ۔ تو ہم پہ سلام کیا۔
اور آگے چلے ۔ مجھے اُن کی ہیئت اور شکل و شمائل نہایت پسند
ہوئی ۔ سید سے پوچھا ۔ کہ یہ بزرگ کون ہیں ۔ فرمایا ۔ وہ پہاڑ جو تم
دیکھتے ہو ۔ اُس کے درمیان میں ایک مکان نہایت خوشنما ہے ۔
ایک درخت بلند کے نیچے جس کی شاخیں بہت ہیں ایک چشمہ جاری
ہے ۔ اور اس کے نزدیک ایک قبہ ہے ۔ یہ شخص مع اپنے رفیق
کے اُس قبہ کا خادم ہے ۔ میں بھی ہر صبح جمعہ کو وہاں جاتا ہوں ۔

اور اُسی جگہ سے زیارت امام علیہ السلام پڑھتا ہوں۔ اور دو رکعت نماز بجالاتا ہوں۔ ایک ورق کاغذ وہاں سے پاتا ہوں جس میں سب مطالب مندرج رہتے ہیں۔ اُسی پر میں عمل کرتا ہوں۔ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ کہ وہاں جاؤ۔ اور حضرت امام عصرؑ کی زیارت سے بیرون قبہ مبارک سے مشرف ہو۔ میں بتعجیل حکم سید کے پہاڑ پر گیا۔ اور قبۂ پاک کے پاس پہنچا۔ وہ دونوں خادم مجھے وہاں ملے۔ ایک اُن میں سے وہ تھے۔ جن کو میں نے دیکھا تھا۔ اُنہوں نے مجھ کو پہچانا۔ اور مرحبا کہا۔ خادم ثانی سے کہا۔ کہ ان کو منع نہ کرو۔ ان کو میں نے خدمت سید شمس الدین عالم میں دیکھا ہے۔ پس خادم ثانی نے بھی مرحبا کہا۔ اور دونوں نے مجھ سے باتیں کیں۔ اور نان و انگور میرے واسطے لائے۔ میں نے اُس کو کھایا۔ اور اُس چشمہ سے پانی پیا۔ وضو کیا۔ دو رکعت نماز بجالایا۔ رویت امامؑ کا اذن اُن خادموں سے طلبگار ہوا۔ جواب دیا۔ کہ یہ امر غیر ممکن ہے۔ ہم کو اذن و اجازت نہیں ہے۔ کہ جو ہم جانتے ہیں۔ اُس کی دوسروں کو خبر دیں۔ پس میں اُن سے طالب دعائے خیر ہوا۔ اور رخصت ہو کے پہاڑ سے اُترا۔ جب شہر میں پہنچا۔ تو سید شمس الدین عالم کے مکان پر گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ابھی گھر سے کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ پس وہاں سے شیخ محمد کے مکان پر گیا۔ اُن سے ملاقات کی۔ اور اُن سے کل حکایت پہاڑ پر جانے کی اور زیارت قبہ منورہ کی اور خادم کی ممانعت کرنے کی بیان کی۔ اُنہوں نے کہا۔ خوشا نصیب تمہارے کہ اُس قبہ تک تیری رسائی

ہوئی۔ بجز سید نامور کے کوئی شخص وہاں جا نہیں سکتا۔ میں نے احوال سید اُن سے دریافت کیا۔ تو کہا۔ کہ جناب سید اولاد امام علیہ السلام سے ہیں۔ درمیان اُن کے اور امامؑ کے پانچ پشت کا فاصلہ ہے۔ اور جناب سید بتخصیص امامؑ نایب خاص ہیں۔ مَیں نے جناب سید سے نقل بعض مسائل کی درخواست کی۔ اور اذن قرأت قرآن مجید و تقابلہ مواضع مشکلہ علوم دینیہ کا طلب کیا۔ جناب سید نے اجازت دی۔ اور ارشاد کیا۔ کہ ہرگاہ چارہ اس سے نہیں ہے۔ پس ابتدا کرو اوّلاً ساتھ قرأت قرآن مجید کے۔ جبکہ مَیں نے شروع کیا۔ اور مواضع اختلاف پر پہنچا۔ تو کہا مَیں نے۔ کہ حمزہ نے اس طرح قرأت کی ہے۔ اور کسائی سے اس طرح پڑھا ہے۔ اور عاصم نے اس طرح۔ اور مذہب ابوعمرو بن کثیر کا یہ ہے۔ جناب سید نے ارشاد فرمایا۔ کہ مَیں ان اشخاص کو نہیں پہچانتا ہوں۔ مگر قرآن سات حرف پر نازل ہُوا تھا۔ جب کہ پیغمبر خداؐ نے حجۃ الوداع سے فراغت پائی۔ تو جبرئیلؑ امین پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہو گئے۔ اور عرض کی۔ کہ اے رسول خداؐ قرآن پڑھئے۔ تاکہ اوائل و اواخر سورہ ہائے قرآنی کا مَیں نشان آپ کو دوں۔ اور تاویل ہر آیہ شریفہ کی آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ پس حاضر ہوئے خدمت رسولؐ میں جناب امیر علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہم السلام اور ابی بن کعب و عبداللہ بن مسعود و حذیفہ بن الیمانی و جابر بن عبداللہ انصاری اور ابوسعید خدری و حسان بن ثابت اور دوسرے صحابہ اخیار جناب رسالتمآبؐ نے اوّل قرآن مجید سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ مقامات اختلاف کو جبرئیلؑ بتاتے جاتے تھے۔ اور جناب امیر المومنینؑ ایک پرچہ ادیم پر تحریر فرماتے تھے۔ پس بنابراس کے جو کچھ کہ مَیں نے تمہارے واسطے بیان کیا تمامی قرآن قرأت

حضرت امیر المومنینؑ خلیفہ بلا فصل سے ہے۔ میں نے کہا۔ اے سید و آقا میرے بعض آیات کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ اول کو اُس کے آخر سے اُس کے ربط نہیں ہے۔ میرا فہم ناقص کنہ مطلب تک نہیں پہنچتا ہے۔ فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے سبب اس کا یہ ہے۔ کہ جناب رسالت مآبؐ نے جب دار دنیا سے رحلت فرمائی۔ تو ضیمی قریش یعنی ابوبکر و عمر نے جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا خلافت کو غصب کر کے ظاہر کیا۔ تو جناب امیر المومنینؑ نے قرآن کو جمع کر کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر جس وقت سب مسلمان مسجد رسول میں جمع تھے تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ایہا الناس یہ کلام خداوند پاک بموجب حکم رسول خداؐ جمع کر کے لایا ہوں۔ تمکو دکھاتا ہوں۔ اور بیان کرتا ہوں۔ تاکہ حجت خدائے عزوجل تم پر تمام ہو۔ اور میں بروز قیامت پیش خدا مواخذہ ہوں۔ پس فرعون و نمرود امت نے جواب میں کہا۔ کہ ہم آپ کے قرآن کے محتاج نہیں ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ اس کی خبر میرے حبیبؐ نے مجھ کو دی ہے۔ لیکن میں نے چاہا۔ کہ حجت تم پر تمام کر دوں یہ فرما کے منزل مقدس میں اپنی تشریف لائے۔ اُس وقت زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری ہوا۔ کہ خداوندا تیرے سوا دوسرا خدا قابل پرستش نہیں ہے۔ تو یگانہ و واحد ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ جو کچھ تیرے علم میں گذر چکا۔ اُس کا کوئی رد کرنے والا نہیں ہے۔ اور جس چیز کے واسطے تیری حکمت مقتضی ہے۔ اُس کا کوئی مانع نہیں ہے۔ میری طرف سے تو گواہ رہنا اُس روز کہ جس دن حشر خلایق کا ہوگا۔ اور اعمال تیری درگاہ میں عرض کئے جائیں۔ بعد واپس آنے حضرت علیؑ کے ابوبکر نے لوگوں کو ندا کی۔ کہ جس کے پاس قرآن مجید سے کوئی

سورہ یا آیہ ہو لائے۔ ابو عبیدہ جراح و عثمان و سعد بن ابی وقاص و معاویہ
بن ابی سفیان و عبد الرحمان بن عوف و طلحہ بن عبد اللہ اور ابو سعید
خدری اور حسان بن ثابت اور دیگر مسلمین آیات قرآنیہ کو جو اُن
کے پاس تھے لائے۔ اور اس قرآن مجید کو جمع کیا۔ اور جو آیات کہ مشتمل
ہیں قبایح پر اُن کے۔ جو بعد پیغمبر خدا ظہور میں آئے۔ اُن آیات کو نکال ڈالا۔
قرآن سے یہی وجہ ہے۔ کہ صدر آیت کو ذیل سے اُس آیت سے کچھ
ربط نہیں ہے۔ اور وہ قرآن جس کو بدستخط خود خلیفہ اول نے جمع کیا تھا
بالفعل پاس امام عصرؑ کے موجود و محفوظ ہے۔ اُس میں ہر چیز مذکور ہے۔
یہاں تک کہ دیت خراش کی۔ جو جلد میں بہم پہنچے۔ ولا رطب ولا
یابس الا فی کتاب مبین۔ اس میں شک و شبہ نہیں ہے۔
کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ اور جو کچھ مَیں نے تم سے بیان کیا۔ یہ مجھ کو جناب
صاحب الامرؑ سے پہنچا تھا۔ مَیں نے بہت سے مسائل جناب سید سے
پوچھے۔ اور اُس کو مَیں نے ایک مجلد میں جمع کر کے فوائد شمسیہ اُس کا نام
رکھا ہے۔ بجز خاص مومنین کے کوئی دُوسرا اُس پر مطلع نہیں ہُوا
ہے۔ مگر انشاء اللہ تم اُس کو دیکھو گے۔ شیخ موصوف کہتے ہیں۔ کہ جب
دُوسرا جمعہ ہُوا۔ اور وہ جمعہ وسط ماہ میں واقع ہُوا تھا۔ ہم نے نماز سے
فراغت پائی۔ اور جناب سید مجلس افادہ مومنین میں بیٹھے۔ تو اُس وقت
آواز غوغائے عظیم کی مَیں نے بیرون مسجد سے سنی۔ مَیں نے سید سے
دریافت کیا۔ فرمایا۔ ہمارے لشکر کے یہ سب سردار ہیں۔ جو جمعہ کہ وسط
ماہ میں واقع ہوتا ہے۔ اُس وقت سوار ہوتے ہیں۔ اور انتظار کشائش
آل محمدؐ کرتے ہیں۔ مَیں اذن لیکر باہر اُن کے دیکھنے کے لئے گیا۔ دیکھا

ایک انبوہ کثیر ہے تسبیح و تحمید و تہلیل خدا کرتے ہیں۔ اور کشایش کی اُس امام کی دعا کرتے ہیں۔ جو مروج امر الٰہی و نصیحت کنندہ خلق ہے یعنی م ح م د بن الحسن المہدی الخلف الصالح حضرت صاحب الامرؑ یہ دیکھ کر میں مسجد میں آیا۔ سید نے فرمایا۔ تم نے دیکھا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ امیران لشکر کا شمار کیا۔ کتنے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں نے شمار نہیں کیا۔ فرمایا۔ یہ تین سو آدمی ہیں۔ تیرہ آدمی اور باقی ہیں۔ جب عدد پورے ہو جائینگے۔ تو خداوند عالم اپنی مشیت بالغہ سے قریب و نزدیک فرمائیگا۔ انشاءاللہ کشایش کو واسطے اپنے حبیب کے۔ جو منتظر اس کا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے سید یہ کشایش کیونکر ہوگی۔ فرمایا اے بھائی علم اس کا خدا کو ہے۔ اور امر کشایش وابستہ ہے اُس کی مشیت کے ساتھ۔ لیکن اُس کے واسطے چند علامتیں ہیں۔ منجملہ اُس کے یہ ہے۔ کہ ذوالفقار تکلم کریگی۔ اور غلاف سے باہر آئیگی۔ اور بزبان فصیح عربی عرض کریگی۔ کہ اے حبیب خدا اُٹھئے۔ اور چلئے ساتھ نام خدا کے۔ اور دشمنان خدا کو قتل کیجے۔ اور منجملہ اُس کے یہ ہے۔ کہ تین آوازیں اُٹھینگی۔ کہ تمام خلق اُس کو سنینگے۔ آواز اول ازفت الازفۃ یا معشر المؤمنین۔ آواز دوم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین لآل محمد صلی اللہ علیہم اجمعین۔ اور تیسری بدلی ہے کہ قرص آفتاب پر نمایاں ہوگی۔ اور کہیں گے۔ کہ خدا نے حضرت امام م ح م د ابن الحسن المہدی علیہ السلام کو واسطے ہدایت کے بھیجا ہے۔ سنو تم قول اُن کا اور اطاعت کرو۔ پس میں نے عرض کیا۔ کہ اے سید ہم نے اپنے مشایخ سے سُنا ہے۔ چند روایات کو جو حضرت امام عصرؑ سے وہ لوگ روایت کرتے ہیں۔ کہ

آں حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی بعد میری غیبت کے دعوے اس کا کرے کہ اس نے مجھ کو دیکھا ہے۔ وہ دروغ گو ہے۔ پس کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے درمیان میں کوئی شخص ایسا ہو۔ کہ جس نے زیارت حضرتؑ کی کی ہو۔ فرمایا۔ کہ روایت درست ہے۔ اس کو حضرتؑ نے اس زمانہ میں فرمایا تھا۔ بسبب کثرت اعدا کے اعزا و اہلبیتؑ سے آنحضرتؑ کے۔ اور کثرت فراعنہ بنی عباس سے۔ تاکہ شیعے بایکدیگر ذکر سے حضرتؑ کے باز رہیں۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ علماے شیعہ حضرتؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خمس کو اپنے شیعوں کے واسطے مباح فرمایا ہے۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ لیکن واسطے اُن شیعوں کے جو اولاد جناب امیرالمومنینؑ سے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آیا شیعوں کو خریداری عبید و اماء کی امیران عامہ سے رخصت و اذن ہے۔ فرمایا۔ ہاں اسیران غیر غازی کی شرع نے بھی اجازت دی ہے اپنے شیعوں کو اس واسطے۔ کہ آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ کہ عامہ کے ساتھ معاملہ کرو۔ جس طرح سے وہ اپنے درمیان میں معاملہ کرتے ہیں۔ یہ دو مسئلے اُن مسائل پر زیادہ ہیں۔ جو میں نے تم کو تعلیم کئے ہیں۔ بعد اس کے سید نے فرمایا۔ کہ وہ جناب ظہور فرمائینگے مکہ میں درمیان رکن و مقام۔ اُس سال نو جو طاق ہوگا۔ اور مومنوں کو چاہئے۔ کہ ظہور لامع النور کے منتظر رہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس رہوں جب تک حضرتؑ کو اذن ظہور خدا کرامت فرمائے۔ فرمایا اے بھائی تمہارے بارہ میں ایک حکم مجھ کو پہنچا ہے۔ تم اپنے وطن کو جاؤ۔ مجھ کو اور تم کو تاب مخالفت اُس حکم کی نہیں ہے۔ تم مرد صاحب عیال ہو۔ مدت مدید سے اُن سے

غایب ہو۔ اب تمکو لازم ہے۔ کہ زیادہ اس سے اذن سے جلدی
نہ کرد۔ یہ سنکر میں نہایت متاسف و متالم ہؤا۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ
پھر کوشش فرمائیے۔ کہ میرا جانا نہ ہو۔ فرمایا ممکن نہیں ہے۔
میں نے کہا۔ کہ مجھے اجازت ہے کہ یہاں کے حالات میں اپنے
دوستوں سے بیان کروں۔ فرمایا۔ ہاں اجازت ہے۔ مگر چند امر
کہ جو میں تمکو بتلاتا ہوں کسی سے نہ کہنا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ
تمام عمر میں کبھی میں اپنے امام کی زیارت سے مشرف ہونگا۔ فرمایا
یہ دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ مگر اے بھائی ہر مرد مومن مخلص کے واسطے
ممکن ہے کہ اپنے امام کو دیکھے اور نہ پہچانے۔ میں نے کہا۔ کیا وجہ
ہے۔ میں مومن خالص نہیں ہوں۔ کہ ابتک اس شرف سے مشرف
نہیں ہؤا۔ جواب ملا۔ کہ دو مرتبہ اس قدر و منزلت سے تو مشرف
ہو چکا ہے۔ ایک مرتبہ تو سامرہ جاتا تھا۔ اور ایک نہر بے آب پر
تیرا گذر ہؤا۔ قافلہ سے جدا ہو گیا۔ اُس وقت ایک سوار نیزہ دار نے
تجھ کو متفکر دیکھ کے صدا دی۔ کہ تو نہ گھبرا تیرے ہمراہی زیر درخت
تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ جا اُن سے مل اور شاد ہو۔ وہ وصی خاتم الانبیاؐ
امام عصر علیہ روحی فداہ تھے۔ پھر دوسری مرتبہ تو ہمراہ اپنے اُستاد کے
کہیں جاتا تھا۔ مصر کی راہ میں کہیں قافلہ بڑھ گیا۔ اور تو قافلہ سے
دور ہو گیا۔ اُس مقام پر بھی جب اضطراب تیرا زیادہ ہؤا۔ تو ایک سوار
نیزہ دار پیدا ہؤا۔ اُس وقت زیران اُس کے اسپ زانو سفید قشقہ دار
تھا۔ حضرتؑ نے تجھ سے فرمایا۔ کہ ایک قریہ جانب راست ہے۔
وہاں جا کے تو اپنے مذہب سے آگاہ کر کے رات کو قیام کر۔ قافلہ کا نشان

تجھے مل جائیگا۔ میں نے کہا۔ بلاشک یہ دونو ماجرے ٹھیک ہیں۔
کچھ اس میں شبہ ہے نہ شک۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب فرمائیے کہ
ہمارے امام زمانؑ حج کعبہ وزیارت مشاہد مشرفہ کو بھی جاتے ہیں۔
ارشاد کیا۔ کہ وسعت راہ دنیا ہر مرد مومن کے ایک قدم ہے۔ بہرحال
امام زمانؑ حج وزیارت کو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک جا سے ہو کر پھر یہاں
عود فرماتے ہیں۔ یہ سب ارشاد کر کے مجھ سے کہا۔ کہ اب زیادہ تاخیر
جائز نہیں۔ جلد تو روانہ وطن ہو۔ اور بلاد مغرب کی اقامت چھوڑ دے۔
اور ذکر کیا مجھ سے اپنے یہاں کے دراہم کا۔ کہ اُس میں یہ لکھا ہوتا ہے۔
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ م ح م د ابن الحسن
المہدی قائم بامر اللہ۔ اور پانچ اُس میں سے مجھ کو عطا
فرمائے۔ کہ جو بطور تبرک میرے پاس موجود ہیں۔ پھر سید نے
مجھ کو اُن جہازوں پر کہ جن پر میں آیا تھا۔ روانہ کیا۔ جب میں زمین
بربر میں پہنچا۔ گندم وجو کو ایک سو چالیس دینار سرخ کو فروخت کر
ڈالا۔ اور وہاں سے شہر طرابلس کی طرف روانہ ہوا۔ اور حسب الارشاد
اندلس میں گیا۔ وہاں پہنچ کر حجاج مغرب کے ہمراہ مکہ معظمہ کو چلا گیا۔
بعد ادائے حج عراق میں آیا۔ اب چاہتا ہوں۔ کہ تاحیات حجاور نجف
اشرف رہوں۔ علی بن فاضل مازندرانی فرماتے ہیں۔ کہ نزدیک آن
کے پانچ شخص علمائے امامیہ سے سید مرتضیٰ سوسوی۔ شیخ
ابوجعفر طوسی۔ محمد بن یعقوب کلینی۔ ابن بابویہ قمی۔ شیخ ابوالقاسم جعفر
بن اسمٰعیل حلی کے دوسرا شخص کوئی نہیں ہے۔ یہ آخر کلمات ہیں
جو شیخ سے سُنے گئے +

فصل ہشتم

بیان میں علامات ظہور و خروج سفیانی و دجال کے

اکمال الدین میں محمد بن مسلم سے مروی ہے۔ کہ فرمایا جناب امام محمد باقرؑ نے۔ کہ ہمارے قائمؑ کا رعب سب کے دلوں میں ہے۔ ملائکہ اُس کی یاری کرینگے۔ زمین اُس کے واسطے پیچیدہ ہوگی۔ زمین کے خزانے اُس پر ظاہر ہونگے۔ مشرق سے مغرب تک سلطنت کریگا۔ دین خدا کی اشاعت کریگا۔ ولو کرہ المشرکون کوئی ویرانہ نہ رہیگا مگر یہ کہ آباد ہو۔ عیسٰیؑ بن مریمؑ آسمان سے اُترینگے۔ پیچھے اُس کے نماز پڑھینگے۔ مَیں نے کہا۔ کہ آپ کے قائمؑ کب ظاہر ہونگے۔ فرمایا۔ جس وقت مرد شبیہ بعورت اور عورت شبیہ بمرد ہو۔ مردوں کو مردوں سے واسطہ ہو۔ عورتوں کو عورتوں سے رابطہ ہو۔ عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں۔ خونریزی میں نیکوں کی گواہی مقبول نہ ہو۔ خونریزی کو آسان و سہل سمجھیں۔ لوگ زنا کریں سُود کھائیں۔ بدوں کی زبان سے تقیہ کریں۔ سفیانی شام سے اور یمانی یمن سے خروج کرے۔ ایک لشکر گراں زمین میں دھنس جائے۔ اور ایک جوان مابین رکن و مقام کے مقتول ہو۔ نام اُس کا محمد بن حسن نفس زکیہ ہو۔ ایک صدا آسمان سے آئے۔ کہ وہ اور شیعے اُس کے برحق ہیں۔ اُس وقت قائمؑ ہمارا خروج کرے۔ دیوار کعبہ پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ ایک سو تیرہ نفر گرد اس کے جمع ہوں۔ اوّل کلام کہ جو اُس سے صادر ہو۔

یہ ہو۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین انا بقیۃ اللہ فی ارضہ۔ جب دس ہزار لشکر جمع ہو جائے۔ وہاں سے باہر آئیے۔ تمام زمین میں کوئی معبود بُت اور غیر بُت سے خدا کے سوا نہ رہے۔ بُت اور غیر بُت آگ سے جل جائیں۔ یہ سب بعد غیبت طولانی کے ہوگا۔ اور اس غیبت طولانی میں خدا اپنے بندوں کا امتحان لیگا۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ کس کس نے اُس کی اطاعت کی۔ اور کس کس نے معصیت کی +

حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ کہ فتنہ درمیان اہل مغرب و مشرق کے واقع ہو۔ اُسی اثنا میں سفیانی خروج کرے وادئ یابس سے اور دمشق میں آئے۔ اور دو لشکر مہیا اور آمادہ کرے ایک لشکر کو جانب مشرق بھیجے۔ جب وہ زمین بابل تک پہنچیں۔ کہ وہ متعلق مدینہ ملعونہ بغداد کے ہے۔ تین ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل کریں۔ اور سو عورت سے زیادہ رسوا و فضیحت ہوں۔ تین سو بزرگان بنی عباس کو ماریں۔ اور پھر کوفہ کی طرف روانہ ہوں۔ اور اس کے گرد و پیش مقاموں کو خراب کریں۔ وہاں سے شام کو روانہ ہوں۔ پس ایک علم ہدایت کوفہ سے نکلے۔ لشکر سفیانی کا تعاقب کرے۔ اُن تک پہنچ کر سب کو قتل کریں۔ کہ ایک نفر بھی باقی نہ رہے۔ سب اموال و غنایم جو اُن کے ہاتھ میں ہوں یہ سب لے لیں۔ دوسرے لشکر کو سفیانی طرف مدینہ کے روانہ کرے۔ جب وہ سب داخل مدینہ ہوں۔ تین دن تک غارت و تاراج کریں۔ پھر وہاں سے روانہ مکہ ہوں۔ جب بیدا میں پہنچیں۔ حق تعالےٰ جبرئیلؑ کو حکم دے۔ کہ زمین پر جا اور ان سب لشکر کو ہلاک کر۔ پس جبرائیلؑ آئیں اور پاؤں اپنا زمین پر ماریں۔ زمین پھٹ جائے۔ اور وہ سب زمین میں سما

جائیں۔ اور کوئی اُن سے زندہ نہ بچیں۔ مگر دو نفر عرب جہنیہ سے۔ اور اسی
حدیث کو علمائے اہل سنت نے مثل ثعلبی وغیرہ کے اپنی تفسیر میں لو تری
اذ فزعوا الآیہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اور شیعوں کے عالموں نے بھی
حضرت باقرؑ و صادقؑ سے نقل کیا ہے۔ کہ آیہ لو تری اذ فزعوا دربارہ
سفیانی اور اُس کے اتباع کی ہے۔ رسالہ اصول خمسہ میں اسی روایت کو
مع شئے و زاید تحریر کیا ہے۔ اگرچہ تکرار موجب تطویل کلام ہے۔ لیکن
باعث مزید اطلاع خاص و عام ہے لکھا ہے۔ کہ علامت ظہور قایمؑ سے
ایک یہ ہے۔ کہ ایک مرد جانب یمن سے خروج کرے۔ اور گرد و نواح
میں اُس کے غلبہ کرے۔ اور ظاہرا وہ نسل بنی عباس سے ہو + دوسری
یہ کہ سفیانی شام میں خروج کرے۔ اور مروی ہے۔ کہ نام اُس کا عثمان بن
عتبہ ہو۔ نسل یزید بن معاویہ بن سفیان علیہم اللعنۃ والخذلان سے ہو۔ تمام
بلاد شام کو اپنے قبضہ میں لائے۔ چار شانہ رکھتا ہو۔ قد اُس کا میانہ ہو۔
سر بڑا کریہ منظر۔ بدصورت۔ کبود چشم۔ آبلہ رو۔ اور ایسا معلوم ہو کہ ایک
آنکھ سے کانا ہے۔ لیکن کانا نہیں ہے۔ سات مہینے قبل از ظہور
حضرت صاحب الزمانؑ ماہ رجب میں خروج کرے + تیسری یہ کہ چاند
گہن پنجم ماہ اور بعض روایت میں ہے کہ آخر ماہ میں واقع ہو + چوتھی سورج
گہن پانزدہم ماہ کو ہو۔ اور یہ دونوں علامت یعنی چاند گہن و سورج گہن اس
طور پر خلاف قاعدہ منجمین ہے۔ جس دن سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے ایسا
واقع نہیں ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا قیامت تک۔ مگر اسی وقت + پانچویں
ایک لشکر کا زمین بیدا میں زمین کا نگل جانا۔ حال اس کا مفصل روایت مذکورہ
بالا میں مذکور ہے + چھٹی قتل نفس زکیہ درمیان رکن و مقام۔ اور حال اس کا

اس طرح پر ہے۔ کہ جب ظہور حضرتؑ کا نزدیک ہو۔ ایک شخص اُن ملازموں سے کہ جو خدمت اقدس میں رہتے ہیں۔ اس خوشخبری کو مکہ میں پاس ایک جوان کے کہ نام اُس کا محمد بن حسن ملقب بنفس زکیہ ہو۔ اور ذریت امام حسنؑ مجتبےٰ سے ہو پہنچائے۔ اور وہ عجلت کر کے ارادہ خروج کرے۔ اہل مکہ آگاہ ہو کر اُسے قتل کر کے سر اُس کا سفیانی کے پاس بھیجیں۔ اس قضیہ کے پندرہ دن بعد حضرتؑ ظہور فرمائیں ✤ ساتویں صیحہ یعنی آواز۔ اور یہ اس طرح پر ہے کہ اول روز وقت طلوع آفتاب جانب مشرق سے جبرئیلؑ آسمان سے آواز دیں۔ کہ یہ مہدیؑ آل محمدؐ ابوالقاسم محمدؐ بن الحسنؑ امام ہیں اولاد امام حسینؑ سے۔ اُن کی اطاعت کرو۔ تاکہ راہ نیک ملے۔ اور اُن کی مخالفت نہ کرو۔ کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس آواز کو تمام اہل آسمان و زمین و ملائکہ و جن و انس مغرب و مشرق و بر و بحر عالم کے سُنیں۔ اور اُس طرف متوجہ ہوں۔ اور آپس میں اس کی گفتگو کریں۔ اُسی روز وقت غروب آفتاب مغرب کی طرف سے شیطان رجیم جانب زمین سے پکارے۔ کہ خدا تمہارا عثمان بن عتبہ نسل یزید سے ہے۔ زمین فلسطین میں طرف شام کے خروج اُس نے کیا ہے۔ پیروی اُس کی کرو۔ تا ہدایت پاؤ۔ اور مخالفت اُس کی نہ کرو۔ کہ گمراہ ہو گے۔ جس شخص کے دل میں شک و شبہ ہو۔ اور طینت اُس کی ناپاک ہو۔ اس آواز و دم سے گمراہ ہو جائے۔ وقت ظہور حضرتؑ کا روز جمعہ دہم ماہ محرم ہو۔ سالہائے ہجرت سے کوئی سنہ طاق ہو۔ ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو۔ اور رنگ مبارک حضرتؑ سرخ و سفید۔ پیشانی کشادہ۔ چہرہ پر جانب راست خال نورانی مثل ستارہ درخشاں۔ اور عمر شریف اگرچہ بہت دراز ہے لیکن دیکھنے میں جوان چہل سالہ معلوم ہوں گے۔ تتمہ روایت اسی کتاب

میں مکرر مذکور ہے۔ حاجت تکرار نہیں ہے ۔ اور کتاب اکمال الدین میں ضحاک سے اور اُس نے نزال بن سبزہ سے اور اُس نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے ایک دن بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا۔ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ تین مرتبہ۔ صعصعہ بن صوحان نے اُٹھ کر عرض کیا۔ یا امیرالمومنینؑ دجال کب خروج کریگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ بیٹھ خدا تعالےٰ نے تیری بات سُنی اور مطلب تیرا سمجھا۔ خدا کی قسم بات یہ ہے۔ کہ اُس کا تو نے سوال کیا ہے۔ کہ مثل تیرے مسئول بھی اس مطلب کو نہیں جانتا ہے۔ لیکن علامتیں اور چند نشانیاں ہیں۔ کہ وہ پے درپے ظاہر ہوتی ہیں مثل قدم اُٹھانے کے۔ کہ ایک قدم کے بعد دُوسرا قدم اُٹھایا جاتا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے۔ تو ہم اُن علامتوں کو بیان کردیں۔ عرض کیا۔ ہاں یا امیرالمومنینؑ۔ فرمایا۔ یاد رکھ جس وقت نماز کے لوگ تارک ہوں۔ یا اُس کی طرف سے بے پروائی کے سالک ہوں۔ امانت میں خیانت ہو۔ جو بات بطور امانت کے کوئی شخص کسی کے سپرد کرے۔ اُس کو افشا کریں۔ امر کذب و دروغ علانیہ بیجا بکریں۔ سُود کھانے کا رواج ہو۔ رشوت لینے کی طرف میلان مزاج ہو۔ مکانوں کو مستحکم و بلند بنائیں۔ دیواریں بہت مرتفع اُٹھائیں۔ اقسام رنگ و لوں سے اُس کو زینت دیں۔ التذاذ نفس و تفریح طبع کے لئے اُس کی زیبایش میں ہمت کو رنج و محنت دیں۔ دین کو دُنیا کے ساتھ فروخت کریں۔ بطمع حصول مال و دولت آتش حرص سے خرمن اعمال پسندیدہ خدا کو سوختہ کریں۔ نادان و کم عقل معاملات میں معتبر ہوں۔ زنان ناقص العقل مشیر کار ہر فرد بشر ہوں قطع صلہ رحم کریں۔ اپنے قرابت داروں پر ستم

کریں۔ ہوا و ہوس کی متابعت ہو حکم خدا کی مخالفت ہو۔ خونریزی سہل و آسان ہو ظلم و ستم کا [illegible]
[illegible] ہو ظلم پر فخر و ناز کریں۔ فاجر و فاسق کو امیر و مختار کریں۔ ظالموں کو [illegible]
[illegible] کا مشہور [illegible] ہوں۔ قرآن پڑھنے والے فاسق و فاجر ہوں۔ گواہان ناحق ظاہر
ہوں۔ فسق و فجور علانیہ فاش ہو۔ ایک دوسرے پر بہتان کریں نیکی تلاش ہو۔ غیبت نافرمانی و
مخالفت کرے اپنے حاکموں سے بغاوت کرے۔ قرآنوں اور مسجدوں کو طلاکاری اور
نقاشی سے مزین کریں۔ مسجدوں کے مینار بلند بنا کر نام اپنا روشن کریں۔ بدوں کی عزت
ہو نیکوں کی ذلت ہو۔ جماعت وغیرہ عبادت کی صفیں بستہ ہوں۔ مگر باہم ان میں ایک دوسرے
سے دل شکستہ ہوں۔ ایک دوسرے سے موافق نہ ہو بوجہ نفاق دو نفر بھی [illegible]
نہ ہو عہد و پیمان توڑیں متابعت امر خدا سے منہ موڑیں۔ عورتیں شوہروں کے ساتھ از راہ
حرص دنیا کسب مال و تجارت میں شریک ہوں۔ بے پردہ [illegible] فہمی کے لئے
مردوں کے نزدیک ہوں۔ فاجروں کو نیکوں پر تسلط ہو۔ [illegible] قوم کا رئیس رذیل
ہو [illegible] بزرگ قوم ذلیل ہو۔ فاسق دنیا کے شر سے [illegible] زمین [illegible]
سمجھیں۔ دروغگو کو صادق جانیں۔ خائن کو امین [illegible] لہو و لعب و انواع
و ساز و شرب خمر شائع ہو۔ بغیر طلب از راہ دوستی یا تعصب شہادت ناحق واقع ہو۔ امت
اپنے اول پر لعنت کرے۔ ان کے افعال و کردار سے [illegible] کرے۔ عورتیں گھوڑوں پر
سوار ہوں۔ لباس مردوں کا پہن کر اور ان کے مشابہ ہو کر [illegible] مرد لباس زنانہ
کا زیب بدن کریں۔ ان سے مشابہ ہو کر [illegible] فضیحت و ذلت [illegible]
غیر فقہ کا شخص طالب ہو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جاؤ۔ اور وہ ایسا زمانہ ہوگا۔ کہ لوگ آرزو کرینگے۔ کہ کاش ساکن بیت المقدس ہوتے۔ پس اصبغ بن نباتہ نے کہا۔ کہ یا امیر المومنینؑ دجال کا بھی کچھ حال بیان فرمائیے۔ ارشاد کیا۔ کہ وہ صاید بن صید ہے شقی ترین وہ شخص ہے جو اسکی تصدیق کرے۔ اور سعید ترین وہ شخص ہے جو اسکی تکذیب کرے۔ اور شہر اصفہان قریہ یہودیہ سے باہر آئیگا۔ دہنی آنکھ اسکی ممسوخ ہے یعنی برابر چہرہ کے ہے۔ کوئی نشان حدقہ پلک اور آنکھ کا نہیں ہوگا۔ اور دوسری آنکھ پیشانی میں ہوگی مثل خون کے۔ اور مانند ستارہ صبح کے روشن ہوگی۔ درمیان دونوں آنکھوں کے لکھا ہوگا (کافر) کہ ہر شخص پڑھا ہوا یا بے پڑھا ہوا پڑھ لیگا۔ دریاؤں کو وہ قطع کریگا۔ آفتاب اس کے ساتھ راہ چلیگا آگے اس کے ایک پہاڑ دود کا ہوگا اور پیچھے اسکے کوہ سفید ہوگا۔ آدمیوں کو یہ گمان ہوگا کہ وہ کوہ سفید روٹی کا ہے۔ تنگی و قحط شدید کے زمانہ میں نکلیگا۔ خر پر سوار ہوگا۔ جو قدم کہ وہ خر اٹھائیگا دوسرے قدم تک ایک میل راہ ہوگی۔ زمین اس کے واسطے پیچیدہ ہوگی۔ اور جس چشمہ تالاب چاہ پر پہنچیگا خشک ہو جائیگا۔ اور بصدا بلند کہیگا۔ ان ... ربکم الاعلیٰ ... خلق فسوی وانا الذی قدر فھدی۔ اسکی آواز تمام انس وجن سنینگے۔ اس دشمن خدا نے جھوٹ کہا۔ وہ دشمن خدا ہے کیونکہ وہ ملعون یک چشم ہے کانا ہے بازاروں میں راہ چلتا ہے۔ تمہارا خدا یک چشم نہیں ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ راہ چلتا ہے اور نہ اپنی جگہ سے زائل ہوتا ہے۔ اکثر یاران دجال حرامزادے ہونگے سبز ٹوپیاں انکے سر پر ہونگی۔ عقبہ افیق ہے کہ مقامات شام سے ہے تین گھڑی دن چڑھے روز جمعہ کو اس شخص کے ہاتھ سے مارا جائیگا جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریمؑ نماز پڑھینگے بعد اس کے حادثہ عظمیٰ و داہیہ کبریٰ ہوگا۔ عرض کیا وہ کیا ہے۔ فرمایا دابۃ الارض زمین سے باہر آئیگا نزدیک صفا کے مکہ میں۔ اور خاتم سلیمانؑ و عصائے موسیٰؑ اسکے ہمراہ ہوگا پیشانی مومن پر نقش کریگا۔ ھذا مومن حقا۔ اور پیشانی کافر پر ھذا کافر حقا۔ سب اسکو دیکھینگے اور پڑھینگے۔ مومن کافر سے کہیگا ویل لک یا کافر اور کافر مومن سے کہیگا طوبیٰ لک یا مومن۔ کاش ہم مثل تیرے ہوتے فافوز فوزا عظیما بعد اس کے دابہ سر اپنا بلند کریگا اور جو کچھ مابین مشرق و مغرب کے ہے آسمان دیکھیگا۔ اس وقت پھر توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ کوئی عمل نفع بخشیگا۔ ولا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل الآیۃ

اور تکلیف مرتفع ہو جائیگی بعد اس کے فرمایا کہ اب پوچھو مجھ سے کہ اُس کے بعد کیا ہوگا۔ کیونکہ میرے
حبیب رسول خداؐ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ سوائے اپنی عترت کے کسی سے نہ کہوں۔ نزال بن سبرہ
نے صعصعہ سے کہا کہ امیر المومنینؑ نے اس بات سے کیا ارادہ کیا ہے۔ صعصعہ نے کہا۔ یا ابن سبرہ
وہ شخص جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھینگے امام دوازدہم ہے۔ عترت پیغمبرؐ سے کہ نویں اولاد امام حسینؑ
سے ہوگا۔ اور وہ ہے آفتاب کہ مغرب سے طلوع کریگا درمیان رکن و مقام کے۔ اور زمین کو
پاک کریگا۔ ترازوے عدالت کو نصب کریگا۔ کوئی شخص کسی پر ظلم نہ کر سکیگا۔ اور خبر دی امیر المومنینؑ
نے کہ میرے حبیب رسول خداؐ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ اپنی عترت کے سوا اس خبر کو کسی سے
نہ کہوں۔ اور نافع نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے ایک دن
نماز صبح کی اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھی۔ بعد اس کے اُٹھے مع اصحاب کے۔ اور آئے
ایک گھر کے پاس۔ اور دروازہ کھلوایا۔ ایک عورت باہر آئی۔ اور عرض کیا اے ابوالقاسم
آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا اے ام عبداللہ میرے واسطے اجازت لے عبداللہ اپنے فرزند سے
اس عورت نے کہا۔ آپکو اس دیوانہ سے کیا مطلب ہے اپنے گھروں میں وہ بول و براز کرتا ہے۔
اور بڑی بڑی باتیں زبان سے نکالتا ہے۔ فرمایا تو اجازت لے۔ اُس نے کہا آپ اپنے
ذمہ لیں جو کچھ اس سے سنیں یا دیکھیں۔ فرمایا ہاں میں نے اپنے ذمہ لیا۔ پس اُس نے کہا۔ آپ
داخل ہوں حضرت جب داخل ہوئے۔ تو دیکھا ایک چادر میں اسکو لپیٹا ہے۔ آہستہ آہستہ خود
بخود بات کہتا ہے۔ اُسکی ماں نے کہا چپ ہو اور بیٹھ یہ محمدؐ ہیں تیرے پاس تشریف لائے
ہیں۔ یہ سنا خاموش ہوا اور اُٹھ بیٹھا۔ بعد اس کے پیغمبرؐ سے کہا۔ ما لها لعنها الله لو تركتني لاخبر
اهو هو یعنی کیا ہوا میری ماں کو اگر وہ مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیتی تو میں خبر دیتا تم لوگوں کو
کہ تحقیق وہی ہوتا۔ حضرت نے فرمایا کیا چیز تو دیکھتا ہے جواب دو یا حق و باطل کو ایک جا
ملا ہوا پاتا ہوں۔ اور ایک تخت پانی کے اوپر ہے۔ بعد اس کے کہا۔ اشهد ان لا اله الا
الله وانی رسول الله۔ جناب پیغمبر خداؐ نے فرمایا اس طرح کہہ۔ اشهد ان لا اله الا الله و ان

محمد رسول اللہ ہے۔ کیونکہ خدا نے تجھ کو سزاوار نبوت نہیں کیا ہے۔ دوسرے دن بھی نماز صبح پڑھ کر
گئے تو دیکھا کہ وہ درخت خرما پر چڑھا ہوا ہے اور وہاں گیت گاتا ہے۔ اسکی ماں نے کہا۔
چپ چپ اور نیچے اتر آ بیٹھ۔ محمد تشریف لائے ہیں۔ پس خاموش ہوا اور نیچے اتر آیا اور وہی بات
والفاظ روز سابق کو کہا۔ تیسرے دن جب بعد نماز صبح کے پھر حضرت تشریف لیگئے تو دیکھا درمیان
گلہ گوسفندان کے ہے اور مانند گوسفند کے آواز کرتا ہے پھر اسکی ماں نے اُسے خاموش کیا۔ اور
اُس نے بدستور سابق الفاظ سابقہ کو کہا۔ اُس دن چند آیہ سورہ دخان کی نازل ہوئی تھیں حضرت نے
نماز صبح میں اُسکی تلاوت فرمائی تھی۔ اُس بدبخت نے جب عبارت سابقہ کو کہا تو حضرت نے جواب
دیا کہ خدا نے مجھ کو تجھ سے سزاوار تر نہیں کیا ہے اور تیرے دل میں میری طرف سے کوئی خبر ہے۔
اگر تو سچا ہے اس باب میں کہ مافی الضمیر کو ہر شخص کے بتلاتا ہے۔ تو بیان کر وہ کیا چیز ہے۔ تو کہا
اُس نے الدخ الدخ یعنی دود تفسیر آیہ یوم یاتی السماء بدخان مبین میں وارد ہوا ہے کہ اشارہ
طرف طریق قتل دجال کے ہے جیسا کہ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ کہ دود میں دجال کو قتل کرینگے
اور اُس نے خبر دی بلفظ الدخ یعنی دل میں ہے حکایت دخان اور میرے قتل کی ہے۔ حضرت نے یہ سن کر
فرمایا۔ اخسا یعنی اے سگ دور ہو۔ فَاِنَّکَ لَنْ تَعْدُوَ اَجَلَکَ وَلَنْ تَبْلُغَ اَمَلَکَ وَلَا تَنَالُ
اِلَّا مَا قُدِّرَ لَکَ یعنی اپنی اجل سے تجاوز نہ کریگا اور اپنی آرزو کو نہ پہونچیگا۔ اور نہ پہونچیگا مگر اُس
چیز پر کہ خدا نے مقدر کیا ہے تیرے واسطے۔ حسین بن مسعود فراء کہ اہلسنت سے ہے اپنی شرح
سنت میں لکھتا ہے کہ یہ کہنا حضرت کا دو احتمال رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ تیرا یہ مرتبہ نہیں ہے
کہ تو علم غیب جانے بطریق وحی کہ انبیاء کو حاصل ہے یا از راہ الہام کہ جو اولیاء کو حاصل ہے۔ بلکہ
پیغمبر نے کچھ باتیں اپنے اصحاب سے کہی تھیں قبل اُس کے کہ وہ ملعون داخل نخل ہو اُس نے کچھ سنا تھا
اور کچھ شیطان نے اسکی خاطر میں ڈالا تھا کہ یہ بات اُس نے کہی۔ دوسرے یہ کہ تو ہزار مرتبہ ایسی باتیں کہے
تقدیر الٰہی کا چارہ نہیں کر سکتا ہے جو کچھ مقدر ہوا ہے تیرے امر میں۔ وہ تجھے پہونچیگا۔ اور اولیان
نے کہا کہ یہ کلمہ اُس وقت کا ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے یہود سے مصالحہ کیا تھا اور درمیان مسلمان و یہود کے

عہد ہوا تھا اور ابن صیاد بھی اُس میں سے تھا۔ خبر ابن الصیاد کی حضرت تک پہنچی تھی کہ وہ دعویٰ کہانت
اخبار غیب کا کرتا ہے حضرت نے چاہا کہ اُس کا امتحان کریں بعد گفتگو کے حضرت نے جانا کہ وہ زمرۂ ساحراں
یا کاہناں سے ہے یا اُن لوگوں میں سے ہے کہ جن یا شیطان اُس کے پاس آتے ہیں اور خبریں اُس کو دیتے ہیں۔ یا
اُس کی زبان سے باتیں کہتے ہیں جب لفظ الدخ کو اُس نے کہا حضرت نے اُسے جھڑکا اور فرمایا اخسا فلن
تعد واقدرک الخ یعنی دور ہو اے شیطان یہ باتیں جو تو کہتا ہے تسویلات شیطانی ہیں نہ وحی۔
جیسا تو نے توہم کیا تھا اور کہتا تھا کہ ہم رسول خدا ہیں۔ اور جو چیز بالقائے شیطان ہو۔ اُس کا
اعتبار نہیں ہے کبھی صحیح ہوتی ہے کبھی غلط جیسا کہ اس قصہ میں مذکور ہے کہ پیغمبرؐ نے اُس سے
فرمایا کیا دیکھتا ہے۔ تو اُس نے کہا۔ ایک تخت پانی پر دیکھتا ہوں پیغمبرؐ نے فرمایا کہ تخت
ابلیس کا پانی پر ہے اُسے تو دیکھتا ہے۔ پھر فرمایا کیا دیکھتا ہے۔ جواب دیا صادقین و کاذبا
یا کاذبین صادقا یعنی راست و دروغ کو ملا ہوا دیکھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ لُبِسَ عَلَيْهِ دَعُوهُ یعنی
مشتبہ کر دیا گیا ہے اُس کے اوپر۔ اُسکو اُس کے حال پر چھوڑ دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ دجال فتنہ ہے۔ خدا اُس کے
ساتھ امتحان کریگا۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔ جیسا کہ قوم موسیٰؑ نے
گوسالہ پرستی کی بعضے ہلاک ہوئے اور بعضوں کو خدا نے نجات دی۔ القصہ بعد اس کے رسول خداؐ نے کہا۔
ایہا الناس خدا نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس پیغمبرؐ نے اپنی قوم کو فتنۂ دجال سے نہ ڈرایا ہو۔
اور خدا نے اس امر کی آج تک نا خبر کی پس جسوقت شبہ و تشکیک تم لوگوں کو اُس سے حاصل ہو یہ فکر کرو۔ کہ
خدا تمہارا ایک چشم نہیں ہے گدھے پر سوار ہو کر یا نہیں آتا ہے۔ اور عرض مابین ہر دو گوش خر کا ایک
میل راہ ہو اُس کے ساتھ بہشت و دوزخ ہو۔ ایک پہاڑ روٹی کا ایک پانی کا ہو۔ اکثر فرمانبردار اُس کے
یہود او رعورتیں اور اعراب بادیہ نشین ہوں۔ تمام جگہ سیر کرے مگر مکہ و خانہ خدا یعنی مسجد الحرام و مدینہ
و خانہ خدا یعنی مسجد پیغمبر خدا ان جگہوں کو وہ نہ دیکھیگا اور پاؤں اُس کا وہاں نہ پہونچیگا۔ رسالہ اصول خمسہ
میں احوال دجال اس طرح پر مرقوم ہے کہ بسبب اخبار میں وارد ہوا ہے کہ دجال ایک کافر ساحر ہے۔
علم سحر میں نہایت حذاقت رکھتا ہے۔ اور اس امر میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ زمانہ نصرت

رسول خداؐ میں متولد ہُوا۔ ایک دن آپ ایک گاؤں میں جو مدینہ سے دو فرسخ پر واقع ہے تشریف لیگئے۔ تو فرمایا کہ ولادت دجال کی اسی گاؤں میں ہوگی۔ نام اُس کے باپ کا چیاد ہے اور اُسکی ماں کا نام کاہنہ ہے۔ اور یہود قطامہ کہتے ہیں اور اس گاؤں کے رہنے والے سب یہود ہیں۔ یہ حکایت روز جمعہ کی تھی اُس ہفتہ کے روز چہارشنبہ کو وقت زرد ہونے آفتاب کے دجال بدمآل پیدا ہوا جب زمین پہ آیا فی الفور بیٹھا اور بات کرنے لگا اپنی تعریف کی جو کچھ جو کوئی اپنے دل میں کہتا تھا وہ بتلا دیتا تھا اور ساعت بساعت بڑا ہوتا تھا۔ ایک آنکھ اُسکی مثل دانہ انگور کے جو پانی پر ہوتی باہر نکلی ہوئی اور دوسری آنکھ ممسوح تھی۔ ریش دراز رکھتا تھا۔ نام اُس کا دجال رکھا گیا یعنی دروغگو و فریبندہ۔ اُسی ایام میں عبداللہ بن مسعود و محمد بن مسلم اُس گاؤں میں پہنچے اور اس آشوب و غوغا کو سُنا۔ سبب اُس کا پوچھا جب حقیقت اُس کی سُنی دیکھنے کو گئے۔ تو مشاہدہ کیا اُسکی پیشانی پر بخط صنع یزدانی لکھا ہے۔ الکافر باللہ۔ اور بروایت دیگر ک ا ف ر جدا جدا حرف لکھا ہے۔ وہاں سے پھر کر جب خدمت جناب رسالت مآب میں آئے۔ جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ دوسرے دن جناب محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا مع ابن مسعود و عمر اُس گاؤں میں تشریف فرما ہوئے۔ جب اُس کے دروازہ پر پہنچے۔ دروازہ کھلوایا۔ مادر دجال حضرتؐ کو اندر لیگئی جب حضرتؐ داخل مکان ہوتے تھے تو اپنے رفیقوں سے کہا الدخ دخان ہر ایک نے سُنکر اپنے دل میں رکھا۔ اور یہ اس واسطے کیا تھا کہ دجال کا امتحان کیا جائے کہ کیا کہتا ہے۔ جب اُس کے پاس پہنچے۔ تو دیکھا کہ دجال چارزانو بیٹھا ہوا اپنا کھا رہا ہے۔ اور گھڑی گھڑی بڑا ہوتا ہے۔ اور آدمیوں کے ساتھ ہر قسم کی بات کہتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے دجال گواہی دے کہ ہم رسول خداؐ ہیں۔ دجال نے کہا۔ کہ تم رسالت خدا کیلئے مجھ سے بہتر نہیں ہو تم گواہی دو کہ ہم رسولخدا ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ دجال نے کہا اے محمدؐ تم گواہی دو کہ ہم خدا ہیں حضرتؐ نے فرمایا تعسا لک یا ملعون یعنی ہلاک ہو تو اے ملعون۔ پھر دوسری مرتبہ وہی آپ نے فرمایا۔ اور اُس نے بھی وہی جواب دیا تیسری مرتبہ فرمایا۔ کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ۔ دجّال نے وہی سخن بیہودہ اول و دوم کہا جب حضرتؐ اُس کے اسلام سے مایوس ہوئے
تو جو کچھ دل میں قبل داخل ہونے اُس گھر کے کیا تھا استفسا کیا۔ دجّال نے جلدی سے کہا الرحم دخان
حضرتؐ نے فرمایا قاتلک اللہ۔ پس عمرؓ نے تلوار اُس کے سر پر ماری۔ بھلا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ وہ تلوار
پلٹ کر عمرؓ کے سر پر پڑی اور چار انگل سر میں گھس گئی خون بہنے لگا حضرتؐ نے فرمایا اے عمر تو
قضائے خدا کو رد نہیں کر سکتا بعد اُس کے دست مبارک اُس کے زخم پر رکھکر دعا کی فوراً اچھا ہو گیا
اور اُس مکان سے باہر نکلے متوجہ مدینہ ہوئے۔ دجال بد افعال بھی حضرتؐ کے پیچھے روانہ مدینہ ہوا
جب خلائق نے خلقت عجیب و ہیئت غریب دیکھا۔ تو بغرض تماشا گرد اُس کے جمع ہوئے۔ دجّال بھاگ کر
پہاڑ پر چڑھ گیا اور ایک بھاری پتھر اُٹھا کر اُن لوگوں کی راہ میں رکھ دیا اور درمیان کوہ کے انکو
محبوس کر لیا عمرؓ ترساں و لرزاں حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا کہ دجّال نے اپنے سحر سے
ایک گروہ مومنین کو پہاڑ میں قید کر لیا ہے۔ حضرتؐ مع صحابہ کے اُٹھکر متوجہ طرف پہاڑ کے
ہوئے اور دست تضرع دعا کیواسطے اُٹھا کر دعا فرمائی کہ اے خدا اس شریر کے شر سے میری امت کو
اس وقت تک کہ تو خود جانتا ہے محفوظ رکھ۔ فوراً ایک مرغ آسمان سے پیدا ہوا اور نیچے اترا۔ اُس
بد افعال کو چنگل میں پکڑ کر اُڑا۔ ہر چند دجال تضرع و ابتہال کرتا تھا کہ اے محمدؐ مجھ کو عقاب سے رہائی
دیجئے لیکن حضرتؐ نے کچھ نہیں سنا اور اُس مرغ نے اُسکو دریائے طبرستان میں پہنچا کر ایک جزیرہ میں
ڈال دیا اور اُس جگہ قید کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ بعد دعا کے حضرت جبرئیلؑ آئے۔
اور جس وقت وہ دریا میں بیہود لوائے کے نیچے بیٹھ ہوا تھا اٹھا لیا۔ مادر و پدر و قوم اُس کا فر کے ڈرتے
تھے اور روتے تھے اور جیب میں اسکو لئے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ انکی نظروں سے غائب
ہو گئے اور اس جزیرہ میں بوس کیا اب اُس جگہ طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا محبوس ہے جبتک کہ
حکم خدا اُسکے خروج کیلئے ہو۔ رسالہ اصول خمسہ میں کتاب صحاح مصابیح و زہرۃ الریاض سے
منقول ہے کہ تمیم داری ایکدن خدمت میں جناب رسالتمآبؐ کی آیا اور عرض کیا کہ ہم بیس آدمی
کشتی پر سوار تھے۔ ناگاہ کشتی طوفان خوردہ ہو کر ٹوٹ گئی۔ ہم سب ایک ٹکڑہ سے تختہ کے

پٹتے ہوئے ایک جزیرہ میں پہنچے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ ایک مدت کشتی دریا میں
سرگرداں رہے۔ آخر کو جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں پہونچکر ایک جانور دیکھا وہ اسقدر بزرگ کلاں
دیکھا کہ اگر بیچ اسکے پیش سر کھڑا ہوتا اسکی دُم کو نہ دیکھ سکتا۔ سر اُسکا مثل سر شتر اور منہ اسکا مثل روئے
انسان اور پشت مثل پشت گاؤ اور تمام بدن میں بقدر درہم درہم پشم تھا۔ ہم بھول گئے۔
سبحان اللہ ہرگز کوئی حیوان اس شکل کا آج تک نہیں دیکھا۔ اُس حیوان نے گویا ہو کر کہا کہ میرا ہونا
مجھ سے عجیب تر ہے۔ ہم لوگوں نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ کہا اس قصر میں جو دکھلائی دیتا ہے۔
ہم سب قصر میں گئے۔ تو ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ اسقدر طویل و دراز کوئی آدمی نہیں دیکھا
تھا۔ ایک آنکھ اسکی مسخ تھی۔ بیچ دونوں شانوں کے درمیان میں بال مثل نیزہ کے نکلا ہوا پیشانی
پر اسکی کافر باللہ لکھا ہوا۔ ایڑی سے زانو تک زنجیر و بند میں جکڑا ہوا دست راست طوق
گردن سے بندھا ہوا درمیان زمین و آسمان کے معلق کھڑا ہوا ہے۔ جب اُسنے ہم لوگوں کو دیکھا بڑے
زور سے چلایا۔ اور ایسا پھولا کہ جہاں وہ مردود تھا بالکل وہ جگہ بھر گئی جب ایک ساعت گذری
ساکن ہوا مجھ سے کہنے لگا تمیم داری تیرا ہی نام ہے میں نے کہا ہاں پھر بہت سے حالات مجھ سے
پوچھے بعد اسکے کہا۔ تو نے محمدؐ کو دیکھا ہے میں نے کہا کون محمدؐ جواب دیا نبی تہامی عربی کہ مولد
اسکا مکہ میں تھا اور مدینہ میں ہجرت کیا صاحب لواء شفاعت و حوض و کرامت میں نے جواب دیا۔
ہاں دیکھا ہے۔ اُسنے کہا کہ جب اُنکے پاس جانا ایمان لانا اور یہ نصیحت کہ میں نے تجھے کی ہے
کسی نے نہیں کی ہے۔ و بروایت مصابیح پوچھا کہ عرب اُن سے لڑے۔ میں نے کہا ہاں۔ پوچھا
کون مظفر و منصور ہے اور کون مخذول و مقہور ہے۔ میں نے کہا۔ اکثر لوگوں نے اطاعت قبول کی سعادت حصول
کی۔ یہ سنکر کہا انکی بہتری ہوئی۔ بعد اسکے کہنے لگا کہ نزدیک ہے مجھے اجازت خروج کی ملے۔ تمام
زمین کو چالیس رات میں طے کر سکا۔ بعد اسکے اپنے خر کو بلایا کہ نام اُسکا جساسہ ہے جب سامنے
آیا اور لپٹ زانوں کو زمین پر پٹک با۔ دجال نے کہا ان چند شخصوں کو اٹھا انکی زمین پر پہنچا دے
ہم سب اُس پر سوار ہوئے اور ایک ساعت میں مدینہ پہونچے تمیم داری کہ نصرانی تھے ۔ ایمان لائے اور نیکبخت

خروج اُس بدمآل کی یہ ہے کہ تین سال قبل خروج کے سامان قحط روبکار ہو تنگی و عسرت کا شکار ہو سال
اول میں خداوند تعالیٰ کا یہ حکم آسمان کو پہونچے کہ ثلث باران نہ برسائے۔ اور زمین کو یہ فرمان ہو کہ ثلث زراعت
و گھاس وغیرہ نہ جمائے۔ دوسرے سال آسمان و زمین دو ثلث رحمت و برکت کو منقطع کریں تیسرے سال
میں ایک قطرہ آسمان سے نہ برسے۔ اور ایک پتہ گھاس کا زمین سے نہ اُگے۔ بعد اسکے دجال خروج کرے بعض اخبار
سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ خروج اسکا قبل از ظہور قائم ہوگا اور بعض روایتوں میں ہے کہ بعد از ظہور ہوگا۔ اٹھارہ دن کے
بعد بہ تقدیر حیثیت خروج کرے پہلے ایک پہاڑ کی بلندی پر بیٹھے اور آواز بلند فریاد کرے کہ آواز اُسکی
مشرق و مغرب تک جائے بعد اسکے نعرہ مارے کہ سب برادر و اشرار سنیں اور ساٹھ روز دن اور بروایتے
چالیس دن اُس پہاڑ پر قیام کرے تا اسباب گمراہی مہیا ہو۔ بعد اسکے پہاڑ سے نیچے اترے۔ اور
اُس خر پر سوار ہو جو مذکور ہی ہے کہ بدن اُس خر کا تمام مثل گل سرخ کے ہے۔ اور چاروں ہاتھ پاؤں زانو تک
سیاہ اور زانو سے تا سم سفید اور درمیان دونو کانوں کے چالیس میل کا فاصلہ ہو کہ تین میل کا ایک فرسخ
ہوتا ہے۔ اور بلندی اسکی زمین سے سات فرسخ اور درازی اسکی تیس فرسخ اور ہر قدم اُس کا ایک میل کہ تین
قدم اُس کا ایک فرسخ ہو۔ اور درمیان میں اسکے بہت کان کے بہت لگے ہیں۔ اور دجال اس خر پر سوار ہو
اور ایک عصا آہنی ہاتھ میں لے اور طول اُس عصا کا ایک فرسخ ہو۔ اور ہر روئیں سے اُس خر کے ہر بال سے
آواز نغمہ و ساز تازہ کی بکمال خوشی نکلے اور ایک بڑا پہاڑ اُسکے داہنی طرف رواں سرسبز جسکو وہ جنت
ہمراہ ہے۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہو کہ نہایت آراستگی اور زیبایش میں انواع نعمتہائے الوان و میوہ ہائے
سے بھرا ہوا ہے۔ اور ہر طرف نہریں اُس میں جاری ہوں کہ دیکھنے والوں کی نظریں آنکے دیکھنے سے
پروا نکریں اور اس باغ کا بہشت نام رکھے۔ اور بائیں طرف دوسرا پہاڑ آگ اور بارود عذاب و انواع
حشرات الارض اور اصناف عذاب سے بھرا ہوا ہو اُسکا نام دوزخ رکھے۔ اور آواز بلند کہے کہ میں
تمہارا خدائے بزرگ ہوں اور تمہارا پروردگار سبھی ہوں جو میری اطاعت کرے اور میرا اوپر ایمان لائے
اُسے اپنے بہشت میں داخل کرونگا اور نعمتوں سے متنعم کرونگا۔ اور جو میری اطاعت نکریگا اُسکو دوزخ میں
جگہ دونگا۔ حرامزادے اور مانند اُن کے رفیق اُسکے ہونگے اور سائر مردم سے بھی بہت سے

لوگ باوجود اس کے کہ اس کو کافر مکاذب جانتے ہوں شریک ہوں۔ چونکہ چند سال ایسا قحط اور
ایسی تنگی دیکھ چکے ہوں گے اور وہ سب مشقتیں اور اذیت گرسنگی کی پائی ہوئی ہوں۔ اور اس قدر
قوت امتحان کی بھی نہیں رکھتے ہوں۔ اور بہشت و نعمت کا مشاہدہ کریں جو اُس کے ساتھ ہو بطمع
حفظ جان و نعمت پیچھے اس کے رہیں۔ اور وہ گروہ جو عقل و شعور سے بے نصیب ہو یا دل میں شک
شبہ رکھتے ہوں ان سحروں سے یا دوسرے سحروں سے مثل اس کے کہ پانی آسمان سے برسائے مردوں کو
انکی نظروں میں جلائے جو کچھ دل میں ہیں بتلائے یا مثل اس کے دوسرے کام سحر سے کرے۔
ان سب کو وہ یکجا کر فریب کھا کر اُس کے پاس جمع ہوں۔ چونکہ اکثر اہل عالم مطیع و منقاد اس کے ہوں
چالیس دن میں تمام عالم کو طے کرے۔ اور سفر کرے سوا مدینہ مشرفہ و مکہ معظمہ و بیت المقدس کے
جس وقت مدینہ میں داخل ہونے کا قصد کرے ملائکہ بحکم خدا حرم بچانے عذاب سے اُس پر حملہ
کریں۔ جب اُس کو معلوم ہو کہ یہ ملائکہ سب ہیں اور حکم خدا سے منع کرتے ہیں اور ہم ان سے
عہدہ برا نہ ہو سکیں گے قصد مکہ معظمہ اور عزم خرابی خانہ کعبہ کا کرے۔ جب نزدیک کعبہ کے پہنچے۔
حضرت عیسیٰ ؑ آسمان سے حضرت صاحب الزمان ؑ کے پاس تشریف لائیں۔ اور یہ وقت نماز
کا ہو۔ آپ حضرت عیسیٰ ؑ سے فرمائیں کہ آگے استادہ ہو کر نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ ؑ
جواب دیں کہ ہمکو زیبا نہیں ہے کہ ہم عترت محمد مصطفیٰ پر مقدم ہوں۔ آپ مقتدا ہوں کہ حجت خالق و
امام خلائق ہیں۔ ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ پس حضرت قائم ؑ امام ہوں اور جملہ مومنین و عیسیٰ ؑ
ماموم ہوں۔ بعد نماز حضرت عیسیٰ بحکم حضرت قائم ؑ متوجہ جانب دجال ہوں اور اُس جمع سے جو آسمان
سے ہمراہ لائے ہوں آمادہ قتال ہوں۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ جب اُس پر حملہ کریں وہ
ملعون بھاگے جناب باری تعالیٰ عز اسمہ زمین کو حکم دے کہ اُسے پکڑ رکھے اور ایک قدم اٹھانے
نہ دے۔ یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پہنچکر اسکو قتل کریں۔ اور دوسری روایتوں میں ہے کہ جناب
صاحب الزمان ؑ خود بنفس نفیس اُس امیر اہل کفر و طغیان کو جہنم میں بھیجیں۔ بعد اُس کے قتل کے
بعد مع لشکر مظفر کے دجال کے لشکر پر حملہ فرمائیں اور ایک ہی حملہ میں سب کو قتل کریں۔ جو

بھاگ جائے یا کسی گوشہ میں یا پشت دیوار یا زیر سنگ یا جس جگہ پناہ لیجائے اور پنہاں ہو۔ خدائے تعالٰی اُس موضع کو گویا کرے وہ نشان بتلائے کہ فلاں شخص میری پناہ میں ہے۔ اُس کو وہاں سے نکالیں اور دجال کے پیچھے بطرف جہنم روانہ کریں۔ ایک ناپاک بھی دنیا میں باقی نہ ہے۔ جہان اُن کی نجاست سے پاک ہو +

واضح ہو۔ کہ مجموع اہل سنت دجال کے قائل ہیں۔ اور اپنے طریقوں سے اُس کے خروج کے ناقل ہیں۔ اور زمانہ پیغمبرؐ سے تا آخر زمانہ اُس کے طول عمر کے منکر ہیں اور اس کے خروج کے منتظر ہیں مگر طول عمر و بقائے قائم آل عبا علیہ التحیۃ والثناء میں اُنکو کمال استبعاد ہے اور انکا وجود دجال سے اعجب ہے۔ العجب ثم العجب۔ کہتے ہیں کہ کیونکر آدمی اسقدر عمر کر سکتا ہے با وجود اس کے کہ جن نصوص و احادیث کا اشارہ کیا گیا یا اب کیا جائیگا انہیں کی کتابوں میں لکھے ہے اور منتہائے عصبیت و عناد یہ ہے۔ کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں ہمارے یہاں ثابت نہیں ہیں اُن کے راویوں کو ہم پہچانتے نہیں ایک سو ساٹھ[١٦٠] حدیث بطریق اہلسنت کے لکھی گئی ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور سائر فرقہ منکر نبوت پیغمبرؐ اسی طرح با وجود شاہد معجزات و دلیل نبوت کے رسالت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منکر تھے۔ اگر اُن کے انکار کا اعتبار ہو سکتا ہے۔ تو لازم ہے کہ یہ انکار ہمارے بھی معتبر ہو۔ اکثر یہود و براہمہ کہتے ہیں۔ کہ طوفان نوح علیہ السلام کا ذکر ہماری کتابوں میں نہیں ہے اور نہ ہم نے سنا ہے۔ اور مسلمان بمقابلہ کفار کے کالمعدوم معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ بہت زیادہ ہیں پس بنظر بانکار یہود و براہمہ تقیہ اسلام میں خلل اور صحت انکار کفار کی لازم ہو۔ حالانکہ دجال و شیطان کے وجود و طول عمر کے تو قائل ہیں۔ کیونکہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور با وجود ان سب حدیثوں کے اور روایت مدعیان روایت کے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کا حال اُس کے خواص و تابعین سے منکشف ہو سکتا ہے۔ معاند و منکر کو احوال دشمن سے کیا اطلاع ہو سکتی ہے پس جن لوگوں نے دیکھا ہے اکثر وہ لوگ خود روایت کرتے ہیں اور منکر عصبیت و ہٹ دھرمی سے انکار رکھتے تھے۔

افسوس ہے کہ مخالفین نے اپنے اخبار میں روایت نقل کی ہے کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ کا گذر صحرائے کربلا سے ہوا تو دیکھا کہ چند غزال
اس جگہ مشغول چرا ہیں ان سے اس مقام کی تحقیق کی اور انکی مینگنیاں جمع کرکے سونگھیں اور دعا کی کہ وہ باقی رہیں اس وقت
تک کہ پدر فرزند رسول خدا اس جگہ سے گذرے اور وہ ان مینگنیوں کو سونگھے۔ پانسو یا چھ سو برس کے بعد جب امیر المومنینؑ صفین کو
جاتے تھے ان مینگنیوں کو جو زرد ہو گئی تھیں اٹھا کر سونگھا تھوڑی سی خود لیا اور تھوڑی سی ابن عباس کو دیا کہ اپنی ردا میں
باندھ لے اور اپنے پاس رکھے جب وہ خون ہو جائے تو معلوم کہ ناگاہ حسینؑ فرزند رسولؐ شہید ہوا اور فرمایا کہ برکت دعائے روح اللہ
یہ مینگنیاں چھ سو برس سے اس بیابان میں محفوظ رہی ہیں اور آفتاب نے انکو پوسیدہ نہیں کیا اور یہ جائز نہ ہو کہ وہ قائمؑ کہ
جس کے بارہ میں ایک سو پینسٹھ ١٦٥ حدیثیں انکے موافق مذہب کے لکھی گئی ہوں اور بدون عراق جناب ریاض الشہادت
کی نظر سے ہزار حدیثیں عامہ و خاصہ کی گذری ہوں اور شاید ان سے زیادہ دوسروں نے دیکھا ہو وہ زندہ و موجود
ہو کیسی چیز میں اس قدر شایع و متواتر نہیں دیکھا گیا ہے یہ انکار نہیں ہے مگر محض عناد اور پامالی حق لیکن مقتضائے
آیہ وافی ہدایہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ الحق کے انکار سے کیا
ہو سکتا ہے جہاں تک بنظر تعمق و غور دیکھا جاتا ہے یہ پایا جاتا ہے کہ جب ظہور حضرتؑ کا ہوگا اہل ملت و ادیان پر
آپ غالب ہونگے۔ امر حق رائج و ظاہر ہو کر طریق باطل و جور و ستم غایب ہونگے۔ ظلمہائے سابق کا بدلا جو
ہاتھ سے ان کے پیشواؤں کے اہلبیتؑ پیغمبرؐ پر گذرا ہے لیا جائیگا اور ہر ایک ظلم کی پاداش میں ان پر عذاب نازل کیا
جائیگا۔ زمان وفات رسول خداؐ سے اس وقت تک وہ لوگ نہیں عادت جور و جفا پر قائم رہے ہیں اہلبیت پیغمبرؐ
اور شیعوں کے اتباع کرنیوالوں نے ہزارہا رنج و الم ان سے سہے ہیں اور وقت ظہور خلاف عادت واقع ہوگا تو کیونکر
طبیعت پر گراں نہ گذرے یہی وجہ انکار و استبعاد کی ہے۔ ایسے کچھ اپنی دل کے اقاسے کا بخار نکالتی ہیں۔ وَیَاْبَی
اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیسی چشم پوشی و پیروی نفس امارہ
و متابعت شیطان ہے، جس میں سراسر باعث غضب قہر ایزد منان ہے، ایک دن خلاق لم یزل کو منہ
دکھانا ہے اسکا بھی خیال نہیں ہے کہ وہ عادل قہار جب سبب انکار پوچھیگا تو کیا جواب دیا جائیگا۔ تاکہ
اس بحث میں طول دیا جاوے ہرگز کوئی فائدہ متعصبین کے لئے نہیں ہے۔ روز بروز تعصب کی زیادتی ہے۔
لہذا انکو حوالہ شیطان کے کرنا چاہئے اور اہل ملت متقی جو در آسودہ میں قدم دھرنا چاہئے حضرت

صادق ؑ نے محمد بن مسلم سے فرمایا کہ ظہور قائم آل محمدؐ کیلئے چند علامتیں ہیں محمد بن مسلم نے عرض کیا ارشاد ہو
وہ کیا ہیں فرمایا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ یعنی قبل از ظہور قائم آل محمدؐ کو آخر سلطنت ولاد فلاں
بادشاہ میں ہم تم لوگوں کا امتحان کرینگے۔ تم کو آن سے ترساں رکھینگے۔ تجارت میں بے رونقی ہوگی منافع کم ہونگے
غلہ کا قحط ہوگا نرخ میں کمی ہوگی سو باو طاعون و دیگر امراض سے جانوں کا نقصان آئیگا پیداوار میوہ میں نقصان
ہوگا۔ بے برکتی ہمیں ہو خوشخبری دی تو صابروں کو تعجیل فرج و ظہور قائم کی بعد اس کے فرمایا اے محمد یہی
تاویل ہے قول خدا کی کہ فرماتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ۔ اور کشف الیقین
میں آل محمد بن المہدی باسناد خود اعمش سے اور اس نے جابر اور راس نے یعنی جابر نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ
جب جناب امیرالمومنینؑ جنگ خوارج سے پھرے اور براثا میں جو نزدیک بغداد ہے منزل فرمائی وہاں ایک راہب
کا ڈیرا تھا اس کا نام حباب تھا اس نے جب صدائے قیل و قال لشکر کی سنی۔ بالائے صومعہ سے سر نکال کر دیکھا ایک لشکر
باجم غفیر آتا ہوا پایا۔ صومعہ سے باہر آیا اور پوچھا یہ کیا لشکر ہے اور سردار اسکا کون ہے لشکریوں نے جواب دیا۔
کہ یہ لشکر علی ابن ابی طالبؑ کا ہے اور جنگ خوارج سے پھر کر آرہے ہیں۔ حباب خدمت میں حضرتؑ کی آیا اور اس طرح
سلام کیا السلام علیک یا امیرالمومنینؑ حقاً حقاً۔ آپنے فرمایا یہ تو نے کہاں سے جانا اور مجھے کس
طرح پہچانا۔ اس نے کہا میں نے اپنے علما و دانشمندوں سے سنا ہے۔ فرمایا اے حباب۔ اس نے کہا آپنے میرا نام کیونکر
معلوم کیا۔ فرمایا میرے حبیب جناب رسول خداؐ نے اس امر کی خبر دی تھی۔ اس نے کہا ہاتھ بڑھائیے ہم بیعت کریں۔
اور شہادتین زبان پر جاری کیا اور بعد اس کے حضرتؑ کے وصی ہونیکی شہادت دی۔ آپنے فرمایا تو کہاں رہتا ہے۔
عرض کیا اسی صومعہ میں۔ فرمایا اسی جگہ قیام کر اور ایک تکیہ و مسجد بنا۔ اور بنانیوالیکا نام اسی پر رکھ پس
براثا نام ایک مسجد وہاں اس نے بنائی۔ پھر فرمایا پانی تجھے کہاں سے ملتا ہے۔ کہا دجلہ نزدیک ہے وہاں سے پانی لاتا ہوں
فرمایا کنواں کیوں نہیں کھودتا ہے۔ اس نے کہا بہت فکر و کوشش کی جسقدر کوئیں کھودے سب آب شور نکلا فرمایا
اس جگہ تو کنواں بنا جب وہاں کھودا گیا ایک سنگ عظیم برآمد ہوا۔ ہٹانا اسکا دشوار ہوا حضرتؑ نے خود
بنفس نفیس اس پتھر کو ہٹا دیا نیچے اس کے چشمہ شیریں تر از شہد و لذیذ تر از مسکہ ظاہر ہوا۔ فرمایا تو اس چشمہ

پانی پیا کرے اے جناب پہلوی مسجد مین تیری ایک شہر بنایا جائیگا کہ بہت سے جبار اُسمین پیدا ہونگے بلائے عظیم پا ہونگی
یہانتک کہ ہر شب جمعہ کو ستر ہزار فرج حرام پر سوار ہوں یعنی زنا کریں گناہ کرنے مین اسقدر دلیر ہوں کہ اس مسجد کو خراب کریں
اور خراب نکریں اسکو مگر کافر اور پھر اسجگہ مسجد بنائی جائے اُس وقت تین برس تک حج کرنے سے ممنوع ہوں اور زراعت
اُنکی خشک ہو جائے اور خدا ایسے شخص کو اُنپر مسلط کرے کہ سب کو قتل کرے اور وہ کسی شہر مین داخل نہ ہو مگر یہ کہ
اُس شہر کو خراب کرے اور اُس کے رہنے والوں کو مارے بعد اُس کے قحط پڑے منجملہ علامات تین برس تک اور انتہا
درجہ کی تکلیف و مشقت مین سب لوگ ہیں پھر وہ شخص بصرہ آوے اور خرابی کرے اُسجگہ سے زبصرہ مین جائے وہاں بھی
کوئی چیز نہ چھوڑے سب کو ہلاک کرے وہاں کے رہنے والوں کو دشمن رکھے اور یہ اُس وقت ہو کہ بصرہ آباد ہولیا
اور مسجد جامع بصرہ مین بنائی جائے کہ وہ علامت خرابی بصرہ کی ہے اسی طرح وہاں سے اُس شہر مین جسکو حجاج نے بنایا ہے
جائے یعنی واسط اور اسکو بھی مثل بصرہ کے خراب کرے اور وہاں سے بغداد مین بطریق عفو جائے یعنی وہاں کے رہنے والونکو
بخشے وہاں کے لوگ کوفہ مین جا کر آباد ہوں اور کوفہ کا کوئی شہر ایسا نہ ہو کہ ایک مرتبہ سب اُسکی رعیت ہوں
اور اُسکی اطاعت نکریں بعد اُس کے وہی شخص مع اُن لوگوں کے جنہوں نے اسکی موافقت کی ہے اور اسکو بغداد
مین داخل کیا ہے میری قبر کی طرف متوجہ ہو اور ارادہ کرے کہ میری قبر کھودے پس سفیانی شام سے آئے اور اُن سے
ملاقات کرے دونوں کو مارے پھر سفیانی ایک لشکر کوفہ مین بھیجے یعنے مردم کوفہ اُسکی تابعداری کریں اور کوئی
شخص کوفہ سے باہر نکلے اور اہل کوفہ کو بچا کرکے کسی قلعہ مین پناہ لوے یہ شخص قلعہ بند پناہ گزین ہے وہ سفیانی
کے شر سے امین ہو جب لشکر سفیانی داخل کوفہ ہو کسی کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ چھوڑے ایسا قتل کرینگے وہ سب حیلیں
ہوں کہ اگر کوئی مرد لشکر سفیانی کا موتی بیش قیمت پائے تو اسکو نہ لے اور اگر طفل کوچک کو دیکھے تو قتل کرے
اُس وقت اے جناب امید فرج کرنا چاہئے افسوس صد افسوس جب سے امور عظیمہ و فساد ہائے صعب و دشوار گذرنیوالے
ہیں تب اُس کے بعد ظہور قائم کا اتفاق ہوگا اور فرج حاصل ہوگی اور شیخ مفید نے ارشاد مین لکھا ہے کہ اخبار
ائمہ طاہرین مین چند علامتیں واسطے ظہور امام عصر کے وارد ہوتی ہیں اور چند دلیلیں واسطے خروج قائم
موعود بنص کے متعین ہیں منجملہ اُن کے خروج سفیانی اور قتل سید حسینی و نزاع و خلاف درمیان بنی عباس
مملکت دنیا مین اور کسوف آفتاب نصف ماہ رمضان کو اور خسوف ماہ اُسی ماہ کے آخر مین برخلاف عادت اور

سما جانا ایک لشکر کا زمین بیدا میں۔ اور اسی طرح مغرب و مشرق میں اور ڈوبنا آفتاب کا وقت زوال اور طالع ہونا
اُس کا مغرب سے۔ قتل نفس زکیہ کا کوفہ میں مع ستر نفر بندگان صالح کے۔ اور مارا جانا ایک شخص ہاشمی کا درمیان رکن و
مقام کے۔ اور خراب ہونا دیوار مسجد کوفہ کا۔ اور آنا علمہائے سیاہ کا سمت خراسان سے۔ خروج یمانی و ظہور مغربی کا
مصر وغیرہ میں۔ اور مالک ہونا اُس کا بلاد شام پر۔ اور نازل ہونا ترکوں کا بلاد جزیرہ میں۔ اور آنا روم کا رملہ میں اور
طالع ہونا ایک ستارہ کا مشرق میں جو مثل ماہ کے روشن ہو۔ اور بعد اس کے دنبالہ دار ہو جائے گویا دنبالہ دو نو طرف
ہوئے۔ اور سرخی آسمان پر ظاہر ہو کر تمام آفاق میں منتشر ہو۔ ایک آگ جانب مشرق ظاہر ہو اور مدت طویل تک
رہے ہوا میں تین دن یا سات دن تک وہ آگ رہے۔ عرب مالک شہروں کے ہوں تخت و حکم و سلطنت
سلطان عجم سے نکل جائے۔ اہل مصر اپنے امیر کو مار ڈالیں شام خراب ہو۔ تین علم برپا ہوں کہ آپس میں لڑائی کریں علمہا
طایفہ قیس و عرب مصر میں اور علمہائے کندہ خراسان میں داخل ہوں۔ اور ایک لشکر جانب عرب سے آئے جو اپنے
گھوڑوں کو وسعت حیرہ میں باندھیں۔ اور علمہائے سیاہ سمت مشرق سے اُس کے مقابل میں آئیں۔ فرات کے باندھ کو
توڑ ڈالیں یہاں تک کہ پانی کوفہ کی گلیوں میں آئے۔ اور ساٹھ جھوٹے دعویٰ نبوت کا کریں۔ اور بارہ شخص آل
ابوطالب سے دعویٰ امامت کا کریں۔ اور شعبان بنی عباس سے ایک شخص بزرگ درمیان جلولاء و خانقین کے جلایا جائے۔
بغداد میں ایک پل جانب محلہ کرخ بنایا جائے۔ اول روز آندھی سیاہ آئے اور ایسا زلزلہ ہو کہ بہت سی عمارتیں بغداد
کی گر پڑیں زمین میں دھنس جائیں۔ اور خوف و تباہی تمام اہل عراق و بغداد کی ہو۔ مرگ شدید و باد طاعون سے
بغداد میں واقع ہو۔ مال و جان و میوہ کو نقصان پہنچے۔ اور ملخ وقت اور بے وقت آئے اور زراعت غلہ کو ضائع
کرے۔ برکت پیداوار کی زراعتوں سے اُٹھ جائے۔ اور عجم کے دو گروہ آپس میں نزاع کریں بڑی خونریزی ہو۔ غلام اپنے
آقا کی اطاعت سے نافرمانی کریں بلکہ غلام شہروں اور سلطنتوں پر اپنے آقا کی مسلط ہوں۔ یک ندا آسمان سے آئے کہ
سب سنیں۔ اہل ہر لغت اپنی لغت میں اُس صدا کو سمجھیں اور چہرہ و سینہ چشمۂ آفتاب کے بیچ میں دیکھیں۔ اور چند مردے
دنیا میں اپنی قبروں سے باہر آئیں اور ایک دوسرے کو پہچانیں اور زیارت کریں۔ بعد اس کے چوبیس مینہ پانی علی الاتصال
برسے زمینیں جو مری ہوئی ہیں زندہ ہوں زمین کی برکت ظاہر ہو۔ اور ہر قسم کی ناخوشی معتقدان حق شیعیان
مہدی سے اُٹھ جائے۔ اور سمجھیں کہ مکہ میں ان کا ظہور ہوا ہے متوجہ اُن کی نصرت و یاری پر ہوں۔ اس میں بہت سی

حیرہ شہری است نزدیک کوفہ ۱۲

علامتیں حتمی ہیں اور بہت سی علامتیں مشروط بالشرائط چند ہیں کہ اگر وہ شرط متحقق ہو وہ بھی پائی جائیں۔ اور
تفسیر عیاشی میں جابر بن جعفی سے اور اس نے حضرت باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا اپنی جگہ پر مستقر و برقرار رہو
حرکت نہ کرو جبتک وہ علامتیں کہ ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں نہ دیکھو ایک سال کی مدت میں کہ ایک منادی دمشق و شام میں
ندا کرے گا اور ایک گاؤں زمین میں دھنس جائینگے اور بہت سی مسجدیں گر جائینگی جب تو دیکھے کہ ترکوں نے دمشق کو لیلیا اور
جزیرہ میں آکر رہے اور روم بھی آکر رملہ میں منزل کی اور زمینہا متعلق طوائف احزاب میں نزاع و اختلاف واقع ہو تو شام
میں تین علم پیدا ہوں۔ اصہب یعنی مختلف اللون اور ابقع یعنی ابلق اور سفیانی اور جو اصحاب الابقع کے ساتھ طایفہ
ہوا سفیانی کے ساتھ اسکے مامون ہوں جو قبیلہ کلب سے ہوں سفیانی خرسوار پر غالب آئے۔ ایسا قتل کرے کہ ہرگز اتفاق نہ
ہوا ہو اور ایک مرد دمشق میں ظاہر ہو کہ اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کرے۔ اس طرح کا ایسا قتل طایفہ خرسوار سے کسی سے
نکیا ہو۔ یہ ہی علامت ہے کہ خدا نے فرمایا۔ فاختلف الاحزاب من بینہم فویل للذین کفروا من مشہد یوم
عظیم۔ اور اتباع اسکے غالب ہوں یہانتک کہ کوئی خبر انکی ہمت میں ہو مگر آل محمدؐ اور شیعیان انکے ایک لشکر کوفہ میں بھیجے۔
بہت سے شیعہ کو وہ لوگ قتل کریں اور سولی پر چڑھائیں ایک علم خراسان سے آئے دجلہ بغداد کے کنارے پر اترے اس سے ایک مرد
معہ اپنے موالی کو باہر آئے تو اسکے مقابلہ میں وہ مارا جائے۔ اور ایک لشکر مدینہ کو بھیجے وہاں ایک مرد مارا جائے مہدی منصور
مدینہ سے بھاگیں چھوٹے بڑے آل محمدؐ کے دستگیر و محبوس ہوں پھر لشکر غضب میں آئے وہ بھاگے ہوئے پیچھے او مہدیؑ
بطریق موسیٰؑ نکلیں فخرج منھا خائفا یترقب۔ یہانتک کہ وارد مکہ ہو لشکر سفیانی بیدا میں پہنچے اور وہ زمین
انہیں نگل جائے کوئی انمیں سے نہ بچے مگر خبر بھی انہوں الا یس قائم استادہ ہو درمیان رکن و مقام کے اور نماز پڑھے اور
اس جگہ سے روانہ ہو معہ اپنے وزیر کے اور مخلوق خدا سے کہے کہ اے گروہ ہم خدا سے یاری طلب کرتے ہیں ہمارے اوپر ظلم
کیا گیا اور ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا جو کوئی ہمارے ساتھ معارضہ کرے امر خدا یا خصوصیات آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و
سایر پیغمبران میں ہم اس سے سزاوار تر ہیں۔ اور جو کوئی کتاب خدا یا امر جناب رسول خداؐ میں مباحثہ کرے تو ہم اولی ہیں ساتھ
پیغمبر و کتاب خدا کے کہ انپر نازل ہوئی۔ ہم گواہی دیتے ہیں ہر مسلمان کے ساتھ کہ ہم مظلوم و مطرود ہیں ہم پر ظلم و ستم ہوا
آوارگی اور بیوطنی کا ہمپر رنج و الم ہوا خانہ و اہل و عیال و اموال سے دور کئے گئے ہر طرف سے مجبور کئے گئے۔ اب ہم خدا سے
یاری امداد طلب کرتے ہیں اور ہر مسلمان سے ظالموں کے دفع کرنے میں نصرت چاہتے ہیں اس وقت میں ٣١٣ تین سو تیرہ نفر کہ پچاس انمیں سے

عدد تین سو تیرہ ہوں اور بقیہ مومن حضرت کے پاس مکہ میں جمع ہو جائیں بغیر اس کے کہ انمیں کوئی وعدہ ٹھہرا ہو ایک کے بعد ایک ظاہر ہوتے رہیں جیسا کہ
خدا نے فرمایا ہے۔ اَیْنَمَا تَکُونُوا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا پس کوئی شخص آل محمدؐ سے کہے کہ ہم قریب ہے کہ سب ہم سے والے اس ظالم کے ہیں یعنی مدد
بلبھجانا چاہتے ہیں پس حضرت وہاں خروج کریں اُسی تین سو تیرہ جماعت کے ساتھ۔ اور وہ لوگ درمیان رکن مقام کو بیعت کریں بعد عہد پیغمبرؐ
کے اور علم و سلاح و وزیر اسکا ہمراہ ہے ہو پس منادی ندا کرے مکہ سے بنام قائم اور اسکا امر کہ جیسا مشہور خدا کی طرف سے آسمان میں اس
طرح پر کہ سب اہل زمین سنیں۔ وہ منادی یہ ہے کہ اگر تم لوگوں سے وہ عہد و پیمان کہ رسول خداؐ نے لیا ہے مشتبہ و مشکل ہو گیا ہو حالانکہ کوئی
عہد مشتبہ نہیں ہے مگر ایک علم و سلاح جو قائم کے ہمراہ ہے جس سے انہوں نے ظاہر کیا ہے کوئی شبہ طالب حق کے واسطے باقی نہیں ہے۔ اگر باوجود
اسکے صدا سے آسمان پیش واقع ہو تو خروج نفس زکیہ وہ اولاد امام حسینؑ سے ہو گا اور قائم کا نام اور کام کی تصریح کریگا۔ کوئی امر مشتبہ
نہ رہیگا مبادا آجابر لو کسی آل محمد کے ساتھ حرکت کرنا کہ وہ مشہور سے آدمی ترجیح کر کے علم بر پا کریں یا دوسرے علموں کے ساتھ حرکت
کریں جو دوسروں کے واسطے ان وقتوں میں بپا ہوں بلکہ جس مکان میں جسجگہ تو ہو وہاں سے حرکت نکر اور ان علموں کی متابعت نکر۔
یہانتک کہ اس مرد کو جو اولاد امام حسینؑ سے ہو تو دیکھے۔ اس کے ساتھ عہد پیغمبرؐ و علم پیغمبرؐ و میثاق ہو اسلئے اس کا ہوگا کیونکہ عہد پیغمبرؐ منتقل
ہوا علی ابن الحسینؑ کو اور بعد انکے محمد بن علیؑ کو اور تجھکو لازم ہے کہ انکی متابعت کر۔ دوسرے کی طرف متوجہ ہو کہ انکا فریفتہ نہ ہو یہانتک
کہ وہ شخص جسکو تیرے کہا ہے نہیں تین سو تیرہ تجار کیساتھ اور ان علامتوں کے ساتھ ظہور کرے۔ پھر وہ مکہ سے مدینہ کو جائے۔ بیدا میں پہنچے
اور بتلائے کہ ہم جگہ لشکر سفیانی کو زمین نگل گئی۔ مدینہ میں پہنچکر پھر کوفہ میں آئے اور بہت دن تک وہاں قیام کرے۔ اطراف و نواحی کوفہ
پر قابض ہو۔ پھر خدا کی طرف دعا کرے۔ ایک گروہ کثیر اس سے ملحق ہو۔ سفیانی ان دنوں آدمی بلا میں ہو جب وہ لوگ لشکر لیں بہت سے
شیعیان آل محمد جو سفیانی کے ہمراہ ہوں ادھر چلی آئیں اور بہت سے اتباع بنی امیہ جو اس طرف ہوں اُدھر جائیں۔ بعد اسکے ایک عظیم
ملجائے اس دن جنگ عظیم واقع ہو۔ سفیانی مع اپنے اتباع کے اس طرح مارا جائے کہ کوئی خبر لیجانیوالا باقی نہ رہے۔ بعد اسکے پھر کوفہ
میں آئے اور وہاں منزل کرے۔ کوئی غلام مسلمان ایسا نہ ہو کہ قائم اُسے خرید کر کے آزاد نہ کریں اور وہ مومن کے دین ادا کرے
شاد کریں اور ہر شخص کے مظلمہ کو ادا کریں اور ہر غلام کشتہ شدہ کی دیت اسکے صاحب کو دیں اور بیواداشتہ شدہ کی دیت دیں اور قرضہ
اسکا ادا کریں اور اس عیال کا کہ زمین علامت سے بھر جائے اور قائم اپنے اہلبیت کے ساتھ رحبہ کوفہ میں قیام کریں کہ قدیم سے مسکن نوحؑ کا تھا
اور زمین طیبہ اسی مقام سے عبارت ہے ساکن ہونا آل محمد کا اور قتل ہونا اسی زمین میں ہو کہ زمین طیب پاکیزہ ہے اور وہ بھی طیب پاکیزہ
ہیں۔ ساقہ معتبر کافی میں حمران سے روایت ہے کہ خدمت حضرت صادقؑ میں ہمارے شیعوں کا ذکر اور بدبختوں کی امرا و حکام و رعایا کی غرض

کی گئی۔ فرمایا ایکدن ہم منصور کیساتھ راہ چلے جاتے تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور بہت سے سوار گرد اُس کے آگے پیچھے تھے اور ہم ایک
الاغ پر سوار تھے اور اُسکے پہلو میں چلے جاتے تھے منصور نے ہم سے کہا یا ابا عبداللہ تمکو خوشحال ہونا چاہیے اس امر سے کہ خدا نے ہمکو سلطنت عطا فرمائی ہے
اور [illegible] قوت و شوکت دی کہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرو کہ ہم بنی عباس سے سزاوار زیادہ اس کے ہیں کہ یہ بنی عباس کا ہو گا کہ ہمکو فکر تمہارے
[illegible] اور ہمارے کی ہوگی اور تمہارا اہلبیت کی نسبت بھی ایسا ہی خیال ہوگا میں نے کہا جو کوئی اس قسم کی باتیں میری نسبت تجھ سے بیان کرے۔
اُس نے جھوٹ کہا ہے [illegible] سے فتنہ و فساد و عداوت ہملوگوں کے ساتھ ہے اُس نے کہا اس بات پر قسم کھائیگا میں نے کہا
ہاں [illegible] فساد و بغاوت [illegible] ہیں تیرے [illegible] مجھ سے بدکریں پس انکی باتیں سننا چاہیے کہ حقیقت میں ہمارے تجھ سے زیادہ
میری قرابت [illegible] ساتھ ہے [illegible] کی بات یاد ہے کہ میں نے پوچھا تھا کہ ملک و دولت ہمکو ملیگا جواب دیا ہاں بہت
طویل دولت [illegible] وسعت کے ساتھ ہوگی اور مہلت ملیگی دنیا اسوقت تک کہ خون حرام ہمارا ماہ حرام میں شہر حرام میں کعبہ ہو کر گرایا
جائیگا۔ وہ علامت تمہاری دولت کے زوال کی ہے میں نے سمجھا کہ وہ حدیث اُس کے واسطے میں نے نقل کیا تو یاد رکھتا ہے میں
[illegible] ہوں [illegible] وقوع [illegible] ہم نہ ہوں بلکہ اس سے مطلب میرا تو نہیں تھا یہ حدیث کہ میں نے
[illegible] نقل کی [illegible] سلسلہ ہو [illegible] جب ہم اپنی منزل میں آئے بعضے شیعوں نے مجھ سے
[illegible] جعفر میں [illegible] اُس [illegible] خواری کے ساتھ دیکھا اور اُسکو ساتھ جلال و دبدبہ کے۔ اور
[illegible] گویا آپ اُس کے زیردست ہیں اپنے دل میں [illegible] کہا کہ آیا خدا کو [illegible] کیا مصلحت ہے
[illegible] خلافت کے [illegible] اس حالت [illegible] اور وہ بدبخت کہ ہمیشہ
[illegible] قتل کرنا اولاد پیغمبروں [illegible] خونریزی [illegible] اور اعمال اُس کے ایسے ناشایستہ ہوں کہ جس سے خدا غضب میں آئے
[illegible] رہے [illegible] اثر [illegible] دل میں [illegible] شیطان ہمارے دین کو فاسد کرے حضرت نے فرمایا ہیں کہ جب میں
[illegible] تو ہمارے [illegible] جلال اس سلطنت کو دیکھتے کہ ملائکہ ہمارے گرد اور [illegible] اور پیچھے اور
[illegible] آسایش و دستگاہ کو اُسکے حقیر و پست شمار کرتے۔ اس شخص نے کہا اب میرا دل [illegible]
[illegible] کب تک [illegible] اور مخلوق خدا کو کب تک کشایش اور شیعوں کو نجات اس سے میسر ہوگی میں نے کہا [illegible] کیلئے
ایک [illegible] معین و مضبوط [illegible] جب وقت پہنچ جائیگا ایک پل بھی تخلف نہ ہوگا اور ان کے زوال دولت میں [illegible]
[illegible] آنکھ جھپکنے سے زیادہ جلد واقع ہوگا۔ اگر تم لوگ صاحب [illegible] خدا کے نزدیک [illegible] کیا حال ہے اور [illegible] نہیں کس [illegible]

حال میں مبتلا ہو تو تمہارا بغض اور تمہاری عداوت ان کے ساتھ اس سے زیادہ ہوتی۔ اگر تم امکان رکھتے ہو زمین میں اس امر کی کوشش کریں کہ ان کو
اس اعمال ناشائستہ پر جو اس وقت ان سے صادر ہوتے ہیں اس وقت میں اخلال کریں جو ان کے زوال سلطنت کیلئے مقدر ہے۔ تو ہرگز ممکن نہیں ہے پس
شیطان تمکو عبث وسوسہ دلاتا ہے عزت حقیقی عزت خدا اور رسول و مومنین کی ہے جسکو زوال نہیں اور بمقابلہ اس کے لائق اعتبار جاہ و جلال نہیں مگر
تم لوگ نہیں جانتے کہ جو کوئی دوست حق کا انتظار کرے اور اذیت کے پے در پے و خوف و ترس کفار و معاندین کا صبر و تحمل اختیار کرے کل ساتھ
ہمارے ہوگا پس جب دیکھو تو کہ حق مردہ ہو کر مضمحل ہو گیا اور دیکھو تو کہ جور و ظلم و فسق و فجور و کفر ان سب نے زمین احاطہ کیا۔ اور دیکھے
تو کہ قرآن خدا کہنہ و مندرس ہو کلام الٰہی کی تاویل منعکس ہو۔ اور دیکھو تو کہ دین خدا مثل ظرف آب کے اولٹ جائے باطل حق پر غلبہ
پائے۔ اور دیکھے تو کہ شر و بدی شایع ہو اور خیر ضایع ہوا۔ کوئی اس سے مخالفت نکرے۔ فاعل امور شر کو ممانعت نکرے۔ بلکہ اسکو
معذور سمجھیں۔ اور دیکھو تو کہ فسق ظاہر ہو مرد مرد سے اور عورت عورت سے کفایت چاہیں۔ اور دیکھو تو کہ مومن ساکت ہو جائے
کوئی اسکی بات سنے۔ اور دیکھو تو کہ فاسق جھوٹ کہے مگر اسکو کوئی کاذب نکہے۔ اور دیکھو تو کہ بڑے کی خدمت نکرے۔ اور دیکھو تو
کہ ارحام و قرابت قطع ہو۔ اور دیکھو تو کہ فسق و معصیت کی ایک دوسرے کی تعریف کریں اور اس سے ہنسیں اور منع نکریں اور دیکھو تو
کہ لڑکوں کو وہ اجرت دیجائے جو عورتوں کو دیجاتی ہے۔ اور دیکھو تو عورتوں کو کہ عورتوں سے تزویج کرتے ہیں۔ اور دیکھو تو کہ عمارتیں بلند
و مرتفع تعمیر ہوں۔ اور دیکھو تو کہ کوئی مال غیر طاعت خدا میں صرف کرتا ہے تو کوئی اسے منع نہیں کرتا ہے اور نہ اسکا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اور
دیکھو تو کہ اگر کوئی مومن چاہے کہ ایمان کی راہ چلنا چاہے تو اس سے لوگ خدا کی پناہ مانگیں۔ اور دیکھو تو کہ ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو اذیت پہنچائے۔
اور کوئی مانع نہو۔ کفار و فساق کو مومنوں کی اذیت دینے سے مسرت آئے۔ اور دیکھو تو کہ شراب کا علانیہ استعمال ہو۔ اور دیکھو
تو کہ حکم کرنیوالے نیکی ذلیل ہوں۔ اور دیکھو تو کہ بدی کی راہ جاری ہو۔ اور دیکھو تو کہ صاحب حق حقیر ہوں اور ان کے دوستوں کی
ذلت ہو۔ اور دیکھو تو کہ راہ خیر مسدود ہو اور راہ شر جاری ہو۔ اور دیکھو تو کہ بیت اللہ معطل ہو۔ اور اس کے ترک کا حکم دیا جا۔ اور
دیکھو تو کہ کہو مرد ایسا جسکو نہیں پاتا۔ اور دیکھو تو مردوں کو کہ ادعا فریبی کرتے ہیں اور دل انکے [illegible] اور
دیکھو تو کہ [illegible] ذریعہ عورتیں معیشت حاصل کریں۔ اور دیکھو تو کہ عورتیں [illegible]
دیکھو تو کہ اولاد عباس میں علانیہ [illegible] ظاہر ہو۔ اور [illegible] عورتیں [illegible]
لوگوں کے اپنے ساتھ بدفعلی ہیں۔ اور دیکھو تو کہ [illegible] کی حفاظت بغیر حمیت و تعصب [illegible]
واسطے کریں عزت منصب مال دنیا کی مومن سے زیادہ ہو۔ [illegible] دیکھتے ہیں اور کوئی انکو [illegible]

عورت فخر کرے۔ اور دیکھو تو کہ عورت رشوت دیتی ہے اپنے شوہر کو نکاح پر مردوں کے۔ اور دیکھو تو اکثر لوگوں کو اور اچھے گھر والوں کو
کہ مدد کرتے ہیں عورتوں کی ان کے فسق پر۔ اور دیکھو تو مومن کو ذلیل و خوار۔ اور دیکھو تو بدعات و زنا کو شائع ہیں۔ اور دیکھو تو
کہ گواہی حق شائع ہو اور شہادت باطل پر اعتماد و متابعت کی جائے۔ اور دیکھو تو کہ حرام خدا حلال اور حلال خدا حرام ہو۔ اور دیکھو تو کہ
نماز کو اپنی رائے و قیاس سے ثابت کریں کتاب و احکام اس کے معطل ہوں مومن بلحاظ ہر انکار اس امر کا نہ کر سکے مگر اپنے دل میں۔ اور
دیکھو تو کہ مال کثیر ناجائز صرف کیا جاتا ہے ناراضمندی خدا میں۔ اور دیکھو تو کہ کفار سے رجوع کریں حکم میں رشوت لیں رعیت کو
فروخت کریں یعنی جو کوئی بادشاہ کو زیادہ دے حکومت اسے چھوڑ دیں۔ اور دیکھو تو کہ لوگ اپنی محرمات سے نکاح کریں
اور انہیں پر کفایت کریں۔ اور دیکھو تو کہ تہمت و گمان سے آدمیوں کو قتل کریں۔ اور اگر کوئی عورتوں کی خواہش
رکھتا ہو اسکی ملامت کریں۔ اور دیکھو تو کہ شوہر اپنی زوجہ سے بذریعہ کسب فرج معیشت کرے۔ اور دیکھو تو کہ عورت شوہر
پر غالب ہے کہ جو چاہے خلاف مزاج اسکی کرے۔ اور شوہر کا خرچ چلائے۔ اور دیکھو تو کہ مرد اپنی زوجہ و کنیز کو کرایہ پہ دے اور
راضی رہے بدترین طعام و شراب پر۔ اور دیکھو تو کہ شراب علانیہ فروخت ہو۔ اور دیکھو تو کہ عورتیں اپنے نفس کو اہل کفر کیلئے
مباح کریں۔ اور دیکھو تو کہ آلات لہو و لعب ساز و طنبور و رقص شائع ہو بازاروں و گلیوں میں سب عمل میں آئیں کوئی ممانعت
نہ کرے۔ اور دیکھو تو کہ شریف کی ذلت چاہے وہ جسکی حکومت ہو۔ اور دیکھو تو کہ سب و شتم اہلبیت کیلئے نزدیکی حکام کی
حاصل کریں۔ اور دیکھو تو کہ ہمارے دوست کی شہادت مقبول نہ ہو۔ نفاق و مکر جاری ہو۔ اگر آپس میں ایک دوسرے کا اکرام کریں
تو وہ خوف زبان کیوجہ سے ہو۔ مسجد خدا معطل ہو۔ مسجدوں کو طلاکاری کریں زینت کریں۔ خبر جھوٹی اور تہمت ایک دوسرے
کے حق میں شائع ہو۔ ایک دوسرے کی غیبت کرنا مستحب مجالس سے ہو۔ اور بطور خوشخبری آپس میں ایسی باتیں کریں حج و جہاد
خدا کے واسطے نہ کیا جائے۔ بادشاہ مومن کو ذلیل اور کافر کو عزیز کرے۔ وزن پیمانہ میں کم دیں۔ اور [illegible] آدمی کا قتل کرنا
بہت سہل و آسان ہو۔ مال ناجائز حاصل کرنے میں طلب ریاست کریں ہرزہ گوئی و فحش گوئی مردم سے اپنی شہرت دیں۔ اس فعل سے
آدمی ان سے ڈریں۔ اور مسلمانوں کی مرجعیت حاصل کریں۔ اور نماز کا استخفاف بلا خوف پروردگار کریں۔ ترک زکوٰۃ
و مال بیجا شمار کریں۔ دولت حاصل کریں تمام عمر صرف کریں مگر ایک دینار راہ خدا میں نہ دیں۔ چوری شائع ہو۔ اور دیکھو تو
کہ مردے کو قبر سے باہر نکالیں کفن اس کا لیکر بیچ ڈالیں۔ سکا کوئی پرسان نہیں ہرج و مرج کثیر ہو۔ شراب خواری اسقدر شائع ہو کہ صبح و شام
آدمی مست و لایعقل رہے۔ اور جو مرد حواس و شعور رکھتا ہو اسے مسخرہ سمجھیں۔ حیوانات سے وطی کریں ظلم و تعدی بنی آدم حیوانات میں کریں۔

که ایک دوسرے کا دشمن ہو پہاڑ کھائیں اور دیکھے تو که مرد اپنے مصلے تک برہنہ جائے اور آئے لونڈیں فساق و
پیدا ہو آپسمیں رحم نہ ہو آنسو آنکھوں سے خشک ہوجائے خدا کا ذکر دلوں پر سنگین ہوئے ہو۔ سود خواری آدمیوں
میں ظاہر ہو جس سے مال بڑھا کر تفاخر کریں دیا دیکھے درمیان حرام کے اس درجہ ہو کہ آدمیوں کے
دکھلانے اور ان کی تعریف کرنیکی لئے نماز ادا کریں علما میں فسق و فجور اسقدر ہو۔ کہ فقیہ ہونیکی ذریعے سے ریاست
و امارت کے طالب ہوں اس پیرایہ میں مال جمع کرنیکی راغب ہوں حرم خدا و رسول میں اعمال ناشائستہ
علانیہ و فاش ہوں کسیکو اس عمل سے ممانعت کرنیکی کسی مانع مقتدر کے ہرگز نہ تلاش ہو مخصوص لہو و لعب
و ساز و طنبور و شرب خمر سے کوئی احیانا منع کرنا چاہئے، اور امر بمعروف و نہی منکر پر آمادہ ہوئے ہو تو اوسکے دوست
ممانعت کریں اور نصیحت کریں کہ تم کو کیا مطلب ہے وہ آپ سمجھ لینگے راہ حق ز بسکہ مہجور و متروک
ہو کوئی نہ سمجھے اور نہ جانے کہ کون راہ ہے کثرت موت اور پے در پے جنازوں نکلے جانے سے کسی کو خوف و انتباہ
نہ ہو ہر سال نئی بدعتیں ظاہر ہوں اگر فقیر کو رحم کرکے کچھ دیا جائے وہ سبب رحم و مروت کے نہ ہو بلکہ بطریق
استہزا و تمسخر کے ہو مجامعت و مقاربت کی برائی خواہ وہ حلال ہو یا حرام درمیان سے اوٹھ جائے گلیوں میں
بازاروں میں بطریق حیوانات سب کے سامنے اوسی طرح مجامعت کریں اور کوئی مضائقہ نکریں مال
کثیر ایک معصیت کرنیکے لئے صرف کریں اور اگر ایک دینار راہ خدا میں صرف کرنا پڑے تو بہت دشوار ہو
عقوق والدین شایع ہو نزدیک فرزند کی کوئی شخص مادر پدر سے بدتر نہ ہو اون پر افترا کرنے اور اذیت پہنچانے
سے خوشحال ہوں محدثین ملک بادشاہی پر قابض و غالب ہوں بلکہ اوس منبر پر اونکو غلبہ ہو
جسکی وہ طالب ہوں لیے پر آپکے تعزیں وافترا کرے اور اسکے مرنے سے خوشی لی بربلا کرے جس وقت
کوئی دن بیچ فسق و فجور و معصیت کبیرہ کے گذر جائے اوس دن غمگین و نالاں ہیں اور کہیں کہ آجکے
کے دن عمر ہماری باطل میں گذری اور دیکھے تو کہ بادشاہ کھانیکو جس کرتا ہے۔ اور دیکھے تو کہ مال
قرابتبندوں کا زور میں تقسیم ہوتا ہے۔ اور اس سے قمار بازی و شراب خواری ہوتی ہے۔ اور دیکھے تو کہ شراب
سے علاج ہوتا ہے۔ اور مریض سے اوسکی توصیف کیجاتی ہے۔ اور اوس سے شفا حاصل کیجاتی ہے۔ اور
دیکھے تو لوگوں کو کہ ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور بدعتیں یکساں ہیں اور دیکھے تو کہ منافقین و

اہل نفاق مقبول القول ہیں اور اہل الحق غیر مقبول القول ہیں اور دیکھے تو کہ اذان و نماز پر اجرت لیجاتی ہے۔ اور دیکھے تو کہ مسجدیں اون لوگوں سے بھری ہیں جنکو خوف خدا نہیں اور انہیں غیبت کے لئے اور اہل حق کی بدگوئی کیلئے جمع ہوتے ہیں اور انمیں وصف شراب مسکر کرتے ہیں اور دیکھو تو کہ مسکر اون لوگونکو نماز پڑہاتا ہے اور لایعقل ہے اور کوئی اسکے مسکر کے سبب سے بدگوئی نہیں کرتا اور جب مست ہوتا ہے تو لوگ اوسکا اکرام کریں اور بسبب سکر کے معذور چھوڑیں اور دیکھو تو کہ جو مال یتیمونکا کہاتا ہے۔ اپنے صلاحیت کو بیان کرتا ہے۔ اور دیکھو تو قاضیوں کو کہ خلاف حکم خدا فتوی دیں اور دیکھو تو حکام کو کہ اعتماد کریں ہیں طمع خائنوں پر اور دیکھو تو میراث کو کہ حکام اوسمیں رشوت سے فیصلہ کرتے ہیں اور دیکھو تو کہ منبروں پر پرہیز گاری کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور حکم دینے والا اوسپر عمل نہیں کرتا ہے اور دیکھو تو کہ نماز کو سبک سمجھکر وقتوں پر نہیں پڑہتے اور دیکھو تو کہ صدقہ سفارش سے دیا جاتا ہے۔ اور رضائے خدا مقصود نہیں ہوتی اور دیکھو تو لوگوں کو کہ اون کی شکم اور فروج میں پڑا ہے نہیں کچھ تمیز جس قسم کا کھانا پائیں کھائیں اور جو عورت ہو اوس سے ہم صحبت ہوں اور دیکھے تو کہ دنیا اونکی طرف مائل ہے اور دیکھو تو نشانیوں کو حق کی کہ مندرس ہوگئیں پس ایسی حالت میں پناہ خدا میں ڈھونڈ اور خدا سے نجات طلب کر اور آگاہ ہو کہ بدرستیکہ لوگ ناراضا مندی خدا میں ہیں اور اونکو مہلت ایسی امر کیلئے دی ہے۔ جسکا ارادہ اونسے ہے۔ پس تو خدا سے امید خیر رکھ اور کوشش کرتا کہ خدا تجھے دیکھے خلاف اون لوگوں کی اعمال کے کہ اگر اون پر عذاب نازل ہو اور تو بھی اونہیں ہے تو جلد رحمت خدا کی طرف پہونچے۔ اور اگر تیری موت میں تاخیر ہو اور وہ لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہوں تو دیکھے اعمال و افعال سے حس خراب ہے خدا عزوجل پر فارج رہے اور آگاہ ہو کہ خدا ضائع نہیں کرتا اجر نکوکاروں کا اور بدرستیکہ رحمت خدا قریب ہے نکوکاروں سے۔ اصبغ بن نباتہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہ لوگوں سے فرماتے تھے۔ سلونی قبل ان تفقدونی۔ یعنے مجھسے سوال کرو قبل اسکے کہ مجھے نپاؤ کس واسطے کہ میں آسمانوں کی راہ سے داناتر ہوں علماء اور راہہائے زمین سے عالمتر ہوں عالم سے اور میں فاروق اعظم و صدیق اکبر ہوں میں ہوں یعسوب دین ایمان مومنان اور امام متقیان فیصلہ کنندہ روز جزا فریاد رس فرد عالم برزخ قسمت کنندہ بہشت و دوزخ میں ہوں جسکے حوض و میزان و اعراف میں ہوں۔ سید سادات و اشراف واللہ عبد سنا ف کوئی امام ایسا نہیں ہے۔ جو اپنے دوستوں کو نہ جانتا ہو۔ جیسا

خدانے فرمایا ہی۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد فتنشغز فتنة رجلها شرقیة یعنے ایک
فتنہ مشرق سے اپنے پاؤن کو بلند کری۔ جیسے کتا وقت پیشاب کے پاؤں اوٹھاتا ہی۔ اور جانب مین
مغرب سے بہت سی گنڈیوں سے ایک آگ روشن ہووے۔ رافعة ذیلها تدعو ھ ویلها الرجلة ومثلها فا
استدا والفلک فلتم مات وھلاث بای او سملاث یعنے وہ فتنہ دامن اپنا اوٹھائی افسوس آدمیوں کو
واسطے کوچ کرنے یا تلف ہونے یا مرنیکے لئے بوضعہائے مختلف بلاے اور یہ اون کے مثل کو حاصل
مراد حضرت یہہ ہی کہ وہ فتنہ ایسا دشوار و عالمگیر ہو کہ سب اہل زمانہ کو طرف دوسرے عالم کے جانیکے لئے
پے در پے اور تلف ہونیکے لئے اس عبارت سے یہہ اشعار ہی کہ وہ فتنہ بہت طول کھینچیگا۔ اور جب
فلک تمام ہوا اور وہ سرا دورہ شروع ہو تم لوگ کہو گے کہ مرا یا ہلاک ہوا اور کسی بیابان میں مفقود
ہوا مقصود اس عبارت سے یہہ ہی۔ کہ جب دورہ فلک ایام غیبت امام سے منقضے ہو جاوے اور طول کھینچے اور
وہ فتنہ پے در پے ظاہر ہو اور کوئی اثر ظہور قایم سے ظاہر نہ ہو مردم مایوس ہوں اوسکی حیات و ظہور سے
اور سب کہیں کہ کون قایم اور کون مہدی ہم نہیں جانتے مرایا ہلاک ہوا یا کسی جنگل میں گم ہوا اوس زمان
اس آیہ کی تاویل ہوگی ثم رددنا لکم الکرة علیہم امددناکم باموال وبنین وجعلناکم اکثر نفیرا
اور ایسے زمان کیلئے چند علامتیں ہیں وہ یہہ ہیں ۱ دور کوفہ میں حصار و خندق سے حصار باندہیں
۲ اور ہر گوشہ میں کوچہائے کوفہ سے سوراخ ہوا اور خراب ہو ہر گلی میں آتش فتنہ کی ہر بار مشتعل
ہووے ۳ چالیس روز تک مسجدین معطل ہوں ۴ آدمیوں پر ہیکل و جسم اوسکا لیہ یا اس گلی کے
منکشف ہو ۵ علمین گرد مسجد اکبر سے کہ مسجد الحرام ہو حلوہ کریں یعنے جنبش میں آئیں
اور جو کوئی ان علموں کے اصحاب سے مارا جاوے یا ماریں اور باطل پر فانی ہوں جبکہ اون کی خبر ہیم
۶ قتل و موت پے در پے زیادہ حد متعارف سے ہو ۷ نفس زکیہ یعنے نسب پاکیزہ مع ستر نفر اپنے
اصحاب کے مارا جاوے ۸ اور درمیان رکن و مقام ابراہیم کہ بیچ مکہ میں ایک شخص مذبوح ہو ۹ نائی اوس
کا بیت الاختتام مکہ میں قتل کیا جاوے ۱۰ سفیانی علم سرخ کے ساتھ خروج کرے امیر اوس کا
ایک شخص بنی کلب سے ہو۔ اور بارہ ہزار اوسکی لشکر کے درمیان مکہ میں آئیں امیران کا ایک شخص

۱ کف ہونیکے وقت کرسکیں اوسکی مثل کو اس عبارت سے سامی

ہی ایسی ہو کہ نام اوس کا خزیمہ ہو بائیں آنکھ سے اندھا ہو صدفہ چشم اوسکی باہر نکلی ہو پردہ غلیظ اوسپر کھینچا ہو
جس شخص کو گرفتار کرے اوسے مثلہ کرے یعنے گوش و بینی و لب و ہاتھ کو پاؤں کے ساتھ کاٹ ڈالے اور علم
اوس کا خشک ہی کہا ہے۔ جب وارد مدینہ ہو خانہ ابوالحسن اموی میں منزل کرے ایک لشکر مکہ کو روانہ کرے واسطے
طلب ایک شخص کے آل محمد سے کہ ایک گروہ شیعوں کا گرد اوسکے جمع ہوا اور امیر اس لشکر کا ایک مرد عرب غطفان
سے ہو جب بقاع ابیض یعنے زمین سفید معروف بہ بیدا میں پہونچے زمین اوس لشکر کو نگل جاوے اونمیں سے کوئی نجات
پاوے مگر ایک شخص کہ خدا اوسکے مونہہ کو پشت کی طرف کر دے تا قوم کو عبرت ہو اور اونکو ڈراوے۔ اوس جگہ تاویل وَلَوْ تَرَىٰ
إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ کی ظاہر ہو پھر ایک لاکھ تیس ہزار اونمیں سے بمقام نخیلہ کہ
کوفہ قبر ہود پیغمبر ہے آئیں اور بروز جمعہ خلق خدا کے سر پر گریں اور ان امیر مردم کوفہ ایک ظالم جبار ہو کہ نام اوس کا ابن
ساحر ہو مدینہ زوراء یعنے بغداد کے باہر نکلے بغرض جنگ لشکر سفیانی پانچ ہزار کاہن ساحر اوسکے ہمراہ ہوں جسر بغداد
پر لڑائی ہو ستر ہزار آدمی مارے جائیں تین روز تک بو سے مقتولونکے بدن کی اور خون بہنے کی شدت سے فرات سے
کوئی پانی استعمال نکر سکے ستر ہزار دختران باکرہ اسیر ہوں اونکی سر و صورت کہ بے نقاب ہے برقع منقع کریں یعنے
پھر اونہیں سوار کرکے نجف میں لیجائیں بعد اسکے کوفہ سے ایک لاکھ مشرک منافق دمشق کی طرف جائیں کہ وہ ارم
ذات العماد ہے اور چند علم سمت مشرق سے آئیں کہ بتہ و کتان و حریر سے وہ علم تہ ہوں اون سر پر اوس علم کی مہر سید اکبر کی ہو
کہ ظاہر مراد جناب رسول خدا سے ہے اور آل محمد سے ایک شخص اون علم کو اوٹھائے خوشبو اوسکی مغرب سے مثل مشک کے
آئے ایک مہینہ کی راہ سے ترس رعب اس علم کا دلونپر غالب ہے یہانتک کہ کوفہ میں آئے اور اپنے پدران بزرگوار کا قصاص
لے ایسی اثنا میں لشکر یمانی و خراسانی بہت جلد و اسپہ دوڑ سے آئیں ما دوڑ میں شتر ملاکی ہو کہ دیکھیں کون جلد
پونچتا ہے۔ سب خاک آلودہ و تر پردہ و افسردہ ہوں دل اونکے سخت ہوں آپس میں کہیں کہ آج کے دن سے اور بعد اسکے بیٹھنے
اور قرار پکڑنے میں تاخیر نہیں لازم ہے خداوند ہم توبہ کنندگان میں یہہ لوگ ابدال ہیں کہ جنکے شان میں خدا نے فرمایا ہے
ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین۔ اور نظیر ان و مثلیں انکی آل محمد سے ہوں اور اہل نجران سے ایک شخص دعوت
امام کی اجابت کرے کہ یہہ اول شخص نصاریٰ سے اجابت کرنیوالا ہوگا اپنی مسجد و کنیسہ کو خراب کرے صلیب کو توڑے اپنے موالی
و مردم ضعیف فرومایہ کے ساتھہ باہر آوے بمخیلہ تک علم ہاے ہدایت کے ساتھہ تمام مردم حق و باطل فاروق میں جمع ہوں۔

درمیان مشرق ومغرب کے تین لاکھ آدمی مارے جائیں کہ وہ سب آپسمیں لڑکر مر جائیں
اوس روز ظاہر ہوتا ہے اوس روز ظاہر ہوتا ویل اس آیہ کے فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوٰىهُمْ
حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ یعنی تلوار سے ایک دوسرے کو ہم نے کاٹ ڈالا اور ایک منادی
ماہ رمضان میں سمت مشرق سے ندا کرے اول طلوع فجر کہ اے اہل ہدایت تم لوگ جمع ہو
اور بعد غائب ہونے شفق کے ایک منادی سمت مغرب سے صدا دیگا کہ اے اہل باطل جمع ہو وقت ظہر آفتاب کا رنگ
زرد ہو جائے اور شدید سیاہ ہو جائیگا تیسرے دن خدا حق و باطل کو جدا کریگا اور دابۃ الارض باہر آئے اور آد
رہم طرف ساحل دریا کے نزدیک کہف جوانان کہف کے پس فدا رفوہ کرے اہل کہف کو متوجہ کرے اصحاب کہف
کے منجملہ اونکے ایک شخص ہے جسکا نام یملیخا ہے اور شخص دیگر ہے جسکا نام حملا ہے اور وہ دونوں شاہد
تسلیم کرنیوالے امر قائم کے ہیں دوسری حدیث میں حضرت امام محمد باقر سے مروی ہے فرمایا ہے کہ قائم اپنے یاروں
سے کہیگا قبل خروج کے کہ اہل مکہ مجھکو نہیں چاہتے ہیں لیکن ہم واسطے اتمام حجت کے ایک قاصد انکے پاس بھیجتے ہیں
پس کہیگا بعض اپنے دوستوں سے جاؤ اہل مکہ کے پاس اور اون سے کہو کہ ہم قاصد فلاں شخص کے ہیں وہ
کہتا ہے کہ ہم اہلبیت رحمت ہیں اور معدن رسالت و خلافت و امامت میں ذریت محمد مصطفے اور نسل پیغمبروں کے
پس بدرستیکہ ہم پر ظلم کیا گیا ہمکو پامال مغلوب و مقہور کیا ہمارا حق غصب کیا جس دن سے کہ پیغمبر نے رحلت فرمائی
اسوقت تک ہم مظلوم ہیں اب ہم تم سے یاری طلب کرتے ہیں ہماری یاری کرو جب یہ بات اہل مکہ اوس جوان
سے سنینگے اسکو درمیان رکن و مقام کے لائینگے اور سر اوسکا کاٹینگے وہی ہے نفس زکیہ جب یہ خبر امام کو
پہنچیگی اپنے دوستوں سے کہیگا کہ ہم نہیں کہتے تھے کہ یہ لوگ ہمکو نہیں چاہتے پس یاران قائم [illegible] تاکید
[illegible] قائم سے [illegible] تین سو تیرہ باقرار عدد اصحاب
بدر کے ہمراہ ہونگے مسجد الحرام تک تشریف لائیں اور مقام ابراہیم میں چار رکعت نماز پڑھیں حجر الاسود پر
تکیہ کرکے بیٹھیں حمد و ثنائے خدا اور صلوات حضرت رسولخدا و آبا و اطہار کے بعد ایسی چند باتیں کہیں
کہ کسی سے نہ کہا ہو پس اول جو شخص اونکے ہاتھ پر بیعت کرے جبرائیل و میکائیل ہونگے اور ساتھ
ہی انکے جناب رسولخدا اور علی مرتضی ع ہونگے اور ایک مکتوب [illegible] کہ [illegible] قائم کو

اور کہیں کہ اس نامہ میں جو کچھ لکھا ہے اوسپر عمل کرو بس وہ تین سو تیرہ نفر اور تھوڑے سے
اشخاص مکہ اونکی بیعت کریں اوسوقت مکہ سے باہر آئے بتدریج جمعیت ہوتی جائےگی یہانتک کہ مثل
حلقہ کے اوس کو گھیر لیں راوی نے کہا حلقہ کیا ہے فرمایا دس ہزار آدمی جمع ہوجائیں جبرئیل
طرف راست و میکائیل طرف چپ ہوں علم سحاب رسولخدا کشادہ کیا جائے اور حرکت دیا جائے
زرہ سابغہ جناب رسالتماب زیب جسم ہو شمشیر ذوالفقار کمر میں بندھی ہو جس شہر میں پہونچے گروہ کے گروہ
اوسکی موافقت کریں مگر اہل بصرہ کہ اونمیں سے کوئی باہر نہ آسکیگا کہ خدا تعالے نے انکے دلوں کو مثل
آہن سخت بنایا ہے یعنے اعتقادات وحدانیت و رسالت و امامت میں کوئی شک اونکو عارض نہیں
ہوتا اگر پہاڑ کی طرف منہ کریں اوسے جگہ سے ہٹادیں اور جس ولایت کا قصد کریں اوسے خراب کریں رات
کو خواب نہ کریں بیدار رہیں مثل صدائے زنبور عسل کے صدا اونکی نماز و دعا و تفرع سے آئیگی لپٹے ہوئے
ایسے حال میں صبح تک رہیں وہ منجملہ راہبان عباد کے ہوں صبح کو گھوڑوں پر سوار ہوں مثل شیر نمایان
و نشگفتہ ان کے جسطرف اور جسجگہ رخ کریں اوس جگہ کو ویران کریں اور اپنے مولا صاحب الامر کے کنیز و
غلام سے زیادہ مطیع ہوں دل اونکے مانند قندیل کے درخشاں ہوں بدن اونکے خوف خدا سے مانند سیماب
لرزاں ہوں ساہ خدا میں عزم حصول سعادت ہو آرزوے شہادت ہو نعرہ اونکا یا لثارات الحسین
ہو خوف و رعب اونکا ایک مہینہ کے راہ سے آدمیونکے دل میں اثر کرے اور خدا تعالے امام حق کی اون
لوگوں سے مدد کرے حضرت باقر نے فرمایا کہ قایم ایک حاکم مکہ میں مقرر کرے اور روانہ مدینہ ہو جب تھوڑی
راہ طے ہو خبر آئی کہ اہل مکہ نے حاکم کو مار ڈالا پس قایم پھر آئیں اور لشکریاں اہل مکہ کو قتل کریں اور
درمیان مسجد الحرام و مسجد پیغمبر کے تشریف لائیں اور آدمیوں کو طرف کتاب خدا و سنت محبوب کبریا کے
دعوت کرے معہ ولایت علی بن ابیطالب اور اونکی اولاد کے اور انکے دشمنوں سے بیزاری
کی ہدایت کرے جب میدان میں پہونچیں لشکر سفیانی بقصد محاربہ آئے اور زمین اونکو نگل جائے
اوسوقت مدینہ کیطرف جائے اور چند روز وہاں ٹھہرے وہاں سے کوفہ میں آئے اور اپنے دوستوں
سے کسی کو والی کوفہ کرے جب ثعلبہ میں پہنچے سفیانی کا خط اہل کوفہ کو پہنچے اور لکھا ہو کہ اگر اوس کو

م اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے [illegible]

نہیں مارا ہے تو ہم آتے ہیں تمہارے مردوں کو قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتوں کو اور لڑکوں کو اسیر
کرتے ہیں اہل کوفہ عامل قائم کو مار ڈالیں جب یہ خبر قائم کو ملے کوفہ کو مراجعت کریں اور دین بدبختان
کوفہ کو قتل کریں اور قریش سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے یہانتک کہ ایک لقمۂ گوسفند بھی باقی نہ رہے
پھر دوبارہ کوفہ میں عامل مقرر کر کے نجف میں آئیں اور وہیں منزل کریں ابی بن کعب نے جب
حضرت رسولخدا سے علامتیں ظہور قائم کے دریافت کی تو فرمایا کہ قایم کے پاس ایک علم ہے جب
وقت خروج کا پہنچیگا وہ علم خود بخود کشادہ ہوگا اور بزبان فصیح کہیگا اخرج یا ولی اللہ فاقتل
اعداء اللہ یعنی نکلو اے دوست خدا اور قتل کرو دشمنان خدا کو اور ایک شمشیر بھی رکھتا ہے
جو غلاف میں رہیگی جب وقت خروج پہونچیگا نیام سے باہر نکل پڑیگی اور بزبان فصیح صدا کریگی
اخرج یا ولی اللہ فلا یحل لک ان تقعد عن اعداء اللہ یعنی اے دوست خدا نکل اب تجھ
بیٹھا رہنا دشمنان خدا سے جائز نہیں اور مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے جناب امام جعفر صادق ع
سے عرض کیا کہ آیا مہدی منتظر کے لئے کوئی وقت معین واسطے خروج کے ہے جسے ہم سب جانیں کہ فلاں
وقت خروج فرمائینگے فرمایا حاشا اوسکے ظہور کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے جو وقت کو ہمارے
شیعہ جانیں میں نے عرض کیا کہ یہ کسواسطے فرمایا بسبب اسکے کہ خدا نے فرمایا ہے و یسئلونک عن الساعۃ
قل انما علمہا عند ربی فی کتاب لا یجلیہا لوقتہا الا ہو اور فرمایا وما یدریک لعل الساعۃ
تکون قریبا یستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا والذین آمنوا مشفقون منہا و یعلمون
انہا الحق الا ان الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلال بعید میں نے کہا مارون فی
الساعۃ کے کیا معنے ہیں فرمایا قیل و قال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کب تولد ہوا ہے اور کس نے
اوس کو دیکھا ہے اور کب ظاہر ہوگا از راہ تعجیل کے تقدیر الہی میں اور قدرت خدا میں [illegible]
کو راہ دیتے ہیں اور قدرت خدا کو داخل فضولی کرتے ہیں [illegible] ہمارے
مہدی کے واسطے کرے تو گویا اوس نے علم خدا میں شراکت کی اور اوسکے اسرار [illegible]
نے پوچھا کیا وقت تولد کے کوئی علم نہ ہوگا فرمایا ہاں خدا کی قسم [illegible]

وفات پہونچ تک وہ سال تو بہینے دیکھا جائیگا ولادت اوسکی وقت طلوع فجر شب جمعہ ہشتم ماہ شعبان
سال دوسو ستاون ہجری ہے اور روز جمعہ ہشتم ماہ ربیع الاول سال دوسو ساٹھ ہجری[۲۶۰] میں اوس شہر
میں کہ دریائے دجلہ کے کنارے پر ہے اوس کا باپ وفات پائے اور شہر کو ایک سگ متکبر جبار کہ
نام اوس کا جعفر گمراہ اور لقب اوس کا متوکل لعنۃ اللہ باکثرت اوسکی تقی لکھا نام رکھے ملائکہ وہ
سامرہ میں اوسی وقت وفات پدر کے اوسکو مومنین خالص دیکھینگے اور شک کنندہ و منکر اوس کو
نہ دیکھینگے بعد وفات پدر کے امر دینے اوس کو سامرہ میں ظاہر ہوا اور پھر وہاں سے غائب ہو کر مدینہ
کو جا کے حرم رسول خدا ہے اوس جگہ جس شخص کو توفیق دے اور سعادتمند ہو اوسے دیکھے اور
آخر بعد سال دوسو چھیاسٹھ[۲۶۶] ہجری میں پھر غائب ہو کر کوئی نہ دیکھے اوس وقت تک کہ ماذون ہو کر
پھر آنکہ اوس کو دیکھے مفضل نے کہا کہ امام غیبت میں کس کے ساتھ محاورہ و تکلم کریگا فرمایا کہ ملائکہ و جن
اوسکے ساتھ گفتگو و کلام کریں اور اوسکے امر و نہی کو معتمدین و وکلا تک پہونچاویں اور محمد بن نصیر
نمیری امام غیب میں بمقام سامرا اوسکے دروازہ پر بیٹھے اور مع اوس کے مکہ میں داخل ہو گویا
دیکھتا ہوں خدا کی قسم اوسکو کہ داخل مکہ ہوا اور چادر رسول خدا اوڑھی ہوئی ہے اور عمامہ زرد
باندھی ہوئی ہے اور نعلین رسول خدا جسمیں پیوند لگا ہے پاؤں میں پہنے ہوئے ہے اور عصا
آنحضرت کا ہاتھ میں ہے اور چند بز لاغر آگے لئے ہوئے آتا ہے خانہ کعبہ تک اور کوئی ایسا نہیں
ہے کہ اوسکو پہچانے وقت ظہور جوان ہو مفضل نے پوچھا کہاں سے ظہور ہوگا اور کیونکر ہوگا فرمایا
تنہا ظاہر ہوگا اور خانہ خدا میں تنہا آویگا اور داخل کعبہ تنہا ہوگا اور تاریکی شب میں تنہا آئے بعد
اسکے جب سو جائیں اور آدھی رات گذرے جبرائیل و میکائیل و صفوف ملائکہ اوسپر نازل
ہوں جبرئیل اوس سے کہے کہ ای سید بات تیری مقبول اور حکم تیرا جاری ہے اور ہاتھ اپنا اوسکے
چہرہ پہ ملے و کہے الحمد لله الذی صدقنا وعده و اورثنا الارض نتبوء من الجنة حیث نشاء
فنعم اجر العاملین یعنی حمد و تعریف کی اوسی خدا کی جس نے ہمارے ساتھ وعدہ کو سچا کر دیا اور ہمیں زمین
کا مالک بنایا جہاں چاہیں رہیں پس کیا اچھی جزا ہے اور درمیان رکن و مقام کے کھڑا ہو آواز دے

نیک عملوں والوں کی

کہ اے میرے نقیبان و خواص اور وہ اشخاص کہ جنکو خدا نے میری یاری کے واسطے جمع کیا ہے
آؤ اور ہماری اطاعت بجا لاؤ پس خدا اوسکی صدا کو اون لوگوں تک پونچاوے ایسی حالت میں کہ وہ
متفرق شرق و غرب عالم میں ہوں اور ہر شخص اپنے حال اور کام میں گرفتار ہو ایک وقت میں
سب اوس صدا کو سنیں اور اجابت کریں اور ایک چشم زدن میں حاضر ہوں درمیان رکن و
مقام کے نزدیک اوسکے پس خدا نور کو حکم دیگا کہ مثل عمود کے حد زمین سے آسمان تک بلند ہوجاوے
ہر ایک مومن جو تمام عالم میں ہوگا اوس عمود کو دیکھے اور ایک نور گھروں میں اونکے داخل ہو جسے
دل آدمیوں کے خوش ہوں لیکن یہ نہ جانیں کہ قائم آل محمد نے ظہور کیا ہے جب صبح ہو تین سو تیرہ
عدد مطابق عدد اصحاب بدر کے سامنے اوسکے کھڑے ہوں مفضل نے کہا اے آقا بہتر نفر کہ
ہمراہ جناب امام حسینؑ کے شہید ہوئے ہیں وہ بھی ظاہر ہونگے کہ فرمایا ابو عبد اللہ الحسین بارہ ہزار
نفر کے ساتھ جو ہمارے شیعیان خالص سے ہونگے ظاہر ہو اور اونکے سر پر عمامہ سیاہ ہوگا پس حضرت قائم
اپنی پشت طرف حرم کے کریگا اور ہاتھ اپنا بلند و دراز کریگا مثل دست موسےٰ کے بیضاء للناظرین
من غیر سوء یعنے سفید و درخشندہ ہے کسی بیماری یا مرض وغیرہ سے نہیں پھر کہے گا یہ دست خدا
ہے جانب خدا سے دراز ہوا ہے اور باذن و امر خدا اوسکی دراز ہوا ہے اور اسقدر سفید و درخشندہ ہے
پھر پڑھے یہ آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ اول جو شخص اوسکا ہاتھ چومے اور بیعت کرے جبرئیل ہونگے بعد اوسکے
تمامی ملائکہ و نجباء جنیان بعد اوسکے نقبا اور مردم ساکنان مکہ فریاد کریں کہ یہ شخص کون ہے کہ جو
ایکطرف کعبہ کے ٹھہرا ہوا ہے اور جو لوگ گرد اوسکے جمع ہیں کون ہیں بعضے کہیں گے یہ وہی مالک
بزہاے لاغر کا ہے کہ اپنے آگے لئے ہوئے تھا اور اونکو ہنکاتا تھا اور ... کہیں دیکھو اونمیں
سے کسی کو پہچانتے ہو جو ہمراہ اوسکے ہیں وہ سب کہیں کہ ہم نہیں پہچانتے ہیں مگر چار نفر کو اہل مدینہ
سے کہ فلاں و فلاں ہیں اور یہ امر اول طلوع آفتاب کو اوس دن ہو بعد اسکے کہ آفتاب تھوڑا سا بلند ہو
اور سایہ اوس کا ہر جگہ پہونچے منادی زیر قرص آفتاب سے ایک ندا کرے بزبان عربی فصیح

کہ تمام اہل آسمان و زمین سن لیں کہ اے گروہ خلائق یہ ہیں مہدی آل محمد اور نام لے اون کا بنام و
نسبت اون کی بعد رسول خدا کے اور نسبت ہوے فرزندی امام حسن امام یازدہم سے اور نام ایک
ایک امام کا تا امام حسین تک لے پس محبت اوسکی کرو اور متابعت اوسکی کرو کہ تمکو ہدایت نصیب
ہو اوسکی مخالفت نکرو کہ گمراہ ہو جاؤ گے پہلے ملائکہ بعد روسکے نبیاں بعد اوسکے نقیبان اوس کے
ہاتھ کو چومیں اور کہیں کہ ہمنے سنا اور اطاعت کی کوئی سننے والا ایسا باقی نہ رہے جو اس صدا
کو نہ سنے صحراؤں سے شہروں سے دریاؤں سے خشکیوں سے مکہ کی طرف متوجہ ہوں اور ایک
دوسری سے اس صدا کو نقل کرے اور آپسمیں مستفسر ہوں یہانتک کہ خدمت میں حضرت کے پہنچ جائیں
جب غروب آفتاب نزدیک ہو سمت مغرب سے ایک ندا بلند ہو کہ اے گروہ خلائق تمہارا خدا اودی
یابس میں ظاہر ہوا ہے زمین فلسطین سے اور وہ عثمان بن عتبہ اموی ہے اولاد یزید بن معاویہ لعنہم اللہ
سے اوسکے ساتھ بیعت کرو کہ ہدایت پاؤ اور مخالفت اوسکی نکرو ورنہ گمراہ ہوگے پس ملائکہ نبیاں اوس
صدا کو رد کریں اور تکذیب اوسکی کریں اور کہیں سنا ہمنے اور نہ مانا اور جو لوگ شک کرنیوالے اور
منافق و کافر ہیں صدا سے سے گمراہ ہونگے اور سید ہمارا قائم آل محمد کعبہ پر تکیہ کئے ہوے کہیگا
اے گروہ خلائق جو کوئی چاہتا ہے کہ آدم یا شیث و نوح و سام بن نوح و ابراہیم و اسمٰعیل و موسےٰ
و یوشع و عیسےٰ و شمعون کو دیکھے میری طرف نظر کرے کہ علم و کمال سب کا مجھ میں موجود ہے اور
جو کوئی قصد کرے کہ دیکھے محمد و علی و حسن و حسین اور باقی ایمہ کو جو اولاد حسین سے ہیں مجھکو دیکھے
اور جو چاہے مجھے سوال کرے کہ علم سب کا میں رکھتا ہوں اور جواب سوال کا دونگا اور جو کچھ اونہوں نے
مصلحت نہ سمجھا اور خبر نہیں دی اوسکی خبریں دیتا ہوں اور جو کوئی کتب آسمانی اور صحیفہ پیغمبروں کا
سننا چاہتا ہے آے اور مجھسے سنے پس ابتدا کرے اور صحیفہ آدم و شیث کو پڑھے چنانچہ امت آدم
و شیث تصدیق کریں اور کہیں یہ وہی ہے صحیفہ جو اونپر نازل ہوا تھا ہمارے اوپر ظاہر کیا اور جو کچھ
مخفی تھا اور جسکو ہم نہیں جانتے تھے اوسے ہمپر آشکار کیا کوئی چیز اسمیں سے ساقط نہیں کیا
اور تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے بعد اس کے صحیفہ نوح و ابراہیم و توراۃ و انجیل و زبور کو پڑھے

اور علامات کئے گواہی دیں کہ خدا کی قسم وہی کتابیں ہیں کہ جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں اوسیطرح
پر ہے جیسے آسمان سے نازل ہوئی تھیں کوئی تحریف و تبدیل نہیں ہے بعد اسکے قرآن کو پڑھے تمامی
مسلمان کہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا تھا کچھ اس سے کم نہیں ہوا ہے اور تغیر و تبدل نہیں
ہوا ہے بعد اسکے دابۃ الارض ظاہر ہو درمیان رکن و مقام کے پیشانی مومن پر مومن اور پیشانی کافر
پر کافر لکھے بعد اس کے ایک مرد پاس قائم آل محمدؐ کے آئے کہ منہ اوس کا پشت کیطرف پھرا ہو اور
پیٹھ اوس کے سینہ میں ہو برابر قائمؑ کے کھڑا ہو اور کہے کہ میں بشیر ہوں خبر خوش آپ کے واسطے
لایا ہوں ایک فرشتہ نے مجھے مامور کیا ہے کہ ہم آپ کو خبر دیں کہ لشکر سفیانی مقام بیدا میں ہلاک
ہوا قائم فرمائے کہ قصہ اپنا اور اپنے بھائی کا مع بیان کر وہ کہے کہ ہم مع اپنے بھائی کے لشکر سفیانی میں تھے
دمشق سے زوراء یعنے بغداد تک خراب و ویران کیا اور ہر شہر و قریہ کو مانند بیابان بے آب و گیاہ
بے سرو سامان کیا مدینہ کو برباد کیا منبر قبر پیغمبر کو توڑ ڈالا چارپائے ہمارے مسجد پیغمبر میں باندھے
گئے اوسمیں بول و سرگیں کیا مدینہ سے باہر آئے تین لاکھ آدمی ہم سب تھے اور ارادہ تھا کہ خانہ
خدا کو بھی خراب کریں اور اہل مکہ کو قتل کریں جبکہ بیدا میں پہنچے اور وہاں اوترے ایک صدا
آسمان سے آئی کہ اے بیدا انکو ہلاک کر زمین شگافتہ ہوئی اور سب لشکر کو نگل گئی خدا کی قسم اوسمیں
سے کوئی باقی نہیں رہا مگر ہم اور ہمارا بھائی ایک فرشتہ نے ہم دونو بھائیوں کو اس شکل کر دیا اور میرے
بھائی سے کہا کہ اے نذیر تو دمشق میں سفیانی کے پاس جا اور اوسکو خوف دلا ہلاکت لشکر و
ظہور قائم آل محمد سے مکہ میں اور مجھسے کہا اے بشیر تو مکہ میں پاس قائم مہدی کے جا اور اوس کو
بشارت دے ہلاک سے ظالموں کے اور توبہ کر کہ وہ تیری توبہ کو قبول کریگا اور اپنا ہاتھ تیرے منہ
پر پھیریگا کہ پھر تو حالت اول پر آجاویگا پس قائمؑ اوسکو حالت اول پر لائیں وہ قائمؑ کے ساتھ محبت کرے
اور انکے ہمراہ رہے مفضل نے عرض کیا کہ اوسوقت ملائکہ و جنات کو آدمی دیکھینگے فرمایا ہاں خدا کی قسم
آپسمیں باتیں کریں جیسا کہ آدمی اپنے عیال و رفقا سے کرتا ہے عرض کیا ہمراہ قائمؑ کے رہینگے فرمایا
ہاں ہمراہ رہینگے یہانتک کہ درمیان موت کے مابین کوفہ و نجف منزل کریں اوسوقت عدد اصحاب جعفر کے

ملائکہ چھیالیس ہزار اور ایساہی جنوں سے چھیالیس ہزار اور انسے خدایاری قائم کی کریگا اور تمام
شہر اوسکے ہاتھ سے مفتوح ہونگے مفضل نے عرض کیا کہ اہل مکہ کے ساتھ حضرت کیا کرینگے فرمایا کہ اونکو
حکمت و موعظہ و زبان خوش سے دعوت کرینگے اور وہ لوگ اوسکی اطاعت کرینگے ایک خلیفہ اپنے اہل
سے اونپر مقرر کرکے روانہ مدینہ ہونگے مفضل نے کہا خانہ خدا کے ساتھ کیا کام کرے فرمایا خانہ کعبہ کو
گرا کر اوسی طرح بنائے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے درست کیا تھا وہی اول بیت وضع للناس اللذی
ببکۃ فی عہد آدم اور جو بنا بعد ابراہیم و اسمعیل کے ہوئی اوسکو نبی یا ولی نے نہیں بنایا بعد اسکے قائم
جیسا کہ خدا کو منظور ہے بنائیگا اور نشانیاں ظالمونکی مٹا سکا اور خانہ کعبہ پہ کیا منحصر ہے جہاں نشانیاں
ظالمونکی ہونگی کیا مدینہ وکیا مکہ اور عراق و سائر اقالیم میں اوسیں مٹائیگا اور مسجد کوفہ بھی خراب کرے
اور طریقہ پر بنائے اور قصر عتیق کو بھی خراب کرے کیونکہ جسنے اوسکو بنایا ہے ملعون ہے ملعون ہے
مفضل نے کہا کہ مکہ میں قائم توقف کرینگے فرمایا نہیں بلکہ اپنے اہلبیت سے ایک شخص کو وہاں خلیفہ
کرینگے جب وہ مکہ سے باہر ہونگے اہل مکہ نائب قائم کو مار ڈالینگے پس قائم ایک گروہ ملائکہ و جنات
و نقبا کو اہل مکہ پر بھیجینگے اور اونسے کہینگے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم رحمت خدا ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ
چلتے لیکن مقدر ہوا ہے کہ تمام اہل مکہ مارے جائیں تم لوگ جاؤ اور کسیکو اونمیں سے زندہ نہ چھوڑو
مگر وہ شخص کہ ایمان لایا ہو اور درمیان اپنے اور خدا کے عذر معقول رکھتا ہو پس وہ سب آئیں خدا کی
قسم آدمیوں میں سے ایک بلکہ ہزار میں سے ایک بھی سالم نہ رہے مفضل نے کہا پس محل اقامت
قائم کہاں ہوگا فرمایا کوفہ میں اور مقام حکمرانی مسجد جامع کوفہ و بیت المال و محل قسمت غنائم مسجد سہلہ
و موضع خلوت و تنہائی سفید نجف اشرف ہوں مفضل نے کہا سب مومنین کوفہ میں رہینگے فرمایا
ہاں خدا کی قسم کوئی مومن باقی نہ ہے مگر یہ کہ وہ یا حوالی کوفہ میں ہو اور اوس جگہ اسقدر زمین کی قیمت
گراں ہو کہ ایک گوسفند کے باندھنے کی جگہ دو ہزار قیمت کو ملے پھر فرمایا ملی آپکو جب زمین وسیع ہے
کہ ایک خطہ سے خطہا سید ان کے ساتھ انکو جب طلا کے داد و ستد ہو اور کوفہ اسقدر بزرگ ہو کہ مسافت
اوسکے دو ۵۴ کی چون میل ہو اور آبادی کوفہ کی کربلا سے مل جائے اور کربلا منزل و جائے پناہ ہو کہ

۱۴ ایک وجب زمین وسیع ہے کہ ایک خطہ سے خطہا سید ان کے ساتھ ایک وجب طلا کے داد و ستد ہو

اور خدا تعالی ایسے برکت و خیر اوسمیں قرار دے کہ اگر کوئی مومن ایک لحظہ وہاں کہڑا ہو اور دعا
کرنے ایک بار تو مثل ہزار مثل ملک دنیا کے ملکیت اوسکو عطا کرے پس حضرت نے آہ کی اور فرمایا اے
مفضل تمام زمینوں سے آپس میں تفاخر کیا اور کعبہ نے کربلا۔ تفاخر کیا پس خدا نے وحی کی کہ اے کعبہ بیت الحرام
ساکن ہوا و فخر نکر کربلا پر کہ وہ زمین مبارک ہے موسی کو اوسی جگہہ سے آواز ہی گئی اور مرتبہ پیغمبری پر فایز ہوئے
اور وہی بلندی ہے جہاں میں نے مریم و مسیح بنا دینے اور وہ جگہہ ہے کہ جہاں سر حسین بعد از شہادت ہو یا
گیا۔ اور اسی جگہہ مسیح کو مریم نے دہویا او خود ہی غسل کیا۔ اور نہریں بقعہ ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے اوسے جگہہ
سے آسمان پر عروج کیا بہت خیر و برکت ہمارے شیعوں کو کربلا میں نصیب ہو جبتک قائم ظہور کرے مفضل
نے عرض کیا کہ مہدی وہانسے کہاں جاوے فرمایا مدینہ رسولخدا کیطرف اور وہاں توقف کریں اور عجیب اوسے
ظاہر ہوئگے جسسے مومنوں کی خوشحالی اور دشمنوں کی ذلت و خواری ہو مفضل نے عرض کیا وہ امر عجیب کیا ہے۔ فرمایا
جب وہ مدینہ ہو لینے جد بزرگوار کے قبر پر جاے اور پوچہے کہ اے کہ وہ خلایق یہی قبر میرے جد رسولخدا کی ہے
وہ سب کہیں ہاں اے مہدی آل محمد پہر دریافت کریں کہ یہ دو قبریں کیسی ہیں جواب دیں کہ دو مصاحب
اور دو ہمخوابہ اونکی ابو بکر و عمر ہیں پس ارشاد کریں حالانکہ خوب و بہتر جانتا ہے اون دونوں کو ابو بکر و عمر کون
ہیں اور کیونکر درمیان میں سے تمامی خلق کے منتخب ہو کر ہمخوابگی رسولخدا میں آئے اور درمیان مدفون
ہوئے شاید کوئی دوسرا ہو وہ سب کہیں اے مہدی اور اے قایم اسجگہہ بجز اونکے کوئی دوسرا نہیں ہے کیونکہ یہہ
خلیفے اوسکے ہیں اور اوسکی زوجات کے باپ تہے اسجگہہ مدفون ہوئے پس کہے ایہا الناس درمیان تمہارے
کوئی ایسا ہے کہ جو انکو پہچانے وہ سب کہیں کہ تمنے تو اونکو دیکہا نہیں ہے۔ لیکن صفت سے اونکو
پہچان سکتے ہیں اور ہمخوابہ آپ کے جد کا سواے انکے کوئی نہیں ہے پہر پوچہے کہ کوئی تم لوگوں میں ایسا
ہے کہ سواے اسکے دوسری بات کہے یا اس بات میں کوئی شک رکہتا ہو وہ سب جواب دیں کوئی نہیں ہے پس
تین دن تاخیر کرے تیسرے دن نقبا کو حکم دے کہ قبر کو کہودو بعد کہودنے قبر کے اون دونو کے تلاش کریں
اوسے صورت سے کہ رکہتی تہے تر و تازہ پاس مطلقا رنگ و خلقت میں اونکی تغیر یہ ہوا ہو باہر لاسے
چاہیں اور کفنوں کو اونکے اوتار کر ایک شاخ خشک نخل خرما پر لٹکادیں فورا وہ درخت سبز و خرم ہو جاے اور شاخ و برگ

بہم پہونچا ئے پس جو کوئی شک کرنیوالا یا بد اصل ہو اونکے دوشیونکے خدا کی قسم کہا کر کہے کہ یہہ انتہائے
شرافت ہے جو اونکو حاصل تہا ہم انکی محبت سے رستگار ہونے اور جو لوگ کہ رائی کے برابر دلمیں انکی محبت
رکہتی ہوں اونکو خبر دیں کہ اوسکے کرامت آپکو فتنہ میں مبتلا نہ ہو بعد اسکی منادی جانب مہدی سے ندا کریگی
کہ جو کوئی دو مصاحب رسولخدا کو دیکہنا چاہئے۔ اور انکو دوست رکہتا ہو۔ ایک طرف کہڑا ہو پس آدمی
اوسوقت دو صف ہو جائیں ایک اونکا دوستدار دوسرا اونسے بیزار اوسوقت مہدی اونکے دوستونسے
کہے کہ ان دونو سے بیزاری کرو وہ سب کہیں کہ جسوقت ہمنے انکی شرافت نہیں دیکہی تہی ویسے اعتقاد رکہتے
تہے بیزار نہیں تہے اور اب کہ یہہ فضیلت و کرامت انسے ہمنے دیکہی اونسے تبرا کریں اگر ہمکو ٹکڑے ٹکڑے کر
ڈالو ہر گز انسے نہ پہرینگے بلکہ ہم تجہسے اور تیرے دوستونسے اور اون لوگونسے جو انسے تبرا کرتے ہیں بیزار ہیں
پس مہدی آل محمد باد سیاہ کو حکم دیگا کہ اوبہتر ہے اور ان سب کو جلا کر خاک کر ڈالے اوسوقت حکم دے
کہ شیخین کو درخت سے اوتاریں اونکو زندہ کرے باذن خدا اور تمام خلائق کو جمع کر کے سب کے سامنے جو کچہہ اون
سے صادر ہوا ہے شروع خلقت آدم سے تا تمام دنیا اونپر عایہ کرے یہانتک کہ قتل ہابیل اور جلایا جانا
ابراہیم کا آگ میں اور منجنیق میں رکہا جانا اون کا اور برادران یوسف کا کنوئیں میں یوسف کا گرانا اور
پہینا اونکا اور یونس کو مچہلی کا نگل جانا اور قتل یحیٰی اور سولی پانا حضرت عیسیٰ کا اور ستر مرتبہ مارا جانا جرجیس
کا اور وہ عذاب جو دانیال پر وارد ہوا اور سلمان فارسی کو مارنا اور روشن کرنا آگ کا دروازہ جناب فاطمہ زہرا
و امیر المومنین و حسنین پر اونکی جلانیکے واسطے اور تازیانہ مارنا دست جناب سیدہ پر اور لات مارنا شکم
پر اون مظلمہ کے اور اسقاط حمل حضرت محسن اور زہر دینا حضرت امام حسنؑ کو اصل حدیث میں نہیں ہے
اور قتل ہونا سید الشہداؑ کا اور ذبح ہونا اونحضرت کے اطفال و بنی عم و انصار کا اور اسیری میں جانا ذریت
رسولخدا کا اور خونریزی آل محمد ہر زمانہ میں بلکہ ہر خونریزی ناحق اور برباد ہونا ہر فرج کا بحرام اور ہر مال کا
بزور اور ہر معاملہ فاسدہ اور ہر معصیت کبیرہ و فاحشہ کہ ہر زمانہ میں ہر مخلوق سے صادر ہوئی ہو
اور ہر قسم کا ظلم و جور و تعدی عہد آدمؑ سے قیام قائمؑ تک ایک ایک اونپر شمار کیا جاوے اور اونپر
وارد و لازم کیا جائے چنانچہ سب کا اقرار کریں اوسوقت حکم دیگا کہ جس شخص کا مظلمہ ہو اور

وہ اسوقت حاضر ہوا اونسے لے اور قصاص کرے بعد اسکے اوسی درخت پر اونکو سولی پر چڑہاوے

اور ایک آگ کو حکم دی کہ زمین سے نکلا اور اونکو مع درخت کے جلا کر راکہہ کر ڈالے پہر ہوا کو حکم ہو

کہ اونکی راکہہ کو اوڑا کر دریا میں گرادے مفضل نے عرض کیا کہ یہ آخر عذاب اونکا ہو دنیا میں فرمایا ہیہات

ہیہات خدا کی قسم سید اکبر محمد مصطفیٰ و صدیق اکبر علے مرتضیٰ و صدا کبرا فاطمہ زہرا اور حسنین دو گوشوارہ

عرش خدا اور باقی ائمہ ہدا اور ہر مومن و شیعہ جنکو دنیا میں صدمہ و اذیت پہونچی ہو۔ حاضر ہوں اور بعوض

جمیع ائمہ مومنین کے اون دونوں سے قصاص لیں ہر شخصکو اس مرتبہ میں کہ ایک دن میں ہزار مرتبہ زندہ ہوں

اور مارے جائیں اور پہر زندہ ہوں اسقدر کہ خدا کو منظور ہوا پس فرمایا کہ بعد ان سب امور کے مہدی آل محمد

کوفہ میں آئے اور درمیان نجف وکوفہ کے منزل کرے اور یاران و لشکری اوسکے چہیالیس ہزار ملائکہ

اور چہیالیس ہزار جن اور نقبا اور ابدال سے تین سو تیرہ نفر ہمراہ ہوں مفضل نے عرض کیا کیونکہ بغداد

کہ حدیث میں بلفظ زورا مذکور ہے اوسوقت میں دار الفاسقین ہوگا۔ فرمایا وہ لعنت و سخط خدا میں

ہے اور فتنہ ہائے ہے ڈرے اوسکو خراب کرے مثل پیاسا ہے آب و گیاہ کے ہوجاوے ای ہوا وسپر

اور جو کوئی اوسمیں ہے عملہائے زرد و عملہائے مغرب اور بلاد جزیرہ یا تبی کلب سے کہ اشارہ طرف

عملہائے سفیانی اور اسکے لشکر ونکے ہی اور ہر علم سے کہ ہر نزدیک و دور سے آئیں خدا کی قسم نازل

ہوگا اوسمیں عذاب ہر قسم کا جو نازل ہوا ہی جمیع امتہائے سابقہ پر کہ اول خلقت دنیا سے آئی ہیں آخر

تک اور ایسا عذاب نازل ہوگا کہ کسی نے دیکہا ہوگا او [illegible] ہو اور وہ طوفان جو اوسکے رہنے والوں پر نازل

ہو وہ طوفان شمشیر ہوا ای ہوا وسپہ کہ جو وہاں سکونت کرے [illegible] کوئی وہاں قیام کرے اسفیانی خلق سدا سے

ہولو جو کوئی [illegible] جا کرت [illegible] خدا ایسی رونق بہم پہونچا کہ لوگ [illegible]

یہی دنیا ہے اور گہبر عورت اوسکی گویا بہشت [illegible] اوسکی حور العین ہیں [illegible]

ہو گلدان بہشت میں تصور کریں کہ خدا نے اونکی [illegible] کیا ہے۔ وہاں اسقدر [illegible]

بغیر ما انزل اللہ و شہادت ناحق و شرب خمر و انواع فسق [illegible] شہوت [illegible] خونریزی ظاہر ہوکہ جسقدر فتنہ [illegible]

تمام ربع مسکون اول دنیا سے آخر تک سب میں پہونچا ہے تک کہ خراب و ویران ہوجاوے اور ان فتنوں نے اور ان ظلموں سے جو خلق

طور پر وہاں ظاہر ہوں اور اس اس مرتبہ میں خراب ہو کہ قافلے وسفر کرنیوالے جب اوسطرف سے گذریں
تو کہیں کہ یہہ وہی مکان ہے جسے سابق میں بغداد کہتے تہے پس بعد اسکے ایک سید حسینی کہ جوان صبیح وخوشرو
ہو طرف دیلم سے خروج کرے اور بصدای فصیح ندا کرے یا ال محمد اجیبوا الملہوف ای آل محمد مصطفےٰ اوس
شخص کو اجابت کرو جسکو غم وغصہ نصیب ہوا ہی۔ پس وہ خزانہ کہ جسے خدا نے طالقان میں رکہا ہی۔ کہ نہ وہ طلا ہی اور
نہ وہ نقرہ سے ہے۔ بلکہ چند مرد ہیں کہ جو محبت خدا میں مثل اینٹ ال سخت رکہتے ہیں سبز گہوڑوں پر سوار ہو نیمیں لی
لئے ہوئے جوان حسینے سے آ کر موافقت کریں او ظالمونکو ماریں اور وہ جوان وہاں سے کوفہ میں آ اور ظالموں سے زمین
کو بہت زیادہ اونسے صاف کر دیا ہو جب خبر خروج قائم مہدی کی اوسکو ملے تو اصحاب اوسکے کہیں کہ یا ابن رسول اللہ
یہ کون ہی کہ ہمارے ہمسایہ میں منزل کئے ہوئے ہے وہ جوان کہے آو چلیں او راوسکو دیکہیں کون ہے اور مطلب اوس کا کیا ہی اور خدا کی
قسم وہ جانتا ہی کہ وہ مہدی ہی اور اسکو پہچانتا ہی لیکن مقصود اوس کا اس تجاہل سے یہ ہی۔ کہ اپنے یاروں کو آگاہ کرے پس جب
مہدی کو وہ آوے اور کہے کہ اگر تو یہہ دعوے کرتا ہی کہ مہدی آل محمد ہے تو اسباب تیرے جد رسول خدا کا کہاں ہی چادر اور انگوٹہی اور عمامہ سحاب
اسپ یربوع ناقہ عضبا استدلال حجر یعفور اکسیراق عصا دست رسول قرآن امیر المومنین کو ظاہر کرے پس مہدی سب چیزونکو
منگاوی اور اوسی دکہلا ویں عصا کو لے اور سنگ سخت میں گاڑ دی اوسیوقت جڑ پکڑنے اور برگ سبز نکل آ اور مطلب اوسکا
یہ ہو کہ اصحاب اوسکی سمجہیں اور فضیلت پر مطلع ہوں اور ساتہہ اوسکے بیعت کریں پس سید حسینی اوسوقت کہے اللہ اکبر اور تہہ اپنا بڑہا
ہم تجہسے بیعت کریں حسینی معہ اپنے لشکر کی بیعت کریگا مگر چالیس ہزار آدمی یدیہ کہ صاحبان مصحف ہوں بیعت نکریں اور کہیں یہ
سحر عظیم ہی اوسوقت مہدی او نکو نصیحت کرے اور تین روز موعظہ و دعوت کرے مہلت دے اگر وہ سب اپنے کفر وانکار پر اصرار رکہیں
پس اون سب کو قتل کرے اور اپنے اصحاب سے فرمایا ہی کہ قرآنو نکو اونکی بغل سے اوتار وچہوڑ دو ایسی ہو رہیں قیامت کے دن قرآن اونکی دشمن ہوں
اور اونکی تاسف وحسرت کا سبب ہو جیسا کہ تغیر وتبدیل کر کے عمل مضمون قرآن پرستی کیلئے مفصل تحریر کہا ایسو یہہ مہدی کیا کرینگی فرمایا ایک لشکر واسطے اسکی
لڑائی کے مقرر کرے کہ وہ دمشق شام میں جائیں سفیانی جتبک کر لیں اور اوسکو صخرہ پر ذبح کریں اور بعد اوسکے جناب امام حسین معہ بارہ ہزار صدیق اور اولاد
بہتر نفر کو جو کربلا میں مارے اونکی مدد ہو ہیں ظاہر ہو فیا لک عندہا من کرہ زہراء بیضاء یعنے کیا خوب رحمت نورانی و روشن ہے اور بعد اسکے صدیق
اکبر امیر موسنا ظاہر ہو اور ایک قبہ اونکی واسطے نجف میں نصب ہو کہ ایک رکن اوس میں نجف اور دوسرا رکن حجر میں اور تیسرا رکن صنعا یمن میں اور جوتہا رکن مدینہ طیبہ
میں ہو کہ گویا میں دیکہتا ہوں کہ اوس قبہ کی چراغ آسمان و زمین روشن ہوں نکی دیتیہی ہیں مثل روشنی آفتاب و ماہ کے اوسوقت باتیں پوشیدہ آشکار ہوں ہر عورت دودہ پلانیوالی اپنی بچے

کے ہو او نکی ساتہہ سپند ہو ہو اور جنہوں نے حضرت کی تکذیب کی ہو اور کفر میں سکتے ہو او نکا انکار کیا ہو اونکو ساحر وکاہن یا مجنون کہا ہو یا اپنے ہوا وہوس سے
اونکی حق میں کوئی بات کہی ہو اونکی ہمراہ ہو یہہ سب ظاہر ہوں پس اون سب سے قصاص لیا جاوے اور جزا اونکو دیجاوے انکو اعمال بد کی اوس دن سے کہ یہہ بیعت ہونگی ظہور مہدی

اور ہر امام عصر ساتھ اپنے اہل و فرعون اپنے زمانہ کے ظاہر ہو اور تاویل اس آیت کے
صادق آوے و نرید ان نمن علے الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ و
نجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما
منھم ما کانوا یحذرون مفضل نے عرض کیا فرعون و ہامان کون ہیں فرمایا ابوبکر و عمر
مفضل نے کہا پیغمبر اور امیر المومنین ہمراہ قائم مہدی کے ہونگے فرمایا ہاں خدا کی قسم ضرور ہے
اس امر سے کہ تمام زمین میں پھریں تا لب قاف و ظلمات اور قعر دریا نہ رہے ایسا کوئی
موضع جہاں پاؤں نہ رکھیں اور دین خدا کے سامنے ایستادہ ہیں اور شکایت اشقیائی
امت کرتے ہیں مثل تکذیب ورد و سب و لعن و تشویش قتل و قصد طاغوت امت جو والی
امت ہے نسبت و سیدر کرتے ہم لوگونکے حرمین خدا رسول سے اپنے دار الملک میں اور
قتل کرنا زہر سے اور قید کرنا اور انکا تفصل کے ساتھ جو کچھ ہر ایک پر اونکے زمانہ میں ہوا
ہے سب بیان کریں اور شکایت کریں جس کو سنکر پیغمبر گریاں ہوئیں اور فرمائیں کہ
اے فرزندو تم پر یہ مصیبتیں نازل ہنیں ہوئیں۔ مگر تمہاری جد پر پہلے تمہارے نازل
ہوئیں اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ پہلے سب کے جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرہ ایستادہ ہوکر
ابوبکر و عمر کی شکایت کریں اور عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار ہم سے فدک چھین لیا گیا ہم
ہمکر مسجد میں گئے مجمع مہاجرین و انصار میں امر فدک کا معاوضہ کیا اول و ثانی نے آپ
پر افترا کیا کہ آپ نے فرمایا ہے (ہم گروہ پیغمبراں ورثہ نہیں چھوڑتے ہیں مال دنیا سے
کسی کے واسطے بلکہ جو کچھ ہم رکھتے ہیں وہ صدقہ ہے مسلمانوں پر) جسقدر میں نے تعریف یحیی
و ذکریا و قصہ داود و سلیمان استدلال کیا کچھ نہیں سنا اور کاغذ جس کو اوسنے فدک
آپنے مجھکو دیا تھا اور مجھ لکھکر دیا تھا وہ کاغذ مجھ سے لے لیا اور سامنے تمام مہاجرین
و انصار کے آب دہن نجس اوس پر پھینکا اور پارہ کیا میں نے گریہ زاری کی اور آپ
کی قبر پر باچشم گریاں و دل بریاں گئے قبر پر گر کر عرض کیا قل کان لبلك انساد۔

ھنیئہ لو کنت شاھدھا مرتکثرا لخطب تا آخر اول نے خالد بن ولید و قنفذ و عمر
کو مع ایک گروہ منافقین کے ہمارے دروازہ پر بھیجا کہ علی کو گھر سے باہر نکالیں اور بیعت
کیلئے مسجد میں لے جائیں کیونکہ آپ کی وفات کے بعد امیر المومنین علی آپ کی تجہیز و تکفین میں
مشغول ہے فرعون و ہامان امت نے فرصت غنیمت سمجھکر سقیفہ بنی ساعدہ میں اجماع کیا تھا
اور منافقوں کو متفق کر کے میرے شوہر علی کے حق کو چھین لیا تھا اور علی قرآن کے جمع کرنے
میں مصروف ہے اور آپ کے دین کو کہ قریب اسی ہزار درہم کے تھا ادا کرتے تھے اوس
وقت وہ سب آئے در کو جلایا اور دروازہ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر میرے پہلو پر گرایا اور عمر
چلایا کرتا تھا ارے علی باہر آؤ اور مسلمانوں کی گروہ کی ساتھ موافقت کرو نہیں تو تم کو
قتل کر دینگے میں نے کہا کہ اے عمر تو خدا اور رسول پر کیسے جرات کرتا ہے کیا چاہتا ہے کہ نسل
پیغمبر کو قطعاً زمین سے اٹھادے میرے جواب میں اوس نے کہا تو اے فاطمہ ساکت رہ اب
محمد نے وفات پائی ملائکہ نہیں آتے ہیں اور امر و نہی جانب خدا سے نہیں لاتے ہیں علی بھی مثل
سایر خلق کے ایک مرد ہے باہر آئے اور ساتھ سب کے موافقت کرے یا گھر کو جلا دیتے ہیں
اور جو کوئی اوس میں ہے اوسکو بھی جلا دینگے میں نے گریہ و زاری کی اور خدا سے استغاثہ کیا کچھ
فائدہ نہ ہوا آخر در کو ٹھوکر مار کر میرے پہلو پر گرایا جس کے صدمہ سے ایک استخوان پہلو شکستہ
ہو گئی تازیانہ میرے بازو پر مارا کہ سیاہ ہو گیا ورم کر آیا حمل محسن کا اسقاط ہوا وہ سب گھر
میں گھس آئے چہرہ مرا کھل گیا تھا ہم خدا سے فریاد کرتے تھے اور کہتے تھے واابتاہ وا رسول
اللہ دیکھئے آپ کی دختر فاطمہ پر کیا گذرتا ہے امیر المومنین یہہ دیکھکر روتے ہوئے حجرہ
سے آئے اور اپنی ردا چہرہ پر اڑھا دی اور مجھے اپنے سینہ سے لگا لیا اور کہا اے دختر رسول خدا
باپ تیرا رحمۃ للعالمین ہے مقنعہ سر سے دور نہ کرو سر اپنا نہ کھولو خدا سے شکوہ نہ کرو
خدا کی قسم کوئی متنفس نہ رہیگا سب ہلاک ہو جاویں گے خلاصہ کلام جناب فاطمہ جملہ مصائب
و وقائع جو اون پر گذرے ہیں اوس وقت بیان کریں اور امیر المومنین بھی آنکھیں اور

شکایت کریں کہ کئی راتوں کو ہم حسنین کو لیکر فاطمہ ہمارے مہاجر و انصار میں گئے اور اون
لوگوں سے جن سے آپ نے ہماری بیعت لی تھی مدد چاہے اون بہوں نے وعدہ کیا مگر جب
صبح ہوئی کوئی میری مدد کو نہیں آیا بہت رنج میں نے اون سے اٹھایا۔ حکایت میری
مثل ہارون و امت موسیٰ کی تھی کہ اونہوں نے موسیٰ سے کہا اے فرزند مادر تیرے قوم
نے مجھکو ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالیں میں نے صبر و تحمل کیا کہ اسوقت تک
کسی پیغمبر و وصی نے نہیں کیا تہا آخر کو ضربت عبدالرحمن بن ملجم سے میں شہید ہوا اسے مفضل پس
حسن اوٹھیں اور عرض کریں اسے جد بزرگوار ہم ہمراہ پدر کوفہ میں تہے کہ ابن ملجم نے اونکے سر پر تلوار
ماری جب پدر بزرگوار نے قصد سفر آخری کیا مجھکو اپنا وصی مقرر کیا اور جو کچھ آپنے اون کو
تفویض کیا تہا مجھے سونپا معاویہ کو جب خبر قتل پدر بزرگوار پہونچی ایک لاکھ پچاس ہزار لشکر بھیجا
کہ داخل کوفہ ہوں اہل کوفہ کو قتل کریں مجھکو اور میرے بھائی بھائی حسین کو گرفتار کریں اور میرے
سایر اخوان و اہل بیت و شیعیان و موالی سے بیعت او سکے ہم سے لیں اور جو ہم میں سے انکار
کرے اوسکی گردن ماریں اور سر اوس کا معاویہ کے پاس بھیجیں جب میں یہہ سنا منبر پر گیا اور
خطبہ پڑہا مواعظ کیا اور جو کچھ میں نے کہا تہا اوس کے چند فقرات یہہ ہیں مات والله جلی
رسول الله و قتل ابی و صاح الوسواس الخناس فی قلوب الناس فنعق ناعق
الفتنة خالفتم السنة فیالها من فتنة عمیاء صماء لا تسمع لداعیها و لا
یجاب منادیها و لا یخالف والیها ظهرت کلمة النفاق و سیرت رایات اهل
الشقاق و تکالبت جیوش اهل المراق من الشام و العراق هلموا رحمکم الله
الی الافتتاح و النور الوضاح و العلم الجحاج و النور الذی لا یطفی و الحق الذی
لا یخفی ایها الناس تیقظوا من رقدات الغفلة و تکاثف الظلمة فو الذی
فلق الحبة و برئ النسمة و تردی بالعظمة لئن قام الی منکم عصبة بقلوب
صافیة و نیات خالصة لا یکون فیها شوب نفاق و لا نیة افتراق لاجاهدن

بالسیف قل ما قل لما ولا ضیقن من السیوف حوانیھا ومن الرماح مسالکھا ومن الخیول نسا بلھا ترجمہ ایھا الناس میرے جد صاحب قدر رسولخدا وبزرگوار علی مرتضی دنیاسے گذر گئے شیطان نے دلونمیں آدمیوں کے وسوسہ ڈالا اور زاغ فتنہ کی صدا بلند ہوئی اور تم لوگوں نے سنت نبوی کو ترک کیا بس کیسا فتنہ عظیم ہے نتیجہ اوس کا سوائے کوری وکری کے نہیں ہے کہ اسکے بلانیوالے کا قول کوئی نہیں سنتا اور نہ اوسکے منادی کو جواب دیا جاتا اور نہ اوسکے صاحب کی مخالفت کی جاتی سخن نفاق کے ظاہر ہیں علمائے نفاق وشقاق گردش میں ہیں لشکرہائے خارجیان شام وعراق آپس میں موافقت کرکے متفق ہوئے ہیں اے خدا ہم لوگونکی آمرزش کرے ترویج امور دین میں ابتدا کرو طرف نور واضح وعلم مبین واشکار کے متوجہ ہو کہ خاموشی اوسکے واسطے نہیں ہے اور ایسا حق ہے جسکو کوئی مخفی پوشیدہ نہیں کرسکتا اے گروہ مردم خواب غفلت سے جو تمکو تاریکی جہالت ہے باہر آؤ قسم اوس خدا کی دانہ گندم کو جس نے شگافتہ کیا اور قسم اوسکی جو خالق جمیع مردم ہے جسنے عظمت وبزرگی کے ردا اوڑھے وہ گروہ تمہارا صاف دلونسے اور خالص نیتونسے جو شوائب نفاق اور قصد جدائی وافتراق سے بری ہو از روے اخلاص ووفاق میرے موافقت کرے تو آگے آگے تمہارے ہم تلوارسے جہاد کریں اور اپنی تلوارسے اونکی تلوار و نیزہ اور گھوڑونکی راہ تنگ کریں اور فتنہ وفساد کو اونکی مسدود کریں جس قدر میں نے اون کو ایسی باتیں کہیں کسی نے میرا جواب نہیں دیا گویا اونکے منہ میں سکوت کی لگام دیدی گئی تھی اونمیں سے بیس آدمیوں نے کہا کہ ہم اختیار اپنے نفس کا رکھتے ہیں اس وقت آپکے سامنے اپنی تلوارونکو لئے ہوئے ایستادہ ہیں اونکی امرونہی کے فرمانبردار ہیں جسقدر میں نے دائیں بائیں دیکھا سواے اون بیس نفر کے کسی کو نہیں دیکھا کہ مجھ سے موافقت کرتے بس میں نے کہا کہ مجھے اپنے جد رسول خدا کی پیروی کرنا چاہیے کہ رسول خدا کی عبادت پوشیدہ کیا یہانتک کہ جس وقت انتالیس نفر اصحاب سے بہی اظہار امر الہی کا نہیں کیا جب چالیس نفر اصحاب

پیوستہ ہوئے امر دعوت پورے طور پر ظاہر کیا اگر میں بھی چالیس آدمی رکھتا جہاد کرتا پس سر اپنا میں نے طرف آسمان کے بلند کیا اور خدا سے عرض کیا کہ اے خدا میں نے دعوت کی اور ڈرایا لیکن میری دعوت کو قبول نہیں کیا غفلت میں پڑ گئے اور میری یاری میں سستی ظاہر کی اور میری طاعت میں تقصیر کی اپنے جز عذاب کو تو اونپر نازل کر آخر تک جو کچھ گذرا ہو زہر کہلانے اور شہید کرنیسے بیان کریں بعد اوس کے امام حسین کھڑے ہوں بدن تمام خون میں ڈوبا ہوا زخم کہائے ہوئے اور وہ لوگ جو اونکی ساتھ شہید ہوئے اسی طرح سے ایستادہ ہوں جناب رسول خدا اوس حال کے دیکھنے سے اس قدر روئیں کہ بیہوش ہو جائیں اور اونکے رونے سے تمام اہل آسمان و زمین گریاں ہوں اور جناب فاطمہ ایسی آہ سرد دل سے کھینچیں کہ تمام زمین اور جو کچھ اوس پر ہے تھرانے لگی پس امیر المومنین و امام حسن داہنی پہلو میں اوس شہید مظلوم کے ایستادہ ہوں اور فاطمہ بائیں طرف رسول خدا اون کو سینے سے لپٹائیں اور فرمائیں۔ یا حسین یا ولدی فل نیتك یعنی فدا ہو تجھپر جد تیرا آنکہیں میری تیرے دیکھنے سے روشن ہوں اور آنکہیں تیری روشن ہوں اور اپنے طرف حسین کے حمزہ و جعفر طیار ہوں اور خدیجہ کبرا فرزند سقط فاطمہ محسن کو ہاتھو نپر لے اور فاطمہ بنت اسد تمام عورات اہل بیت کو لئے ہوئے روتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے آئے پس فاطمہ مادر حسین کہے ھذا یومکم الذی کنتم توعدون الیوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بینھا و بینہ امدا بعیدا مفضل کہتے ہیں کہ یہہ فرما کر جناب امام صادق علیہ السلام اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسو نسے تر ہو گئے اور فرمایا کہ روشن نہو وہ آنکہہ کہ ان مصیبتوں کو سنے اور نہ روئے پس مفضل نے بھی بہت زاری کی اور عرض کیا اس نے رونیکا کیا اجر و ثواب ہے فرمایا اجر و ثواب عظیم ہے جبکہ وہ حق کے ساتھہ ہو پس مفضل نے پوچہا کہ آیہ اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت کی تفسیر کیا ہے فرمایا واللہ وہ محسن سقط شدہ ہے اور جو کوئی سوائے اسکے تفسیر کرے اوسکی تکذیب کرو

حاصل معنے یہہ ہیں کہ زمانہ رجعت میں اون لوگوں سے جنہوں نے دروازہ پہلوی اقدس جناب
سیدہ پر گرایا یہہ سوال کیا جائیگا کہ کس گناہ و جرم پر اس طفل معصوم کو مارا پھر جناب صادق ع
نے فرمایا کہ اوس وقت جناب سیدہ اٹھیں اور کہیں کہ خداوندا تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جن
لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے میرے حق کو غصب کیا ہے مجکو مارا ہے مجھے رولایا ہے داغ اولاد میں
مبتلا کیا ہے اون سے تو میرے حق کا مواخذہ کرے گا انتقام لے گا تو اوس وعدہ کو وفا کر اور میرا
حق اون سے لے اور انتقام میرے دشمنوں سے لے لیں ملائکہ ساتوں آسمان کے اور حاملان
عرش الٰہی وساکنان ہوا و تمامی اہل دنیا و طبقات زیر زمین گریاں ہوں اور نوحہ و آہ بسیار
کریں اوس وقت باقی نہ رہیں ہمارے قاتلاں و ظالمان سے اور وہ لوگ جو اونکے فعل پر راضی
ہوئے مگر یہہ اوسدن ہزار مرتبہ قتل کئے جائیں اور وہ لوگ جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں پھر
اون کے واسطے قتل ہونا و تلخی موت کی نہیں ہے چنانچہ فرمایا ہے خدا نے ولا تحسبن الذین
قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتیہم
الآیہ مفضل نے کہا بعضے آپ کے شیعہ قائل رجعت کے نہیں ہیں فرمایا مگر اونہوں نے نہیں
سنا ہے کہ ہمارے جد رسول خدا اور ہم سبھی نے بھی کہا ہے کہ مراد عذاب ادنی سے اس
آیت میں لنذیقنہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر وہ عذاب
ہے کہ جو ہمارے دشمنوں پر ایام رجعت میں ہوگا اور عذاب اکبر عذاب روز قیامت ہے۔
کہ اشارہ اوسکی طرف اس آیت میں ہوا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات
وبرزوا للہ الواحد القہار بعد اسکے مفضل نے بہت سے جملہ معترضہ درمیان میں
لاکر سوالات خارج از بحث کئے اور حضرت نے جواب سب کے دیکر فرمایا کہ بعد اوس کے
علی بن الحسین اٹھیں اور شکوہ کریں اون چیزوں سے کہ جو اونپر بعد شہادت امام حسین ع
روز رحلت تک امت جد سے پہنچا ہو بعد اسکے میرے پدر بزرگوار اٹھیں اور اسی طرح
شکوہ کریں اونکے بعد ہم اور میرے بعد موسی و علی بن موسی و محمد بن علی و حسن بن علی باری

باری اوٹھیں اور منصور و مامون و رشید و معتصم و متوکل کے ظلم و جور کی شکایت کریں ان سب
کے بعد مہدی آل محمد ہمنام رسول خدا اس طرح برامٹھیں کہ پیراہن رسول خدا برتن ہو اور
وہ خون جو پیشانی جناب رسول خدا سے جنگ احد میں بہا ہوا تھا پیشانی پر ملے ہوں اور ملائکہ
گرد اون کے ہوں جب سامنے رسول خدا کے آئیں ایستادہ ہوں اور عرض کریں یا جدا آپنے
میرا تعریف کی اور حدیث میں میرے تولد اور غیبت کی امت کے واسطے بیان فرمائیں اور نام و نسب
تحقیق میری ارشاد کیا با وجود ان سب کے امت نے تکذیب و انکار کیا تمردی اختیار کی اور کہنے
لگے کہ متولد نہیں ہوا ہے اور نہیں ہے اور اگر ہے تو کہاں ہے کب رہا اور کب ہوگا یا یہہ کہ
مر گیا کوئی معقب اوس سے نہیں رہا اگر زندہ ہوتا اسقدر دیر کیوں ہوتی یہہ سب احکام باطل
امت میں جاری ہوئے اور ظلم و جور و تعدی و فسق و فجور و قتل و کفر وغیرہ وغیرہ واقع ہوئے
یہانتک کہ تمام عالم میں پھیل گیا اون سب کو ہم نے دیکھا اور صبر اور تحمل اختیار کیا جب خدا نے
حکم دیا اے جد بزرگوار ہم باہر آئے ہیں پس رسول خدا ارشاد کریں۔ الحمد لِلّٰہِ الذی صدقنا
وعدہ واورثنا الارض نتبوء منها حیث نشاء فنعم اجر العاملین جاء نصر اللّٰہ
والفتح هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله
ولو کره المشرکون انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر ویتم نعمته علیک مفضل نے عرض کیا کہ پیغمبر کا کونسا گناہ تہا کہ خدا نے بخشا فرمایا
پیغمبر خدا نے عرض کیا کہ خداوندا شیعیان علی اور میری اہل بیت کے دوستوں کے گناہوں کو جو اس وقت
کر چکے ہیں یا آئندہ کریں روز قیامت تک اونکے اگلے لوگ اور جو اونکے بعد ہوں اوس کا
بار میری گردن پر رکھ اور مجھکو اور میرے شیعوں کو درمیان پیغمبروں کے رسوا نہ کریں اونکے
تمام گناہوں کا بار حضرت کی گردن پر رکھا گیا اور اوس کو خدا نے بخشدیا مفضل کہتے ہیں کہ میں
بہت رویا اور عرض کیا کہ یہہ سب فضل و رحمت الہی ہم لوگوں پر آپ کی محبت کے باعث ہے فرمایا
ہاں لیکن ہر شخص کہ جو ادعائے تشیع کرتا ہے اور عمل اوس کا مطابق اوسکے قول کے نہیں ہے ایسا

نہیں ہے بلکہ یہ مخصوص تجھ سے اور تیرے مانند کے ساتھ ہے اے مفضل اس حدیث کو صاحبان
جرات سے بیان نکرنا کیونکہ بہت سے شیعے محارم الٰہی کے کرنے میں دلیر ہیں جب اس
فضیلت کو سنینگے اطمینان اون کو حاصل ہوگا اور عبادت خدا ترک کریں گے اور مرتکب محرمات
کے ہونگے کیونکہ اون کو یہ اطمینان ہے کہ پیغمبر نے اس بار کو اپنے دوش پر لےلیا ہے اور اس
ارتکاب پر کوئی عمل اونکا اون کو نفع نہ دیگا اگرچہ شفاعت ہماری تمام مخلوقات میں جاری
ہے لیکن ہم بھی شفاعت نہ کریں گے مگر اوس شخص کے واسطے کہ جس پر خدا کی مہربانی ہو اور خدا
بھی اوسکی مغفرت چاہے پس پڑہا لا یشفعون الا لمن ارتضے وھم من خشیتہ
مشفقون مفضل نے کہا کہ خدا نے فرمایا ہے لیظہرہ علے الدین کلہ مگر دین پیغمبر ابھی
ظاہر نہیں ہوا ہے فرمایا نہیں کہ اگر ظاہر ہوتا تو ضرور تھا کہ کوئی مجوسی و یہودی و نصرانی اور
کوئی شخص فرقہ کفر و بت پرست وغیرہ سے نہ ہوتا حالانکہ مسلمان درمیان کفار کے اور حق
درمیان باطل کے مثل حال سفیدی و سیاہی کاغذ کے دکھلائی دیتے ہیں ہاں مراد حق تعالےٰ
کے اظہار دین پیغمبر سے سب دنیا پر اسے دن سے ہے کہ مہدی ظاہر ہو اور پیغمبر و تمامی اہل بیت
دنیا کی طرف رجوع کریں چنانچہ فرمایا ہے و قاتلوھم حتے لا تکون فتنۃ و یکون الدین
کلمۃ اللہ بعد اس کے فرمایا کہ مہدی مراجعت طرف کوفہ کے کرے اور آسمان سے ملخ طلا بر
سے جیسا کہ قوم بنی اسرائیل میں ایوب پر برسی ہو اور جو خزانے کہ زمین میں پوشیدہ ہیں اون پر
ظاہر ہوں اور وہ سب طلا و نقرہ و جواہر اور جو کچھ مال دنیا سے ہو اپنے شیعوں اور دوستوں
تقسیم کرے مفضل نے عرض کیا کہ اے مولا کہ جو کوئی آپکے شیعوں سے قرض رکھتا ہو دوست کا
یا دشمن کا وہ ادا کرینگے فرمایا پہلا کام مہدی کا یہی ہوگا کہ ایک منادی اونکی طرف ندا کرے
کہ تمام عالم میں جو کوئی ہمارے شیعوں سے کچھ طلب رکھتا ہو آئے اور مطالبہ کرے اگرچہ بقدر
خردل ہو لیں وہ لوگ آئیں اور دعوے کریں اور حضرت اونکو دیں مفضل نے عرض کیا کہ
پھر کیا ہوگا فرمایا بعد اسکے غرب و شرق عالم کو طے کر کے کوفہ میں آئے اور مسجد کوفہ کی تعمیر

کریں اور اوس سے دار الحکومت بنائیں اور جو مسجد کہ یزید ابن معاویہ نے بعد قتل حسین ع شام میں
بغیرہ وغیرہ کے لئے بنائی ہے خراب کرینگے اور وہ مسجد جو خدا کے لئے نہیں بنائی گئی ہے باقی اوس کا ملعون
ہے مفضل نے عرض کیا کہ مدت اوسکے حکم وحکومت کی کسقدر ہوگی فرمایا خدا تعالے فرماتا ہے
منہم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفیر وشہیق آخر آیت
واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما
الا ماشاء ربک عطاء غیر مجذوذ اور معنے مجذوذ کے مقطوع ہیں یعنے یہ وہ عطیہ
خدا ہے کہ منقطع نہیں ہوسکتا ہے بلکہ دائمی اور ابدی ہے اور ایسا ملک ہے کہ جس کو تمام ہونا نہیں
ہے۔ اور ایسا حکم ہے جو غیر منقطع ہے اور ایسا امر ہے جو باطل نہیں ہوتا ہے مگر باختیار وارادت الہی
کہ نہیں جانتا اسکو کوئی سوائے خدا کے بعد اوسکی قیامت قائم ہوگی کہ خدا تعالی نے اپنی کتاب میں
اوسکی تعریف کی ہے والحمد للہ رب العالمین اور ایسی روایت ساتھ تھوڑے اختلاف کے
شیخ حسن بن سلیمان نے منتخب بصائر الدرجات میں بسند معتبر نقل کیا ہے اوس جگہ ہے کہ خزانے
طالقان کے طلا ونقرہ سے نہیں ہیں بلکہ مردان چند ہیں جو نیزہ رنگ [illegible] رہونگے
اور دل اونکے مثل آہن کے ہونگے اور شدت شوق خدا سے مثل [illegible] نیلے اور
امیر اونکا کوئی بنی تمیم سے ہوگا نام اوس کا شعیب بن صالح ہے [illegible] امام حسین ع اونکے
ہمراہ آئیں او چہرہ اونکا مانند قرص ماہ شب چہار دہ کے ہو اور تلوار [illegible]
وضع [illegible] کام [illegible] اون علامتوں کے ساتھ کو [illegible] اور [illegible]
پیر اون کو اور اون کے اصحاب کو خبر ظہور مہدی کی [illegible] وہ سب [illegible]
رسول اللہ یہ کون ہے کہ ہمارے ہمسایہ میں منزل کئے ہوئے ہے آپ [illegible]
کس کام میں مصروف ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہونگے کہ وہ مہدی ہے اور اون کو [illegible]
مگر مقصود [illegible] سے یہ ہے کہ اون سب کو آگاہ کریں پس چار ہزار آدمی [illegible]
لائیں کہ اون چار ہزار کی گردنوں میں قرآن ہو اور لباس اونکا پلاس [illegible]

لباس کے اوپر باندھی ہوں جب امام حسینؑ نزدیک مہدی کے تمام فرمائیں ارشاد کریں کہ جاؤ پوچھو یہہ مرد کون ہے اور کیا چاہتا ہے بعضے اصحاب حضرت کے لشکر گاہ مہدی میں جائیں اور کہیں اے گروہ لشکریاں تم لوگ تو اس سامان سے یہاں آئے ہو کون ہو صاحب تمہارا کون ہے اور مطلب اوسکا کیا ہے جواب دیں کہ یہہ مہدی آل محمدؐ ہے اور ہم سب اوسکے مددگار ہیں جن و انس ملایک سے پس امام حسینؑ فرمائیں کہ چھوڑ دو مجھے اوسکے ساتھ اوس وقت مہدیؑ آپنے لشکر سے باہر آئے اور درمیان دو صف کے ایستادہ ہو جناب امام حسینؑ اون سے کہیں کہ اگر تو مہدی آل محمدؐ ہے تو عصا میرے جد رسول خدا کا اور انگشتر و چادر اور زرہ اوسکی کہ اوپر کسی کے سوا اہل بیت کے درست نہیں ہوتی ہے اور عمامہ سحاب و اسپ و شتر عضبا و اشتر دلدل و خر یعفور و براق و تاج مصحف امیر المومنین کہ جو خود حضرت نے جمع کیا تھا بدون تغیر و تبدل کے کہاں ہے پس مہدی اون چیزوں کو منگائے جسمیں سب تبرکات انبیا و مرسلین و عصا آدم و نوح و ترکہ ہود و صالح و مجموع ابراہیم و صاع یوسف و پیمانہ شعیب و ترازو اوسکا و عصا موسی و تابوت کہ اوسمیں وہ بقیہ ہے جو آل موسی و آل ہارون سے رہگیا ہے اور زرہ داؤد اور انگوٹھی اونکی اور انگشتری سلیمان اور تاج اون کا و رحل لیئے توشہ و اسباب عیسی و میراث جمیع انبیاؑ و مرسلین کے ہوں پس جناب امام حسین کہیں کہ اے مہدی یا ابن رسول اللہ ہم چاہتے ہیں کہ عصائے رسول خدا کو اس سنگ سخت میں گاڑ دو اور خدا سے چاہو کہ وہ اوگی اس سے مقصود یہہ ہو کہ اصحاب حضرت کے دیکھیں اور یقین و اعتقاد کامل ہو اور اون سے بیعت کریں مہدی اوسی طرح کرے اور وہ عصا سبز ہو اور شاخ و برگ اس قدر نکلے کہ لشکر امام حسین پر سایہ ڈالے پس حسین کہیں اللہ اکبر اپنا ہاتھ مجھے دے کہ ہم تیری بیعت کریں پس وہ جناب مع لشکر کے بیعت کریں مگر وہ چہار ہزار لشکر کہ قرآن حمائل کئے ہوں اور لباس پلاس پہنے ہوں کہ سب نیزبدیہ ہوں ایمان نہ لائیں اور کہیں کہ یہہ سحر عظیم ہے اور یہہ حدیث متمم حدیث سابق ہے مگر تھوڑا سا آخر حدیث مذکور کا نہیں ہے۔ فرمایا علامہ محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نقل اس حدیث

کے جلد سیزدہم بحار میں کہ تاریخ ولادت امام زمان علیہ السلام مخالف ہے اخبار گذشتہ کے
اور یہہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ امام زمان عائد کرینگے ابوبکر و عمر پر ہر گناہ کو از عہد آدم تا وقت
قیام قائم تو سبب عائد کرنے اون گناہوں کا جو متاخر ہیں اون دونوں سے ظاہر ہے اس لئے
کہ سبب امیر المومنین کے حق کو غصب کرنے کے اور اوس جناب کو اونکے مقام سے دفع کرنے
کے دونو سبب ہوئے سائر ائمہ علیہم السلام کی پوشیدگی و مغلوبیت اور تسلط ائمہ جور جو
اون کے غلبہ کہ تا زمان قائم علیہ السلام اور بھی سبب ہوا کفر و ضلال کا اوس نکے جو کافر و گمراہ
ہوا اس لئے کہ امام حق باوجود اقتدار و حکومت و استیلا کے مانع ہوتا جملہ ان امور سے اور
امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کا تمکن نہ ہونا بعض ان امور میں اپنے خلافت کے زمانہ میں
بسبب اوسے ظلم و جور کے تھا جس کی بنیاد دونو استوار کر گئی تھی لیکن عائد کرنا اون گناہوں کا
جو اون سے متقدم تھے پس اس لئے ہے کہ وہ دونو راضی تھے فعل سے اونکے جن سے مثل اون کے
افعال صادر ہوئے خلفاء حق کے دفع کرنے میں اونکے مقام سے اور جو فسادات اسمیں مترتب
ہوئے اور اگر وہ دونو ایسے امور سے راضی نہ ہوتے تو مثل افعال اونکے عمل میں نہ لاتے اور جو
کسی فعل پر راضی ہو تو وہ مثل اوسکے ہے جس نے اوسپر عمل کیا جیسا کہ اسپر آیات کثیرہ دلالت
کرتے ہیں چنانچہ خدا نے نسبت دی ہے افعال آبا و یہود کے طرف اون کے اور مذمت کی ہے
یہود کی بسبب رضامندی یہود کے اون افعال پر اور اس بارے اخبار خاصہ و عامہ مستفیض
ہیں۔ باوجود اسکے بعید نہیں ہے کہ اون کے ارواح خبیثہ کو مدخلیت ہو صدور میں اون امور
کے اشقیاء سے جس طرح ارواح طیبہ ائمہ طاہرین علیہم السلام موید تھیں انبیاء و رسل کے معین تھیں
اونکی نیکیوں میں شفیع تھیں اونکی رفع کربات میں جیسا کہ گذر چکا کتاب امامت میں اور قطع
نظر کر کے جملہ ان امور سے یہہ بھی فرمان ہے کہ یہہ تاویل کی جائے کہ مراد عائد کرنے سے مثل اعمال
افعال اول اشقیا کے ہو ان دونو پر کہ یہ دونو شقاوت میں مثل جمیع اشقیائی گذشتہ
کے تھے اس سبب سے کہ ان دونو سے مثل افعال جمیع اشقیا کے صادر ہوئے فصل نہم

بیان اثبات رجعت واضح ہوئے کہ رجعت رسول مختار و ائمہ اطہار کا اعتقاد ضروریات مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سے ہے اور یہہ مسئلہ بہت مشہور ہے شعرا کے اشعار میں مذکور ہے علماے عامہ نے مذہب شیعہ کو اس اعتقاد سے استہزا کیا ہے اور تشنیع کی ہے و فخر رازی نیشاپوری وغیرہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے ابن ابی الحدید نے توضیح مذہب امامیہ کی اس بارہ میں کی ہے اگر خوف تطویل بلا طائل نہ ہوتا تو بہت سی باتیں اونکی ہم لکھتے جو مومن کہ اقرار حقیت رجعت ائمہ اطہار کا رکھتا ہے وہ کیونکہ اس میں شک کو راہ دے سکتا ہے کہ دوسو حدیث سے زیادہ اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور زیادہ بچاس نفر کا ظم علماے شیعہ و محدثین نے روایت کی ہے مثل کلینی و شیخ طوسی و سید مرتضی و نجاشی و کشی و عیاشی و علی بن ابراہیم صاحبان تفسیر و سلیم بن قیس ہلالی و شیخ مفید و کراجکی و نعمانی و محمد بن حسن صفار و سعد بن عبد اللہ و جعفر بن قولویہ و علی بن الحمید و سید بن طاوس و پسر سید و محمد بن علی بن ابراہیم و فرات بن ابراہیم و شیخ طبرسی و ابراہیم بن محمد ثقفی و برقی و ابن شہر آشوب و قطب راوندی و علامہ حلی و سید علی بن عبد الکریم و فضل بن شاذان و شیخ شہید و ابن جمہور و حسن بن محبوب وغیرہ پس اگر ایسی نقلوں کو تواتر نہیں کہہ سکتے ہیں تو پھر تواتر کیونکر ثابت ہوتا ہے سنیوں نے خلفا میں سے روایت کیا ہے اور اہل سنت نے متفق اللفظ اسکی اسناد کو اونکی طرف دیا ہے رجعت بعض مومنین و بعض کافرین و منافقین ولو صب بھی متواترات سے ہے منکر ہونا اُس کا ہے کہ عرف تشیع ہی سے خارج ہونا لازم نہیں آتا ہے بلکہ دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور رجعت حضرت امیر المومنین و حضرت امام حسین ؑ بھی متواتر ہے بلکہ رجعت رسولخدا بھی متواتر ہے یا قریب تواتر اور رجعت جملہ ائمہ اطہار ہی احادیث صحیحہ و معتبرہ میں بکثرت وارد ہیں اگر متواتر نہ تصور کیا جائے تو اس مرتبہ میں ہیں کہ ضرور یقین ہوتا ہے اور انکار کرنا لازم نہیں ہے لیکن یہ بات معلوم نہیں ہے کہ آیا ساتھ ظہور موفور السرور حضرت صاحب الامر کے ایک ہی زمانہ میں یہہ سب رجعتیں ہونگی یا پیش و پس یا بعد اونکے اور بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترتیب زمان امامت

رجعت فرمائینگے مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کتاب حق الیقین میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ حسن بن
سلیمان ابن امر کے قائل ہیں کہ امام کے لئے ایک زمانہ امامت کا ہے اور زمانہ امامت مہدی کا بھی ہوگا
جب وہ ظاہر ہونگے اونکے امامت کا وہ زمانہ ہے اور جب رجعت آبائے کرام کے رجعت فرمادینگے
اور اسیوجہ سے تاویل کیا ہے اوس حدیث کو کہ جسمے بارہ امام بعد امام مہدی کے ہیں اگرچہ
یہہ قول بعید از صواب نہیں ہے لیکن مجملاً اقرار کرنا اور اوسکی تفصیل کو حوالہ علم ائمہ اکرام کرنا مناسب واحوط
ہے چند حدیثیں بہ ثبوت رجعت اس مقام پر واسطے مزید اعتقاد واقفین ہونے کے تحریر کرتا ہوں
اول حضرت صادق سے مروی ہے کہ حساب خلائق کا ساتھ امام حسین کے ہوگا جب ہوگا قبل
قیامت کے دوم باسناد چند سند ونکے حضرت باقر سے منقول ہے کہ اول جو شخص رجعت میں
پھریگا وہ امام حسن علیہ السلام ہونگے اور اس قدر بادشاہی کرینگے کہ بوڑھاپے سے ابروے حضرت کے
آنکھوں پر تک آئینگے سوم حضرت امام کاظم سے روایت ہے کہ ایام رجعت میں جو ایمان مومنونکی
مع روحیں اونکی دشمنوں کے بدنوں کی طرف پھیرینگی اسواسطے کہ اپنے حق کا اون سے بدلہ لیں۔
جنہوں نے مومنونکو تکلیف دی ہے ستایا ہے قتل کیا ہے اون سے انتقام لیں تیس مہینے
بعد مرنے دشمنونکے زندہ رہیں بعد اوس کے سب ایک ہی شب میں مرجائیں اور نعیم جنت
سے متنعم ہوں اور دشمن اونکے ساتھ بدترین عذاب کے داخل جہنم ہوں چہارم العیاشی روایت
کی ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا تفسیر قول حق تعالی میں وجعلکم انبیاء وجعلکم ملوکا
یعنے کیا تم لوگوں کو پیغمبر اور کیا تم لوگوں کو بادشاہ اور پیغمبران سے حضرت رسول ابراہیم
واسماعیل اور اونکے ذریت ہیں اور مراد بادشاہوں سے ائمہ ہیں راوی نے کہا کہ آپ لوگونکی
بادشاہی کیسی ہے فرمایا بادشاہی بہشت و بادشاہی رجعت پنجم قطب راوندی نے اور
دوسروں نے جابر سے اور اوس نے امام باقر سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسین نے صحرائے کربلا میں
قبل اپنی شہادت کے انصار سے فرمایا کہ میرے جد رسول خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے فرزند تم عراق
میں بلائے جاؤگے اوس زمین پر کہ جہاں پیغمبران و اوصیائے باہم ملاقات کی ہے اور نام اوس کا عموا

ہے شہید کرینگے معہ تیرے اصحاب کے اور جیسا کہ آگ حضرت ابراہیم پر برد و سلام ہوئے تھے اوسی
طرح آتش جنگ تجھ پر اور تیرے اصحاب پر برد و سلام ہو گے ررد و الم قطع و برش آہن کا اونکو
نہ ہوگا بس تم کو بشارت ہو اور خوش ہو کہ ہم پاس پیغمبر کے جاتے ہیں اور جس قدر خدا کو منظور ہوگا
اوس عالم میں رہینگے پس اول وہ شخص کہ زمین شگافتہ ہو کر باہر آئیگا ہم ہونگے اور باہر آنا میرا
موافق ہوگا ساتھ باہر آنے امیر المومنین و قیام ہمارے قائم کے پس نازل ہونگے ہمارے اوپر
جانب خدا سے ایک گروہ جو کبھی زمین پر نہ آئے ہونگے ساتھ جبریل و میکائیل و اسرائیل اور لشکر
ملائکہ کے اور آئینگے محمد و علی اور ہم اور بھائی میرے حسن اور تمام وہ لوگ کہ جن پر خدا نے احسان
کیا ہے بہ با داو سیاہ سے اسپان ابلق پر از اور پر سوار ہو کر کہ کوئی مخلوق اوپر قبل اسکے سوار نہ ہوا
ہوگا پس حضرت رسول علم اپنا ہاتھ میں لینگے اور حرکت دینگے اور معہ اپنی تلوار کے قائم کو دیں گے
پس بعد اس کے جو کچھ خدا چاہتا ہے وہ ہم سب کرینگے خدا تعالیٰ مسجد کوفہ سے چشمہ روغن آب
و شیر باہر نکالیگا پس اوسوقت حضرت امیر المومنین تلوار رسول خدا کی مجھے دینگے اور مجھکو جانب
مشرق و مغرب کے بھیجیں گے جو کوئی دشمن خدا ہوگا وس کو ہم قتل کریں گے اور ہر ایک بت
کو جلائیں گے یہانتک کہ زمین ہند میں ہم پونچینگے اور اوسکے تمام شہروں کو فتح کریں گے اور حضرت
دانیال و یوشع زندہ ہونگے حضرت امیر المومنین کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ سچ کہا خدا و رسول
نے اور وعدوں میں کر دیا تھا پس ستر نفر اونکے ساتھ طرف بصرہ کے جائیں جو کوئی مقابلہ کرے
اوس کو ماریں اور ایک لشکر طرف روم کے بھیجے کہ اونکو فتح کریں بعد اس کے جو حیوان حرام گوشت
ہو اونکو ماریں تا یہ کہ بغیر طیب و نیکو کوئی چیز زمین پر نہ رہے اور جو یہودی زمین سے ہر طرف ہو
یہود و نصاریٰ کو ہم درمیان اسلام و شمشیر مختار کریں جو کوئی مسلمان ہو اوس پر ہم احسان کریں
اور جو کوئی اسلام نہ لائے وہ مارا جائے اور کوئی مرد ہمارے شیعوں میں سے ایسا نہ ہے مگر یہ کہ خدا
ایک فرشتہ اوسکے پاس بھیجے کہ مٹی اوسکے مونہہ سے دور کر کے بہشت میں اوسکے عورتوں کو اور
منزلوں کو دکھلائے اور تمام اندھے لنگڑے مجذوم معذوروں سے خدا ہماری برکت سے سب بلاؤں کو

دفع کر کے شفاعت عطا فرمائے اور زمین پر آسمان سے برکت نازل ہو اس مرتبہ میں کہ شاخیں
درختان میوہ دار کی گرانی میوہ سے ٹوٹ جائیں گرمیوں کو میوہ سرما ملیں اور جاڑوں کا میوہ
گرمی میں پیدا ہووے یہ ہے معنے قول حق تعالے کا کہ اگر شہروں کے رہنے والے ایمان لائیں اور
پرہیزگاری کریں تو ہر آئینہ ہم کھولیں اونپر برکتوں کو زمین و آسمان سے لیکن اونھوں نے ہمارے پیغمبروں کی
تکذیب کی پس ہم نے لیا برکتوں کو اوس چیز میں سے کہ جو اونھوں نے عمل کیا) اور خدا شیعوں پر ایسی کرامت
بخشے کہ مخفی نرہے اونپر کوئی چیز زمین کی اور جو کچھ زمین میں ہے یہانتک کہ اگر کوئی چاہے اپنے گھر کا حال
معلوم کرے تو خدا اوسکو الہام کرے جو اوس کے اہل و عیال کرتے ہیں ششم ابن بابویہ نے
علل الشرائع میں حضرت باقرؑ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے جب قائم ہمارا ظاہر ہو عائشہ
کو زندہ کرے اور حد اوسپر جاری کرے اور انتقام فاطمہ کا اوس سے لے ہفتم کافی کلینی میں حضرت
روح مومن میں حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے ایک حدیث طولانی میں کہ فرمایا روح محمد کے آل
کی بہشتہائے رضوان میں زیارت کرتی ہے اور اون کے ساتھ طعام و آب سے متنعم ہوتے ہیں۔
اور باتیں اون سے کرتے ہیں اونکی مجلسوں میں جب قائم اہل بیت خروج کرے خدا اون کو زندہ
کرے پس فوج فوج تلبیہ کرتے ہوئے آئیں اور اہل بطلان شک میں پڑیں اور منافقان مضمحل
ہوں اسی سبب سے جناب رسول خدا نے امیر المومنین سے فرمایا کہ وعدہ گاہ ہمارا اور تمہارا وادی
السلام ہے ہشتم کلینی اور صفار نے سندہائے معتبر سے حضرت باقرؑ سے روایت کیا ہے کہ جناب امیر المومنین
نے فرمایا چھ چیز خدا نے مجھے عطا فرمائی ہیں ایک بلاؤں اور موتوں کا جاننا دوسرے درمیان خلایق
کے حق کے ساتھ حکم کرنا تیسرے مجھے چند مرتبہ رجعت ہوگی چوتھے عام اقتتیں میرے لئے ہیں پانچویں
ہم صاحب عصا و میسم ہیں چھٹے وہ دابہ کہ آدمیوں سے بات کرے گا ہم ہیں نہم فضل بن شاذان نے
اپنی کتاب غیبت حضرت باقرؑ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت قائم ظاہر ہوں اور داخل کوفہ ہوں تو
پشت کوفہ سے ستر ہزار صادقین مبعوث ہوں کہ اون کے اصحاب کے ساتھ رہیں اور یاوران حضرت
سے ہوں دہم سید علی بن عبد الحمید نے کتاب الانوار مضیئہ میں روایت کیا ہے کہ حضرت صادقؑ سے

دن رجعت کا کیا فرمایا رجعت برحق ہے پوچھا بھلا کون رجعت کرے گا فرمایا حضرت امام حسین
ہونگے کہ بعد حضرت قائم کے معہ اون اصحاب کے کہ جو ساتھ حضرت کے شہید ہوئے ہیں باہر آئینگے اور
ستر پیغمبر اونکے ساتھ ہونگے یا رہویں قولویہ نے کامل الزیارت میں بسند معتبر بریدعجلی سے روایت
کیا ہے کہ اوسنے کہا میں نے حضرت صادق سے پوچھا کہ خدا نے اسماعیل کو قرآن میں صادق الوعد
فرمایا ہے آیا اسماعیل پسر ابراہیم ہیں حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ اسماعیل پسر حزقیل پیغمبر تھے اور خدا
نے اونہیں اونکی قوم میں مبعوث کیا پس اون لوگوں نے اونکی تکذیب کی اور اونکے مونہہ
اور سر کی کھال کھینچ لی خدا نے اونپر غضب نازل کیا اور سطاطائیل ملک عذاب کو پاس اسماعیل
کے بھیجا اوسنے کہا میں آپکا خدمتگار ہوں حضرت نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے اپکی قوم کو با نواع عذاب
معذب کروں اگر آپکی مرضی ہو اسماعیل نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے خدانے
وحی بھیجی کہ تیری کیا حاجت ہے اسماعیل نے کہا اے پروردگار تو نے عہد و پیمان اپنے پروردگاری
کا لیا ہے اور واسطے محمد کے پیغمبری اور واسطے اونکے اوصیا کے ولایت و امامت کا مقرر کیا
ہے اور تو نے خبر دی ہے اپنی خلق کو جو کچھ اونکی امت حسین سے کریگی بعد پیغمبر کے اور وعدہ فرمایا
ہے تو نے کہ اونہے دنیا میں پھیر لیگا تا انتقام اپنے دشمنوں سے لیں پس حاجت میری یہہ ہے
کہ مجھکو بھی دنیا کی طرف تو پھیر دے کہ ہم بھی اپنے دشمنوں سے انتقام لیں پس حقتعالی نے اسماعیل
ابن حزقیل سے وعدہ فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا اس واسطے وہ بھی حضرت امام حسین کے ساتھ دنیا میں
پھرینگے۔ دوازدہم حضرت صادق سے تفسیر قول حق تعالی یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ
اللہ کی نقل ہوئی ہے یعنے جسدن کانپینگے حرکت کرنے والے اور متحرک ہونگے ساکن اور لعدا سکے
آئیگی وہ جو ردیف اوسکا ہے فرمایا راجفہ حسین بن علی ہونگے سیکھتر ہزار آدمیوں کے بیچ میں
سیزدہم کتاب منتخب البصائر میں حسن بن سلیمان نے روایت کی ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کلا سوف
تعلمون یعنے رجعت میں ثم کلا سوف تعلمون یعنی قیامت میں چہاردہم بسند معتبر
حضرت باقر سے روایت ہے تفسیر قول حق تعالی میں ان نشا ننزل علیہم من السماء

ایۃ فظلت اعناقہم لھا خاضعین یعنے اگر ہم ارادہ کریں تو بھیجیں اوپر آسمان سے ایک آیت پس ہوتی ہیں اوس آیت کے واسطے گردنیں اونکی ذلیل حضرت نے فرمایا کہ بنی امیہ کی گردنیں اوس آیت کے واسطے خاضع ہونگے اور آیت یہہ ہے کہ علی بن ابیطالب وقت زوال آفتاب پاس قرص آفتاب کے ظاہر ہوں اور اپنے حسب نسب سے سب کو آگاہ کریں پس بنی امیہ کو ماریں یہانتک کہ بنی امیہ سے ایک مرد پہلوئے درخت کے پناہ لے درخت آواز دے کہ یہہ ایک مرد بنی امیہ کا یہاں چھپا ہے اوسکو مارو یا نزدہم ابن بابویہ نے کتاب صفات الشیعہ میں روایت کیا ہے حضرت صادق سے کہ جو اقرار سات چیز کا کرے وہ مومن ہے منجملہ اون کے ایک امر رجعت ہے ۔ شانزدہم ایضاً امام رضا سے روایت ہے کہ جو کوئی اقرار کریگا تو حید خدا و رجعت و متعہ زنان و حج تمتع کا کرے اور معراج و سوال قبر و حوض و کوثر شفاعت و خلق بہشت و دوزخ و صراط و میزان و بعث و نشور و جزا و حساب کا ایمان لائے پس وہ مومن حقی ہے اور ہمارے شیعون سے ہے پس احادیث مذکور بالا سے بہت اچھی طرح امر رجعت ثابت ہے اور ہر زمانہ میں مناظرات درمیان علمائے اہل سنت و علمائے امامیہ کے اس باب میں ہوتے رہے اور اس باب میں کتابیں رد کید گر میں لکھی گئی ہیں چنانچہ مومن الطاق نے ابوحنیفہ کے ساتھ مناظرہ کیا تھا اور مغنیہ نے مدح میسر بن عبد العزیز میں کہ رواۃ محدثین سے ہے ۔ لکھا ہے انثی علیہ ال محمد وکان یحیا ھل فی الرجعۃ لبعضوں نے معنے اس عبارت کے اس پر لکھا ہے کہ قائم آل محمد کے ساتھ دنیا میں پھر آئیگا اور ہمراہ اون حضرت کے جہاد کریگا اور لبعضوں نے کہا ہے کہ معنے اس کے یہہ ہیں کہ مخالفین اہل سنت کے ساتھ باب مخصوص امر رجعت میں مباحثہ کرتا تہا اور استدلال اوسکی صحت میں کرتا تہا مولف ریاض الشہادت تحریر کرتے ہیں کہ جو کوئی اسمیں شک کرے وہ امامت ائمہ میں شک رکھتا ہے کتاب فصول مہمہ میں حارث بن عبد اللہ ربعی سے منقول ہے کہ اوس نے کہا ہم پاس منصور دوانیقی کے پاس بزرگ پر بزرگ بیٹھے تھے اور سوار بن عبید اللہ قاضی بھی اوسکے پاس تہا اور سید حمیری نے کہ مذہب تشیع میں کامل درجہ کا متعصب تہا ان شعروں کو مدح مذکور میں پڑھا ۔

إنّ الإله الذي لا شيء يشبهه ... أعطاكم الملك للدنيا وللدين

أعطاكم الله ملكاً لا زوال له ... حتى يقاد إليكم صاحب الصين

وصاحب الهند مأخوذ برمته ... وصاحب الترك محبوس على هون

یہانتک کہ قصیدہ کو تمام کیا منصور کو یہہ قصیدہ بہت پسند ہوا سوار ناصبی نے کہا اے امیرالمومنین خدا کی قسم یہہ اپنی زبان سے ایسی باتیں کہتا ہے کہ جو اوسکے دل میں نہیں ہیں اور جن لوگونکی دوستی کو یہہ لوازم دین سے جانتا ہے وہ تو نہیں ہے بلکہ باطن میں تجہہ سے عداوت رکھتا ہے سید حمیری نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین خدا کی قسم یہہ جھوٹ کہتا ہے۔ اور میں نے جو تیری مدح کی ہے صدق و صفائی دل سے ہے اور کسی چیز نے ان بیہودہ باتوں پر اوسے آمادہ نہیں کیا ہے مگر حسد و تعصب نے جب اوس نے دیکھا کہ تو نے میرے ساتھ اظہار مہربانی کیا دل اوسکا بیچین ہوگیا تمہارے خاندان کے ساتھ محبت میری موروثی ہے کہ پدران بزرگوار سے مجھے ورثہ ملا ہے بخلاف اس بدبخت کے کہ اپنی قوم کے ساتھ ایام جاہلیت سے اس وقت تک دشمن تمہارا رہا ہے اور یہہ منجملہ اون شخصوں کے ہے کہ جس کے خاندان کے لئے خدا نے پیغمبر سے فرمایا ہے إنّ الذين ينادونك من وراء الحجرات أكثرهم لا يعقلون منصور نے کہا تو نے سچ کہا سوار نے کہا اے امیرالمومنین یہہ مرد قائل رجعت کا ہے اور شیخین کی برائی کرتا ہے۔۔

سید حمیری نے کہا کہ جو ہم کو قائل رجعت کہتا ہے سچ کہتا ہے لیکن ہم قائل اوس کے ہیں جو خدا نے فرمایا ویوم نحشر من كل أمة فوجاً ممن يكذب بآياتنا فهم يوزعون اور دوسری جگہہ فرمایا ہے وحشرناهم فلم نغادر منهم أحداً پس ان دو آیت سے میں نے سمجہا کہ دو حشر ہونگے ایک عام بقرینہ آیت دوم اور ایک خاص بموجب اول اور پھر فرمایا ہے ربنا أمتنا اثنتين وأحييتنا اثنتين اور فرمایا ہے فأماته الله مائة عام ثم بعثه اور پھر فرمایا ہے ألم تر إلى الذين خرجوا من ديارهم وهم ألوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم أحياهم اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا منکرین

کو بروز قیامت بصورت سور چہ مسخ کریگا اور پہر فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں کوئی ایسی چیز واقع
نہیں ہوئی ہے جو اس امت میں واقع نہ ہوئے یہانتک کہ زمین میں دہس جانا اور حذیفہ
بن الیمان نے کہا کہ دور نہیں ہے کہ بہت سے لوگ اس امت کے مسخ ہو کر بندر یا خوک ہو جائیں
پس جس رجعت کے ہم قایل ہیں قرآن کے موافق ہے اور سنت پیغمبر کے مطابق ہے اور اعتقاد میرا
یہہ ہے کہ یہی سوار دنیا میں بصورت سگ یا بندر یا خوک کے یا بصورت سور چہ کے پہرے کیونکہ
خدا کی قسم مرد متکبر و جابر ہے پس منصور ان باتوں سے سید حمیری کے ہنسا او سوقت سید نے چند
شعر ہجو سوار میں پڑہے اور وہاں سے اوٹہا خلاصہ کلام مناقشہ و مجادلہ شیعیان اہل بیت کا اہل
سنت کے ساتھ ہر زمانہ میں مخصوص امر رجعت میں روشن تر ہے اس سے کہ کوئی اوسمیں
[illegible] کر سکے یا کسی پر مخفی . پس جو حدیثیں پیشتر مذکور ہوئی ہیں اوس کے سوا اور حدیثیں کہ جو
دلالت رجعت پر کرتی ہیں اوسمیں سے ایک وہ حدیث ہے کہ کتاب بیان مصائب خامس
آل عبا شہید کربلا میں مذکور ہے وہ یہہ ہے کہ خدا نے ایک گروہ کثیر ملائکہ کو مقرر فرمایا ہے کہ آپ
کے روضہ میں رہیں اور مشغول گریہ و زاری و پڑہنے درود و مدح مطہر پر اوس بزرگوار کے بہیجیں اور اوس
اونکے شیعوں کے واسطے استغفار کریں اور زائروں و تعزیہ داروں کی خدمت بجالائیں
اوس وقت تک کہ آپ دنیا میں رجعت فرمائیں اور جنگ کریں اور گروہ منتخبہ ملائکہ حضرت
کی مدد کریں قتل ظالمان و قاتلان میں اور حدیث مفضل بن عمر جو فصل سابق میں لکہی گئی ثبوت
رجعت کے لئے کافی ہے اور جملہ حدیثوں سے کہ صریح درباب رجعت کے ہے یہہ حدیثیں میں
جواب مذکور ہوتے ہیں کتاب اختصاص میں محمد بن مسلم سے باسند صحیح مروی ہے وہ کہتے
ہیں کہ میں نے سنا حمران بن اعین سے کہ وہ حضرت صادق ع سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت
نے اول وہ شخص کہ زمین شگافتہ ہو کر باہر آئے حسین بن علی ہونگے اور یہہ رجعت تمام مثل حشر
روز قیامت کے نہیں ہے کہ ہر شخص وضیع و شریف و اعلی و ادنی او کوچک و بزرگ و مومن
و کافر و ضعیف الایمان واسطے جزا و محاسبہ کے زندہ ہو بلکہ مخصوص ہے خالص شیعونکے

واسطے نہیں پھرتا دنیا میں مگر وہ کہ ایمان اوس کا خالص ہو یا کفر و شرک اوسکا خالص ہو
اور اوسی کتاب میں بسند صحیح بکیر بن اعین سے مروی ہے کہ حضرت باقر نے فرمایا کہ پیغمبر خدا اور امیر المومنین
علی مرتضیٰ دنیا میں رجعت فرمائیں اور ایضاً زرارہ نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب حضرت
صادق سے رجعت اور مثل اوسکی سے سوال کیا گیا فرمایا جس بات کو پوچھتے ہو ابھی وقت اوسکا نہیں
ہے زمانہ اوس کا دور ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
یعنے آدمی کی بنا اس پر ہے کہ جس چیز تک عقل اوسکی نہیں پہنچتی ہے اور اوس شخص سے
کہ عاقل ہے اور صادق ہے نہیں سنا ہے تو جس وقت سنتا ہے انکار کرتا ہے مراد حضرت
کی یہ ہے کہ آدمیوں سے اس بارہ میں گفتگو نہ کرو کہ ہم پر طعنہ زنی کریں گے اور انکار کریں گے
ایضاً محمد بن حمزہ طیار سے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے آیت ویوم
نحشر من کل امة فوجا میں فرمایا مومنوں سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ مار ڈالا گیا ہو مگر یہ
کہ دنیا میں پھرے اور اپنی اجل طبعی سے مرے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ مرا ہو اجل طبعی سے مگر
یہ کہ زندہ ہو اور رجعت میں کشتہ ہو ایضاً جابر بن یزید نے حضرت باقر سے بھی مضمون تفسیر
ولئن قتلتم فی سبیل اللّٰہ او متم میں روایت کیا ہے کہ مراد اس سے راہ علی اور اولاد علی
میں مارا جاتا ہے۔ اور جو کوئی ایمان معنے اس آیت کا رکھتا ہو لامحالا اوسکے واسطے مارا جانا اور
مرجانا ہے بدرستیکہ جو کوئی اونکی راہ میں مار ڈالا گیا ہو دنیا میں پھر آتا ہے تاکہ مرے اور جو کوئی
مر گیا ہو لامحالا زندہ ہوتا ہے تاکہ مارا جائے ایضاً مروی ہے کہ فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں
کہ حمران بن اعین اور میسر بن عبد العزیز درمیان صفا و مروہ کے آدمیوں کو اپنی تلواروں سے
قتل کرتے ہیں اور تفسیر عیاشی اور اختصاص میں فیض بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت
صادقؑ نے تفسیر و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین الخ میں فرمایا ہے کہ عہد و میثاق لیا گیا پیغمبروں
سے یعنی آدم سے پیغمبر آخر الزماں تک کو ایمان و اقرار و اعتراف خاتمیت پیغمبر آخر الزماں کا
رکھتے ہیں اور اونکے وصی امیر المومنین کی رجعت میں یاری کریں کوئی رسول و نبی باقی نہ

ریگا کہ دوبارہ دنیا میں نہ آئے اور سامنے حضرت امیرالمومنین کے جہاد نہ کرے اور تلوار نہ چلائے عبدالکریم بن عمرو خثعمی نے اون حضرت سے روایت کیا کہ شیطان نے یہہ خواہش کی کہ خدا اوسی روز قیامت تک مہلت دے مقبول نہ ہوئے یوم معلوم تک مہلت ملگئی جب وہ وقت آئے شیطان مع سب اپنے اتباع کے جو ابتدائے خلق آدم سے اوس وقت تک ہوئے ظاہر ہوئے اور وہ دن رجعتہائے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کا آخر روز ہو راوی نے عرض کیا مگر رجعت متعدد ہے فرمایا ہاں ایہا الکرات وکوات کوئی امام نہیں ہے کسی زمانہ میں مگر یہہ کہ نیک و بدکار اوس زمانہ کے ہمراہ امام کے دنیا میں پھریں تا یہہ کہ مومن کافر پر غالب و فائق ہو لیکن جب وہ روز وقت معلوم ہو امیرالمومنین مع اپنے یاروں کے ظاہر ہوں اور ابلیس بھی ظاہر ہو مع اپنے سب اعوان و انصار کے اور یہہ دونوں لشکر حق و باطل زمین روحا میں کہ اراضی فرات سے ہے اور تمہارے کوفہ سے نزدیک ہے آپسمیں ملاقات کریں اور ایسی لڑائی اوس دن درمیان لشکر جناب امیرالمومنین اور فوج شیطان کے ہو کہ ابتدائے خلق عالم سے اوس دن تک نہ ہوئے ہو گویا میں دیکھتا ہوں کہ اوس دن لشکر امیرالمومنین سو قدم پیچھے ہٹ آئے کہ پانو بعضوں کا اونمیں سے دریائے فرات میں پہونچ جائے اوسی وقت عذاب الہی ابر کے ٹکڑوں میں ملائکہ کے ساتھ پہونچے اور قضی الامر جو آیت میں ہے لیعنے جاری کیا گیا امر مراد اوس سے یہ ہے کہ جناب رسولخدا آگے آگے اوس لشکر کے ہوں اور ایک حربہ نور کا ان کے ہاتھ میں ہو جب ابلیس حضرت کو دیکھے تھوڑا تھوڑا پیچھے ہٹنا شروع کرے اور قصد بھاگنے کا کرے اوس کے اعوان و انصار کہیں کہ اب ہم نے فتح کر لیا ہے کس واسطے تو کام خراب کرتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے جواب دے انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ رب العالمین پس رسولخدا اوس کا تعاقب کریں اور ابلیس تک پہنچ کر درمیان اوس کے دونو شانہ کے ایک ضربت لگائیں کہ وہ ہلاک ہوے اور جملہ اتباع اوسکے ہلاک ہوں اوس وقت عبادت خدا زمین پر بلا شرکت ہوئے کوئی مشرک باقی نہ رہے اور چوالیس ہزار برس بادشاہت حضرت امیرالمومنین

کی طول کھینچے چنانچہ ایک نفر بھی اون کی شیعوں سے نہ مرے جب تک کہ ہزار فرزند نرینہ
بہم نہ پہونچائے ہر سال ایک پسر خدا اوسے عنایت فرمائے ۔ جنتان مدھامتان نزدیک
مسجد کوفہ کے ظاہر ہو اور گرد اوس کے بھی وہ باغہائے متعدد جن کو خدا چاہے پیدا ہوں
اور منتخب بصائر الدرجات میں بسند معتبر عاصم بن حمید نے حضرت باقرؑ سے روایت کیا ہے کہ
حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ خداوند کریم واحد و احد متفرد اپنے وحدانیت میں تھا اور ہے
بعد اوس کے متکلم بکلمہ کن ہوا اوس سے ایک نور پیدا ہوا اور اوس نور سے نور محمد اور میرا نور
اور نور میری ذریت کا خلق فرمایا بعد اوس کے دوسرا کلمہ ارشاد کیا اوس سے ایک روح پیدا
ہوئی اوس نور کو اوس روح میں قرار دیا اور اوس روح کو ہمارے بدنوں میں ساکن کیا پس
ہم سب میں روح اللہ اور کلمہ خدا اور اپنی حجت کا تمام خلق پر ہم سب کیا ہمیشہ ہم سب اسی
جائے شاداب و سبز میں تھے کہ نہ وہاں آفتاب تھا اور نہ ماہ نہ دن تھا اور نہ رات اور نہ کوئی
آنکھ تھی کہ ہم کو دیکھے یہہ اشارہ ہے اسکی طرف کہ اوس وقت کوئی مخلوق سوائے ہمارے نہیں تھا عبادت
و تسبیح و تقدیس خدائی ہم کرتے تھے بعد اوس کے ارواح انبیا کو پیدا کیا اور اون سے
عہد و میثاق وحدانیت و رسالت محمد و نبوت و نصرت ائمہ اطہار کا لیا چنانچہ خدا فرماتا
ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ تا آخر اسکے یعنی ایمان لاؤ تم سب محمد پر اور اوسکے
وصی پر اور مجھ سے اور محمد سے بھی عہد و میثاق لیا گیا کہ ایک دوسرے کی مدد کرے میں نے تو
بوفا اپنے عہد پر کیا اونکی یاری اور وفا کو عہد خدا کیا اور اوس کے دشمنوں کو ذلیل کیا اور ملا
اور ابھی تک کسی پیغمبر نے میری یاری نہیں کی اور دنیا سے سب گذر گئے ہیں لیکن بعد اسکے میری
مدد کریں گے اور درمیان مشرق و مغرب کے زمین میرے واسطے صاف ہو گی اور آدم سے
محمد تک سب پیغمبر زندہ ہونگے اور میرے سامنے سر پر مردوں اور زندوں کے تلواریں مارینگے
جن و انس ثقلین کے ساتھ میری اعانت کرینگے جہاد کرنے میں فیا عجبا اور کیونکر ہم تعجب
نہ کریں اون مردوں سے کہ زندہ ہوں اور جوق جوق اپنی آوازوں کو بلند کریں اور کہیں

لبیک یا داعی اللہ لبیک وبا ائمۃ اللہ اور کوفہ کی گلیوں میں پھیلے ہوئے ہوں اور تلوار ونکو اپنے دوش
پر رکھے ہوئے ہوں اور سر پر کفار وجباران اولین وآخرین، اور اون کے اتباع کے مارتے ہوں
تا وعدہ خداوند وعد اللہ الذین امنو وعملو الصالحات لیستخلفنھم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلھم الا یہ ظاہر ہوئے یہ رستبکہ میرے واسطے رجعتیں متعدد ہونگی
ہر رجعت بعد رجعت کے ہم میں صاحب رجعت کثیرہ وصاحب صولت ودولت فراوان اور میرا انتقام
لینا عجیب وغریب ہے۔ اور ہم میں قرن حدید قرن حدید بکسر قاف وحا مہملہ بمعنے شاخ آہنیں اور
یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ بفتح قاف وجیم منوط بمعنے قرن تازہ اور یہ اشارہ اسکی طرف ہوگا
کہ رسوم شریعت وعدالت ودین خدا پستی ومعرفت ہم سے قائم ہونگیں گویا تمام زمانہ سابق
ایک قرن تھا ومدت ظہور ورجعت آپ کی قرن دیگر از بنا بر احتمال اول کے اس امر سے
کنایہ ہے کہ شدت باس وسطوت وظہور حضرت کے اس مرتبہ میں ہے کہ جو کوئی معارضہ
حضرت سے کرے مثل فوج کی اور دوسرے فوج کے ساتھ لڑائی کرتا ہے شاخ حضرت آہنیں
اور شاخ معاندین ومعاضین مثل شاخ معہود متعارف کے ہوگی پس لامحالہ وہ شکست
پائیں اور حضرت فائق وغالب ہوں اور بعضے قرن بفتح قاف وحدید بکسر حا مہملہ پڑھتے
ہیں یعنے میں ہوں قلعہ وحصار آہنیں اور شاہد کلام یعنے قرآن مجید سے لائے ہیں اور کہا
ہے القرن بالفتح وھو الحصن والعلم عند اللہ بعد اسکے فرمایا میں بندہ خدا وبرادر
رسول خدا امین وخزانہ دار وصندوقچہ راز وپردہ دار اسکا میں ہوں راہ راست
دکھلانیوالا اور ترازوی عمل خدا میں ہوں محشور کرنیوالا آدمیونکا جانب خدا میں ہوں
وہ کلمہ اللہ کہ جمع ہوئے جس سے ہر متفرق اور متفرق ہوا جس سے ہر مجتمع میں ہوں اسماء
الحسنی وامثال العلیا یعنے اسم سراپا تمامی حق کہ اوسکی صفات جلال وجمال مجھ
میں ظہور کیا میں ہوں آیات کبری کیونکہ کوئی دلیل وبرہان واسطے صفات حق کے بہتر
اوسے نہ ہونگے میں ہوں صاحب بہشت ودوزخ بہشتیونکے بہشت میں اور دوزخیوں کو

دوزخیں ہم جگہہ دیں گے میں ہوں شروع کرنیوالا بہشتیونکو ساتھ حوروں کے اور عذاب کرنیوالا دوزخیوں کا ساتھ انواع عذاب کے میں ہوں ایاب یعنے رجوع خلق میری طرف ہے بلکہ جو چیز کہ قضائے الٰہی سے پہرے اوس کا رجوع وحساب میری طرف ہے میں ہوں روشنی دینے والا اور نور بخشنے والا شمس و قمر کا میں ہوں دابتہ الارض میں ہوں قسیم و ناظر جنتہ و نار میں ہوں صاحب اعراف میں ہوں امیر مومناں یعسوب متقیاں ولسان متکلماں و خاتم اوصیا و وارث انبیا و خلیفہ خالق ارض و سما و صراط المستقیم پروردگار و حجہ آسمان و زمین و حجہ اہل پروردگار میں ہوں دانائے علم انساب و فصل الخطاب میں ہوں صاحب عصا و میسم میں وہ ہوں کہ سحاب و رعد و برق و نور تاریکی میرے لئے مسخر ہیں میں ہوں بادشاہ باد و دریا و جبال و آفتاب و ماہ و نجوم میں ہوں فاروق امت میں ہادی راہ سعادت میں ہوں وہ شخص کہ ہر چیز کے شمار کو جانتا ہوں ساتھ اوس علم کے کہ خدا نے مجھے اور رسول نے اونکے اوس راز سے کہ خدا نے پوشیدہ طور محمدؐ سے کہا تھا تعلیم فرمایا میں وہ ہوں کہ خدا نے اپنے نام سے مجھے مسمی کیا اور اپنے کلمہ و حکمت و علم کو مجھے دیا اے آدمیو پوچھو مجھسے اوس خبر کو کہ چاہتے ہو قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ خدا وندا تجھہ کو میں گواہ دیتا ہوں اور شکوہ کرتا ہوں ان آدمیوں سے کہ قدر میری نہیں جانتے ہیں اور میری حرمت کو نہیں پہچانتے ہیں ولا حول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم حجاج ملعون نے شہر بن حوشب سے کہا کہ قرآن میں ایک آیتہ ہے کہ جس نے مجھے عاجز کیا ہے اور میں نے کہا کہ اے امیر وہ کون آیت ہے جواب دیا وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ یعنے کوئی اہل کتاب یہود و نصاریٰ وغیرہ سے نہیں مرتا ہے مگر یہہ کہ قبل مرنیکے ایمان پیغمبر خدا پر لائے۔ حالانکہ ہم یہودی یا نصرانی کو بلاتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ گردن مارا جائے اور اپنی نظر اوسی طرف رکھتے ہیں جس وقت تک کہ جان اوسکی بدن سے مفارقت نہیں کرتی ہے ہم نہیں دیکھتے کہ وہ اپنے لبونکو حرکت دیتا ہو کلمہ ایمان و اسلام سے پس یہہ آیہ کیا معنے رکھتا ہے شہر بن حوشب نے کہا کہ اے امیر

معنے اس آیۃ کے یہ نہیں ہیں کہ جو تو نے سمجہا ہے بلکہ مراد اوسکی یہہ ہے کہ عیسےٰ آسمان سے زمین
پر آئیں آخر زمانہ قبل اسکے کہ قیامت برپا ہوا اور کوئی اہل ملت باقی نہ رہے یہود و نصاریٰ
وغیرہ سے کہ ایمان اونکے ساتھ نہ لائیں قبل از مرگ اور عیسے عقب مہدی نماز پڑہینگے حجاج نے کہا
وے ہو تجہپر اس معنے کو کہاں سے تو لایا ہے اور کس نے تجہہ سے کہا ہے اوس نے جواب
دیا کہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب نے مجہہ بتلایا ہے حجاج نے کہا جئت واللہ بہا
مِن عَیْنٍ صَافِیَۃٍ یعنے اس پانی کو تو نے چشمہ صافی سے اوٹہایا ہے اور اس حدیث کو علی
بن ابراہیم قمی نے بہی نقل کیا ہے ایضاً تفسیر طسم تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ تا اِنَّہ
کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ میں کہا ہے کہ جناب اقدس الہی نے خبر دی اپنے پیغمبر کو اوس خبر کی
کہ موسیٰ و بنی اسرائیل کو فرعون و قبطیونکی جور و ستم و قتل و اسیری سے جو کچھ نصیب ہوا اس
واسطے کہ حضرت کو تسلی رہے اوس امر میں کہ جو ہاتہہ سے امت کے بعد اون کے اہل بیت
پر حضرت کے گذرے گا پس بعد تعزیہ و تسلی کے بشارت دیا کہ مہربانی کرے گا خدا اونپر ان سب
اذیتوں کے بعد اور اون کو خلیفہ کرے گا زمین پر اور پہیر لیگا اون کو دنیا میں ہوا اون کے
دشمنونکے تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے بدلا لیں و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض
ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین ونمکن لہم فی الارض تا آخر آیۃ ومراد فرعون
وہامان سے وہ اشخاص ہیں کہ جنہوں نے حق آل محمد کو غصب کیا اور اگر یہہ آیۃ بہی موسیٰ
و فرعون کے بارہ میں نازل ہوتا تو اس طرح سے کہنا لازم تہا کہ ونری فرعون وہامان و
جنودہما منہ ما کانوا یحذرون یعنے موسیٰ سے پس حسب اول فرمایا و نرید ان نمن
علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ اور بعد اس کے آیت میں
منہم فرمایا تو معلوم ہوا کہ مراد الذین استضعفوا سے جن پر خدا نے منت رکہا ہے اور
اون کو ائمہ گردانا اور مالک ملک و دولت کیا ہے موسیٰ بنیاں ہیں بلکہ اہل بیت پیغمبر
ہیں اور تشبیہ دیا اون کو بنی اسرائیل سے اور ظالموں کو [illegible] اون کے حق کے غاصبون

کو فرعون سے چنانچہ خود جناب امیر المومنین نے بھی مثال و تشبیہ اس امر سے دی ہے اوس
حدیث میں کہ فرمایا اول جس نے بغی و تعدی کیا روئے زمین پر عناق دختر آدم تھے کہ بیس
اونگلی رکھتے تھے اور ہر اونگلی میں دو ناخن تھے دراز مثل دو آرہ کے تھے ایک جریب زمین
اوس کے بیٹھنے کے واسطے درکار ہوتی تھی جب بہت بغی و تعدی کی تو خدا نے ایک شیر
کو کہ مثل فیل کے تہا اور ایک گرگ کو کہ مثل شیر کے تہا اور ایک کرکس کو کہ مثل الاغ کے تہا
بیشہ میں اوس پر مسلط کیا کہ اوسکو مار ڈالا اور یہہ اول خلقت آدم اور اولاد آدم میں تہا بعد
اس کے فرعون و ہامان کو بھی ملا اور قارون کو زمین نگل گئی بدرستیکہ ہم بھی صاحب حق تھے
کہ نا حق مجھ سے چھین لیا گیا اور میں نے شریک نہ کیا تہا اور خدا و رسول نے بھی اوس کو میرے
حق میں شریک نہیں کیا تہا کیونکہ یہہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا ہے مگر اوس شخص کو کہ کتاب منزل
و رسول مرسل اوس کے واسطے مقرر کریں اور کس مناسبت سے اور کس راہ سے بعد محمد مصطفےٰ ص
کے رسالت اوس کے واسطے حاصل ہوتی حالانکہ وہ خاتم انبیا تھے اور بعد اون کے کوئی پیغمبر
نہیں ہوا اور ان لوگوں پر دروازہ توبہ ہے مسدود۔ عذاب برزخ میں معذب رہینگے اوس دن
تک کہ خدا نے مقدر کیا ہے کہ انتقام اون سے لیا جائے اور منتخب بصائر الدرجات میں حضرت
امیر المومنین سے نقل کیا ہے کہ سید علی بن طاوس نے اپنے خط سے اوسکی صحت کی ہے اور وہ
خطبہ مخزونہ مشہورہ ہے اور چونکہ وہ خطبہ بہت طولانی ہے تھوڑا سا کہ جو مدعا پر شاہد ہے۔
نقل ہوتا ہے یا عجبا کل العجب بین جمادی و رجب کسی نے عرض کیا کہ یہہ کیا تعجب ہے
کہ آپ ارشاد کرتے ہیں فرمایا کیونکر ہم تعجب نہ کریں حالانکہ قضائے الٰہی تم لوگوں سے تعلق ہوئے
ہے اور تم اوسے نہیں سمجھتے ہو کہانسے آوازیں ہونگی کہ درمیان اون کے موتین اور مارتا
لڑکیوں کا اور زندہ ہونا مردوں کا پھر فرمایا واعجبا کل العجب میں جمادی و رجب
پھر کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا تعجب ہے جو آپ مکرر ارشاد فرماتے ہیں جواب دیا کہاں تیری تیرے ماتم میں سوگوار
ہو کون تعجب اس سے زیادہ ہے کہ مردے زندہ ہوں اور تلوار زندوں کی سر پر ماریں اوس نے عرض کیا کہ یہ کب ہوگا فرمایا

کندہ ہر بندہ و آزاد کے کہ میں دیکھتا ہوں اون کو دونکو کہ تلواروں کو کھینچے ہوئے دوش پر رکھے
ہوئے کوفہ کی گلیوں میں پھرتے ہیں اور دشمن خدا و رسول کو مارتے ہیں اور مضامین اس حضرت
کے سابق ذکر ہوئے ہیں یہانتک کہ حضرت نے فرمایا اولاد سعد کا کوفہ میں خروج کرے اور اپنے
پدران نابہنجار کے خون کا دعویٰ کرے اور یہہ اولاد فاسقین سے ہیں اور لشکر میرے فرزند حسین
کا اون پر ہجوم لائے اور اپنے گرد اوسکو قطع موں کہ زمین پر ماریں اور کہیں کہ آج کی بیٹھنے میں
بہتری نہیں ہے خداوندا ہمنے [illegible] ناموس سے توبہ کی اور یہہ لوگ ابدال ہیں کہ خدا نے
اونکے حق میں فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین اور فرمایا کہ
ایک منادی ماہ رمضان میں ندا کرے سمت مشرق سے بہنگام طلوع آفتاب یا اھل الھدی
اجتمعوا اور سمت مغرب سے بہنگام غروب آفتاب دوسرا منادی پکارے کہ یا اھل
الباطل اجتمعوا اوسکے دوسری روز وقت زوال آفتاب سیاہ ہو جاوے اور
اوسکے تیسرے روز دابۃ الارض ظاہر ہوئے اور اوسکے [illegible] اور لشکر روم اوس
گاؤں کے نزدیک جو دریا کے [illegible] ہے جہاں اصحاب
کہف رہتے ہیں خدا انبعث اوس میں سے [illegible] اور دو مرد کہ نام
اوسکا ملیخا [illegible] کہ حضرت کے ہوں ایک اون میں سے
نزدیک لشکر روم کے جائے اور [illegible] اوسکو قتل کرے غضب
اوس روز ظاہر ہوئے [illegible] اھل [illegible] طوعا و
کرھا اور اوس کے بعد [illegible] ویوم نحشر
من کل امۃ فوجا ممن یکذب [illegible] فرمایا وزرع اشارہ
ہے طرف اونکی خفقان قلب کے سبب [illegible] علم ہدایت و شمشیر
ذوالفقار [illegible] کے مانند اور
چارپاؤں کے [illegible] سے

بصرہ کو جائے اور تابوت و عصائے موسیٰ لیکر داخل دریا ہو پس اوس عصا کو بصرہ پر مارے
بصرہ دریا سے عمیق ہو جائے اور آثار و عمارات سے اوس کے کچھ باقی نہ رہے مگر مسجد بصرہ
کہ مثل سینہ کشتی درمیان آب کے ہو بعد اسکے حرورہ میں جائے اور اوسے جلائے اور دربھی اسعد
سے داخل ہو کر طائفہ ثقیف میں ایسی صدا کرے کہ سب آگ میں جل جائیں پس مصر میں جاوے اور
ممبر پر خطبہ پڑہے اور زمین کو عدالت سے بہرے آسمان سے پانی برسے درختوں میں ثمر آئیں زمین
سے گہاس اوگے اور وحشیان عالم ایسا بے خوف ہوں کہ مثل کلا اسپان و گوسفنداں و گاؤ ماد
کے باہم چریں اور کوئی مزاحمت نہ کرے اور مومنوں کے دلوں میں خدا ایسا علم ڈالدے کہ کوئی مومن
محتاج دوسرے مومن کے علم کا نہو اوس روز تاویل اس آیۃ کے ظاہر ہو یعنی اللّٰہ کلا من
سعتہ خزانے زمین کے ظاہر ہوں اور قائم آل محمد کہے کلوا واشربوا ہنیئا بما اسلفتم فی الایام
الخالیۃ اور قائم جس دن سے خروج کرے روز وفات تک تین سو برس کسر زائد تعقیقہ کرے
اور شمار اون کے اصحاب کا یہ ہے کہ تین سو تیرہ آدمی جو روز اول ظہور سے ہمراہ ہوں من جملہ
اون کے نو نفر بنی اسرائیل سے ستر نفر جن سے بیس نفر اہل یمن سے کہ اونمیں ہیں ایک مقداد
بن اسود بھی ہے اور دو سو چودہ نفر وہ لوگ جو دریا کے کنارے حوالے عدن میں رہتے
تھے پیغمبر نے ایک قاصد اون کے پاس بھیجا طرف اسلام کے دعوت کی اور وہ سب ایمان
لائے اور حاضر خدمت جناب رسول خدا ہوئے اور سائر الناس سے دو ہزار آٹھ سو سترہ ۲۸۱۷
نفر اور ملائکہ سے چالیس ہزار کہ اونمیں سے تین ہزار مسومین اور پانچ ہزار مردفین ہوں جملہ
تعداد اصحاب کی سینتالیس ہزار ایک سو تیس نفر ہو(ں) ۴۷۱۳۰ اور نو سردار کہ ہر سردار چار ہزار
شخص اپنے تحت تصرف میں رکھیں جن و انس سے واضح ہووے کہ اس حدیث میں منے
اولاد سقا کے سمجھ میں نہیں آئے اور بخوبی واضح نہیں ہوتا کہ اس سے کیا مراد ہے صاحب
ریاض الشہادت فرماتے ہیں کہ گمان فقیر کا یہ ہے کہ اولاد سعد وقاص سے کہ عمر بن سعد

اور توابعین اوس کے قاتلان امام حسین سے ہیں مراد ہو اور یہہ بات کچھ عقل میں بھی آتی ہے
کہ کاتبوں کی غلطی یا راویونکے مغالطے سے بجائے وقاص کے سعد ہو گیا کیونکہ بہت حدیثوں
میں وارد ہے کہ جناب امام حسین رجعت فرمائینگے اور اپنے قاتلونکے ساتھ جہاد کریں اور
انتقام لیں اور پدر بزرگوار اون کے امیرالمومنین بھی اون کی مدد کریں قتل پر دشمنوں کے
اور شاہد و موید اسکی وہ حدیث ہے کہ اوسی کتاب منتخب میں ہے خالد بن یحییٰ نے حضرت
صادق سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق اور
سالم غلام حذیفہ کو امین کیوں کہتے ہیں فرمایا جب ابوبکر نے غار میں نہایت اضطراب
ظاہر کیا پیغمبر نے اوسے کشتی و کنارہ دریا کا دکھلایا اوس نے اپنے دل میں کہا کہ محمد عجیب ساحر ہے
حضرت نے فرمایا کہ صدیق ہے یعنے مشرکوں کی تصدیق کی اور تکذیب حضرت رسالتماب کی کرکے
نسبت سحر کی دی اور عمر نے فرق کیا درمیان حق و باطل کے اور باطل کو ظاہر کیا آدمیوں کو
اوس پر متفق کیا اس سبب سے فاروق ہوا لیکن سالم چونکہ جو عہدنامہ اس امر میں منافقوں
نے لکھا تھا کہ رسول خدا کی مخالفت کریں اور اس بات کو نہ ہونے دیں کہ خلافت خاندان
رسالت میں رہے سالم نے اس بات پر قسم کھالی کہ اس راز کو ظاہر نکرے وہ عہدنامہ
اوسکو دیا گیا اس سبب سے اوسکو امین کہتے ہیں راوی نے پوچھا کہ پیغمبر نے فرمایا ہے اتقوا
من فتنة سعد حضرت صادق نے فرمایا ہاں یہہ حدیث سچ ہے اوس نے عرض کیا
کیونکر ہے فرمایا زمان رجعت قائم میں سعد اور اوسکی اولاد زندہ بھی ہوکر خروج کرے
اور جناب امیرالمومنین اور اون کی اولاد کے ساتھ جنگ کریں اور سب کے سب مارے
جائیں زیارات ماثورہ جسکو خود جناب صاحب الامر نے اسرار مبارک سے اپنے شیعان
خاص کے لئے بھیجی اور وہ زیارتیں کتب ادعیہ زیارات مشایخ میں مذکور ہیں اون کے
فقرات عالیہ رجعت پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ بعض فقرے یہاں مذکور ہوتے ہیں فرمایا ہے

فَاِنْ تَوَفَّیْتَنِی اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْنِی یَارَبِّ مِمَّنْ یَکُرُّ فِیْ رَجْعَتِهٖ وَیَمْلِکُ فِیْ دَوْلَتِهٖ
وَیَتَمَکَّنُ فِیْ اَیَّامِهٖ اور دوسری زیارت میں فرمایا ہے وَاِنْ اَدْرَکَنِی الْمَوْتُ
قَبْلَ ظُهُوْرِکَ فَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْ یَجْعَلَ
لِیْ کَرَّةً فِیْ ظُهُوْرِکَ وَرَجْعَةً فِیْ اَیَّامِکَ لِاَبْلُغَ مِنْ طَاعَتِکَ مُرَادِیْ
وَاَشْفِیَ مِنْ اَعْدَائِکَ فُؤَادِیْ اور دوسری زیارت میں ارشاد کیا ہے اَللّٰهُمَّ اَرِنَا
وَجْهَ وَلِیِّکَ الْمَیْمُوْنَ فِیْ حَیٰوتِنَا وَبَعْدَ الْمَنُوْنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدِیْنُ لَکَ بِالرَّجْعَةِ
بَیْنَ یَدَیْ صَاحِبِ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ **ترجمہ** زیارت اول پس اگر تو مجھے موت
دے خدایا تو کر دے مجھے اے پروردگار اون لوگوں سے جو پھریں اونکی رجعت میں اور ملکیت
حاصل کریں اونکی دولت میں اور متمکن ہوں اونکے دنوں میں **ترجمہ** زیارت دوم
اور اگر پہنچے مجھے موت قبل آپکے ظہور کے تو میں توسل کرتا ہوں ساتھ آپکی طرف خدا کے کہ رحمت
بھیجے محمد پر و آل محمد پر اور قرار دے میرے لئے پھرنا آپکے ظہور میں اور بازگشت آپکے دنوں میں
تاکہ پہنچوں میں تیری اطاعت سے اپنی مراد کو اور شفا حاصل کروں تیرے دشمنوں سے اپنے دل کے
ترجمہ زیارت سوم خدا دکھا ہمیں چہرہ اپنے ولی میمون کا ہماری حیات میں اور بعد
موت کے خدایا میں ایمان لاتا ہوں تیری رضامندی کے لئے رجعت کا سامنے صاحب اس بقعہ
زمین کے + اور یہ وہ عہد مشہور و معروف ہے کہ حضرت صادق ؑ سے مروی ہے کہ جو
کوئی چالیس روز صبح پڑھے انصار صاحب الامر سے ہوگا اور اگر قبل از ظہور مرجائے خدا اوسی
قبر سے نکالے اور ہزار حسنہ اوسکے نامہ اعمال میں لکھے اور ہزار بدیاں اوسکی مٹائے کتاب اختصاص
ابن تیریہ سے بروایت ہے امام محمد باقر ؑ سے مروی ہے کہ فرمایا خدا کی قسم ہر شخص ہم اہلبیت
سے بعد مرنے کے زندہ ہوگا اور تین سو نو برس بادشاہی کرے گا راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض
کیا یہ کب ہوگا فرمایا بعد وفات قائم ؑ پھر اوسنے عرض کیا قائم ؑ بعد ظہور کب تک رہینگے فرمایا
اونیس برس پھر اوسنے عرض کیا کہ بعد وفات قائم ہرج و مرج عالم میں ہوگا فرمایا ہاں پچاس ۵۰

برسوں تک بعد اوس کے منتصر باہر آئے دنیا میں اور اپنے اور اپنے اصحاب کے خون کا دعوی
قتل کے اوپر کرے اس مرتبہ میں کہ سب لوگ کہیں کہ اگر وارثان پیغمبر سے ہوتا اسقدر آدمیوں کو
نہ مارتا اوس وقت لوگ سیاہ و سفید سے مجتمع ہوں اور اوسکو مجبور کریں کہ حرم رسول خدا کے
ساتھ ملتجی ہوئے جب بلا شدت کرے اور منتصر بھی قتل ہوجائے سفاح باہر آئے اور انتقام
منتصر کا لے اور بالکل ہمارے دشمنونکو قتل کرے لیکن تو جانتا ہے کہ سفاح و منتصر کون ہیں۔
راوی نے کہا ارشاد ہو فرمایا منتصر حسین بن علی ہیں اور سفاح پدر بزرگوار اونکے علی بن
ابیطالب امیرالمومنین ہیں اور حدیث علی بن مہزیار میں کہ قبل اسکے لکھی گئی ہے بحث رویت
قائم میں اسمیں مرقوم ہے کہ فرمایا اے ابن مہزیار جب لوگ سفیانی کے ساتھ بیعت کریں
ہم کو اجازت خروج کی ملیگی درمیان صفا و مروہ کے اور ہم خروج کرینگے تین سو تیرہ آدمی کے
ساتھ اور کوفہ میں آئینگے مسجد کوفہ کو خراب کرینگے اور جیسے پہلے تھی ویسی ہی بنا ئینگے اور عمارتیں
جبارونکی خراب کریں گے اور ان آدمیوں کے ساتھ کرینگے مدینہ میں آئینگے اور حجرہ کو خراب
کر کے جو کچھ حجرہ میں ہے لیجئے اون دونونکو باہر نکالیں گے اوس وقت وہ تر و تازہ ہونگے
اور مقابل بقیع اونکو چوب خشک میں لٹکائینگے وہ چوب خشک ہری ہوجائیگی اور لوگ فتنہ
میں پڑجائینگے آگے سے زیادہ اور منادی ندا کرے گا اوس وقت آسمان سے کہ اے عذاب
کو آسمان گرائے اور زمین کو ندا ہوگی کہ ہمارے دشمنوں کو لے بس اوس روز باقی نہ رہیگا
کوئی مگر وہ مومن کہ ایمان اوس کا خالص ہو راوی نے کہا کہ یہ اسکے بعد کیا ہوگا فرمایا
الکرہ الکرہ الرجعۃ الرجعۃ اور اس آیۃ کو پڑھا ثم رددنا لکم الکرۃ علیہم وامددنا
کم باموال وبنین الآیہ اور کتاب مقتضب الاثر فی النص علی الائمۃ اثنا عشر
بسند سلیمان فارسی روایت کیا ہے کہ سلمان نے کہا میں حاضر خدمت رسولخدا ہوا جب
مجکو دیکھا فرمایا اے سلمان خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے مگر یہ کہ اوسکے واسطے بارہ نقیب
مقرر نکیا ہو سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ ہوسکتا ہے کہ کوئی نقیب پہچانے نامونکے تو نیز ایمان

فرمایا نہیں اے سلمان پس رسول خدا نے نام و نسب بارہ نفر اپنے اوصیا کا اونکو بتلایا سلمان
نے کہا یا رسول اللہ دعا فرمائے کہ ہم ان کو ملیں اور اونکی ملاقات سے مشرف ہوں فرمایا اے
سلمان تو ان کو دیکھیگا یا جو کوئی معرفت کامل ان سے رکھتا ہو وہ دیکھیگا سلمان کہتے ہیں
کہ یہ سنکر میں نے حمد و شکر خدا کیا پس حضرت نے فرمایا پھر فاذا جاء وعد اولیھا بعثنا
علیکم عبادا لنا اولی باس شدید تا وجعلنا کم اکثر نفیرا سلمان کہتے ہیں کہ مجھ پر شدت
گریہ کی ہوئی اور شوق میرا زیادہ ہوا میں نے عرض کیا کہ آپ کے زمانہ میں ہوگا فرمایا قسم اوس خدا کی
جسنے محمد کو رسول کیا ہے میرے اور علی اور حسن و حسین اور نو اماموں کے زمانہ میں جو اولاد حسین سے
ہونگے ہوگا بلکہ جو شخص ہم سے ہوگا اور بسبب ہماری محبت کے اوس پر ظلم ہوا ہوگا خدا کی قسم اے
سلمان شیطان حاضر ہوگا مع اپنے لشکر کے اور جو کوئی محض مومن یا محض کافر ہوگا یہانتک کہ
سب اپنا قصاص لیں اور خون خواہی کریں بدرستیکہ خدا نے تیرے کسی پر ظلم نہیں کیا ہے اور ہم
ہیں تاویل اس آیۃ کی نرید ان نمن تا یحذرون سلمان کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں اوٹھا خدمت
رسول خدا سے اور پرواہ اسکی مجھے نہ تھی کہ کس وقت مجھے موت آئیگی یا کسوقت میں موت
سے ملونگا اور زرارہ سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے چاہا حضرت باقرؑ سے سوال رجعت
کا کروں مگر مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ صریح اون سے پوچھوں پس میں حیلہ کیا اور دوسرا مسئلہ
پوچھا یہانتک کہ اپنے مطلب پر پہونچا میں نے عرض کیا جو کشتہ ہوتا ہے وہ مرا ہوا ہے فرمایا
نہیں مرتا جدا ہے اور کشتہ ہونا جدا ہے میں نے کہا قرآن میں کوئی فرق اس قرار میں نہیں
دیا گیا ہے بلکہ فرمایا ہے افائن مات او قتل اور دوسری ولئن متم او قتلتم لالی اللہ
تحشرون فرمایا ایسا نہیں ہے کہ تو نے کہا کہ اے زرارہ موت موت ہے اور قتل قتل ہے
اور وہ غیر موت ہے اور خدا تعالی نے فرمایا ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم
واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ
حقا میں نے کہا خدا نے فرمایا ہے کل نفس ذائقۃ الموت اور بنا بر قول آپکے

جو کوئی کہ قتل کیا گیا ہے۔ وہ مرا ہوا نہیں ہے اور یہ قضیہ کلیہ کہ خدا نعوذ بی سے تخلف کرتا ہے۔
فرمایا جو کوئی تلوار یا غیر تلوار سے کشتہ ہو گیا ہے مثل اوس کے نہیں ہے کہ آپنے بستر پر اجل طبعی سے
مرے اجر و ثواب میں برابر ہیں یہ کہ خدا نے آپنے اوپر لازم گردانا ہے کہ جو کوئی راہ خدا میں کشتہ ہوئے
اوسکو لا محالہ دنیا میں پھرے کہ اجل طبعی سے اپنے مرے اور ایسا ہے مختصر بصائر الدرجات میں
بسند صحیح حضرت رضا سے منقول ہے کہ فرمایا رجعت میں ہر شخص مومنوں سے کہ مرا ہوا ہوگا۔۔
اور جو شخص کہ کشتہ ہوگا دنیا میں پھرے گا اور بعد اس کے مریگا الیقا ابان بن تغلب سے
مروی ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کہ پیغمبر کو خبر پہنچی کہ دو طالفہ قریش نے یہ کہا ہے کہ محمد نے اپنے
دل میں تصور کیا ہے کہ اوس کے مرنے کے بعد امر ریاست و سلطنت اون کی اہل بیت سے متعلق
ہوگا جب یہ بات پیغمبر نے سنی ایک مجمع عام میں اپنے یاروں اور اصحابوں سے کہ اس میں وہ
طالفہ بھی حاضر تھے آپ نے فرمایا کیا تکو ہوگا حال تمہارا اوس حالت میں کہ تم کافر ہوئے
اور اوس کے بعد مجھے دیکھوگے کہ تم مجمع میں اپنے یاروں و اصحاب کے ہو اور تمہاری صورت و
گردن پر تلواریں مارتا ہیں کہ جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اس کے بعد انشاء اللہ یہ ارشاد فرمائیے
کہ مجھے ساتھ میرے بھائی کے دیکھوگے کہ ایسا کرتے ہوئے پس اول حضرت نے وہ اوس عبارت کو عربی
او یکون ذلک علی بن ابیطالب انشاء اللہ بعد اس کے جبریل نے کہا کہ اسے محمد ایک
مرتبہ تمہارے واسطے اور دوسرا مرتبہ علی کے واسطے رجعت دنیا میں ہوگی [illegible] تمہارا مقام
سلام ہے ابان بن تغلب نے عرض کیا [illegible] آپ پر فدا ہوں [illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] مختصر بصائر میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ابو طفیل [illegible] حضرت سے [illegible]

خلاصہ یہ کہ ابان بن ابی عیاش نے کہا کہ ابو العباس کہ سلیم بن قیس سے حدیث رجعت

سو میں نے سنا ابوالطفیل سے مگر آپ تھے اور ان سے میں نے حدیث رجعت کی پوچھی اوس نے

کہا کہ مجھ سے ایک جماعت بدری اصحاب پیغمبر و مقداد و سلمان و ابی بن کعب نے روایت

کی ہے اور پھر اوس کے اوس حدیث رجعت کو میں نے کوفہ میں حضرت امیرالمومنین سے پوچھا

تو فرمایا لا یسع الامة جهل [illegible] الی اللہ میں یعلم [illegible] منی یا ابا [illegible]

امت کو اوس کے جہل کی [illegible] کہ خدا نے چھوڑ [illegible] کے اجر اوس کی تعریف سے تصدیق

فرمائی جو میں نے درباب رجعت کے ان لوگوں سے سنا تھا [illegible] سے آیات قرآن

کہ حضرت نے واسطے [illegible] کی بیان کی جس سے مرا

یقین ساتھ رجعت کے [illegible] میں نے عرض کیا تو ایک

یہ بات مجھ کو پوچھنا ہیں [illegible] دنیا میں سے جیسے

کیا حوض پر کون پانی پلا [illegible] اون لوگوں کو جو مستحق ہو سکتے نہیں ہیں

نزدیک میرا اوس حوض کے [illegible] اپنے [illegible] پانی دونگا اور اپنے دشمنوں کو

اوس سے پھیر دونگا میں [illegible] انہیں حوض

فکلمہم [illegible]

الناس کو کہا ہوں کہ فرشتہ [illegible]

کرتا ہے میں نے کہا [illegible]

سے زمین پر قرار سے [illegible]

[illegible]

کہ جس کے [illegible]

و الا ہی حاجہ [illegible]

[illegible]

دلت [illegible] ہو جایا میں نے [illegible] بھی پیارے ابو الطفیل میں اپنے شیعوں کو جو کہ آج میرے

ساتھ جہاد [illegible] اقرار میری ولایت کا رکھتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں اور مجھکو

امام [illegible] اگر میں اون سب کو بلاوں اور وہ جس [illegible]

[illegible] بعض چیز اون شیعوں سے بیان کروں تو ہر آئینہ مجھ ہی جدا ہو

[illegible] سے [illegible] شعبان خاص سے راوی کہتا ہے

[illegible] سے عرض کیا کہ میں اور مجھے احتمال ہے

[illegible] فرمایا [illegible] بلکہ تو اور تیرے شیعہ قیامت و قرار رہیں گے بعد اس کے

فرمایا کہ امر ہمارا نہایت سخت [illegible] حاصل ہونا اوس کا سخت ہے نہیں پوچھا اور

[illegible] ملک مقرب دوسرا نبی مرسل تیسرا

[illegible] الاغنیا جب پیغمبر دنیا سے گئے تمام

[illegible] فرمایا ہم اہلبیت میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مخالفت [illegible]

[illegible] بعد اس

کے فرمایا بلکہ واللہ دو چند اوسکا کہ خدا اپنے پیغمبر کو دے گا جس دن سے کہ دنیا کو خدا نے
خلق فرمایا ہے اوس دن تک کہ قیامت برپا ہوئے جیسا کہ خدا نے ارشاد وعدہ فرمایا ہے -
لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اور شیخ کشی نے علی بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ
حضرت باقر نے فرمایا کہ گویا عبداللہ بن شریک عامری کو ہم دیکھتے ہیں کہ عمامہ سیاہ سر پر باندھے
ہوئے اور دونوں سرا عمامہ کا دونوں شانوں کے درمیان لٹکا ہوا ہے اور پہاڑ کے اوپر آتا ہے آگے آگے ہمارے
قایم اہل بیت کے اور چار ہزار شخص اوسکے ساتھ میں تکبیریں کہتے ہیں اور تلواریں دشمنوں پر مارتے
ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دربارہ اپنے فرزند اسمٰعیل کے مناجات کی کہ وہ
بعد میرے زندہ رہے قبول نہیں فرمایا لیکن عطا کی اونکی باب میں مجھے منزلت دیگر کہ وہ اول
شخص ہوگا کہ قبر سے باہر آئیگا معہ دس نفر اپنے اصحاب کے کہ منجملہ اون کے ایک عبداللہ بن شریک
عامری ہے اور علم ہاتھ عبداللہ کے ہوگا اور داؤد رقی نے عرض کیا کہ اے مولا ہم مری بھی ہڈیاں
بوسیدہ ہوگئیں اور یہہ آرزو میری دل میں رہ گئی کہ تمہارے راہ میں شہید نہ ہوئے فرمایا
کہ یہہ امر ضروری ہے اگر اس وقت نہیں ہوا زمانہ رجعت میں ہوگا اور تفسیر عیاشی میں رفاعہ
سے روایت کی ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا اول وہ شخص کہ طرف دنیا کے رجوع کرے گا -
امام حسین اور اون کے اصحاب ہونگے اور اوسطرف سے یزید پسر معاویہ اور اوس کے دوست
زندہ ہونگے اور اون لوگوں کو حضرت قتل کرینگے حذو النعل بالنعل یعنی جس جگہہ اون سبہوں
نے پاؤں رکھا ہے یہہ بھی پاؤں رکھیں گے پس مراد اس آیۃ کو ثم رددنا لکم الکرۃ
علیہم وامددناکم باموال وبنین وجعلناکم اکثر نفیرا اور اعلام الوری اور
ارشاد مفید میں مرقوم ہے کہ مفضل بن عمر نے حضرت صادق سے روایت ہے کہ پشت کوفہ سے
ہمراہ قایم ستائیس مرد باہر آئینگے اونمیں سے پندرہ نفر قوم موسیٰ سے الذین کانو یعدلون
بالحق وبہ یعدلون اور سات نفر اصحاب کہف سے دیوشع بن نون وسلمان فارسی
وابودجانہ انصاری ومقداد بن اسود کندی ومالک اشتر تیغ زن ہونگے اور یہہ سب سامنے حضرت

سکے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور اونکی طرف سے فقیہہ وشیعیں حاکم ہونگے ایضاً روایت کی ہے
امیرالمومنینؑ سے کہ فرمایا حضرت نے میں ہوں سید پیران امت جیسا کہ حسن وحسین میرے فرزند
سید جوانان بہشت ہیں اور مجہہ میں ظاہر ہونگے سنت پیغمبر ایوب یعنی جیسا کہ خدا نے اہل واولاد وایوب
اولاد لیا تہا اور بعد اوس کے لوٹایا ویسا ہی میرے اہل واولاد کو میرے واسطے جمع کریگا اور جیسا
کہ واسطے یعقوب کے کیا ویسا ہی میرے واسطے کریگا اور یہہ اوس وقت ہوگا کہ آسمان کا ایک دور
تمام ہوا اور کوئی اشرات وعلامات نکا ظاہر نہ ہو اور تم لوگ کہو کہ قایم ال محمد مرگیا یا ہلاک ہوا یا کونسے
جنگل میں چلا گیا اور کافی بن الوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض
کیا کہ تفسیر آیۃ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لا یبعث اللہ من یموت بلی وعدا
علیہ حقا کیا ہے فرمایا یہہ سب آدمی کیا تفسیر کرتے ہیں میں نے کہا کہتے ہیں کہ کفار ومشرکین قسم
کہاتے ہیں واسطے پیغمبر کے کہ خدا مردونکو زندہ نکریگا اور قیامت نہ ہوگی فرمایا تبا لمن قال
ہذا اے ابوبصیر تو اون سے پوچھہ کہ مشرکین خدا کی قسم کہاتے تھے یا لات وعزا کی میں نے عرض
کیا آپ پر میں فدا ہوں آپ ارشاد فرمایئے کہ معنے اس آیۃ کے کیا ہیں فرمایا جس وقت کہ
ہمارے قایم ظہور کریں ایک گروہ ہمارے شیعونکا جو مرگئے ہیں خدا زندہ کریگا کہ تلوار ونکو اپنے دوش
پر کہینچے ہوئے رکہی ہونگی اور آگے آگے اوسکے جہاد کریں گے اور اوس وقت یہہ خبر اون شیعونکو کہ ابہی
نہیں میں زندہ ہیں پہنچی خوشحالی کریں اور ایک دوسرے کو خبر دیں کہ شیعے مرے ہوئے زندہ ہوئے اور
قایم ال محمد کے ساتھہ جہاد کرتے ہیں جب یہہ خبر دشمنونکو پہنچی جو منکر قایم اور اوس کے حیات وظہور
کے منکر ہیں طعنہ زنی کریں شیعونکو اور کہیں کہ تم شیعے کسقدر دروغگو ہوتے ہو یہہ تمہاری دولت ہے
اور پہر دروغ کہتے ہو خدا کی قسم مردے زندہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ ہونگے قیامت تک۔ خدا اونکی
حکایت کو اپنے پیغمبر سے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے واقسموا الخ اور اس حدیث کو تفسیر
عیاشی میں بہی نقل کیا ہے اور شیخ مفید نے کتاب ما نزل من القرآن فی حق اہل بیت میں بہی
روایت کی ہے ایضاً کافی میں حضرت سے روایت کیا ہے کہ تفسیر آیۃ وقضینا الی بنی

اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین بن فرمایا ہے کہ نمبر اول قتل جناب
امیرالمومنین ہے اور نمبر ثانی [illegible] ہے [illegible] امام حسنؑ کے زخم لگانا [illegible] اونکی نصرت دیا کہ
[illegible] اسکو کربلا [illegible] امام حسینؑ فاذا جاء وعد اولیٰھما
[illegible] علینا عبادا لنا اولی باس شدید [illegible]
فجاسوا خلال الدیار [illegible] قتل [illegible] کو [illegible]
کہ آل محمد کے دشمنوں کو [illegible] زندہ نہ چھوڑینگے [illegible] قتل کرینگے کان وعدا مفعولا
سے مراد ظہور قائم آل محمد ہے ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم سے مقصود خروج امام حسینؑ ہے
[illegible] آگے آگے حضرت کے
[illegible] لیا ہے [illegible]
[illegible] حالانکہ [illegible]
درمیان ہوا [illegible] امام حسینؑ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شخاص جو نکل جاتے تھے کہ اگر ہم وہاں رہینگے تو تلف ہو جاوینگے یہانتک کہ ایکمرتبہ ایسے اتفاق
کیا اور ایک گروہ اغنیا و اقویا نے ایک ایک گروہ ضعفا و فقرا کا اپنے ساتھ لیا اور بہت
[illegible] ایک دریا کے کنارے [illegible] باروز [illegible] ازلیا [illegible]
[illegible] آئی کہ تم [illegible] سب [illegible]
[illegible] ایک [illegible] زندہ کر دیا کہ ایک
قوم [illegible] یہانتک کہ [illegible] ایک پیغمبر ان بنی اسرائیل سے
تھے [illegible] اور [illegible] دیکھا تو کہا اے خدا اگر ان لوگوں کو زندہ کرتا تو
[illegible] عبادت
[illegible] زندہ ہوئے اور
[illegible] طبیعی سے
[illegible] الاغ [illegible] دیکھا کہ
[illegible]
زندہ ہونگے [illegible] الاغ کے مرگئے خدا نے اپنی
قدرت کاملہ سے [illegible] سو برس [illegible] کھانا [illegible] الاغ
[illegible] کہ لبثت یعنی کس قدر تو یہاں [illegible] کہا کہ ایکدن یا آدھا
[illegible] بل لبثت مائة عام فانظر الى طعامك وشرابك لم يتسنه یعنی
[illegible] پڑا تھا [illegible] اور پانی تیرا [illegible] تھا
[illegible] اپنے الاغ کو دیکھ کس طرح
[illegible] قدرت
[illegible] ہوگئے
[illegible] قرار دیتے ہیں واسطے

ہر بندہ منکر قدرت کے تاکہ وہ سب آگاہ ہوں کہ ہم سب چیز پر قادر ہیں ایضاً ستر نفر ہمراہ
موسیٰؑ کے کوہ طور پر گئے جب کلام خدا سنا خواہش رویت کی ہمارا عو غضب الہی نے اون کو
جلا دیا موسیٰ نے عرض کیا کہ خداوندا ہم کیونکر پھر کر قوم میں جائیں اور بنی اسرائیل کو کیا جواب
دیں پس خدا نے دوبارہ اون کو زندہ کیا اور وہ لوگ پھرے اور برسوں زندہ رہے۔
کھانا کھایا پانی پیا اولاد بہم پہنچائے اجل طبعی سے بعد مدت کے مرے اور معجزات عیسےٰ بن مریمؑ
سے زندہ کرنا اموات کا ہے کئی جگہہ قرآن میں تصریح اسکی ہوئی وہ سب جنکو حضرت عیسےٰ
نے زندہ کیا سب مرے ہوے تھے۔ عاے عیسےٰ سے زندہ ہوئے مدت تک دنیا میں رہے
بہ اجل طبعی سے مرے اور اصحاب کہف تین ۳۰۹ سو برس غار میں مرے ہوے پڑے رہے پھر خدا
زندہ کیا اور دنیا میں پھرے قصہ انکا معروف و مشہور ہے پس معلوم ہو کہ عمر ہاے سابق
میں بھی رجعت اسیطرح ہو رہی ہے اور اکثر اتفاق ہوا ہے ہمارے پیغمبر نے احادیث
مستفیضہ میں بطریق خاصہ و عامہ فرمایا ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل کے بزمانہ سابق اتفاق ہوا
ہے ویسا ہی میرے وقت و زمانہ میں حذو النعل بالنعل ہوگا لہذا لازم ہے کہ جب کہ امم
سابقہ میں رجعت مکرر ہوئی ہے اس امت میں بھی ہو شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ ایک
مجلس میں گروہ علماے اہل سنت وغیرہ جمع تھے مسئلہ رجعت کا مذکور ہوا ایک شخص نے علمائے
معتزلہ سے یہہ بحث پیش کی کہ جس وقت تمہارے زعم میں وقت ظہور قائم آل محمد مردے
زندہ ہونگے اور تمہارے دلونکی شفا دیں گے اور دشمنان اہل بیت پیغمبر سے انتقام لیں گے
جیسا کہ قوم بنی اسرائیل میں ہوا اور آیۃ ثم رددنا لکم الکرۃ کو اپنے قول پر شاہد لاے ہو پس
کس خاطر جمعی و اطمینان سے یزید و شمر و ابن ملجم پر لعن کرتے ہو اور اونکی مخلد فی النار ہونے
کا حکم دیتے ہو حالانکہ احتمال رکھتا ہے کہ اوس وقت میں وہ جب دنیا میں پھریں تمہارے
امام کی اطاعت کریں اور توبہ کریں اور خاتمہ اون کے احوال کا خوبی سے مبدل ہو اور اوس
وقت تم کو بھی لازم ہوگا کہ اوسکو دوست رکھو خلاصہ بحث یہہ ہے کہ جو اعتقاد رجعت

کے کسی کی نیکی یا بدی پر قطعی یقین کرنا صحیح نہیں ہے شیخ مفید نے دو جواب اس سوال کے دئے
خلاصہ جواب اوّل یہ ہے کہ رجعت امر سمعی ہے احادیث و اجماع اہل بیت سے ثابت ہوئی
ہے عقل کو اسمیں اصلاً دخل نہیں ہے کہ چون و چرا کرے ہر چند اوس کے امتناع پر بھی دلالت
نہ کرے اور احتمال توبہ و حسن خاتمہ اشخاص مذکورین وغیرہ کا احتمال عقلی ہے اور سمعیہ جیسا کہ دلالت
رجعت کرتے ہیں اوسی طرح اونکی مخلد فی النار ہونے خاتمہ پر اور ملعون و معذب ہونے پر بھی دلالت کرتے ہیں
حدیثیں جو الخ ہیں بلکہ احادیث رجعت سے زیادہ اس بارہ میں حدیثیں بطریق عامہ و خاصہ
مذکور ہیں اور بعد ظہور بطلان دین سے ہے اور وہی احادیث دالہ رجعت اون کے کفر پر بھی دلالت
کرتی ہیں اور اوسیطرح منقول سے سو حال اونکا اور ملعون حضرت قایم و امام حسینؑ کے ارادہ ثابت
ہے چنانچہ اگر کوئی منصف اون اخبار مذکورہ میں تامل و غور کرے تو اوسکو قطعی علم بیقین ہو سکتا
ہے لیس برفرض ثبوت رجعت یہ احتمال ممکن نہیں ہوتا ہے اور حاصل جواب دوم یہ ہے
کہ اخبار رجعت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حال ایام رجعت مثل حال روز قیامت اور وقت
مرنے کے ہے کہ اگر اوس وقت فرضاً توبہ کرنیکا اتفاق ہو تو وہ توبہ مقبول نہیں ہے جیسے
ایمان فرعون کا جس وقت کہ اوس نے عذاب کو دیکھا اور ایمان لانا چاہا مگر مقبول نہ ہوا
اور اون سب اخبار سے جو تفسیر آیہ یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانها
لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا میں بعض ائمہ اطہار سے وارد
میں مراد ظہور قایم آل محمد ہے ظاہر ہے کہ فعل حکیم کا لغو و عبث نہیں ہوتا ہے اور جو کچھ بنا بر
عقل بدیہی اور آیات و اخبار منصوص سے ظاہر ہوتا ہے مقصود رجعت سے تلافی و انتقام
لینا ظالموں سے ہے اور اونکے افعال ناشایستہ کی جزا دینا اور بدلا لینا مطلوب ہے پس
جس وقت وہ ایام رجعت میں توبہ کریں اور کوئی امر سزا دینے کا عمل میں نہ آئے تو اونکا
دنیا میں لوٹانا بے فایدہ ہوگا علاوہ اس کے جو شخص کہ خباثت نفس اسکی اس مرتبہ میں
پہنچی کہ عالم سجین و استعداد فطری میں اوس نے اپنی عمر کو ضایع کر دیا حالانکہ اس عالم

میں انبیا و اوصیا واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوئے تھے اور اون لوگوں نے تکلیفیں و شقتیں و مصیبتیں اوٹھائیں اور اون کو ہدایتیں کیں اور یہہ ممکن نہیں ہوا کہ وہ راہ راست پر آئیں بلکہ طغیان و تمرد و عصیان میں اون لوگوں کے ترقی رہی اور ایسے مفاسد اون سے صادر ہوئے کہ قیامت تک اوس کے آثار نہ مٹینگے اور اسی حالت گمراہی میں مرگئے اور دنیا سے گئے تو اب کیونکر دوسری مرتبہ قابلیت و استعداد ہدائیت کی اون کو ہوگی اور اوسکو کیونکر ماہیت خبیثہ اون کی بدل جائیگی کیونکہ عالم ترتیب و خروج از قوہ بفعل یہہ عالم تھا اور اس عالم میں جو کچھ اون کے ماہیات خبیثہ کے لوازم سے تھا مفاسد عامہ و شرور غیر محصورہ سے قوہ سے فعل میں آیا ہے پس بعد مرنے کے پھر کوئی زمانہ تربیت اور وقت اقتضاء استعدادی و قابلیت کا نہ ہوگا کہ حیات ثانی میں قوہ سے فعل میں ظاہر ہوئے۔

باب پنجم بیان معاد میں اعتقاد اس کا کرنا لازم و واجب ہے کہ بعد مرنے کے خدا مردوں کو زندہ کریگا اور جزاے اعمال خیر و شر کی اون کو دیگا انکار معاد کفر ہے اور مستلزم انکار قرآن مجید و رسول خدا و ائمہ ہدا ہے مفصل و مشروح حالات اسکے کتب علماے کرام میں بتصریح دلایل عقلی و نقلی و احادیث کے مندرج ہیں اگر تفصیل سب حالات تحریر ہوں تو ایک کتاب جداگانہ ہو جائے یہہ رسالہ مختصر گنجائش بیان جملہ امور کی مشروح طور پر نہیں رکھتا لہذا حق الیقین و دیگر رسالہ سے انتخاب کر کے مختصر طور پر امور ضروری کو لکھتا ہوں واضح ہوئے کہ ہر فرد بشر کو بمقتضائے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ شربت ناگوار مرگ نوش کرنا ضروری ہے اور دنیاے ناپایدار سے طرف دار الآخرت کے سفر کرنے پر مجبور ہے پس جب میت کا وقت احتضار ہوتا ہے اور امر مفارقت روح و بدن اسکا ہوتا ہے حال اسکا متغیر ہو جاتا ہے اسباب بقاے دنیا کھو جاتا ہے اول بحکم خدا مال مجتمعہ اوس کا اوسے دکھلایا جاتا ہے تو وہ اپنے مال سے کہتا ہے کہ میں نے تمام عمر تمہارے حاصل کرنے میں صرف کیا روح کو بیم رنج و تعب دیا آج کہ عمر میری برباد و تباہ ہوتی ہے اور تمام

امید ہماری کوتاہ ہوتی ہے ہر ایک چیز سے ہم مایوس ہوتے ہیں اپنی مجبوری کیسی بیسی پر روتے ہیں تم ہماری کیا مدد کروگے اور کن کن امور میں ہماری نجات کیلئے جد و کد کروگے مال جواب دیتا ہے کہ سوائے کفن کے اور کچھ دستگیری ہم نہیں کرسکتے بعد کفن کے جو مال بچ جائیگا وہ تیرے وارثوں کا حق ہے اگر وہ لوگ راہ نیک میں صرف کریں گے تو تجھ کو حسرت ہوگی کہ ہم نے اسکی حاصل کرنے میں زحمتیں اٹھائیں اور کیسی کیسی تکلیفیں پائیں کچھ میں نے اپنے واسطے دکیا میرے ثواب کو دوسروں نے لیا اور اگر اون وارثوں نے راہ معصیت خدا میں خرچ کیا تو اوس وقت بھی تجھ کو حسرت ہوگی کہ ثواب سے محروم رہا اور معصیت میں دوسروں کا شریک ہوا جب مال سے نا امید ہوتا ہے تو اپنے اہل و عیال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اوس وقت اہل و عیال اوس کے متشکل ہو کر اوس کے سامنے ایستادہ ہوتے ہیں اون سے بھی اوسی طرح کی گفتگو کرتا ہے جیسا کہ مال سے کہا تھا وہ جواب دیتے ہیں کہ سوائے اسکے ہم سے کچھ امید نہ رکھنا ہم قبر تک تیرا ساتھ دیں گے بعد اس کے تجھ کو قبر تیرہ و تار میں تنہا چھوڑ کر پھر آئینگے اور اپنے کاموں میں مصروف ہونگے جب اعداد مال و اہل و عیال سے نا اُمید ہوتا ہے تو بکمال حسرت و یاس اپنے اعمال خیر کی طرف نظر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہارے نسبت بہت قاصر رہا اور ہمیشہ خایب و خاسر رہا بجا لانا تمہارا بسبب تمرد نفس امارہ کے دشوار تھا اغوائے شیطان نابکار سے ہر وقت انکار رہتا آج دنیا سے تمام امیدیں میری منقطع ہوگئیں اور میری آرزو کو اور تمناؤں کو کھوتے ہیں ل و اہل و عیال با وجود میرے شفقت محبت کے ایسے وقت میں مجھ کو منہ موڑتے ہیں اور عجب حالت بیکسی و یاس میں مجھے چھوڑتے ہیں تم ہماری کیا اعانت کروگے اور کہاں تک میری رفاقت کروگے اعمال جواب دیگا کہ اگرچہ تو ہم سے تمام عمر بھاگتا رہا ہمیشہ ہم سے بے پرواہی کرتا رہا لیکن ہم ہر حال میں ہمیشہ تیرے دوست و خیر طلب تھے گو تیری بے اعتنائی سے پابند والم و تعب تھے جب تجھ کو سب تنہا چھوڑینگے رشتہ محبت توڑیں گے ہم قبر میں تیرے مصاحب و رفیق ہونگے پدر و مادر سے زیادہ شفیق ہونگے قیامت تک تیرے ساتھ ہونگے

موقع و محل پر باعث پناہ ہونگے عقبات و میزان و صراط میں تیری رفاقت کریں گے وقت
عذاب شفاعت کرینگے بہشت میں مصاحب و ہم جلیس ہونگے تنہائی میں معاون و
انیس ہونگے اس کے بعد جناب رسالتمآب و حضرت امیر المومنین علی مرتضی و فاطمہ زہرا و حسن
مجتبیٰ و حسین شہید کربلا و باقی ائمہ ہدیٰ علیہم التحیۃ والثناء جبرئیل و ملک الموت سامنے میت
کے جاتے ہیں اور اپنے جمال بیمثال کو اوسے دکھلاتے ہیں اگر میت مومن و متقی و صالح و ابرار سے
اور محبت عترت اطہار ہے ملک الموت اوسے کہتے ہیں کہ اے بندہ خدا انکو خوف نہ کر دلگیر نہ
ہو قسم خدا کی ہم ماں باپ مہربان سے زیادہ تیرے ساتھ مہربانی کریں گے اور مہربانیاں تیرے آسانی
کرینگے دیکھ یہ جناب محمد و آل محمد تشریف لائے ہیں یہ سب تیرے رفیق ہیں تیرے شفیع اور شفیق
ہیں اور ایک فرشتہ جانب خدا سے ندا کرتا ہے کہ اے روح پاکیزہ مومن تونے اپنے دل میں
محبت محمد و اہل بیت محمد کو قرار دیا اور جان و دل سے اونکی خدمت و اطاعت کیا اب
ہمارے پاس آ اور ونکے ساتھ بہشت میں جا جناب رسالتمآب اوس سے فرماتے ہیں کہ اے
دوست خدا خوش ہو کہ ہم پیغمبر خدا ہیں تمام دنیا سے تیرے واسطے بہتر ہیں بعد اس کے حضرت
امیر المومنین اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے جمال مبارک سے مشرف کر کے
نام نامی و اسم گرامی سے اپنے اوسے مطلع و آگاہ کرتے ہیں اور نوید روح افزا رفاقت سے
اپنے اوسے مسرور شادکام و الم کرتے ہیں صدمہ مفارقت دنیا و اعزا و احباب میں اوسکے
تسلی فرماتے ہیں اپنی شفاعت کی اوسے امید و الطاف دلاتے ہیں پس جب نظر اٹھا کر آنکھیں
کھول کے اون کو مشاہدہ کرتی ہے اور اوس فرشتہ معظم کی صدا سنتی ہے اور اون رہنمایان
دو جہان سے مژدہ رفاقت کا پاتی تو دلیں اوس کے سرور تازہ سے قوت آتی ہے اور
مسرت بے اندازہ سے روح جان تازہ پاتی ہے اوس وقت جو پردہ حجاب اوسکے پیش چشم
ہے بحکم خدا سامنے سے اٹھا دیا جاتا ہے۔ اپنے محل قیام و مکان سکونت کو اور نعمتہائے بہشت
کی جو اوس کے واسطے مہیا ہوئی ہیں دیکھ سکتا ہے اور دنیا کو بھی تحت زیر ہزار جاہ

مال و اہل و عیال و راحت و شوکت و سلطنت اوسکی نظر میں جلوہ دیتے ہیں جناب باری جل شانہٗ میت کو اختیار دیتا ہے کہ ان دونو چیزوں میں سے جو پسند و مطبوع خاطر ہو قبول کرے میت عالم دنیا سے موںھہ اپنا پھیر اکر متوجہ جانب عقبیٰ ہوتی ہے مشاہدہ جمال حوران بہشتی اور نعمہائے خلد و قصور و گلستان جنان سے ایسی لذت اوسے ملتی ہے کہ اگر تمام دنیا و عمر دنیا کی وہ مالک ہوتی تو سب کو فنوت ہیں دیتی ۔ اور عالم آخرت کو لیتی ایسی صورت میں کوئی چیز اوسکی نظر میں متوشٌ سے بہتر نہیں معلوم ہوتی حیات دنیا سے کنارہ ہو کر جان دینا اوسے اچھا متصور ہوتا ہے پس جب میت ہر ایک چیز سے دنیا کے قطع تعلق کر کے ہر تن آمادہ مرگ ہو جاتی ہے تو جناب محبوب کبریا و ولی خدا و ایمہ ہدا و جبرئیل علیہ التحیۃ و الثنا ملک الموت سے سفارش کرتے ہیں کہ یہ دولت خدا اور رسولؐ کا اور اہل بیت رسول کا تھا اسکے ساتھ معاملہ قبض روح میں تخفیف ملائمت کرنا بار شدت جانکنی اس کے روح و جسم لاغر و نحیف پر نہ ڈہر یا یہ سنکر ملک الموت میت کے سامنے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندہ خدا دنیا میں تو نے بال انیس و لایت ہی این ابیطالبؑ سے تمسک ہو کر عذاب خدا سے تو نے اپنی حفاظت کی اور تخم محبت اہل بیت رسولؐ اپنے مزرعہ دل میں بو کر ثمر سے اوسکی ہر شاخ الم و ظلم سے تو نے اپنی حفاظت کی غنچہ لبستہ آرزو ابراز نسیم رحمت ایزدی سے کھل گیا جو کچھ تجھے مطلوب تھا وہ سب مل گیا خوشا النصیب تو نعوذ رفیقان محمدؐ و اہل بیت محمدؐ میں داخل ہو بفضل جناب باری عز اسمہ نیسے حال ہمشاہل ہوا کوئی درد و الم و ملال اب تو نہ سہیگا بہشت میں انکی مصاحبت و رفاقت میں رہے گا بعد اسکے بکمال ملائمت و ہمواری روح کو بدن سے جدا کرتے ہیں جیسے کوئی بال کو خمیر سے نکال لیتا ہے وقت جان نکلنے کے مومن میت کا رنگ سفید ہو جاتا ہے پیشانی پر پسینا آتا ہے دونو لب اوس کے کھچکر ملجاتے ہیں بینی بلند ہو کر ٹیڑھ جاتی ہے آنکھوں سے آنسو نکلتا ہے ان علامتوں سے ظاہر ہے نشان رحمت و سعادت و خوشحالی ... جو مومن میت کا ہے اور جیسا دنیا میں میت کی بدن کو غسل دیتے ہیں کفن پہناتے ہیں اوسی طرح ملایکہ روح

میّت مومن کو آب و مشک بہشت سے نہلاتے ہیں جامہائے بہشتی میں کفناتی اور روح
میّت کی خواہ وہ مومن ہو خواہ کافر جس وقت بدن سے جدا ہوئی بدن کے اوپر پرواز کیا
کرتی ہے اور غسل و کفن و دفن جو کچھ کیا جاتا ہے سب کو دیکھتی ہے سب سے باخبر رہتی ہے اگر میّت
مومن ہے تو روح اوسکی غسل دینے والے اور کفنانے والے سے کہتی ہے اور قسم دیتی ہے کہ بہت
جلد مجھے قبر تک پہنچا دو اور سپرد خاک زیر خاک چھپا دو و شوق بہشت میں ہم بیتاب ہیں مفارقت
محبوب خدا و ائمہ ہدا سے پابند اضطراب ہیں مطلق صبر و آرام نہیں ہے دیر کا مقام نہیں ہے جب
میّت مومن کو تابوت میں رکھکر جنازہ اوٹھاتے ہیں عزیز اور دوستوں اور مومنوں کی روحیں اور ملائکہ
استقبال کو آتے ہیں مفارقت احیا و اقربا اور دوسری چیزوں سے دنیا کے جس سے وہ جدا ہوا
ہے جو کدورت و غم اوس کے دل پہ ہے تسلی اوس کے کرتے ہیں اور کو ہر فرد و نعمت بہشت و رحمت
خدا سے اوسکے دامن مدعا کو بہرتے ہیں جب میّت مومن کو قبر میں رکھتے ہیں تو قبر مثل میزبان مہربان
خیر مقدم کہہ کے کہتی ہے مرحبا اچھا ہے آکہ میرے پاس آیا اور اپنا جمال زیبا مجھے دکھلایا جس
وقت تو میرے اوپر راہ چلتا تھا ہم تجھ کو دوست رکھتے تھے تیرے آنیکا کمال اشتیاق تھا آج تو دیکھے
گا کہ ہم تیری خدمت کس طرح کرتے ہیں اور کیا آرام تجھے دیتے ہیں بعد اسکے منکر و نکیر جنہیں مومنوں کی
واسطے بشیر و مبشر کہتے ہیں بشکل جوان رعنا و شمائل زیبا بکمال بہجت و سرور مسکراتے ہوئے قبر
میں آتے ہیں روح میّت کو کمر بدن میں تو ناکر میّت کو اوٹھا کر بٹھلاتے ہیں سوال وحدانیت خدا
و رسالت محمد مصطفٰی و ولایت و امامت علی مرتضٰی و ائمہ ہدا و دین و کتاب کا کرتے ہیں جب سب
سوال کا جواب درست پورا ہوا دیدیا تو قبر بقدر مسافت نگریا نو گز یا اوس قدر کہ جہاں تک آنکھ دیکھ
سکے بقدر ایک ایک بر آخری ہر شخص مومن کے واسطے بقدر اوس کے عمل و مرتبہ کے کشادہ کرتے ہیں
اور حریر و زربفت بہشتی کا فرش اوسکی قبر میں بچھا دیتے اور کہتے ہیں بہت جیسی طرح آسائش و آرام
سے خوابیدہ سو پہ ایک شخص ساتھ کمال خوبی و محبوبی کے پیدا ہوتا ہے کہ ہرگز کسی نے ایسا حسین
و خوبصورت نہ دیکھا مومن میّت اوس سے پوچھتی ہے کہ تو کون ہے وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا عمل

واعتقاد حق وعمل صالح ہوں مونس وہمجلیس تیرا رہونگا بعد اس کے ایک دروازہ بہشت
کا قبر میں کھول دیا جاتا ہے کہ ہمیشہ شمیم ونسیم بہشت اوس کے بدن پر قبر میں داخل ہوا کرتی ہے
اور روح کو قبر سے باہر نکال کر بہشت کے غرفوں میں اور باغوں میں ہمسایہ پیغمبر وآل اطہر میں
جگہہ دیتے ہیں ہمیشہ اون کو دیکھتے ہی اور اونکی ساتھ صحبت رکھتی ہے انواع اطعمہ واشربہ
بہشت ولذت ونعمت جلال سے متلذذ ومتنعم ومتمتع ہو کر قیامت تک رفیق ہمیشہ یک ایراطہا
رنبی ہے اور جو اوس کے عزیز وآشنا ودوست پہلے سے اون باغوں میں مشغول صحبت ومتنعم
ہیں اونکے ساتھ خوشی وسرور کے ساتھ بسر کرتی ہے جو روح تازہ دنیا سے جاتی ہے وہ
سب روحیں استقبال اوس روح کا کرتی ہیں جو لوگ دنیا میں رہ گئے ہیں اون کا احوال
پوچھتے ہیں اور اون کے ملنے کے منتظر رہتی ہیں جس وقت تک کہ بحکم خدا اون تک پونچیں
اور اگر میت کافر وخارجی وسنی اور مثل انکے تمامی گمراہان عالم سے ہو تو اوس کے احتضار کے
وقت بھی حضرات معصومین علیہم الصلوات والسلام اور حضرت جبرائیل تشریف لاتے ہیں اور
ملک الموت سے کہتے ہیں کہ یہہ دشمن خدا اور رسولؐ واہلبیتؑ رسول کا ہے جیسا کہ وہ سے ویسا
ہی عمل اوس کے ساتھ کرنا چاہئے پس ملک الموت اوس کے سامنے جا کر کہتے ہیں کہ اے دشمن
خدا غضب وعذاب خدا اور آتش دوزخ کا مژدہ تجھے ہو جس سے تو ڈرتا تھا وقت اوس کا
آگیا یہہ کہہ کر کمال شدت وسختی سے روح اوسکی بدن نجس وکثیف سے نکالتے ہیں بعد تعین روح
تین سو شیطان اوس پر موکل ہوتے ہیں کہ ہمیشہ اوس کے منہہ پر تھوکتے ہیں اور اوسے ستاتے
ہیں ملائکہ استقبال اوس کا کر کے لعنت اوس پر کرتے ہیں جب تک وہ قبر تک پونچتا ہے
جب وہ یہہ حال دیکھتا ہے غسل وکفن ودفن کے نصرع در ازی کر کے قسم دیگر کہتا ہے
کہ جلدی نہ کرو توقف کرکے قبر تک پہنچاؤ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد کا عذاب بدتر ہے اور
جب قبر میں داخل ہوتا ہے منکر ونکیر بشکل ہیبت ناک اوس کے پاس آتے ہیں اور اوس
سے وہی سوال کرتے ہیں جو مومن سے کیا تھا جس چیز کا وہ اعتقاد نہیں رکھتا ہے یا اعتقاد ناقص

رکھتا ہے اور جیسا کہ چاہیے اطاعت نہیں کرتا ہے تو خواب میں زبان اوسکی بند ہو جاتی ہے
اور سانس اوس کی گھٹنے لگتی ہے منکر و نکیر ایسا گرز تشنیع اوس کے سر پر مارتے ہیں کہ ہر مخلوق سوائے
انسان کے اوس آواز کو سنتا ہے اور خوف کھاتا ہے یہانتک کہ حیوانات جب چرنے کے
وقت اوس آواز کو سنتے ہیں تو دہشت کھا کر وحشت کرنے میں چرنا بند کر دیتے ہیں یہ نہایت
وعنایت و مہربانی خدا کی ہے کہ بنی نوع انسان اوس صدا کو نہیں سنتے اگر سنیں تو بالکل کام
بند کر دیں اور انتظام عالم میں خلل واقع ہو جائے بعد اوس کے قبر اوسکی تنگ ہو کر ایسا فشار دیتی
ہیں کہ مغز دماغ ناخن پا سے باہر نکل جاتا ہے ایک دروازہ دوزخ کا اوسکی قبر میں کھلتا ہے کہ
شعلہ اور آتش دوزخ ہمیشہ اوس تک پہنچتا ہے اور اپنی جگہ دوزخ میں دیکھے مار و عقرب
دوزخ کے اوس پر مسلط ہوتے ہیں اور اوس کے پاس قیامت تک رہتے ہیں اب اون
جملہ مومنین کا بیان ہے کہ جو اعتقاد درست و صحیح واحدانیت خدا و رسالت خاتم انبیا امامت
وائمہ ہدا کا رکھتے ہیں اور شرک و کفر و گمراہی سے اونہیں نجات ملی ہے مگر بسبب ضعف و
نقص ایمان شیطان کا فریب کھا کر پیروی نفس امارہ کی کرتے ہیں طاعت و معصیت اور
ثواب و عقاب کو ایک میں ملا دیا ہے دونوں امر متضاد فرق اور تمیز نہیں کرتے ہیں پس جس طرح
کہ طبیب حاذق دانا و مہربان اپنے مرضا کو انواع اقسام تدابیر شافیہ و معالجات کافیہ سے
قابل صحت کرتا ہے کبھی انحصار علاج صرف غذاؤں پر رکھتا ہے کبھی دوائی مفرد سے ازالہ مرض کے
کوشش کرتا ہے کبھی ادویہ مرکب سے رفع بیماری میں ساعی ہوتا ہے کبھی بایات منقیات و مخرجات
کا راغب ہوتا ہے کبھی فصد و حجامت و مسہلات عمل میں لاتا ہے غرض کہ جیسا موقع اور جیسی
مصلحت سمجھتا ہے بیمار کو کھلاتا پلاتا ہے کبھی غذائیں [illegible] کبھی سہل و بامزہ دیتا کبھی بدمزہ و تلخ
و ناگوار طبع دوائیں سے کام لیتا ہے اسی طرح خداوند کریم شافی مطلق کہ بدرجہا طبیب و
مادر مہربان سے زیادہ شفیق و رحیم ہے بکمال رحمت و رافت و شفقت و عنایت مومنوں کے
گناہوں کو انواع اقسام بلاؤں سے اور رنگ برنگ تکلیفات دنیاوی سے مٹاتا ہے کبھی ابتلائے

کبھی دلی بیماری و مرض کا صدمہ اوٹھاتا ہے کبھی بوجہ ناداری عدم خبرگیری عیال و عزیز و
ہمسایہ و آشنا و دوست و بیگانہ سے خجالت و شرمندگی کے دکھ سہتا ہے کبھی بیماری
و مرگ اعزا و احبا سے مغموم و مضطر رہتا ہے کبھی ظالموں کے ظلم و جور سے ذلیل ہوتا ہے کبھی
حاکموں کے ستم و جفا سے عزت و آبرو کھوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس قسم کا آزار یا رنج مومن کو
پہونچتا ہے خواہ وہ رنج خاص اوس کے واسطے ہو خواہ بواسطہ دوست احباب و اعزا
کے ہو تو وہ کفارہ مرض معصیت و جرم مومن کا ہوتا ہے یہانتک کہ اگر کوئی مومن برا
خواب دیکھے اور اوس سے مغموم و دلگیر ہو یا کوئی کانٹا اوس کے پاؤں میں چبھ جائے یا
کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پاوے تا شاید ایسی سخت ہو نا گوار طبع ہو نا ملائم ہو تو وہ بھی باعث
عفو جرائم ہے اور اگر شاید گناہ اوس کا ایسا عظیم ہو کہ اس معالجہ بلا و تعب دنیاوی سے وہ
علت زائل نہ ہو سکے تو وقت مرنے کے سختی جان کنی سے تلافی ہو جاتی ہے اہل دنیا اپنے دلوں
کو اسباب علائق دنیا سے وابستہ رکھتے ہیں اوس کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور تاوقت
مرگ اپنے شغلوں سے پشیمان ہو کر توبہ نہیں کرتے ہیں ان کا جان دینا بہت سخت ہے کہ سب دنیا
کی خواہش برابر اوس کے ہوتی ہیں مگر مومن مشتاق ہیں آیا ہے کہ زندہ کئے بعض انبیا و اولیا
کی دعا سے بعض مردوں کو زندہ کیا جب اون سے بعض احوال مرگ وغیرہ کا سوال کر لیا گیا
تو کہا گیا کہ اگر تم چاہو تو ہم دعا کریں کہ خدا تم کو دنیا میں رکھے اور مدت تک عیش و راحت
دنیا سے بہرہ مند ہو تو یہ جواب دیا کہ سو برس کا زمانہ بلکہ زیادہ اس سے ہمارے مرنے کو گذرا ہے
مگر ابھی تک تلخی مرگ بھولی نہیں ہے اب دوسری مرتبہ تحمل اس سختی کا نہیں ہیں باوجودیکہ
وہ مومن تھے مگر اس قدر تلخی موت کا ذائقہ اونہوں نے چکھا تھا کہ پھر زندگی کی خواہش نہ
رکھتی تھے مروی ہے کہ ایک شخص بیمار تھا حضرت رسول خدا اوس کے دیکھنے کو گئے تو دیکھا
کہ حالت احتضار میں ہے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ ممکن نہیں ہوا ہر چند ارشاد کیا مگر نہ
کہہ سکا فرمایا اس شخص کی ماں زندہ ہے ایک بوڑھی عورت نے جو سرہانے بیٹھی تھی عرض
کیا یا حضرت یہ کنیز اسکی ماں ہے آپ نے پوچھا کیا تو اس سے راضی و خوشنود ہے عرض کیا نہیں
فرمایا میری خاطر سے اسکی تقصیر کو معاف کر جواب دیا حسب الارشاد اسکو میں نے بخشا بعد
اس کے آپ نے ارشاد کیا کہ کہو یا من یقبل الیسیر و یعفو عن الکثیر اقبل منی الیسیر

واعف عنی الکثیر انک انت الغفور الرحیم جب وہ کہہ چکا فرمایا کیا دیکھتا ہے عرض کیا
دو شخص سیاہ میری طرف آتے ہیں فرمایا اسی کو پھر کہو جب اوس نے کہا ارشاد کیا اب کیا نظر
آتا ہے جواب دیا وہ شخص سفید خوشرو آتے ہیں کہ میری روح کو قبض کریں اور دو شخص سیاہ چلے گئے
اوسی وقت وہ مرگیا واضح ہو کہ ناخوشی ماں باپ کے باعث غضب پروردگار ہے اور مرتکب اس
کا ہمیشہ از زیان کار ہے با پدر چوں حرف زدن نے جا بود حرب دشمن منع بالا و باید مگر افسوس
صد افسوس عجب زمانہ آیا ہے دختر را بر جنگ است و جدال با مادر پسر ال را ہمہ خواہیم بینیم
خدا سب کو توفیق نیک و ہدایت فرمائے اور عقوق والدین سے بچائے القصہ خداوند کریم و
حاکم رحیم بیچ زمین عالم سے اس قسم کے مومنوں کو جو حق و باطل کو مخلوط کئے ہوئے ہیں جیسا کہ
اور بیان ہوا ہے دنیا ہی میں بذریعہ بلا و مصائب و ہموم والم و سختی جانکنی وغیرہ سے اوس کے گناہوں کو
ہبا و ہبا کرتا ہے تاکہ دنیا سے پاک و بیگناہ جائیں اور نزلے رحمت داخل گلستان رحمت ہو کر جنت
میں جگہ پائیں اور حال اون کا مثل مومنان صالح و ابرار ہو اور شفقت خداوندیاں سے نصیب
محروم نہ ہوں اور اگر نعوذ باللہ گناہ اس سے زیادہ ہے کہ ان سب امور سے تلافی نہیں ہوتی
تو فشار و عذاب قبر سے پابند مصیبت ہوتے ہیں اوس خانہ تاریک میں اپنے حال پر روتے ہیں
حدیث میں ہے کہ سعد بن معاذ جب مرگئے تو ستر ہزار فرشتے اونکے جنازے کے استقبال کو آئے
اور خود جناب رسول خدا نے پابرہنہ مشایعت جنازہ کی فرمائی لیکن جب اوسکو قبر میں رکھا تو تعجب
کیا جب اوستاد فرمایا کہ خداوند کوئی مثل سعد کے بھی فشار قبر اوس سب سے ہوا کہ اہل سے احسان
نہیں کرتا تھا فرمایا معاذ اللہ یہ سبب اس کا نہیں رہا بلکہ ہوا اسواسطے اپنے اہل کے ساتھ بدخوئی کرتا
تھا اور اگر ان سے بھی گناہ میں زیادتی رہی اور عذاب قبر و برزخ سے بھی بار معاصی سے سبکدوش
نہ ہوا تو بشدت ہول و عذاب روز قیامت میں مبتلا ہوگا گرمی اور بھوک پیاس اور تنگی جگہ
و ازدحام خلائق اور گرمی آفتاب سے پاسد خفا ہوگا آفتاب اوس دن اور دو کمان سر سے بلند
ہوگا زمین تو تپنے کے تپنے سے دل درد مند ہوگا پسینے سے تمام بدن پانی پانی ہوگا تشنگی زبان سے

حاشیہ. فشار قبر کسی نے حضرت صادق سے پوچھا کہ یہ بات سچ ہے کہ سعد کو فشار قبر

بازپرس وبیم حساب وعقاب سے صدمہ روحانی ہوگا دعویداران اور خونخواہان کے وعدوں سے
گرفتار تعب ہوگا صاحب حق اور مظلوم ہونگے قصاص سے جان بلب ہوگا علاوہ اس کے اور دوسرے
دوسرے حقیق اور شدتیں کہ جن کی شرح ممکن نہیں ہے ہمیشہ ہانپنے کے [illegible] بکو بردا استغفار
کی معصیت کافور ہوجائیگی بعد اس کے وہ مومنین ضعیف الایمان [illegible] باعث [illegible]
دخول بہشت ہونگے حدیث میں آیا ہے کہ زمین قیامت کی بالکل آگ کی ہوگی مگر جب
اوس مومن کی جس نے صدقہ زکوات وخیرات دی ہے تا اوس روز وہ اوس کے سرپر سایہ
کرینگے آگ کو اوس کے نزدیک سے دور کردینگے اگر کوئی ایک بالشت زمین ہمسایہ کی بازور
کی از راہ عتاب قبضہ میں کرلے تو وہ زمین طبقہ ہفتم تک طوق ہوکر غاصب کی گردن میں پڑیگی
یہہ ایک نمونہ عذاب روز قیامت کا ہے اور عذاب وعقاب کا ایسے پر تصور کرنا چاہئے یہہ
بھی قابل الملاحظہ وتحریر ہے کہ احوال اطفال وسفہا وضعفا ودیوانوں کا کیا ہوگا مروی
ہے کہ جس زمانہ یا مکان میں کہ مسلمان یا اہل ایمان ہیں تو جو لڑکے اون کے قبل حد بلوغ وتکلیف
رنج ملک عدم ہوتے ہیں اگر اون کے ماں باپ یا کوئی اور عزیز اون کا پہلے جا چکا ہے تو اوس
طفل کو اوسی کی سپرد کرتے ہیں وہ اون کے ساتھ نعمت ولذت بہشت میں قیامت تک
رہتا ہے ہمراہ اون کے ساتھ بہشت میں جاتا ہے اور اگر کوئی اون کے والدین یا اعزا سے نہ گیا ہو
تو اوس طفل کو جناب ابراہیم خلیل اللہ وجناب فاطمہ زہرہ علیہا السلام وحضرت سارہ کے تفویض
کرتے ہیں اگر وہ شیرخوار ہوتے ہیں تو اون کو دودھ پلاتے ہیں اور پرورش کرتے ہیں جب کوئی
اون کے والدین سے یا عزیز سے جاتا ہے اوسکے سپرد کردیتے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ
قیامت تک وہ حضرات اپنے پاس رکھتے ہیں پرورش [illegible] اون کی [illegible] بہشت [illegible]
قیامت لباس عمدہ پہنا کر اونکی زینت کرکے والدین [illegible] کو سونپتے ہیں اور ایک حدیث
میں ہے کہ رسالتمآب نے فرمایا کہ جس شب کو ہم معراج [illegible] ملاقات
کی مگر اپنے جد ابراہیم خلیل کو میں نے جنت میں دیکھا جبرئیل سے پوچھا کہ وہ کون ہیں جواب دیا کہ

بہشت میں پہنچا ہم بہشت میں گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت بہت بڑا ہے اور اوسمیں
پھل صورت کی چھاتیوں کی طرح لگا ہوا ہے بہت سے لڑکے اونکو دیکھا کہ اون پھلوں کو مثل
چھاتیوں کے چوستے ہیں اور جب [illegible] لڑکے کے موہنہ سے وہ پھل نکل پڑتا ہے
تو آپ مثل نافہ کی طرح سے چھوٹتے ہوئے موہنہ میں [illegible] میں نے پوچھا کہ آپ اس جگہہ
کیا کرتے ہیں [illegible] میں نے خدا سے سوال کیا کہ [illegible] اولاد شیعیان علی بن ابیطالب
[illegible] خدا نے قبول فرمایا اب [illegible] علی بن ابی
[illegible] بہشت میں [illegible] الغرض روز قیامت اطفال
مومنان و شیعیان کو [illegible] اون کے والدین
وغیرہ کو دینگے اون کے ساتھ جنت میں [illegible] اور جہاں سب
کافر و گمراہ میں اطفال ہیں اون کے [illegible] بعضے کہتے ہیں کہ سب تابع پدران میں اونکے
ساتھ جہنم میں جائینگے بعضے کہتے ہیں کہ [illegible] جگہہ پائینگے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ
خدا قیامت میں اپنے علم سے [illegible] کہ یہ اگر زندہ رہتے
تو اہل سعادت سے ہوتے تو اونکو زمرہ [illegible] شامل کرتا ہے [illegible] اور جس جگہہ
مختلف اشخاص ہوں [illegible] تو اونکے
اطفال اور وہ شخص کہ دیوانہ ہو [illegible] جیسے پیر کہ نہایت
پیری سے خرف ہو گیا ہو یا وہ گروہ کہ [illegible] مثل اطفال کے ہو جیسے جو زمین
کربلا میں [illegible] یا وہ مردم ہیں کہ جو عاجز
و مجبور کہ اون کے ملک میں ہوں اور ایسی صورت حالت میں آوازہ اسلام و ایمان نہ
سنا ہو یا نام اسلام سنا ہو مگر ایسے [illegible] کہ مسلمان تک نہ پہنچ سکے وہاں سے بلاد
اسلام تک پہنچنے کی قدرت نہیں رکھتے [illegible] ایمان کریں ان گروہ کے واسطے
بروز قیامت ایک آگ روشن کی جائیگی [illegible] سب کو حکم ہوگا کہ اس آگ میں داخل ہوں

پس جو کوئی بمجرد حکم آگ میں چلا جائیگا اگ اوس پر برد وسلام و باغ بر از گل ریاحین ہو گی
اور مومنوں کے ساتھ داخل جنت ہوگا اور جس نے تعمیل حکم کی نہ کی انکار کیا وہ داخل جہنم ہوگا
جب وہ لوگ دوزخ میں بھیجے جائینگے تو عرض کریں گے کہ اے خداوند رؤف و پروردگار عطوف
ہم دنیا میں قلم تکلیف کا جاری نہیں کیا گیا ہم نے تیرا کوئی گناہ نہیں کیا پھر ہم کو کس واسطے تو جہنم
میں جگہہ دیتا ہے جواب پائیگا کہ ہم نے اپنے سامنے حکم دیا اوس کے اطاعت تم نے نہیں کی
تو پس دنیا میں غائبانہ کیونکر ہماری فرمابرداری کرتے یہہ بھی واضح رہے کہ برزخ وہ زمانہ ہے
جو ابتدائی مرگ سے تا قیام قیامت ہے تصدیق و اقرار عالم برزخ اور اوس کے ثواب و عقاب
و بقائے روح کا بعد مفارقت بدن کے لازم و واجب ہے سوال منکر و نکیر و راحت و لذت
و شدت عذاب و ضغطہ قبر و فشار قبر وغیرہ کا اعتقاد مناسب ہے یہہ سب امور عالم برزخ کے
متعلق ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ روح جب بدن انسان سے مفارقت کرتی ہے تو
وہ زندہ رہتی ہے ایک بدن لطیف مثل اجسام ملائکہ و جن اوس روح کو مانند بدن دنیا کے
خدا عطا فرماتا ہے کہ اوس میں ساکن ہوتی ہے اور اوسی بدن سے حرکت پرواز کرتی ہے۔
کلینی نے بسند کالصحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ مومن بعد مرگ اپنے اہل و عیال کے
کے دیکھنے کو آتا ہے اور دیکھتا ہے اوس چیز کو کہ اوسے دوست رکھتا ہے اور جو چیز اوسے مکروہ
معلوم ہوتی ہے اوس کو چھپا دیتے ہیں اور کافر بھی اپنے اہل کی زیارت کو آتا ہے اور دیکھتا
ہے وہ چیز کہ جسے دیکھنا نہیں چاہتا اور جس کا دیکھنا اوسے منظور ہوتا ہے وہ چیز اوس سے پوشیدہ
کر دیتی ہے بعضے ہر جمعہ کو اور بعضے کمتر اور بعضے بقدر اپنے اعمال کے آتے ہیں اور ایک روایت
میں ہے کہ کوئی مومن و کافر نہیں ہے کہ وقت زوال شمس اپنے اہل کی زیارت کو نہ آتے ہیں
اگر مومن اپنے اہل کو اعمال صالح میں مشغول دیکھتا ہے تو شکر خدا کا کرتا ہے اور اگر کافر اپنے اہل
کو اعمال صالح میں دیکھتا ہے تو مغموم و محزون ہوتا ہے اور امام کاظمؑ سے مروی ہے کہ بقدر اپنے
فضائل کے مومن سیر دنیا دو روز کے بعد یا تین روز کے اور بعضے ہر ہفتہ میں ہر ایک زوال

پھکتیں یا وقت زوال بصورت مجنشک یا اوس سے کوچک تر شکل میں اپنے اہل کی زیارت کو آتے ہیں
اور اوس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے کہ جس چیز کے مشاہدہ سے اوسے خوشی و فرحت حاصل
ہوتی ہے وہی اوسکو دکھلاتا ہے اور جو باعث نفرت و رنج و کدورت ہے اوسے چھپا دیتا ہے
بعد مرگ روح مومن کے وادی السلام میں کہ وہ صحرائے نجف میں ہے اور وہ ایک ٹکڑہ جنت
العدن کا ملبہ رہتی ہے اور روح کافر کی وادی برہوت میں کہ وہ یمن میں ہے ساکن کی جاتی
ہے علامت قیامت سے خروج یاجوج و ماجوج کا ہے جسکو قصہ ذوالقرنین خدا نے اپنی کلام
پاک میں ارشاد فرمایا ہے یہ تین قسم کے ہیں ایک قسم یہہ ہے کہ مانند درختوں کے ہوتے ہیں دوسری
قسم کا طول و عرض برابر ہے کوئی پہاڑ اون کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تیسری وہ ہے کہ
ایک کان اپنا فرش کرتے ہیں اور دوسرا کان لحاف اپنا کرتے ہیں فیل و شیر و خوک و سائر
حیوانات کو کھاتے ہیں اگر ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اوسکو بھی کھا جاتے ہیں اور کوئی ان
میں سے نہیں مرتا جب تک کہ ہزار فرزند اوسسے نہ ہولے مقدمہ اون کی فوج و لشکر شام میں اور
پچھلا لشکر خراسان میں [illegible] ہوگا اور سرتاقی مشرق وہ دریا ماژندران تک عرصا رہیگا اور
خروج دابۃ الارض اور آفتاب کا مغرب سے نکلنا و خروج دجال و دخان و مرگ جیسا
باب [illegible] مذکور ہوا قول حق تعالے یوم یاتی السماء بدخان مبین میں
اشارہ اسی کی طرف ہے بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ دخان ایک آیۃ آیات قیامت سے
ہے کہ تمام آدمیوں کو گھیر لیگا کفار و منافقین کے کانوں قبل قیامت کے داخل ہوگا اور
اونکی [illegible] کو مثل کباب [illegible] کردیگا اور مومنین کو مثل تکلیف زکام کے محسوس ہوگا زمین
مثل اوس گھر کے [illegible] ہوگا چالیس روز تک رہیگا پھر ہر طرف ہو جائیگا
اور بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دخان امام [illegible] ہوگا واللہ اعلم بالصواب نفخ صور
بھی علامت قیامت ہے احادیث عامہ و خاصہ میں مذکور ہے کہ حق تعالے نے اسرافیل کو جب
پیدا کیا تو اوسی کے ساتھ ایک صور بھی پیدا کیا ایک موہنہ اوس کا مشرق میں ہے اور

اوسرا مغرب میں جس روضہ سے پیدا ہوا ہے اوس بوق کو منہ میں لئے ہوئے منتظر حکم الٰہی ہے
کہ جس وقت حکم خدا پہنچے بوق کو پھونکے پس جس وقت حکم خدا ہوگا اسرافیل صور لیکر دنیا
میں حظیرہ بیت المقدس پر آئیں گے اور منہ جانب کعبہ کرینگے جب اہل زمین اسرافیل کو
دیکھیں گے آپس میں کہینگے کہ خدا نے اجازت دی مرگ اہل زمین کو جب اسرافیل صور پھونکینگے
اوس منہ سے بوق کے جو جانب زمین ہے جو صدا نکلینگے اوس سے تمام اہل زمین مرجائیں گے
اور جو منہ جانب آسمان ہے اوس سے جو صدا نکلیں گے اوس سے تمام اہل آسمان فنا ہو جائینگے
سوائے اسرافیل کے کوئی نہ رہیگا پس حکم خدا ہوگا کہ اے اسرافیل تو بھی مرجا وہ بھی مرجائے گا
پس جس قدر خدا کو منظور ہوگا اوس حالت پر رہیگا تمام آسمان متحرک ہو کر لہریں لینگے پہاڑ جنبش
میں آکر مثل گرد و غبار کے اڑجائیں گے اور برطرف ہو جائیں گے یہہ زمین موجود نہ رہیگی بلکہ
دوسری زمین پیدا ہوگی جس پر گناہ نہ ہوا ہو اور اوس میں پستی و بلندی و پہاڑ اور درخت و
گیاہ و عمارات وغیرہ نہ ہونگے بلکہ بالکل برابر ہموار ہوگی جیسا کہ بار اول زمین پیدا ہوئی تھی
اور اپنے عرش کو پانی پر ٹھہرائیگا استقلال اوس کا عظمت خدا سے ہوگا خدا ندا کریگا کہ
آج کے دن بادشاہی کس کی ہے جب کوئی نہ ہوگا کہ جواب دے خود ارشاد کریگا کہ آج بادشاہی
واسطے خداوند یگانہ و قہار کے اُس وقت پھر اوسکی قدرت کاملہ سے آواز نکلیگی اور اہل
آسمان و زمین و حاملان عرش وغیرہ زندہ ہونگے اور بہشت دوزخ حاضر کی جائیگی خلائق محشور
ہونگے کتاب اصول خمسہ مصنفہ جناب مولوی حسن بن عبد الرزاق صاحب جو سنہ ۱۲۶۷ ہجری علی ہاجرہا
الالف التحیۃ والسلام میں بمطبع سلطان المطابع طبع ہوئی ہے بصفحہ ۱۳۹ اس طرح مرقوم ہے
کہ جب وقت زندہ ہونے اموات کا ہوا اسرافیل بحکم رب الجلیل سامنے عرش کے ایستادہ ہوکر
تین مرتبہ صور پھونکیگا: صدائے بار اول میں قبریں حرکت میں آئینگی صدائے بار دوم میں مٹی قبروں کی جدا کریگی
صدائے بار سوم سب مردے زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکلیں پہلے بحکم خدا جلیل جبرئیل و میکائیل اسرافیل
تاج کرامت و خلعت ہائے مغفرت و براق عزت بہشت سے لیکر دنیا میں آئینگے اور جبرئیل زمین

سے پوچھیں گے کہ قبر خاتم المرسلین سید النبیینؐ کہاں ہے وہ جواب دیگی کہ خدا نے مجھے اب تک پنہاں
رکھا اگر کسی پیغمبر کے خبر ہم کو ہو لیس ایک عمود نور ایک جگہہ سے بلند ہوگا اور تا آسمان پہونچیگا
اوس سے وہ دریافت کریں گے کہ وہی جگہہ قبر محبوب کبریا جناب رسولخدا صلعم کی ہے پس جبریل سرہانے اور
میکائیل داہنی طرف اور اسرافیل پاؤنکی طرف ایستادہ ہوکر ندا دینگے کہ روح پاک سید لولاک
بدن پاک میں بحکم خدا داخل ہو تین مرتبہ یہی آواز دینگے تیسری مرتبہ میں جناب رسالتمآب قبر سے باہر
تشریف لائیں اور جبریل سے استفسار فرمائینگے کہ میش خدا کیا درجہ و مرتبہ ہمارا ہے جبریل کہینگے کہ
بہشت آپکی مشتاق ہے فرقت آپکی اوسے شاق ہے منتظر تشریف آوری ہے بہشت زینت و
آرائیش کی تیاری ہے فرمائیں گے میں نے اسکا سوال نہیں کیا اتنے قدر و جاہ و حشمت کا خیال
نہیں کیا یہہ بتلاؤ کہ خدا نے میری امت سے کیا کیا وہ کہینگے عزت و جلال خدا کی قسم جب تک آپ
اور آپ کی امت داخل بہشت نہ ہوں بہشت سب پر حرام تب حضرت ارشاد کریں گے کہ اب
میرا دل خوش اور شاد ہوا رنج سے آزاد ہوا تاج کرامت سر پر رکھینگے خلعت عزت
زیب بر کریں گے براق رفعت پر سوار ہوکر چلیں گے اسرافیل آگے آگے جبریل داہنی طرف
میکائیل بائیں طرف جلو میں ہونگے اس کے حضرت امیر المومنینؑ اور آپ کے طاہرین بھی قبروں سے باہر
آئیں گے ساتوں آسمان و زمین کے فرشتے اور حاملان عرش و کرسی استقبال کریں گے تاج
سروری سر پر رکھی ہوئی خلعت ماد گستری بر از نو مرصع کو، ہ کرامت نصیب بدن کئے ہوئے
مرکب جلال پر سوار ہوکر عرش تک پونچکر سجدہ کریں گے جناب الٰہی عز شانہ کا از روئے رحمت
ناشنا فی ارشاد کرے گا کہ آج دن رکوع و سجود کا نہیں ہے سر اٹھاؤ بند و نیز شفقت کرنے اور
گنہگاروں کی شفاعت کرنیکا دن ہے اور جانب راست ایک ایک کرسی نور تقرب و عزت
کی منصوب ہوگی پیغمبرؐ خدا اور علیؑ مرتضیٰ اور ائمہ ہدا اون کرسیوں پر جلوس فرمائیں گے بعد
اس کے تمام انبیا اور اون کے اوصیا اور اولیائے خدا اور وہ مومنین کہ اوس وقت تک گناہ سے
پاک و صاف ہوکر ہول و خوف قیامت سے نجات پائے ہوئے ہیں قبروں سے باہر آئیں گے اور ملائکہ

تاج خلعت وبرکعب سنت لیکر اون کے استقبال کو جائینگے کمال افتخار و انبساط سے اونکو
خلعت پہنا کر سوار کرکے عرش تک لائینگے اور جانب راست وچپ عرش کے شرفا و عزت کی
کرسیوں پر جا بجا جہاں اونکا مقام ہوگا بتلائینگے اور ایک دوسرا گروہ مومنان و متقیان
کا ایسا ہوگا کہ جب وہ قبر سے باہر آئینگے ملائکہ اون کا استقبال کرکے بہشت کی زینتوں
سے اون کو آراستہ کرکے مرکبان بہشتی پر سوار کرکے براہ راست بہشت میں داخل کرینگے
وہ عرصہ محشر کو نہ دیکھینگے اور نہ منتظر حساب کے رہینگے اس کے بعد تمام خلائق زندہ
کئے جائینگے زندہ ہونیکے وقت سے عرصہ قیامت تک پہنچنے میں گناہگاروں کے لیے
پچاس عقبی طے کرنے ہونگے اور عقبی اوس راہ باریک وتنگ کو کہتے ہیں جو پہاڑ پر جا پہنچے
ملتی ہے اور بہت سخت دشوار ہوتی ہے ہر عقبہ میں ہزار برس تک گناہگاروں کو رہنا ہوگا
جب قبر سے باہر نکلینگے بالکل برہنہ ہونگے خاک میں آتے ہونگے اوسی حالت سے عقبی اول
تک پہنچینگے وہاں ایسی راہ تنگ ہوگی کہ ایک ایک پیر گرینگے اور سختی عذاب سے نالہ و فریاد
کرینگے فرشتے کہینگے کہ اے بیچارو خاموش ہو اور سنو کہ خداوند کریم تم سے کلام کرتا ہے
یہ سنکر سب خاموش ہو جائینگے اور متوجہ ہونگے اوسوقت جناب اقدس الہی سے
ندا آئیگی کہ آئی میرے بندو ہم اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتے ہیں کہ آج ہر مظلوم کا حق ظالم
سے لینگے اور ہر ظالم کو سزا اوس اعمال کی دینگے اے میرے بندو جس شخص نے کسی پر
ظلم کیا ہو یا اوس کے حق کو لے لیا ہو یا کوئی فعل یا قول بدیسی سے کسی کی طرف صادر ہوا
ہوا آپسمیں ایک دوسرے کو بخشو اور تقصیر سے درگذر کرو تو اوس عذاب و آزار و سرگردانی
سے تم سب نجات پاؤ اور نزے رحمت داخل رحمت بہشت ہو اور رضوان کو حکم ہوگا کہ
دروازہ بہشت کا کھولدے قصرہائے بہشت اور خوانہائے بہشت کو انواع نعمت
ورحمت ولذت وراحت وزینت سے آراستہ اور بھرا ہوا دیکھیں اور ہر طرف
حوروں کو صف لصف بکمال غنچہ و دلال وحسن وجمال ایستادہ پائیں غلامان اور
کنیزان خوش سلیقہ طاعت وفرمانبرداری پر آمادہ پائیں کہ کسی ایک آنکھ یا کان نے

نہ دیکھا ہو اور نہ سنا ہو کہ اگر ایک اوس خلعت و نعمت سے دنیا میں لائیں تمام دنیا
و اہل دنیا نور و صفا سے اوس کے محو ہو جائیں اور یہ سب اون مظلوموں کے واسطے ہوگا
کہ ظالموں کے ظلم کو معاف کر دیں اور اون کی بدیوں سے درگذر کریں جب مظلومان عین
حالت و عذاب میں اون نعمتوں کو اور ثوابوں کو مشاہدہ کریں بغیرت شوق سے نہایت
مضطر ہو جائیں اور قریب ہو کہ مرغ روح بکمال اشتیاق آشیانہ بدن سے پرواز کرے
اور جناب رب العالمین ارشاد کرے کہ اے مظلومو سب ثواب کہ ہم نے مقرر کیا ہے تم لوگوں
کے لئے ہے اگر تم لوگ ظالموں کی تقصیروں سے درگذر کرو تو بعوض اوس ظلم کے یہ تمہیں دیا جائے
اوس وقت اکثر آدمی ظالموں کو اور بدیوں کو آپس میں بخش دیں اور اون سب عذاب
و عقاب سے نجات پائیں اور ایک گروہ مظلوموں کا ایسا ہو کہ وہ کہیں کہ اے پروردگار
رحیم جو ظلم ہم پر کیا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بغیر انتقام کئے جانے کے بخش دیا جائے تو ہمارا انتقام
ان سے لے اور ہماری دادرسی بغیر اسکی ہماری تسلی نہ ہوگی اور نہ ہم راضی ہونگے تب عقبۂ دوم
میں داخل ہوں پھر وہاں سے عقبۂ سوم میں اور ایسی طرح تمام عقبوں سے گذریں اور ہر عقبے میں
مثل عقبۂ اول کے سب وہی ماجرا رو بکار ہو اکثر اشخاص ان میں عفو و معاف کر کے باعث رضائے
پروردگار ہوں بعضے اوسی طرح انکار کریں اور اس سے اپنے کو پابند آزار کریں جب عقبۂ
آخریں میں پہونچیں تو عذاب و سختی اوس عقبے کی سب عقبوں سے بہت زیادہ ہو سکے اور
ان پچاس عقبوں میں ہزار ہزار برس سرگردانی رہیں اور اس مدت پچاس ہزار سال میں
کثرت عقاب و عذاب سے مظلومان ازبسکہ تنگ و عاجز ہو جائیں اپنی نجات پانے کے
لئے ظالموں کو بخشدیں اور اس وسیلے سے گناہگار بسبب عفو و بخشش یا خود گناہوں سے پاک
ہو جائیں بعد اس کے تمامی خلائق انبیا و اولیا و مومنان و کافران و منافقان اولین و آخرین
کو صحرائے محشر میں لائیں زمین قیامت کی نقرئی ہو آفتاب اوس دن بقدر فاصلہ دو کمان بالائے
سر ہو بلکہ اس سے بھی فاصلہ کم ہو لیکن مومنوں کو اور نیک گناہوں کو کچھ اذیت نہ ہوگی کافروں کو اور
گناہگاروں کو شدت حدت و حرارت سے مغز دماغ جوش میں آکر سخت اذیت و تکلیف ہوگی

تمام خلائق کے بدن سے اتنا عرق نکلے گا کہ ہر شخص بقدر عمل پسینہ میں ڈوب جائیگا کوئی زانو تک
کوئی ناف تک کوئی تا سینہ کوئی تا گردن کوئی تا دہن کوئی ایسا ہوگا کہ پسینہ سر کے اوپر سے
گذر جائیگا جب بہت عرصا اس عذاب میں گذرے اور کام اون کا نہایت سخت وتنگ ہونے
اپسمیں سب کہیں کہ آج کے دن کون ہے جو ہماری شفاعت کرے اور اوسکی شفاعت
مقبول ہو مدعائے دل حصول ہو بعضے کہیں کہ آؤ حضرت آدمؑ ابو البشر کے پاس چلیں جب
اون کی خدمت میں حاضر ہونگے وہ ارشاد کریں گے کہ مجھے ممانعت کی گئی تھی کہ گندم نہ کھانا
میں نے اوس امتناع کے خلاف عمل کیا مجھے شفاعت کرنے میں شرم وحجاب مانع ہے نوحؑ
کے پاس جاؤ وہ بھی ایسا ہی ایک عذر کر کے ہدایت نبی بعد کے پاس جانیکے کریں گے غرضکہ
حضرت ابراہیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ کی خدمت میں سب حاضر ہوں وہ حضرات بھی ایک ایک
عذر ہو جیا ارشاد کر کے فرمائیں گے کہ ہم کو اجازت شفاعت نہیں ملی ہے پھر سب متفق
ہو کر جناب رسالتمآب کی خدمت میں آئیں اور بکمال گریہ وزاری واضطراب وبیقراری
درد دل سنائیں جب جناب محبوب ذو الجلال اون کے تضرع وابتہال کو سنیں بر سر
رحم آئیں اور پیش عرش سجدہ میں جائیں پروردگار عزت وجلال کی طرف سے ندا آئی کہ اے
میرے حبیب آج کا دن واسطے رکوع وسجود کے نہیں ہے یوم شفاعت ودستگیری ہے
روز حکومت وامیری ہے سجدہ سے فرق منور اوٹھائیے جو کچھ مطلوب ہے ارشاد فرمائی
اور جس کی شفاعت مد نظر ہے وہ کیجئے ہماری سرکار سے حسب خواہش وخاطر اقدس گنجینہ
مراد پہنچے جب جناب رسالتمآب با فرحت وسرور سجدہ سے سر مبارک اوٹھائیں حمد خدا
بجا لائیں جناب رب العزت کی طرف سے جناب رسولؐ خدا وائمہ ہدیٰ کو خطاب پہنچے کہ اے
میرے بندگان خاص تم سب ہماری درگاہ میں بہترین عباد وبرگزیدہ ہو مختار کارخانہ
خالق ذو المنن والکرم ہو حساب وکتاب وتقسیم ثواب وعقاب وقسمت جنت ونار
تمام خلائق اولین وآخرین تم سب کے متعلق وتفویض ہے اس میں نہ کسی کو محل شکوہ وتہ
جائے تعریض ہے امر عظیم شفاعت ومغفرت کا آج مختار ہو صاحب جبر واقتدار ہو جس

جناب سید الانام الرسل اللہ علیہ وسلم بصورت عزت و عظمت کی کرسی پر اجلاس فرمائیں اور تمام خلائق حاضر و امیدوار رحمت ہو کر دادو پائیں حکم خداوند قہار فرشتوں کو ہوئے کہ دوزخ کو کشاں کشاں عرصۂ محشر میں حاضر کریں اور اوسکی سختی و عظمت و مہابت کا سب کو نظارہ کرائیں ہزاروں زنجیریں جہنم وابستہ ہوں ہر زنجیر میں ستر ہزار فرشتے ہوں دوزخ بوجہ غضب الٰہی سے شعلہ پیچاں ہو اور فریاد و زاری و شور بلند کرے اور فرشتوں سے استفسار کرے کہ کس لئے مجھ سے لے جاتے ہو جس حکم قہری کی تعمیل بجا لاتے ہو آیا خداوند تعالیٰ نے مجھ پر غضب نازل کیا ہے یا فرقہ گناہگاران میں مجھ کو داخل کیا ہے میں نے کون گناہ و جرم کیا ہے کہ غضب میں مجھ کو مبتلا کیا ہے فرشتے جواب دیں کہ ہم کو اسکی کچھ خبر نہیں ہے اوس حالت میں جانب پروردگار عزت سے ندا آتی ہے کہ اے جہنم تو کیوں ڈرتی ہے ہم تجھ پر عذاب نہیں کرینگے تجھے دوسروں کے عذاب کرنے کے لئے پیدا کیا ہے یہ سنکر دوزخ کا خوف و اضطراب بدل بہ اطمینان ہو سنکر کرتے ہوئے سجدہ شکر خدا بجا لائے بعد اس کے تسبیح پڑھتے ہوئے سر اٹھائے اور نہایت خشم و غضب سے کافروں اور گناہگاروں پر چلاتے ہوئے دوڑے بقدر عدد ستاروں کے چنگاریاں اوس سے نکلیں کہ جیسے چنگاریاں ابر کے ٹکڑے سے بڑی ہوں اور دھواں اوس کا تمام عرصۂ محشر کو تاریک و سیاہ کر دے کہ کوئی کسی کو نہ دیکھ سکیگا وہ لوگ کہ جن کے اعمال و افعال شائستہ و پسندیدہ خدا ہیں اون کا نور عمل اوس تاریکی کا وقوع سے دور کر دیگا اون کے روشن ہوئے جب سب لوگ اس حال کو مشاہدہ کریں دل سب کے تھرانے لگیں رحمت و پاکی قوت کھوئی جائے عقل و ہوش و حواس گم ہو جائے کوئی آنکھ ایسی نہ رہے کہ جو گریاں نہ ہو کوئی ہجوم ترس و ہراس سے خاد و خنداں نہ ہو جزع و فزع و مصیبت بدرجہ غایت ہو بلا و خوف عذاب و عقاب کی نہایت شدت ہو وہ بے پیر کہ جنکے نامۂ اعمال میں شیر منیروں کا مل نیک مرقوم ہو ایسی صورت میں اون کو اپنی امید نجات معدوم ہو جب جہنم عرصۂ محشر میں آئے قیامت بپا قیامت اٹھائے ایسا ایک شعلہ اوس سے نکلے کہ تمام عرصۂ محشر کو گھیر لے طمانیت و گمان مغفرت سب سے موہنہ پھیر لے ہر نیک و بد احاطۂ دوزخ میں آ جائیں کسی طرف نکل بھاگنے کی راہ نہ پائیں کوئی مخلوق ایسا نہ رہے کہ وہ مضطر ہو کر اپنی نجات کی استدعا خدا سے نہ کرے اور بصد تضرع و زاری التجا نہ کرے یہاں تک کہ پیغمبر مرسل و ملک مقرب بھی پابند ہراس ہوں گرفتار۔

امید رہائی ہوں کسی کو پدر و فرزند کی خبر نہ ہو ہر ایک سوا اپنے فکر کے کسی کے حال میں مضطر نہ ہو عوام الناس کا کیا ذکر انبیا و اولیا اب نفسی نفسی پکار رہیں مگر ہمارے پیغمبر محبوب خدا وحی کہ سجدا رب امتی امتی فرماینگے حال خراب امت پر رحم کھاینگے پھر سب کو نامہ اعمال آکر مومنوں کی داہنے ہاتھ میں اور دیگر اقسام کے اشخاص کے بائیں ہاتھ میں آجاینگے اور کاتبان اعمال کو جو دنیا میں ہمراہ رہے ہیں بلائیں گے گناہگاروں کی زبانیں بند ہونگی کہ انکار اپنے اعمال سے نہ کرسکیں گے علاوہ کاتبان اعمال کے اور بھی شاہد افعال خیبہ حاضر ہوں جو امر حق کے اظہار میں قادر ہوں یعنی وہ جگہہ یا وہ ساعت جہاں جس وقت عمل قبیح واقع ہوا ہے اور ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ زبان دل جس سے قصد ارتکاب گناہ کیا ہے وہ بھی بامر خدا گواہی دینگے جب اس طرح پر اثبات جرم و خطا ہو جاۓ تو جناب خیر البشر و اہل بیت پیغمبر اون مومنوں کو کہ جو گناہ نہیں رکھتے ہیں یا اوس وقت تک گناہ سے پاک و صاف ہو گئے ہیں حکم دخول بہشت دینگے اور کافروں کو مشرکوں کو بت پرستوں کو خارجیوں کو یا جو انکی مانند ہوں دوزخ میں بھیجینگے اور درجات جنت و طبقات نار کو مومنین و کافرین سے بھرینگے اس کے بعد وہ مومنین صاحب گناہ کہ با وجود صعوبات دنیاوی اور ان سب شدائد جزوی کے گناہ سے پاک نہیں ہوۓ ہیں حاضر کئے جائیں گے اور میزان حساب کو نصب کریں گے اعمال خیر و شر اون سبکے ترازو سے حساب میں تولے جاینگے جسکے طاعات و حسنات کا پلہ معاصی و سیئات کے پلہ سے بھاری ہوگا یا جس مومن کے کا پلہ اوس کے حسنات سے بھاری ہوگا تو اونمیں سے جسکو قابل شفاعت سمجھیں گے جناب رسالتمآب و ائمہ ہدا شفاعت کرینگے اور خدا اپنی رحمت و شفقت سے شفاعت انکی مقبول کرکے انکو زمرہ مومنان بیگناہ میں داخل کرے گا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ گر طاعت و معصیت کا پلہ برابر ہوگا تو اوس جماعت کو اوس دیوار پر کہ درمیان بہشت و دوزخ کے واقع ہے اور نام اوس کا اعراف ہے جگہہ دی جائیگی اندر اوس دیوار کے تمام رحمت و ثواب اور باہر اوس کے تمام نقمت و عذاب ہے جب بہشت کی طرف نظر کریں گے اور اپنے عزیزوں کو دوستوں کو اور دوسرے مومنوں کو مشغول راحت و نعمت پائیں گے آتش حسرت سے دل کباب ہو گا

اور جب نگاہ طرف جہنم و عذاب جہنم کے کرینگے بلند شعلہ نرس اضطراب ہوگا ایک مدت تک
ان دونوں آگ میں جلتے رہینگے اور مجبوری سے کوئی چارہ کار نہ کر سکینگے یہاں تک اس حسرت و
حیرت کے سبب گناہ میں اون کے تخفیف ہو یا رحمت یا شفقت یا شفاعت اونکی فریادرسی
کرے تو اوس قیدخانہ سے نجات پائیں اور بہشت میں جائیں گے اور اگر نعوذ باللہ گناہ اون کا
اس سے بھی زیادہ ہو کہ یہی دونوں آگ سے کہ ہر اک انتہا دوزخ ہے گناہ اون کا زائل نہ ہو
اور با الضرور احتیاج انس دوزخ کی ہو تو بعد اس کے کہ حساب و حکم خلائق سے فارغ ہوں
صراط کو راہ بہشت میں نصب کریں اور صراط دوزخ کے مونہہ پر نصب کیا جائیگا بال سے
زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ کاٹنے والا ہے تین ہزار برس کی راہ ہے ہزار سال اوپر
چڑھنا ہوگا ہزار برس ہموار و برابر راہ جانا ہوگا اور ہزار برس سر النشیب نیچے جانا پڑیگا صراط پر
سات پل ہونگے ہر پل پر آدمیونکو ٹھہرائینگے اور اون کے احوال کی پرسش کریں گے پل اول
پر وضو سے پل دوم پر نماز سے پل سوم پر زکوات سے پل چہارم پر روزہ سے پل پنجم پر خدمت
و مہربانی سے و اطاعت والدین سے پل ششم پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے پل ہفتم پر نیکی
و سرپرستی عیال و اعزا و ہمسایہ سے سوال کریں گے جس نے ان سب کا معقول جواب دیا اوس
نے نجات پائی اور جو کوئی عاجز ہوا دوزخ میں گرا ہر شخص صراط سے بقدر عمل جلد گذرے گا
کوئی مثل برق گذر جائیگا کوئی مثل اسپ کوئی مثل قاصد تندرو کوئی زانو کے بل بیٹھ کر کہ کوئی
مرتبہ مونہہ کے بل گر پڑیگا اور کوئی ہاتھ کے بل راہ چلیگا کوئی افتاں خیزاں صراط سے اوس
پار ہوگا ہر طرف سے آتش جہنم اون پر حملہ کریگی اور اون کی طرف پھریگی اور دوسری حدیث
میں ہے کہ صراط پر تین پل قائم ہونگے ایک پل امانت و رحمت کا دوسرا پل نماز کا تیسرا پل عدالت
خدا کا اور حکم خدا ہوگا کہ اس پل سے سب گذریں مومنان و متقیان اور وہ لوگ کہ راہ خدا پر
[illegible] راست چلے ہیں اور اگر کبھی مرتکب خطا ہوئے ہیں تو توبہ و استغفار سے کفارہ اور دوسری تاویل
ہے کہ جو شخص شرع میں ہر طور سے تدارک اوس کا کر دیا ہے اور اثر زنگ گناہ و خطا ہمیشہ روح سے مٹا دیا ہے
مانند برق کے صراط سے گذر جائیں گے جہنم کا کوئی آسیب و ضرر اون کو نہ پہنچیگا اور کفار و مشرار

کہ مستوجب نار ہیں قوم اول ہی میں مونہہ کے بل جہنم میں گر پڑینگے اور وہ مومنین کہ جو مستحق عذاب
میں اور نیک و بد کو ایک ملا دیا ہے اور اوس وقت تک توبہ و استغفار اور اون سب عقاب
و عقوبات و تفضل و رحمت و شفاعت سے مالک نہیں ہوئے ہیں اونکو پل امانت و رحمت پہ
ٹھہراینگے اگر اوس راہ میں درست چلے اور بار خیانت کا اونکے دوش پر ثابت نہیں ہوا وہ
رحمت و شفقت ہاتھوں سے تھامے ہوئے اوس پل سے نجات پائیں دوسرے پل پر گرفتار نماز
کے ہونگے اور اوس سے بھی گذرے تیسرے پل پر خدا کی طرف رجوع ہوگا افتاں و خیزاں ایکقدم
راہ چلیں اس طرح کہ ایک قدم پر گرتے ہیں دوسرے قدم پر اوٹھتے ہیں اور جناب امیر المومنین ع
صراط پر کھڑے ہو کر دعا فرمائیں گے کہ اے خدا ہمارے شیعو نیز اور دوستو نیز اور جن لوگوں نے ہماری
نصرت کی ہے اور جو لوگ ہم سے تولا رکھتے ہیں رحم فرما اور اون کو بحفاظت و سلامت صراط
کے اوس پار پہنچا دے خدا جواب دیگا کہ ہم نے تیری دعا اور شفاعت کو قبول کیا اور ملائکہ اطراف
صراط میں کھڑے ہوئے کہینگے یا حلیم یا کریم معاف کر اور بخشش و رحم انکے حال پہ فرمائیں ایک
گروہ خدا کی رحمت اور دعائے جناب امیر المومنین و التماس ملائکہ اور خوف و ہول جہنم زیر و بالا حسرت
بہشت سے گناہوں کا اونکے تدارک ہو کر صراط سے گذر جائیں اور حمد و شکر خدا کہتے ہوئے داخل
بہشت ہوں اور وہ گروہ گناہگاروں کا کہ جن کی فریادرسی یہ سب نکر سکیں صراط سے جدا ہو کر
جہنم میں گر پڑیں لیکن چونکہ وہ سب زمرہ مومنین سے ہیں اور اعتقاد اون کا درست ہے اور جو گناہ
اون سے سرزد ہوا وہ از روے تکابر و سرکشی حکم خدا و پیغمبر و ائمہ ہدا کے نہیں تھا بلکہ شیطان
نے فریب دیکر حرام شہوت و غضب و حب جاہ و مال اور ہواس اشیاء فانیہ باطلہ دنیا میں
گرفتار کرکے اون کو گمراہ کیا ہے طبقہ اول دوزخ میں جگہ پائیں گے ہر شخص بقدر عمل سو برس ہزار برس
یا زیادہ یا کمتر اس سے وہاں معذب و مقید رہیگا اہل و اولاد و عزیز و احباب کو اپنے بہشت میں مشغول
عیش و راحت و نعمت و صحبت و غریق رحمت و لذت دیکھ کر حسرت کھائیں گے اپنے افعال
ناشائستہ سے دمبدم غصہ و غم کھاینگے جب گناہ سے پاک ہو جائیں بہشت میں جگہ پائیں اب
تھوڑا سا بطریق مختصر یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ دوزخ کیا چیز ہے واضح ہو کہ دوزخ تمام

ظلمت و تیرگی ہے اور جو کچھ دوزخ میں ہے یہانتک کہ شعلۂ آتش وہ بھی سیاہ و تاریک ہے
اور مکان دوزخ طبقۂ ہفتم زمین میں ہے آتش دوزخ کی تونے خبر سنی ہے ایک جز ستر مرتبہ
پانی سے دہوکر دنیا میں لائی کہ سب اوس سے نفع اٹھائیں دنیا کی تمام آگ اوس سے ہے اگر
قبل دہونیکے لائے تو کوئی اوسکو بجھا نہیں سکتا تھا جب روز قیامت اوس جزکو پھر لیجاکر
جہنم میں ملادیں گے تو شدت حرارت دوزخ سے وہ جز ایسی فریاد کریگا کہ کوئی فرشتۂ مقرب و
پیغمبر مرسل باقی نہ رہیگا کہ خوف سے زانو کے بل گر نہ پڑے کہ کتاب اصول خمسہ میں لکھنؤ ۹۰ھ لکھا ہوا ہے
کہ دوسری حدیث میں ہی کہ جب خدا نے آدم کو دنیا میں بھیجا تو جبریل کو حکم ہوا کہ مالک دوزخ سے
تھوڑی سی آگ لیکر آدم کو آکر اوسے وہ کھانا پکائے جبریل نے آدم کے واسطے مالک سے آگ
مانگی مالک نے کہا کس قدر آگ درکار ہے جواب دیا بقدر مورچہ مالک نے کہا کہ اگر بقدر مورچہ آگ
دنیا میں جائیگی تو آسمان سے ایک قطرہ پانی نہ برسیگا اور زمین سے ایک گھاس نہ جمیگی جبریل نے
درگاہ خدا میں عرض کیا کہ اے خدا کسقدر آگ ہم مالک سے لیں حکم ہوا بقدر ذرہ لیں بقدر ذرہ
آگ لیکر ستر مرتبہ ستر نہر سے دہوکر دنیا میں لائے اور ایک کوہ بلند کی چوٹی پر اوسے رکھا وہ پہاڑ
بالکل پگل گیا اور آگ پھر جہنم میں چلی گئی حرارت اوس کی وہ پتھروں میں رہی یہ آگ دنیا
کی اوسی حرارت سنگ سے پیدا ہوئی اور دوزخ میں ایک درخت ہے جسکا نام زقوم ہے پھل اوس
کا طعام میوہ و طعام آثمین ہے ذائقہ میں صبر سے زیادہ تلخ ہے جب اہل دوزخ بھوک سے فریاد
کرینگے اوس درخت کا پھل اونکو دیا جائیگا اگر بقدر یکذرہ کے اوس پھل سے دنیا کی پہاڑوں
پر گرے زمین ہفتم تک وہ پہاڑ پگل جائے اور ایک چاہ دوزخ میں ہے جو پانی گرم سے لبریز
ہے نہایت گرمی سے نام اوس کا حمیم رکھا گیا ہے اور دوسرا چاہ ہے جو چرک و خون بدن اہل
دوزخ سے اور زانیوں کی فرج کی کثافت سے بھرا ہوا ہے نام اوس کا غسلین ہے اگر ایک
قطرہ اوس کا دنیا کے پہاڑوں پر ٹپکے سب پہاڑ زمین ہفتم تک پگل جائیں جس وقت اہل
دوزخ پیاسے ہوتے ہیں اور شدت سے پیاس کی جانیں اونکی لبوں پر آتی ہیں اوسے حمیم غسلین
سے [illegible] دیتے ہیں جب منھ تک لیجاتے ہیں اوسکی حرارت سے گوشت ولب سب

تمام موئے کا گرپڑا ہے نہایت گرسنگی و تشنگی میں جب زقوم و حمیم و غسلین سے کہاتے پیتے ہیں +
سفرۃ الحال شکم اون کا مثل دیگ کے جوش کہاتا ہے اگر ایک قطرہ اوس سے دنیا میں لائیں اوسکی
بدبو سے تمام اہل دنیا ہلاک ہو جائیں اور اگر کسی شخص کو دوزخ سے نکال کر دنیا میں زمین اوپر
کے دیکہنے سے تمام اہل دنیا مر جائیں دوزخ میں کئی ہزار قسم کا عذاب ہے کہ ایک عذاب دوسرے
عذاب سے زیادہ سخت ہے لباس کہ اہل دوزخ کا آگ سے ہوگا انکے سوا دوسرے عذاب بہی.
یہانتک کہ جس میں وہ سب اہل جہنم کے ہزار برس اوس عذاب تازہ سے معذب کئے جائینگے چنانچہ
رسالہ اصول خمسہ میں مرقوم ہے کہ من جملہ عذاب ہائے جہنم کے یہ ایک عذاب ہے کہ جہنم میں کئی ہزار
دریا ہیں کہ جن میں پگلا ہوا تانبا جاری ہے چند سال اونہیں دریاؤنیں اہل جہنم کو ڈالدیں کہ
اوسمیں تیریں اور غرق ہوں اور کئی ہزار کنوئیں ہیں کہ جو عقرب و مار و دیگر جانوران گزندہ سے
بہرے ہوئے ہیں اور ہر جانوروں کا جسم دنیا کے پہاڑوں سے بڑا ہے ستر ہزار ہاتھ کی اون کی
درازی ہے اور دندان و نیش میں اونکی بقدر ایک دریا کے زہر بہرا ہوا ہے اور سب آگ سے
پیدا کئے گئے ہیں اگر بقدر نوک سوزن کے اوس زہر سے دنیا میں لائیں ہر جاندار ہلاک ہو جائے
اور جس پہاڑ پر وہ زہر ٹپکے پگل جائے ایک ایک شخص پر کئی ہزار گزندی مسلط ہونگے اور ہر گزندی جدا
جدا لاکہ ہزار برس تک اوسے لپٹے رہینگے اور کاٹینگے اور ہر شخص کے بدن پر ستر ہزار اعذا
پہنائیگا کہ گندگی ہر پوست کے چالیس ہاتھ کے ہوگی اور درمیان ہر پوست کے عقرب و مار.
اور بہت سے دوسرے گزندے کہ ہر ایک سر کوہ بزرگ سی ہزار گز ہونگے اور سب آگ سے ہونگے
اور ہر شخص کی گردن اور پاؤں اور ہاتھ اور ہر عضو پر زنجیر آتش کے ڈالی جائے ہر زنجیر ستر ہاتھ
کی ہو ہر .. اور ہر ہاتھ میں بعدد قطرہ ہائے باران حلقہ ہو کہ اگر ایک حلقہ اوس کا دنیا
کے پہاڑوں پر رکہ دیں زمین ہفتم تک پگل جائے اور ہر شخص کو شتر پیرہن قطران کا پہنایا
جائے اور ہر شخص کے سر پر ایک کلاہ آتش کی رکہی جائے کہ طول اوس کلاہ کا ساٹہہ ہاتھ
کا ہووے اور تین سو ساٹہہ سوراخ ہر شخص کے سر میں کر دیا جائے کہ دہوال و شعلہ آتش کر نکلے

وبدن میں ہے اوس سوراخ سے باہر نکلے اور دماغ بالکل نکل جائے اور وحشی پر اہل دوزخ کے اوس کے چرک سے بہت تشویش جاری ہو ہر شخص اتنا پئے کہ پوست اوس کے بدن کا تمام جل جاوے پھر خدا دوسرا پوست تازہ پیدا کرے ہمیشہ ایسے عذاب میں رہیں ہر چند آرزوئے مرگ کریں کہ عذاب سے خلاصی پائیں مگر نصیب نہ ہو کیونکہ خدا تعالی نے بعد قیامت مرگ کو ہر طرف کو دیا ہے اہل بہشت و دوزخ کسی کو موت نہ ہوگی اہل دوزخ وشیطان سے نزاع و جدال بہت ہوئے دوزخی شیطان پر اعتراض کریں کہ تو نے ہم کو بہکا کر عذاب میں گرفتار کیا اب یہ عذاب ہم سے دور کرو مرزد جواب کرے مجھے کیوں ملامت کرتے ہو کیونکہ میں نے زیادہ اس سے نہیں کیا کہ تم کو طرف باطل کے بلایا مگر تم خوب جانتے ہو کہ ہم تمہارے دوست نہیں تھے دشمن تھے تمہاری بہتری ہم نہیں چاہتے تھے اس حالت میں تم کو لازم تھا کہ میری اطاعت نہ کرتے میں تم سے آج کے دن بیزار ہوں مجھ سے کوئی کام تمہارا نہیں نکل سکتا ہے میں خود عذاب میں تمہارا شریک ہوں اسی طرح جو کوئی دنیا میں کسی کی گمراہی یا فسق و فجور کا سبب ہوا ہو ان کے درمیان میں بھی اسی قسم کی باتیں ہوئیں آخر سب معذب رہیں اور جملہ عذابہائے جہنم سے ایک یہ عذاب بھی ہے کہ ملائکہ گرز آتشیں دوزخیوں کے سر پر ماریں کہ ستر ہزار برس کی راہ نیچے چلی جائیں یہاں تک کہ چشمہ حمیم تک پہنچیں اور گرمی اوسکی نہایت زیادہ ہے جس دن سے دوزخ کو پیدا کیا ہے اوسی دن سے ہمیشہ اوس کے پانی کو آگ میں جوش دیتے ہیں جب اوس چشمہ پر پہنچیں ملائکہ کہیں کہ اس پانی کو نوش کرو وہ سب قصد کریں کہ بھاگ جاویں تو پھیریں پھر فرشتے اونہیں گرز ونکو اون کے سر پر ماریں اور کہیں کہ اسے اشقیاء پانی کو پیو اور عذاب کا مزہ چکھو یہہ اون کاموں کی جزا ہے جو دنیا میں کرتے ہو پھر اس کے پیالہ دیں کہ آگ سے دوزخ کے سرخ کیا گیا ہو اوسمیں آب حمیم بھر کر ہر شخص کو دیں پھر جب اس کو لب تک پیالوں کو لیجاویں لب اور گوشت مونہہ کا جل جائے اور گر پڑے جب اوس پانی کو پئیں تمام دل و جگر و معدہ و امعا و پوست کو جوش کر دیگی پھر اوس گرز کو

اون کے سوہ مار ہیں کہ پچہر ستر ہزار برس کے راہ نیچے چلے جائیں اور درخت زقوم تک پہنچیں
گروہ قعر جہنم سے اگا ہے بلندی اسکی ستر ہزار برس کی راہ ہے ملائکہ کہیں گے کہ اے
اشقیا اس درخت پر چڑہو اور اوس کے میوونکو کہاؤ جس وقت چاہیں کہ درخت
پر چڑہیں پہسل کر گر پڑیں پہر قصد کریں اور گریں ستر ہزار برس اسی عذاب میں رہیں
اور مانند اسی کے بہت سے عذاب عجیب ہوتے رہیں اور یہہ سب عذاب قبل پہنچنے
آتش دوزخ کے ہوے جب کئی ہزار برس یہ عذابوں کو اوٹہالیں آتش دوزخ تک
پہنچیں اور عذاب آتش دوزخ کا اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بیان ہوسکے دوزخ میں
سات طبقہ ہیں ایک پر ایک طبقہ ہے ہر طبقہ پائیں کا طبقہ بالا سے بڑا ہوا ہے چنانچہ طبقہ
پائین کہ عذاب اون کا سب سے سخت زیادہ ہے مخصوص کافران و مشرکان و منافقان
و اتباع و اولیا اور اون کے اعوان کے لئے ہے اور طبقہ بالا کہ عذاب اوس کا کم ہے
گناہگاران امت محمدؐ کی جگہہ ہے واضح ہو کہ اس جگہہ پر معترض بہ اغراض کہہ سکتا ہے
کہ امت محمدی میں سنی اور ناصبی و خارجی و وہابی و معتزلی و اشعری و غیرہ وغیرہ جس قدر
فرقہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں اور ایسی طرح مذہب امامیہ میں زیدیہ و
و اسمعیلیہ و کیسانیہ و واقفیہ و غیرہ وغیرہ زمرہ مسلمان میں شامل ہیں کیونکہ یہہ سب فرقے
لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے قایل ہیں اور جماعت اہل اسلام میں داخل
ہیں پس کیا وجہ ہے کہ یہہ سب فرقے امت محمدی میں شمار نہ کیے گئے اور جا سے سنیان
و خارجیان و کافران وغیرہ کے طبقہ پائین جہنم میں قرار دیگئی اور طبقہ اول جہنم جسکا
عذاب سب طبقہ پائیں سے کم ہے گناہگار امت محمدی کے لیے مخصوص کیا گیا پس یہہ
گناہگار کون ہیں جواب اسکا بطور اختصار یہ ہے کہ گویہ سب فرقے کلمہ توحید و رسالت
کے مقر ہیں اور لفظا مراتبے اہل اسلام ہونے کے مفہم ہیں لیکن جو شرط تکمیل اسلام کی ہے
اوس سے معرہ ہیں اور مراحل قرب ہدایت سے کوسوں بعید ہیں اسکی کیفیت کتب

مطولہ میں مفصلاً و مشروحاً تحریر ہے اگر بتفصیل لکھا جائے تو کمال طوالت تسطیر ہو صرف ایک
آیت کلام پاک پر خاتمہ جواب کرتا ہوں جناب باری ارشاد فرماتا ہے کہ یا ایہا الذین
امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الخ وہ سب فرقے
بجملہ زمرۂ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول میں صرف باقرار لسانی سے شمار کئے جاتے ہیں اقرار
وجدانی جس سے راہ راست نصیب ہو صفت عنقا رکھتا ہے کیونکہ شرط خوشنودی
خدا و رسول اطاعت اولی الامر ہے اور اولی الامر اہل بیت رسالت ہیں جس سے ایمہ
اہلبیت اثناعشر مقصود ہیں اور وہ سب قابل امامت ایمہ اثناعشر نہیں سمجھتے بلکہ دشمن
و قاتل اون کے تھے شرح عقاید نفسی میں مرقوم ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ
فقد مات میتۃ جاھلیۃ اور ظاہر ہے کہ تا دم مرگ اونہوں نے امام زمانہ کو نہیں پہچانا پس
جاہلیت کی موت مرے* اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ نے ارشاد کیا ہے کہ الناس
اما اثناعشری واما کافر ولہٰذا کل فرقہ باستثنائے فرقہ اثناعشریہ کافر ہے اسی وجہ سے
اون کی جگہ طبقہ پائیں جہنم میں قرار دیگی اور گناہگاراں امت محمدی سے وہ لوگ مراد ہیں
جو قائل وحدانیت خدا و نبوت رسولؐ و امامت ایمہ ہدیٰؑ ہے اور بسبب ارتکاب معصیت
خدا داخل جہنم ہوئے ہیں اور بعد زوال گناہ پھر بہشت میں جائیں گے رسالہ اصول خمسہ مذکور میں
بذکر شفاعت گناہگاران امت محمدیہ صفحہ ۹۳ سے صفحہ ۹۴ تک اس طرح پر مذکور ہے کہ
بعد اس کے جب سب اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں جگہ دینگے
دلینگے اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر برقرار کرے سے یہ گروہ گناہگاروں کا کہ گناہ ان کا
اون کا بسبب عذابوں سے پاک نہیں ہوا اور کسی تیر نے معالجہ اوس کا نہیں کیا جو اے محشریں
پہچانیں ملائکہ عذاب مردوں کی ڈاڑہی۔ اور عورتوں کے سر کے بال پکڑ کر کھینچے ہوئے دوزخ
کی طرف لے جائیں اور وہ سب فریاد و نالہ کریں بوڑھے کہیں کہ ہمارے بوڑھاپے اور
ضعف و ناتوانی پر مقام افسوس ہے جوان کا کلام ہو کہ حیف و صد حیف یہ جوانی اور شکل

خوب ہماری مجوز نہیں کہیں کہ واسطے یہ فضیحت و رسوائی ہماری غرض کہ ایسے حال سے اون
کو لیجا کر مالک دوزخ کے پاس پہونچائیں مالک استفسار کرے کہ یہہ کیسے آدمی ہیں کہ اشقیا
میں سے ایسا کوئی نہیں دیکھا گیا نہ مونہہ ان کا سیاہ ہے اور نہ زنجیر و طوق ان کی گردن
اور ہاتھ و پاؤں میں ہے بلکہ جواب دیں کہ ہم کو حکم ہوا کہ ہم اون کو جہنم میں پہونچائیں اور
کچھہ خبر نہیں رکھتے پھر مالک اون گناہگاروں سے پوچھے کہ ای جماعت اشقیا تم کون ہو
یہہ سب کمال خوف و ہیبت سے نام نامی جناب رسالتمآب کو بھول جائیں جب مالک
دوسری مرتبہ پوچھے تو جواب دیں کہ ہم اوس جماعت سے ہیں کہ قرآن ہم پر نازل ہوا اور رمضان
میں ہم روزے رکھتے تھے مالک کہے کہ قرآن سوا پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ کے کسی دوسرے پر نازل نہیں ہوا ہے
وہ سب اوسوقت کہیں کہ ہاں ہم امت محمد میں مالک اون سے کہے کہ اگر تم حضرت رسالت کی امت
تھے اور اہل قرآن تھے تو کیا قرآن میں کوئی ایسی خبر نہیں تھی کہ تم گناہ سے محفوظ رہتے اور دوزخ
کے سزاوار نہ ہوتے بعد اس کے وہ کنارہ دوزخ ہو کھڑے ہوں اور مالک سے کہیں کہ ہم کو اتنی
مہلت دے کہ ہم اپنے حال پر روئیں مالک جواب دے جسقدر چاہو گریہ و زاری کرلو پس وہ اس قدر
گریہ و زاری کریں کہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہے پھر آنسو کے عوض خون کہ آنکھوں سے نکلے جب وہ
بھی باقی نہ رہے خون آنکھوں سے بہے یہانتک کہ خون بھی تمام ہو جائے مالک اون سے کہے
کہ کاش اسی طرح دنیا میں خوف خدا سے روتے تا کہ آج آگ سے پناہ پاتے بعد اس کے مالک
خادمان جہنم سے کہے کہ اون کو آگ میں ڈال دو سب بیکمرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں تاکہ آگ
اون سے بھاگ جائے مالک کہے ای آگ انکو لے وہ جواب دے کہ ہم کیونکر ان پر غالب ہوں
یہہ سب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مالک کہے حکم خدا ہو طرح پر ہے پس آگ اون کو گھیرے بعضوں
کو سر سے پاؤں تک بعضوں کو زانوں تک بعضوں کو سینہ تک بعضوں کو گلے تک جب آگ قصد
کرے کہ اون کے مونہہ کو جلائے مالک آگ سے کہے کہ ان کے مونہہ کو تو نہ جلا کہ مدت تک سجدہ
خدا کا کرتے رہے ہیں اور اون کے دل بھی نہ جلا کہ ماہ رمضان میں پیاس کی تکلیف اٹھائی

ہوئے ہیں بس وہ ایسی حالت میں مقیم دوزخ میں اوس وقت تک کہ حکم خدا تعالیٰ کو پہنچے اور
اوسکی مشیت میں ہو کہ اب اس قید سے اون کو نجات دے مالک کو حکم پہنچے کہ طبقہ دوسیانی
دوزخ کے دروازوں کو کھولدے تا مومنان و کافران وشیعان وسنیان ایک دوسرے کو
دیکھیں کافر ومومن شیعہ وسنی ایکدیں پر ایک کو دیکھیں اور پہچانیں کافر اور سنی برائے طعنہ مومن
وشیعہ سے کہیں کہ وہ سب عبادت و طاعت کہ تم نے کیں اور محبت و پیروی میں بارہ اماموں کے
جان و دل سے مصروف رہے وہ سب اعمال تمہارے کس کام آئے اور کیا زیادتی تم لوگوں کو
ہم پر ہے جس طرح ہم عذاب میں گرفتار ہیں اوسی طرح تم بھی پابند عذاب ہو اور مثل ہماری
مبتلائے عقاب ہو پس سب مومنین معذب جواب دیں کہ تم سب جھوٹ کہتے ہو ہم سب
بسبب اون بد کاموں کی مانند تمہارے کاموں کے تھے دوزخ میں داخل ہوئے ہیں اور امیدوار ہیں
کہ بعد اس کے خدا اپنی رحمت سے بوسیلہ محبت ائمہ ہدا اور بذریعہ اونکے پیروی و اطاعت کی ہم کو
عذاب سے نجات عطا فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں اور اون کے ہمسایہ میں جگہ دے یہ
جواب دیکر شیعان و مومنان متوجہ مناجات و استغاثہ کے درگاہ خدا میں ہوں اور عرض
یا ارحم الرحمین یا حنان یا منان جو کچھ ہم پر عذاب و عقاب بسبب بد افعال ناشائستہ
کے ہوا ہے وہ سب درست و بجا ہے اور عین انصاف و عدالت ہے مگر شماتت دشمنان قلب
مجروح کرنے کم از نشتر نہیں ہے ہم تیری رحمت اور بحقیقت محمد و آل محمد کا واسطہ دیتے ہیں ہم
سب پر رحم کر پس دریائے رحمت ایزدی جوش میں آئے اور جبرئیل کو حکم پہنچے کہ جا کر عاصیان
امت محمدی کا حال دریافت کر کس حالت میں ہیں جبرئیل مالک کے پاس آئیں مالک دریائے
جہنم کے کرسی عزت پر بیٹھا ہو جب جبرئیل کو دیکھے واسطے تعظیم کے اوٹھے اور پوچھے کس کام کے
واسطے آنا ہوا ہے جواب دیں کہ ہم عاصیان امت محمدی کا حال دریافت کرنے کو آئے ہیں
بتلاؤ اون کا کیا حال ہے مالک کہے بد حالی اور تنگی میں جگہ کے بسر کرنے میں آگئے تمام ہونگے
بدنوں کو سوا دل اور مونہہ کے جلا دیا ہے جبرئیل کہیں کہ دروازہ جہنم کا کھولدو ہم بھی دیکھیں

مالک خدام دوزخ کو حکم دے کہ ہوئے دوزخ سے طبق اٹھالیں برکت جبرائیل سے آگ سرد ہو جائے
شیعوں کو مومنوں کو دیکھیں کہ آگ سے بالکل شکل کوئلہ کے سیاہ ہو گئے ہیں جب جبریل کو وہ دیکھیں
آپس میں کہیں کہ یہ شخص اس صورت و جمال کے ساتھ کوئی فرشتہ مقرب ہے اور اون سے وہ سبب
پوچھیں تم کون ہو کہ خدا نے تمہاری برکت سے ہمارے عذاب میں تخفیف کیا جبریل انہیں جواب دیں
کہ ہم تمہارے پیغمبر کے بھائی ہیں ہم وحی خدا اون کے پاس لے جاتے تھے جب نام حضرت کا سنیں یہ
سب ایکبار فریاد کریں کہ اے جبریل ہمارا سلام اون کے حضرت میں پہونچاؤ اور ہماری طرف
سے عرض کرو کہ ہمارے گناہوں نے ہم لوگوں کو آپ کی خدمت میں دور کر دیا اور شرف
زیارت سے ہم محروم ہو گئے ہم اب پھر رحمت و شفقت کر کے خدا سے شفاعت فرمائی یہ کہہ
کر اوس قدر [illegible] سنکر جبریل وہاں سے پھریں پھر آگ ہر طرف سے اون کو گھیر لے اور وہ سب
درگاہ رحمت و مغفرت خدا میں تضرع و زاری کریں جب جبریل اپنے مقام پر پہونچیں اور
خدمت جناب رب العزت میں ایستادہ ہوں حکم خدا ہو کہ جا کر میرے حبیب کو اونکی امت کا
پیغام پہونچا دے جبرائیل حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر روتے ہوئے سلام کریں
آپ ارشاد کریں کہ اے جبریل باعث گریہ و زاری کا مقام نہیں ہے کیا سبب ہے تمہارے اشکبار
و نوحہ بیقراری کا ہے عرض کریں کہ ہم کیونکر نہ روئیں ایک گروہ آپکی امت کا دوزخ میں گرفتار
عذاب ہے میرے دل کمال بے تاب ہے یہ سنکر حضرت بھی گریاں ہوں امت عاصی کے لئے پریشان
ہوں اور جبریل سے فرمائیں کہ اے جبریل تم نے ہماری عیش و عشرت کو منغص کر دیا لذتوں کو ہمارے
بے مزہ کر کے رنج سے سینہ کو بھر دیا کیونکہ ہم اون کی مفارقت پر صبر کر سکتے ہیں اور کس طرح قلب
محزون پر گوارا یہ جبر کر سکتے ہیں مدت تک اونکی ہدایت کے واسطے ہم نے تکلیفیں اٹھائیں
اور کیسی کیسی اذیتیں پائیں جب وقت رحلت و آرام آیا اون پابند بلا دیکھتے ہیں اسیر
زندان عذاب خدا دیکھتے ہیں یہ فرما کر جناب رسالتمآب مع اہل بیت اطہار متوجہ درگاہ
خدا ہوں اور گروہ انبیا و اولیا بھی ہمراہ با الفزع دکہا ہوں جب مقام میکائیل تک پہونچیں

وہ عرض کریں کہ اے سید عالم کہاں آپ تشریف لے جاتے ہیں اس مقام سے کوئی آگے نہیں جا سکتا ندا جانب خدا سے آئی کہ ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دل میں نلاؤ آپ وہاں سے روانہ ہو کر مقام اسرافیل تک پہنچیں وہ بھی مثل میکائیل کے کلام کرے اور جگہہ سے آگے جانے سے مخالفت کا اتمام کرے اور درگاہ خدا سے بدستور سابق ندا آئی جب حضرت قائمہ عرش تک پہنچیں روتے ہوئے سجدہ میں جائیں جناب باری کی طرف سے صدا آئی کہ ای حبیب رکوع و سجود کا یہ دن نہیں ہے بلکہ یوم شفاعت وعذر خواہی مومنین و مذنبین ہے سر اٹھاؤ جو کچھ مطلوب ہو معرض بیان میں لاؤ جس کی شفاعت کرنا مقصود ہے بیان کرو جو دل میں پوشیدہ ہے اوسکا اعلان کرو مدعا تمہارا حصول ہے سب خواہش تمہاری مقبول ہے آپ سر اٹھا کر عرض فرمائیں گے کہ اے کریم تو نے کبھی خلاف وعدہ نہیں کیا مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اوسے پورا کر دے اور میری شفاعت مقبول فرما کے میری امت عاصی کو مجھے بخشدے جناب اقدس الٰہی سے خطاب ہوگا کہ جائیے جو شخص لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ کہتا ہو اوسے آگ سے باہر نکال لیں آپ جہنم کی طرف متوجہ ہونگے تب مالک حضرت کو دیکھیں گے واسطے تعظیم کے اوٹھیں گے آپ ارشاد کریں گے کہ دروازہ جہنم کا کھولدے بمجرد اٹھانے طبق کے آتش جہنم اسقدر سرد ہو جائیگا کہ اہل جہنم کو سردی ہو سر اوٹھائیں تو حضرت کو دیکھیں باہم گفتگو کریں کہ یہ جبرئیل امین ہیں جبرئیل سے بھی اہل استفسار کریں کہ آپ کون ہیں کہ آپ کی برکت سے خدا نے ہم پر احسان کیا اور عذاب کو اٹھالیا آپ ارشاد فرمائیں کہ ہم محمد رسول خدا ہیں خدا کی قسم عذاب تم لوگوں پر جو ہوتا تھا بہت گراں تھا وہ سب ہی شکوہ عذاب کا حضرت سے کریں پس اون کو دوزخ سے باہر نکالیں مثل کوئلہ کے جل کر سیاہ ہو گئے ہوں بعد اس کے مالک اوس طبق کو کافروں اور سنیوں سے چھپا دیگا جب وہ مشاہدہ کریں کہ مومنین دوزخ سے باہر گئے او سوقت تاسف کر کے بصد آرزو یہ کلام کریں کہ کاش ہم بھی مسلمان و شیعہ ہوتے تو اونکی طرح ہم بھی نجات پاتے جب حضرت مومنوں کو نکال کر

همراہ اپنے در دروازہ بہشت تک لائیں چشمہ جات میں اونہیں نہلائیں کہ نفس سب جوان تر و تازہ
و خوش و خوشحال ہو جائیں آنکھونمیں سرمہ لگا ہو مونہہ سب کا مانند ماہتاب ان کے درخشان
ہو مگر پیشانی پر لکھا ہو کہ یہ سب اہل جہنم آزاد کردہ خدا ہیں مومنین و اہل بہشت اونکو دیکھکر
آپسمیں باشارہ و کنایہ کہیں کہ یہ سب جماعت گنہگار رنگی ہی یہ بات اون مومنوں کے دل پر
گراں گذرے جناب رسول خدا سے شکایت کریں پھر وہ چشمہ کوثر میں نہلائے جائینگے جب نہاکر
چشمہ کوثر سے باہر نکلیں کوئی نشان دوزخ اونہیں باقی نہ رہے بعد اس کے مثل سب مومنوں
کے قصور و خانہائے بہشت و باغہائے بہشت میں بقدر مرتبہ و عمل نعمت و ثواب اور جائے
اقیام اون کو عطا کریں احوال بہشت بھی بطور اختصار تحریر ہوتا ہے جس کا ذکر مومنوں کے
دل سے غم والم کھوتا ہے مذکور اوصاف دوزخ و عذاب سے قلوب مومنین خائف و ترساں ہوا ہے
ہوش و حواس شدت جزع و فزع سے کھو رہے ہیں اگر فی الجملہ اوصاف خلد مذکور نہوں
عجب بلکہ یقیناً ذکر بہشت و نعمائے بہشت سے دہ سرور ہوں مروی ہی کہ دروازہ بہشت
پر ایک درخت ہی کہ جس کے ایک پتی کے سایہ میں ہزار آدمی بیٹھ سکیں داہنی طرف اوس
درخت کے ایک چشمہ پاک و پاکیزہ ہی کہ جو کوئی ایک ساغر اوس سے نوش کرے باطن و ظاہر میں
غیبت و عیب ہو اوس سے پاک ہو جائے بائیں طرف اوس درخت کے چشمہ حیوان ہی جو کوئی اوس
میں غسل کرے حیات ابدی پائے پھر بعد اوس کے ہرگز نہ مرے اور بہشت اسقدر وسیع و بزرگ
ہے کہ ہر گوشہ اوس کا ستر ہزار مرتبہ تمام زمین و آسمان سے بزرگتر ہے اگر بہشت کے درختوں کی
ایک پتی دنیا میں لائیں سب دنیا اوس کے سایہ میں چھپ جائے بہشت کی دیواریں
بعضے ایک ٹکڑہ یاقوت سرخ سے اور بعضے ایک ٹکڑہ یاقوت سفید سے و بعضے یاقوت زرد سے اور
بعضے زمرد سبز سے اور بعضے لعل عزیز جد سے اور بعضے طلا و نقرہ سے اور اسی طرح بہشت کے
دروازے بھی اور وسعت دروازہای بہشت دروازہ ہائے بہشت کی اس قدر ہی کہ بعضے
دروازہ کی وسعت بقدر پانچ سو برس راہ کے ہے اور بعضے ہزار برس راہ [illegible]